[illegible]

[illegible]

فروات کند [illegible]

تھا۔ دوسری طرف ہماری پریشانیان اور الجھنین الغرض جس طرف خیال جاتا تھا ایک مصیبت ہی نظر آتی تھی۔ اس کے علاوہ اور حیثیتون سے پوچھیے تو ناشکری نہ کرنا چاہیے ہم برے نہین رہے۔ ہمارے مضامین بھی اچھے رہے اور وہ ناول جو دلگداز کے ساتھ شایع ہوا وہ بھی بہت اچھا رہا۔ ملک نے جس گرمجوشی سے اُس ناول کی قدر افزائی کی شاید اور کسی کتاب کی نہ کی ہو۔

اب رہا یہ کہ آیندہ سال کی نسبت ہماری امیدین کیسی ہین۔ ہم بہت خوشدلی کے ساتھ پیشین گوئی کرتے ہین کہ دلگداز ۱۸۹۹ء مین بہت اچھا نکلے گا۔ تجربہ اور نقصانات دیکھ کے خود اپنا پریس جاری کر لیا گیا۔ دلگداز پریس ۱۸۹۹ء سے جاری ہوا ہے یہ پریس غالباً ملک مین تصانیف کے عمدہ ... کا جو صرف چھپائی ہی کی حیثیت سے نہین مضامین اور مطالب کے اعتبار سے بھی ہر دلعزیز اور مطبوع عام ہو۔ ہمارے بعض دوستون کو بھی اپنا کام اور اپنی عمدہ تصانیف طبع کرانے کی تکلیف ہوتی تھی اب ہمارے خیال مین اُن کو آسانی ہو جائیگی۔ دلگداز پریس حتی الامکان سرگرم رہے گا کہ چھپائی اور عمدگی مین بہت کوشش کرے ... دلگداز کے پرچے ہی مین آیندہ خدا نے چاہا تو اور کتابین بھی پیش ہونگی۔

جو ناول ۱۸۹۸ء مین شایع ہوا احمدی اسلام کا جوش دلانے کے لئے اُس سے عمدہ کوئی ذریعہ نہین ہو سکتا۔ ہمارے قدر افزا اور دلگداز کے قدردان گواہ ہین کہ اسکا ہر جملہ غیرت اسلامی کو جوش مین لاتا تھا۔ اور یقین ہے کہ وہ حضرات جنھون نے غور سے اور شوق سے اس ناول کو اول سے آخر تک ملاحظہ فرمایا ہوگا اُن کے دلون مین قومی خون جوش مار رہا ہوگا اور وہ ترقی پر تلے بیٹھے ہونگے۔ ۱۸۹۹ء مین ہم دوسرا ناول پیش کرتے ہین۔ یہ ناول اگرچہ اُن اصول پر نہین شروع کیا گیا ہے جن اصول پر ملک العزیز اور ورجینا والا ناول لکھا گیا تھا۔ یہ ایک اور ضروری اور واجبی اصول پر شروع کیا گیا ہے مگر ہم یقین دلاتے ہین کہ یہ ناول بھی ممکن نہین کہ کسی بات مین پہلے سے کم ہو۔ اس مین ناظرین کی دلچسپی بدرجہا بڑھی رہے گی۔ یہ طبایع کو غالباً اُس گذشتہ ناول سے زیادہ اپنی خوبیون کی طرف متوجہ کرلے گا۔ لیکن ابھی تک یہ صرف ہمارا دعوے ہے۔ ہم اپنی کامیابی پر اُس روز خوش ہونگے جس روز یہ ناول پورا ہوگا اور پبلک کا جوش ہمین بتائے گا کہ قومی خدمت جس کا بیڑا ہم نے اوٹھایا ہے اُس کو ہم نے جانکاہی اور کامیابی کے ساتھ ادا کیا۔

ب رہا اصل دلگداز - اس کی نسبت افسوس کہ ابھی تک ہم پبلک کے عام
مین کر سکے - سنہ ۱۹۱ء مین دلگداز نے اپنے صفحون پر دو قسم کے مضمون شایع
خیالی او رعاشقانہ مضامین - خط وکتابت کے صیغہ سے ہمین ایک انجمن میں
بعض حضرات تاریخی مضامین کے اس درجہ مشتاق ہین کہ اُن کی تاکید ہے
سی رنگ پر کر دیا جاے او رصرف تاریخی مضامین شایع کیے جائین - اگرچہ
سلیے ہمین کسی قدر محنت کرنا پڑیگی مگر چونکہ اپنی قوم کے ساتھ ہمین ہمدردی ہے
ہی نہین بخوشی کے ساتھ اس قسم کی محنت کو اپنے سر لیتے ہین اگر ہمارے کل
پسند کرین - لیکن یہان یہ خرابی ہے کہ جب تاریخی حصہ بڑھجاتا ہے تو چار
اب خیالی عاشقانہ مضامین کیون چھوڑ دیے گئے - او رخیالی مضامین زیادہ
بعض احباب لکھ بھیجتے ہین کہ تاریخ سے کیون کنارہ کیا گیا - اس سال ہم
ین رہے کہ کیا کرین - آخر اپنے طور پر خود یہ فیصلا کر لیا ہے کہ دونون

یے جائینگے -

س مین کوئی شک نہین کہ دلگداز اپنی قوم کے ساتھ جس قدر احسان کر رہا
یادہ یہ ملکی زبان اردو کے لیے مفید ہے - اردو زبان ابھی چار روز کا ذکر
صنیف کے کام آنا تو بہت اعلےٰ مرتبہ ہے خانہ داری کے معاملات مین بھی
ں - تمام خط وکتابت اور حساب وکتاب فارسی زبان مین تھا - لیکن تھوڑے
ے انقلابات مین ایسا ہوگیا کہ عمدہ فارسی لکھنے والے تجسس سے بھی نہین ملتے -
ل ونہار ہے تو فارسی زبان عنقریب ہندوستان سے رخصت ہوا چاہتی
ضاف یہ ہے کہ فارسی نے ہندوستان مین جس زبان کو اپنا جانشین
ہ بالکل اُسی کے رنگ پر اور اُسی کی پیدا کی ہوئی ہے - اردو کی زیادہ خوش
ویا قدیم زبان سنسکرت کی زمین پر اُس کا خمیر اُٹھایا گیا اور ایشیا کی عام پسند
لفاظ اُسمین بطور ضامن کے شامل کیے گئے - اور زیادہ خوبی یہ ہے کہ فارسی
ں تازہ زبان کا ہاتھ عربی کے علمی ذخیرون تک پہونچ گیا - اور بالفعل از
یون اور جدتون سے فائدہ اُٹھا رہی ہے - اگر غور سے دیکھیے تو اردو کے
میابی کا زمانہ ہے کہ ملک مین ہر طرف تالیف وتدوین کا سلسلہ پڑ گیا اور بڑے

علما و فضلا اور اذکیاے عصر اپنے بیش بہا خیالات کو اردو ہی کے ذریعہ سے ظاہر کرتے جاتے ہین۔

ان پچھلے چند برسون مین جو تصانیف ملک کے سامنے پیش کی گئین وہ نہایت قیمتی تہین اور حقیقتًہ صرف اسوجہ سے کہ بیسوین صدی مین اردو کا پایہ بہت بلند ہو گیا۔ ہمارے تازہ مصنفون کے عہد مین خدا برکت دے اردو مین خواہ باعتبار علوم اور خواہ باعتبار لٹریچر کے نہایت اعلے درجہ کا قیمتی ذخیرہ جمع کیے جاتے ہین۔ ہمارے اکثر دوستون کا خیال ہے کہ اردو لٹریچر کو دلگداز سے بہت کچھہ مدد ملی اور ملتی جاتی ہے۔ خدا کرے ایسا ہی ہو۔ دلگداز کی اشاعت کی اصلی غرض یہی ہے۔

اس موقع پر ہم صرف اسی قدر کہنے کے بعد سکوت کرتے ہین کہ اگر یہ صحیح ہے کہ اردو لٹریچر کو دلگداز سے مدد ملی تو یقینًا آیندہ بہ نسبت سابق زیادہ ملے گی کیونکہ ہم اب پہلے سے زیادہ ملکی خدمت پر آمادہ ہین۔ آیندہ سال کے مشکل کاروبار کا خیال کر کے کوئی پریشان ہوتا ہوگا مگر ہم مطمئن اور خوش ہین کہ آیندہ بھی کامیابی اور جانفشانی کے ساتھہ اپنی قوم کی خدمت کرین گے جب اپنے دل کو مضبوط کر لیا اپنے حوصلون کو بڑہا لیا تو آؤ اب مسرت اور دلی جوش سے ۱۹۰۹ء کا خیر مقدم ادا کرین۔

اے ۱۹۰۹ء آ۔ اور خوشی سے آ۔ تو ہمارے لیے بہت سی امیدین لایا ہے۔ تو ہمارے حوصلے بڑہاتا ہوا آیا ہے۔ تو ہمین تسلی دیتا ہوا آیا ہے۔ تو ہماری تکلیفین دفع کرنے کا وعدہ کرتا ہے۔ آ۔ کہ ہم تیرے مشتاق ہین۔ اسلیے کہ جب تو ہماری دلدہی کرتا ہے تو تیری سانولی راتون اور تیرے گورے دنون مین ہمارے لیے بہت سی خوشیان چھپی ہوئی ہونگی۔ تیری نورانی صبحون مین ہماری دلچسپیون کا بہت کچھہ سامان ہوگا اور تیری سہانی شامون کے دامن مین ہمارے لیے بہت کچھہ سامان راحت جمع ہوگا۔ تیری بہار کے موسم مین ہماری جنون انگیز روحین تجھسے بہت سی خواہشین کرین گے اور تو اُن کو پورا کرے گا۔ پیارے ۱۹۰۹ء خوشی اور مسرت کے ساتھہ آ اور ہماری آرزوئین پوری کر۔

اے بسا آرزو کہ خاک شدہ

ہمارے لائق اور ذکی الطبع دوست جناب سید محمد علی صاحب شکیل نے اس سے پیشتر

ایک بیش بہا مضمون "مسافران عدم" کی سرخی سے دلگداز کے صفحون پر شایع کیے جانے کے لیے مرحمت فرمایا تھا۔ وہ مضمون دلگداز نمبر ۱ بابت ماہ اکتوبر ۱۸۹۸ء مین شایع ہوا۔ ہمارے ہمعصرون نے اسکی بڑی قدر کی۔ اور کئی اخبارون نے اُس مضمون کو نقل کیا۔ جسکی بنا پر ہم کہہ سکتے ہین کہ پبلک نے بھی اُسکی قدر کی ہوگی۔ اب ہم اپنے دوست حضرت شمائیل کا ایک دوسرا مضمون جو مندرجۂ بالا سرخی سے لکھا گیا ہے اُسکو فخر کے ساتھ شایع کرکے امیدوار ہین کہ ہمارے لائق دوست دلگداز کو یونہین اپنے عمدہ مضامین سے مدد دیتے رہین گے۔

اے بسا آرزو کہ خاک شدہ

یون تو یہ مصرع ایک شاعرانہ خیال سے زیادہ بڑھا ہوا نہین معلوم ہوتا۔ مگر ایک ذرا تامل اور غور سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ اسکے مصنف کو ایک طرف آرزؤن اور دوسری طرف مایوسیون نے تمام عمر دم لینے کی مہلت نہین دی۔ جب کوئی آرزو اُسکے دل مین آئی تو فوراً ہی مایوسی نے اُسے اپنی پوری طاقت سے ہٹا دیا۔ یہان تک کہ شاید اسکا دم واپسین بھی آپہنچا اور صدہا آرزؤن کا ناامیدی کے ظالم ہاتھ سے اُسکے دل مین مقتل بن گیا اور نزع کے عالم مین جب اُسے موت کی مہیب صورت آنکھون کے سامنے نظر آئے اور آرزؤن کا سلسلہ بھی یاد آگیا تو بے اختیار یہ مصرع ایک حسرت بھری آواز کے ساتھ اُسکی زبان سے نکل گیا۔

وہ غریب الوطن مسافر جو اپنی پیاری بی بی عزیز بچون اور قدیم دلی دوستون سے نہایت ہی رنج وتعب کی حالت مین رخصت ہوا تھا خوش قسمتی سے اُسکو وہ زمانہ بھی ملگیا کہ سفر کی سختیان جھیلتا ہوا وطن کے قریب ہی آکر تھک گیا۔ جنگل کی سہانی شام اور ٹھنڈی ہوا نے کسی بڑے اور گھنے سایہ دار درخت کے نیچے اُسے بٹھا کر رات تک اُٹھنے نہین دیا ہے۔ اشتیاق نے اُسکو اسقدر ستایا ہے کہ باوجود اسکے کہ رات کی گھٹاٹوپ سیاہی کے سبب سے سوائے آسمان کی نیلی چھت کے اور بیشمار چمکتے ہوے تارون کے زمین پر کچھ معلوم نہین ہوتا گو جنگل کا میدان بہت دور تک صاف ہے سبزے کا فرش بھی بچھا ہوا ہے راہین بھی متعدد ہین۔ درخت

کہین کہین دور دور لگے ہین مگر اس غربت زدہ کو سواے تاریکی کے کچھ نظر نہین آتا- رات نے اسکو ایک سیاہ اور اندھیری قلعے مین بند کر دیا ہے آنکھین پہاڑ پہاڑ کر دیکھتا ہے تا دس قدم سے آگے نظر نہین پڑہتی - گاؤن کے کتون کی آوازین آرہی ہین جو دور دور کھیتون پر جو کسان لوگ جانورون سے رکھوالی کو بیٹھے ہین اُنکی بھاری اونچی آوازین یہ بتا رہی ہین کہ کوئی گاؤن اس جنگل کے قریب ہی ہے - مگر سیاہی اس غضب کی پڑ رہی ہے کہ چراغون کی روشنی کو لاکھ نگاہ دریزہ ڈال کر دیکھنا چاہتا ہو مگر قوت بصر کام نہین دیتی اب یہ بیچارہ مجبوراً اس ارادے پر راضی ہو گیا کہ آج کی رات اسی سایہ دار درخت کے نیچے بسر کرون - کمر کھول کر اپنا بستر زمین جھاڑ کر بچھایا ہے اور جوتا اتار کر لیٹ گیا قدرت کا بلیک ہول (کال کوٹھری) اسکے گرد ہے اور یہ ل عجائبات کو لیٹا ہوا دیکھ رہا ہے - آسمان کی چھت کی نیلی رنگت پر سیاہی زیادہ آگئی ہے اجرام فلکی بہت صاف معلوم ہوتے ہین چاند کا پتا کیا خیال مین بھی نہین آتا کہ اسی آسمان پر دکھائی دیتا ہے یا کوئی اور چھت ہے رات کے سناٹے مین ویرانہ لپند مسافر نواز قصہ خوان الو نہایت خوش آواز سے اس بیچارے کیواسطے بار بار بول اٹھتا ہے کہ اس جنگل مین تنہائی ہی کا لطف ہے پاؤن پھیلانے مین کوئی کوئی کانٹا بھی پنڈلی یا ایڑی مین چبھ جاتا ہے جسے یہ گھبرا کر نکالنے کے لیے اُٹھ بیٹھتا ہے اور زمین کو پھر صاف کر کے لیٹ جاتا ہے - تنہائی پا کر خیال نے اسکے دل بہلانے کی اس سے بہتر کوئی تدبیر نہ جانی کہ اسکی آرزوؤن کا دفتر اسکے سامنے کھول کر رکھ دیا اور یہ حسرت نصیب غنیمت جان کے دل بہلانے کی غرض سے یا دفور اشتیاق سے اسکو پڑھنے لگا خیالات کا سلسلہ ختم نہین ہوتا اور ایک آرزو کے ساتھ ہی ساتھ دوسری بھی چلی آتی ہے - دل کا دروازہ کھلا ہوا ہے اور یہ بن بلائے مہمان برابر آ رہے ہین مسافر خوشی کے مارے بیچین ہوا جاتا ہے اور کوئی خاطر کرتے بن نہین پڑتی ہم اس پردرد کی آرزوؤن کی پوری لسٹ تو لکھ ہی نہین سکتے مگر وہ خیالات جو اسکے دل مین سب سے پہلے آئے اُنکو لکھتے ہین - پہلے جو خیال اس مسافر کو آیا وہ یہ تھا کہ کل صبح کو وطن ضرور پونہچون گا وطن کے لفظ کے ساتھ ہی یہ بھی خیال آیا کہ پہلے مین اپنے گھر جاؤنگا - نہین معلوم میری پیاری بیوی نے میری فرقت مین کس قدر تکلیفین اُٹھائی ہونگی ؟ کل

اسی وقت میں لیٹا ہوا اسکی دردناک مصیبتوں کو سنوں گا۔ نہ جانے بڑے لڑکے نے کس قدر علم میں ترقی کی ہوگی میرا فرض ہے کہ پہلے میں اسکی تعلیم کی بابت کچھ پوچھوں اب تو چھوٹا لڑکا بھی بڑے مزے کی پیاری پیاری باتیں کرنے لگا ہوگا اسکو تو میری صورت بھی نہ یاد ہوگی۔ جب میں چلا تھا تو وہ دودھ پیتا تھا۔ مگر اسکی ماں نے میرا نام تو ضرور بتادیا ہوگا روز اسے تاکید کرتی ہوگی کہ میرے سفر سے آنے کے لیے اپنا ننھا سا سر خدا کے آگے زمین پر رکھے اور دعا مانگے۔ شاید یہ اس کی دعا کا اثر ہے کہ مجھکو صبح کو وطن کی دلکش صورت نظر آئیگی۔ خدا معلوم میری ضعیف ماں میرے غم مفارقت میں کس قدر ناتوان ہوگئی ہوگی روتے روتے آنکھوں میں روشنی تو کاہیکو رہی ہوگی۔ وہ میری بلائیں لیگی اور گلے سے لگائیگی مگر افسوس صورت تو نہ دیکھ سکے گی۔ خیر میں تو اسکے نورانی او مقدس چہرے کی زیارت کرلوں گا۔ کچھ خبر نہیں کہ مکان تو قابل مرمت پہلے ہی تھا برسات کی سخت بارشوں نے اسے کہاں تک منہدم کردیا ہوگا۔ خدا کرے پردے کی دیوار بچ گئی ہو۔ بیوی نے کہاں سے روپیہ پایا ہوگا جو اسکی مرمت کا بندوبست کیا ہوگا۔ لڑکی کی شادی اگر ٹھہر گئی ہو تو بہت جلد مجھکو کردینا چاہیے کیونکہ جب میں چلا تھا تو وہ جوان تھی۔ میرے احباب ابھی تک مجھکو اپنی صحبتوں میں یاد تو ضرور کرتے ہونگے۔ میری باتوں کو یقین تو ہے کہ ابھی تک بھولے نہ ہوں۔ مکان پر آدمی بھیجکر خیروعافیت تو منگاتے ہی ہونگے۔ کیا لطف ہوگا جب میں اچانک انکی بے تکلف صحبت میں جاکر جوش کے لہجے سے "سلام علیکم" کہوں گا ہر ایک خوش ہوجائیگا کتنی دیر تک تو مجھکو صرف گلے ملنے کے لیے کھڑا رہنا پڑے گا۔

انہیں خیالات نے اس وطن آوارہ کی دماغی قوت کو کچھ ایسا ضعیف کردیا کہ نیند آگئی۔ اور رات بھر تھکن اور سستی کے باعث آنکھ نہ لگی یہاں تک کہ صبح کا وقت آگیا رات کی سیاہی آسمان پر سے ہٹنے لگی۔ تاروں کی روشنی ہلکی پڑگئی ہوا میں اعتدال سے زیادہ خنکی ہوگئی خوش آواز جانور جو رات بھر اپنے آشیانوں میں چھپے بیٹھے ہوئے قدرت کی سین پر نظریں جمائی تماشا دیکھ رہے تھے زمانے کے تھیٹر کا پردہ بدلتے دیکھکر اس زور سے نعرہ جوش لگا اٹھے کہ تھکے ہوے مسافر کی بھی

آنکھ کھل گئی - گھبرا کر اٹھا بستر کو جلد ہی جلد ہی لپیٹنا شروع کیا - کمر باندھتا جاتا ہے اور کہتا جاتا ہو کہ دیر ہوگئی جانا ابھی دور ہے اور صبح ہوگئی - بہت جلد اسباب درست کرکے قدم اُٹھانا شروع کیا - اُس گاؤن مین جہان سے کسانون کے کھیت اور گیتو نکی آوازین رات کو سُنتا تھا پہونچا کہ جاکر سیدہا راستہ وطن کا پوچھے اور مسافت کا بھی ٹھیک ٹھیک اندازہ معلوم کرے - گاؤن مین جاکر کسی کسان سے جو ہل کاندہے پر رکھے بیلون کے پیچھے جماہیان لیتا لڑکھڑاتا ہوا کھیت کی طرف چلا جاتا تھا مسافر نے اپنے وطن کا راستہ اور مسافت دریافت کی - مکرر پوچھنے سے بھی یہی معلوم ہوا کہ تین روز سے کم کی راہ اسکا وطن نہین ہے گھبرا کر اور آگے بڑہا اور کسی دوسرے آدمی سے دریافت کیا تو اُس نے بھی یہی سُنا - اب اس حرمان نصیب کے چہرے کا نقشہ ناظرین کی آنکھون کے سامنے دکھا دینے کے لیے ہمارے قلم مین قوت نہین ہے اسکا بشاش اور تازہ دم چہرہ زرد پڑگیا - آنکھون مین آنسو ڈبڈبا آئے اور ہاتھ پاؤن سست ہوگئے - یہ معلوم ہونے لگا کہ رات کو بھی چلتا ہی رہا ہے - دل کی پژمردگی نے قوت رفتار کو بالکل مضمحل کردیا ہے وہ جوش اور استقلال کوسون دور چھوڑ کر چلا گیا - بے اختیار دل سے ایک آہ نکلی اور سر پکڑ کر گاؤن کے راستے مین ایک درخت کے نیچے بیٹھ گیا - اب قدم آگے نہین بڑہتا - ایک ایک پاؤن من من بھر کا ہوگیا - راستہ تیز رفتار خیال کے طے کیے بھی طے نہین ہوسکتا دل پر آرزو پر ایک مایوسی نے کچھ ایسا صدمہ پہونچایا کہ ایک لاعلاج درد اُٹھا اور سانس سینے مین رُک گئی - غربت کا عالم تنہائی کی حالت اور موت کا سامنا حقیقت مین عجب عبرتناک وقت تھا اُس حالت مین خیال نے تیزی سے وہی رات کی دلمین جمی ہوئی آرزوؤن کا پرا جا بُری کو سامنے لاکر کھڑا کردیا - ہر طرف آنکھین پہاڑ پہاڑ کے مایوسانہ نگاہ سے دیکھتا ہے اور ایک ایک امید کو رخصت کرنے مین جو عالم دل پر گذرتا ہے بیان نہین ہوسکتا - ان سب حالتون کا اندازہ صرف اُسکے اُداس اور سوکھے ہوئے ہونٹون کے ہلنے سے ہوگیا جس سے کہ اسی مصرع کے الفاظ جو دہیمی اور لمبی سانس کے بعد سنائی دیے - مصرع - اے بسا آرزو کہ خاک شدہ - ہاے ایک ہونہار بچہ جو اپنی طفولیت ہی کے زمانے مین دولتمند مان سے ہمیشہ کے واسطے چھوٹ گیا اور شفیق مان نہ ہی صرف اُسکی باپ کی محبت کے

اعتبار پر چھوڑکر سفر عدم کی ہمت کرلی باپ کی بے پروا اور عشرت پسند زندگی کے سایۂ عاطفت مین پرورش پاکر طفولیت کے بے فکر زمانے کی منزل کھیل کود کے طے کرگیا ہے اپنی نیک چلنی اور معمولی تعلیم کا زمانہ کے ستم کش ہاتھ سے سرٹیفکٹ پاچکا ہے۔ جوان عقل اور اولتی ہوئی طبیعت کے ارادون کو بڑی عزت سے دل مین بٹھاتا ہے۔

باپ کی خدمت تعلیم چونکہ اسکے ساتھ بہت کم صرف ہوئی ہے اسلیے یہ اپنی ہی دولت کے بھروسے پر اپنی تعلیم اور ترقی کی کمال کی فکر مین ڈوبا رہتا ہے روپیہ طفولیت کے زمانے سے حد بلوغ تک کا معتد بہ جمع ہے اپنے ارادون کو بلند حوصلگی سے بڑہاتا ہے دل مین ٹھان لی ہے کہ زمانے کی ضرورتون کے خیال سے مروجہ تعلیم کو مجھے تکمیل دینا فرض ہے۔ اسلیے ضرور ہے کہ مین انگلینڈ جاؤن۔ وہان اپنی تعلیم کو پورا کرون۔ یورپ کی سیاحت انسان کی زندگی کے خوش رکھنے کا بہت اچھا میگزین ہے۔ جو مجھے ضرور حاصل کرنا چاہیے۔ ابھی مین شادی سے ضرور بچتا رہون شاید بی بی کی محبت مجھکو میرے ارادے مین کامیاب نہ ہونے دے۔ باپ کو بھی اگرچہ میری مفارقت گوارا نہ ہوگی مگر مین اپنی آیندہ کامیابیون اور ترقیون کے فوٹو دکھاکر اسقدر خوش کردونگا کہ ضرور اجازت ملجائیگی۔ انگلینڈ سے تعلیم پاکر آؤنگا تو ضرور خیالات درست ہوجائینگے۔ میرے تعلیم یافتہ دوست مجھکو بڑی عزت کی نگاہ سے دیکھین گے۔ اپنے رہنے کا مکان بالکل یوروپین طرز پر سجون گا۔ کیا میری ترقی سے مسلمان خوش نہ ہونگے ؟ ضرور میری قوم کو مجھپر فخر ہوگا۔ خدا کرے مین انگلینڈ سے بھی اگر ایسا ہی پکا اور سچا مسلمان ہون جیسا اب ہون۔ مگر زمانہ تجربہ کی آنکھ سے اسکے خلاف دکھا رہا ہے۔ مین تو اسوقت تک اپنے پاک مذہب پر قائم ہون اور خدا چاہے گا تو قائم رہونگا۔

اس ارادے نے یہان تک مضبوطی پائی کہ یہ ہونہار طالب العلم جو ابھی بائیس برس سے زیادہ دنیا کا تجربہ نہین کرچکا ہے اپنے سفر کے سامان کی فکر مین پڑگیا۔ گورنمنٹ مین درخواست بھی دیدی کہ میرا کورٹ کا روپیہ ملجائے جسکی تعداد انگلینڈ کے سفر کو بخوبی کافی ہو۔ دوستون سے ہر وقت یہی ذکر ہے۔ باپ کو راضی کرلیا ہے تین مہینے کے بعد بخوشی جاسکتا ہون۔ انگلینڈ کے خرچ کا حساب وہان کی تعلیم یافتہ جماعت سے بہت ہوشیاری سے دریافت کرچکا ہون دوستون کو اسکی ترقی کی امید نے اسدرجہ بشاش

کیا ہے کہ اسکی مفارقت کے صدمہ کا اس خیال سے کبھی ذکر بھی نہین کرتے کہ ایسا نہو
اسکو مضبوط ارادے کو صدمہ پونہچے - تمام سامان جو کچھہ ایک شوقین اور ایک ہرگذ رنے
والے طالبعلم کو ضروری ہین تیار ہو گیا - اب صرف تاریخ روانگی کا معین کرنا ہے - یہان
زمانے کو زبردست اور بے مروت ہاتھہ نے کچھہ اور گہات کرنا شروع کی موت کو ترغیب دی
کہ وہ اپنی طرف اس نوجوان کو راغب کرے - ہاے کمبخت اس جانستان موت کا
قاصد (مرض موت) آگیا اور اس نوجوان کو پیغام ہی دے گیا یہ بیچارہ اس کمبخت کے
اچانک پیغام سے کچھ ایسا گہبرایا کہ بغیر کچھہ سوچے اور کسیکو ہمراہ کئے اس دغا باز
کے ساتھہ ہولیا - باپ کو جنہین اسکے اس اچانک سفر کا مطلق ارادہ معلوم نہ تہا
ایک ایسی بے بسی کی عالم مین چھوڑ گیا جو موت کے بعد معمولاً ہوا کرتا ہے - دفن کا سامان
ہونے لگا اور باپ کو اپنے جوان بیٹے کے پرخطر سفر کے سامان کی درستی کرنیکا عجب وقت
ملا - قبر کہودی جارہی ہے اور نعش اس جوان مرگ کی قبر کے پاس رکھی ہے - دوستونکا
آپس مین ایک دوسرے سے گذشتہ صحبتون کے ذکر کرکے ٹھنڈی سانسین بہرنا اور
مڑ مڑ کر بہ حسرت قبر کو دیکھہ لینا کہ تیار ہوگئی کبھی کسی کو بہول نہین سکتا ہاے اس وقت
مین کسی کی زبان سے بہی مصرع نکل گیا جسکا اثر عمر بہر دل سے مٹ نہین سکتا -
وہ بلاکش محبت جسنے عشق کے مرض کو اپنا حافظ صحت سمجہا اور کوچہ جانان کو دارالشفا
تصور کیا اور الفت ہی کے پرفضا باغون کی ہوا مین زندگی بسر کردینے کا ارادہ
کر لیا ہے کسی مہوش کو دعائین مانگ کر نہین معلوم کن کن تدبیرون سے یہان تک
الفت کی مقناطیسی کشش کا معمول بنایا ہے کہ آسانی سے ان تک رسائی پیدا
ہوگئی ہے دل کو تو پہلے ہی سے نذر کر دیا ہے دربانون کی خوشامدون اور صحبت
یار کے جاننے والون کی منتین کرکے یہ بات بہی حاصل کرلی ہے کہ بلاناغہ اور
بے روک ٹوک محفل یار تک پہونچ جانا ہوتا ہے - روز صحبت جانان سے ایک
جوش الفت مین خیال کے ذریعہ سے ارمانون اور آرزون کے پلانیکی صد ہا تدبیرین
ہوا کرتی ہین - گو وہ آرزوئین جسکا بر آنا ہمیشہ محال معلوم ہوتا ہے برسون سے
دل مین موجود ہین - مگر جب سے محفل یار تک رسائی ہونے لگی ہے نئی نئی آرزون
کی دعوت ہوتی ہے اور نئے نئے ارمانون کا استقبال بڑی دہوم سے ہونے لگا ہے

رات کولیٹ کر پہلے محفل کا رنگ اور کیفیت کا نقشہ دل مین جمایا جاتا ہے ۔ اور سوچ سوچ کر یاد کیا جاتا ہے کہ آج کوئی نئی عنایت تو نہین ہوئی ۔ کوئی جفا کا نیا طریقہ ایجاد کیا تہا اسکے ساتہہ ہی آیندہ روز کی تیاریان اور دل کی امنگون اور ارادون کے اظہار کے موقع کے بابت کونسل ہوا کرتی ہے ۔ اس پورے زمانے مین مبارک اور قابل ذکر وہ دن ہوتا ہے جس دن قسمت کی خوبی سے اور آسمان کی موافقت سے وہ شام ہونیکو آئی تہی جس دن محفل جانا مین ایسے وقت پونہچ گئے تہے جب تک کوئی بہی نہین آیا تہا ۔ اور دل کڑا کرکے پہلے دو چار باتین خوش کرنے کو ادہر اُدہر کی کین اور پہر کسی تقریب سے اپنی آرزون کا سرمایہ بہی پیش کردیا ۔ پچہلی وعدہ خلافیون کا اگرچہ تفصیلاً ذکر مناسب نہ تہا کہ شاید غصہ آجائے مگر پہر بہی باتون باتون مین دبی زبان سے کچہہ ایسا کہہ دیا کہ وہ خفا بہی نہ ہوئے اور دل ہی دل مین رحم کا ارادہ بہی کرلیا غرض کچہہ ایسا ہوگیا کہ وہ نازک لب ہلے اور نیچی گردن کرکے نہین معلوم کیونکر کہدیا کہ "اچہا آج ہم ضرور آئنگے" اس کلمے نے نہین معلوم کیا اثر کیا کہ گہر تک آنا دشوار تہا بقیہ دن نہین معلوم کن کن دقتون اور تکلیفون سے تمام کیا ۔ اور جلد جلد کچہہ سامان کرکے شام سے انتظار کرنے بیٹہہ گئے ۔ آرزون کی بیل پہر ہری ہونے لگی آنکہین دروازے کیطرف ہین اور کان دور کی آوازین سن رہے ہین ۔ دل ہی دل مین باتین ہو رہی ہین "وہ آئین گے اور ضرور آئنگے اب خاصی رات ہوگی چل تو چکے ہونگے ۔ آج کا دن بہی الفت کے تکلیف وہ زمانے مین یاد رہے گا ۔ جب مین آنکی دست شوق میرے روکے تو کاہیکو رُکین گے ؟ اس دل مضطر کو کون سنبہال سکے گا ۔ آج تو آنکہون سے سواے نظارہ کے کوئی خدمت نہ لینا چاہیے ۔ دروازے تک جا کر تو پہر کوچۂ الفت مین کے ان تیز رو پاؤن کا امتحان لون ۔ دیکہون استقبال کو کیا جلد بڑہتے ہین ۔ رات کی درازی اگرچہ میرے اختیار مین نہین ہے ۔ مگر گہڑی کو سست کردینا تو بائین ہاتہہ کا کہیل ہے ۔ صبح بہی ہوجائیگی تو یہی یقین دلانیکی کوشش کرونگا کہ ابہی دن نہین ہے ۔ خدا کرے آج زاہد کی آنکہہ نہ کہلے ۔ کیا کبہی اسکی نماز قضا ہونا بڑا امر دشوار ہے ۔ ہاے اگر عمر بہر کی راتون مین آسمان کو آج ہی کی رات رحم آجائے تو کیا اچہا ہو ۔ زیادہ اختلاط سے وہ گہبرائین گے تو ہم اپنا قصۂ الفت لے بیٹہین گے

اگر دیکھیں گے اس سے اُن کو نیند آئی جاتی ہے تو جا ہے کچھ ہی ہو ہاتھا پائی کرنے ہی لگیں گے۔ اور دل پر اشتیاق اگر تیرا شوق نہیں تھمتا تو دھڑکنا ہی کم کر دے کہ اُن سے آج کی رات تو حواس کی باتیں کرنے کا ارمان نکل جائے۔ انہیں آرزوں کے پیچیدہ سلسلہ میں یہ آشفتہ مزاج یہاں تک اُلجھا کہ اُن کے آنے کا وقت بھی گذر گیا۔ اب رات کی ہیئت بدلی ہوئی نظر آنے لگی۔ ہر طرف سے ڈراونی اور مہیب آوازیں کانوں میں بھرنے لگیں۔ ارزون پر مایوسی نے شب فرقت کی سی سیاہی پھیلانا شروع کی۔ اس طالب دیدار کو گو محض انتظار میں خفت نہیں ہوئی مگر صحت نہ ہونیکا یقین ہو چلا۔ دل میں ارادہ کر لیا کہ تھوڑی دیر تک تو راہ دیکھنا چاہئے۔ ہائے وہ اب عرصہ ہی گذر گیا اور یاس کا نکا آرزون کے آباد شہر میں پٹ گیا۔ ابھی تک تو یہ خیال تھا کہ شاید اب آجائیں اب آجائیں مگر اب وہ وقت آگیا کہ آنکھیں درد کرنے لگیں اور نیند کے خمار سے ہاتھ پاؤں ٹوٹنے لگے دل کی اُلجھن دوسرے آج کچھ اور زیادہ ہو گئی مجبوراً انگڑائی لیکر اُٹھ کھڑا ہوا اُٹھتے ہی کچھ اور وعدہ خلافیاں بھی یاد آگئیں۔ ایک ٹھنڈی سانس بھر کر یہ شعر بے اختیار زبان سے نکل گیا۔ ؎

اُٹھو قمر نشان سحر کے عیان ہوئے — یہ رات بھی تمام ہوئی انتظار میں

جب رات کے جاگنے اور دل کی پژمردگی نے بیٹھنے نہ دیا تو جبراً اور قہراً یہ ارادہ کیا کہ تھوڑی دیر کمر سیدھی کر لینا چاہیے لیٹنا تھا کہ بس دل میں وہی پہلے خیال نے اُنہیں مسرتوں کو پھر سامنے لانا شروع کیا جو انتظار کے ابتدائی وقت میں بہت خوشی کے ساتھ پیدا ہوئی تھیں اس حرمان نصیب نے اُن آرزوں کو خیرباد کہہ کر وہی مصرع بے اختیار پھر پڑھ دیا۔ اے بسا آرزو کہ خاک شدہ۔

ہمارا جدید ناول

الحمد للہ کہ ہم پہلا ناول کامیابی کے ساتھ تمام کر چکے۔ ملک نے بڑے جوش و خروش سے اُسکی قدر کی۔ اسمیں صرف مسلمانوں کی قدیم سپہگری اور اُن کے مذہبی جوش کی سیکڑون بے مثل نمونے نظر آئے۔ مگر کون کہ سکتا ہے کہ مسلمانوں نے صرف سپہگری ہی میں کمال حاصل کیا تھا۔ انصاف سے پوچھیے تو وہ ہر بات میں دنیا کی کل قوموں سے بڑھے ہوئے تھے۔ اگر خدا ہمیں موقع اور فرصت دے اور اُن کے ہر وصف سے متعلق ہم ایک ناول لکھیں

تو ہماری ناولون کا شمار دنیا کے کل مصنفون کے ناولون سے بڑھ جاتے ۔ ہم مجبوراً اس امر کا تو قصد ہی نہین کر سکتے ۔ ہان یہ ہو سکتا ہے کہ حتی الامکان اپنے قدما کی حالات کو بعینہ بیان کرین ۔

اب ہمارے سامنے دو ضرورتین درپیش ہین ۔ ایک تو یہ کہ اپنی قوم کے گذشتہ حالات اور اگلی نیک نامیون کو ظاہر کر کے آج کل کے بجھے ہوئے دلون مین ایک تازہ جوش پیدا کرین ۔ تاکہ انہین ولولہ پیدا ہو اور وہ کچھ کرنے اور ترقی کی سیڑہیون پر چڑھنے کا ارادہ کرین ۔ اور ہمت کے ساتھ پھر دوسری قومون سے آگے نکلنے کی کوشش کرین ۔ دوسرے یہ کہ موجودہ نسل کو اسکی غفلتون اسکی خرابیون سے مطلع کرین اور ظاہر کرین کہ ہمارے دین کے اجزا ہمارے دینی بھائیون کی نااتفاقیون اور نالائقیون جہالتون اور بے فکریون سے کس درجہ پریشان اور منتشر ہو رہے ہین ۔ یہ دونون امور ضروری ہین ۔ اور ضرورت بھی برابر کی ۔ اگر ان دونون باتون مین خدا ہمین کامیاب کر دے تو ہم کہہ سکتے ہین کہ ہم نے کچھ کیا ۔ اگرچہ دلگداز کے صفحون پر اب تک بہت کچھ لکھا گیا مگر وہ بمقابلہ ان باتون کے جو آئندہ لکھی جائین گی بہت تھوڑا ہی ہے گذشتہ ناول جس اصول پر تھا اول تو وہ ناظرین کو خود ہی معلوم ہو گئے ہون گے لیکن ہم نے بھی ظاہر کر دیا کہ اسلامی جرأت و سپہگری یاد دلانا اس سے مقصود تھا ۔ خلاصہ یہ کہ وہ ناول گذشتہ اصلی اور عمدہ اور پر جوش حالات کا ایک مرقع بنا دیا گیا تھا ۔

یہ ناول ہونے کو تو ایک قسم کا مرقعہ ہی ہوگا مگر اس مرقع مین ہمارے دوستون کو موجودہ زمانے کے پرخوف اور بگڑے ہوے فوٹو دکھائی دین گے ۔ اس ناول مین ہندوستان کے مسلمانون کے خیالات سے غرض نہین رکھی گئی ہے بلکہ ایران و ترک کے مسلمانون کے حالات دکہانا مقصود ہے ۔ ہندوستان کے مسلمانون کا طرز معاشرت ایک عرصے سے بگڑا ہوا ہے اور ایران و ترک وہ ملک ہین جہان کے مسلمانون کے حب دینی اور قابل قدر جوش مذہبی پر اسوقت قریب قریب ساری دنیاے اسلام ناز کر رہی ہے ۔ افسوس ہم جہان تک غور کرتے ہین ان لوگون مین بھی کوئی ایسی بات نہین پاتے جس سے ترقی اور کامیابی کی امید کیجا سکے ۔ وہ زمانہ جب اسلام ترقی کر رہا تھا صرف ہندوستان ہی سے نہین ساری دنیا کے ہاتھ سے نکل گیا ۔ اگر کوئی شخص وہان جا کے غور کرے گا

تو اُسسے وہی لوگون کی حالت یہان سے بہی زیادہ قابلِ افسوس نظر آئے گی۔

اگرچہ نا اتفاقی مسلمانون مین بہت قدیم زمانے سے پائی جاتی تہی مگر وہ حد سے گذری ہوئی نا اتفاقی اُسی وقت سے شروع ہوئی جس وقت سے ایران اور ترک کے مسلمانون مین عداوت پیدا ہوئی ۔ اگر آپ غور کرینگے تو چند ہی صدی پیشتر آپ کو ترکی سلطنت ایک نہایت ہی مہیب سلطنت نظر آئے گی اور ایران والے بہی کسی سے کسی بات مین کم نہ ہون گے مگر یہ دونون کاش کبہی خیال کرتے کہ غیر قومون کے مقابلہ مین ہم کو اپنے باہمی تعلقات کیسے رکہنا چاہیے ۔ اس اصول کا کبہی خیال نہ کیا گیا اور آپس کی لڑائی سے یہ نوبت پہونچ گئی کہ دونون قوتین ٹوٹ گئین اور ساری دنیا خصوص ہندوستان کا مہیب دشمن روس بڑہ بڑہ کے قدم مارتا گیا۔ حتے کہ آج ان دونون سلطنتون کا بہت سا ملک روس کے قبضے مین ہے۔ اسلام در اصل اس روز سے تباہ ہونا شروع ہوا جس روز ایران اور ترک کے مسلمان ایک دوسرے کے دشمن ہوے۔

ہم نے اس ناول کا سین ملک جارجیا یا گرجستان مین کہینچا ہے ۔ اس ملک کی اصلیت ہمارے ہم وطن شاید اسی قدر واقف ہونگے کہ وہان کی عورتین نہایت حسین ہوتی ہین اور ہزارہا پریوش لونڈیان جو ایران و ترک کے محلون کی زیب و زینت سمجہی جاتی ہین اُنکو اسی حُسن خیز سرزمین سے نسبت ہوتی ہے ۔ پیشتر اس ملک کا زیادہ حصہ شاہ ایران اور کسی قدر سلطان روم کے قبضہ مین تہا مگر اب بالکل روس کے قبضہ مین ہے۔ شمالی و مشرقی جانب کوہ قاف اور مغرب کی طرف بحر اسود اور جنوبی حد پر کردستان واقع ہوا ہے ۔ یہ ایک ایسی سرزمین ہے جہان ترکون اور ایرانیون کے اختلافات کے نمونے اب بہی روز ایک نئی مصیبت پیدا کرتے ہین۔

کریمیا کی لڑائی اور اُسکے ساتہ ساتہ ترکون اور ایرانیون کی عداوتین اور پہر یہ کہ اس باہمی مخالفت نے کیا اثر پیدا کیا غرض سب باتون کے نمونے دکہائے جائینگے ۔ اور آخر نتیجہ سے ثابت کیا جائے گا کہ اگر دونون مین اتفاق ہو تو اسلام کو کتنا بڑا فائدہ پہونچ سکتا ہے۔

اگرچہ اس کو خاص تعلق ملک گرجستان سے ہے مگر ہمارے شہر کے شیعہ جو ایران کے شیعون کے نقش قدم پر ہین اور سُنی جنہین ترکون سے دلی ہمدردی ہے اور جو وہان کی

مخالفتون کی وجہ سے یہان خود ہی باہم ایک دوسرے سے متنفر رہتے ہین وہ دونون ہی اپنے متعلق اس ناول سے نہایت مفید سبق لے سکتے ہین۔ بہرحال یہ ناول ہمارے ہندوستانی مسلمانون کے لیے ایک عمدہ اور مفید دوست ہوگا۔
یہ ناول صرف اُن کے لیے مفید ہی نہ ہوگا بلکہ وہ اپنی دلچسپی کے لیے بھی اس سے عمدہ کوئی دوست نہ پائین گے۔
افسوس۔ سب کی دلچسپی ہوگی۔ لیکن نہوگی تو ہماری دلچسپی۔ ہم نے بارہا اشارہ کیا اور اب بھی کرتے ہین کہ اسلام کے ہاتھہ سے جو کچھہ کھویا ہے وہ صرف ہمارے شیعون اور سنیون کی مخالفت سے کھویا ہے۔ اگر ہمارے دونون دوست اس ناول سے اتفاق کا ایک سبق بھی سیکھتے تو ہماری دلچسپی ہی نہین ہوتی بلکہ ہمارے وہ آنسو تھم جاتے جو ہم سالہا سال سے ادبار نصیب اسلام کی حالت پر بہایا کرتے ہین۔

قدردانان دلگداز

١٨٩٩ء شروع ہوا۔ ١٨٩٨ء ختم ہوگیا۔ جو کچھہ حساب بابت ١٨٩٨ء آپ کے ذمہ باقی ہے اسکو جلد پورا کیجیے۔ اور ١٨٩٩ء کی قیمت جلد ارسال فرمائیے۔ دلگداز آپ کی دلچسپی اور نیز آپ کی قومی خدمت کے متعلق جو کچھہ کر رہا ہے اور جو کچھہ کرنے کا وعدہ کرتا ہے اُسکے صلے مین آپکا بھی فرض ہے کہ جو کچھہ دلگداز کے حقوق آپ پر ہین اُنکو جلد پورا کیجیے۔ اس سال چونکہ پریس کر لیا گیا ہے لہذا ضرورتین بھی بڑھہ گئی ہین۔ امید ہے کہ آپ قبل اسکے کہ فروری کا پرچہ نکلے اپنی قیمتین ارسال فرمائین گے۔

مہتمم دلگداز

دلگداز

نمبر۲ بابت ماہ فروری سنہ ۱۸۹۹ء جلد ۳

باہتمام

خادم قوم محمد عبد الحلیم شرر مہتمم "دلگداز"

دلگداز پریس مین چھپکر

لکھنؤ جھوائی ٹولہ سے شائع ہوا

ضوابط

۱- دلگداز کوشش کرتا رہے گا کہ اردو میں انگریزی کی روح پہونچے اور انکے جذبات شہ پارے اخذ کیے ہوئے اعلیٰ رنگ کے لٹریچر کے نمونے یا کبھی کبھی ناول اور شذرات ظاہر ہوتے رہیں۔

۲- ہر انگریزی مہینے میں ایک نمبر شائع ہوا کرے

۳- قیمت عام ۲ روپیہ سال مع محصول اور روساء سے ۵ روپیہ سال والیان ملک سے عہ۔ بے وصول قیمت سالانہ پرچہ نہ روانہ ہوگا۔ نمونے کے لیے ۴ ٹکٹ بھیجنا چاہیے۔

۴- اشتہارات ۴ سطر کے حساب سے درج ہونگے۔ زیادہ کے لیے خط کتابت سے فیصلہ ہوگا۔

۵- جواب طلب خطوط کے لیے ٹکٹ یا جوابی کارڈ آنا چاہیے۔

الملتمس محمد عبد الحلیم شرر مہتمم دلگداز

جہانگیر

شکسپیر کے مشہور ڈرامے ہملٹ کا ترجمہ جس کے لیے جناب منشی محمد امتیاز علی صاحب بی اے نے اپنی اعلیٰ لیاقت کو ظاہر کیا ہے اور ترجمہ کا نام لیکر نہایت بامحاورہ سلیس اور فصیح اردو ملک کے سامنے پیش کی ہے بہت سخت ضرورت ہے کہ موجودہ مذاق کا ہندوستان اس کتاب کو غور سے دیکھے۔ یہ کتاب نہایت عمدہ کاغذ پر اور بہت خوشنمائی کے ساتھ چھاپی گئی ہے۔ علاوہ ٹائیٹل کے سو صفحہ پر تمام ہوگئی ہے قیمت مع محصول ڈاک ایک روپیہ۔ نقد یا ویلیو پے ایبل کی درخواستیں مشتہر کے نام آئیں۔

المشتہر محمد امراؤ علی۔ لکھنؤ۔ ڈاکخانہ امین آباد۔

البرٹ بل

نیا ڈراما۔ انوکھا ناٹک۔ جذبات کا دریا خیالات کا چشمہ جس میں بل کی پوری ابتدائی کیفیت۔ اُس کی درجہ بدرجہ ترقی۔ ممبران کونسل کی اسپیچیں۔ یوروپین کی مخالفت اور ہندوستانیوں بنگالیون کی واویلا۔ اور فریاد۔ انگلش طبائع کی برانگیختگی اور شورش گورنمنٹ کی توہین اور اہل ہند کی دلآزاری ویسرائے کی کریم النفسی اور نیک نیتی۔ رعایا کی وفاداری اور نمک حلالی انگلش مین ڈیمیر کا غصہ بعض ہندوستانی ناعاقبت اندیشوں کی قوم سے باتون سزا۔ اور بل کے آخری فیصلہ کے جیسے مذاق اور ظرافت کے مختلف سین ہیں نہایت سلیس اردو بامحاورہ زبان میں لکھا ہے قیمت ۸ آنہ مع محصول۔

المشتہر مہتمم دلگداز

فیروز گلنار

خاص شیکسپیر کے مشہور ناٹک رومیو جولیٹ کا ترجمہ عشق کی امنگ کا پورا چربا۔ جس کی زبان کی پاکیزگی۔ محاورات کی شستگی۔ خیالات کی بیساختہ پن دیکھنے سے تعلق رکھتا ہے۔ یہ پہلا ڈراما ہے جو اردو میں اس خوبی سے ترجمہ ہوا۔ قیمت مع محصول ڈاک ۱۰

آزاد

ملکی معاملات اور عام رائے کا آئینہ پولیٹکل اور سوشل خیالات کا ریفارمر۔ اور لٹریچر اور زبان دانی کا اعلیٰ نمونہ ناظرین پرچے کے نمونہ سے خود فیصلہ کر سکتے ہیں۔ سالانہ قیمت عوام سے ۱۲ خواص سے عـہ درخواست منشی احمد علی صاحب شوق مالک اخبار آزاد کے نام آنا چاہیے۔

عمر رفتہ

ایک بڈھا بستر غم پر لیٹا ہوا دم واپسین کا انتظار کر رہا ہے۔ قبر میں پاؤن لٹکائے ہوئے ہے۔ فرشتہ اجل کی مہیب صورت اسکی آنکھون کے آگے ہے۔ عالم ہستی کی طرف بڑی حسرت کے ساتھ نگاہ ڈال رہا ہے۔ دل میں ایام جوانی کی ہوس پڑتی ہے اور بہتیری سی آرزوان کو مایوسیان خاک مین ملا دیتی ہین۔ تمناؤن پر ناامیدیون کی اوس پڑ رہی ہے۔ بڈھے کا یہ حال ہے کہ صورت یاس بن بن کے بگڑ جاتی ہے۔ غرض یہ ہے کہ موت کے اشتیاق مین پہلو بدل رہا ہے۔ کروٹین بدلتے بدلتے آنکھ لگ گئی۔ دیکھتا کیا ہے کہ ایک بچے نے آتے ہی اسکا دامن پکڑ لیا۔ اگرچہ بچے کی صورت پر شگفتگی اور معصومیت قربان ہوتی جاتی ہے۔ مگر کچھ عجب بیساختگی اور ہٹ کے ساتھ مچل مچل کر کہہ رہا ہے کہ تو نے میری کچھ قدر نہ کی خدا نے تجھے میری سرپرستی پر مقرر کیا تھا تو نے مجھے لیکے ستیاناس کر دیا۔ دیکھ تو میں قیامت تک رو رو تجھ سے کیسا بدلا لیتا ہون" بڈھے نے کہا "آخر تو کون ہے۔ مجھے تیری صورت یاد نہین پڑتی" وہ بچہ کہنے لگا "افسوس تو مجکو ایسا بھول گیا مین تیرا بچپن ہون جسے تو نے کھیل کود کر گذران دیا" بڈھا بے تحاشا چاہتا تھا کہ اس بچے کو گود مین اٹھا لے کہ اس نے دامن جھٹک کر کہا "خبردار ایسا نہ کرنا اب تو مجھے کبھی نہ پاسکے گا"

اس بچے نے کچھ ایسا جھٹکا دیا تھا کہ بڈھا چونک پڑا۔ اور اپنے بچپن کی آزادمنشی کا زمانہ یاد کر کے سراسیمہ و مضطرب ہونے لگا۔ اس بے غمی اور بیفکری کے عالم کو خیال کرتے کرتے اسکی آنکھون مین آنسو بھر آئے۔ عہد طفلی کی ساری بچپنا کی خودپسندیان اس کی آنکھون کے آگے پھر گئین۔ وہ بیفکریان۔ وہ خودآرائیان۔ وہ ذرا سی چیز پر خوش ہو جانا۔ وہ ذرا سی بات پر رو دینا۔ وہ تلون مزاجی۔ وہ فوری غم اور فوری خوشی۔ وہ انتہا کی ضد۔ وہ بلا کی ہٹ۔ وہ کسی کی بات کا نہ ماننا۔ وہ کسی کے کہنے مین نہ ہونا۔ وہ کسی کو دھیان مین نہ لانا۔ وہ کسی کو کچھ نہ سمجھنا

وہ دوڑنے دہوپنے کا ولولہ - وہ سیر و تماشے کا شوق - وہ کھیل کود مین لگا رہنا - وہ دو گھڑی کے ہنسی ٹھٹھے مین سارا غم غلط کر دیتا - وہ ماں باپ کی دلدہی - وہ اپنی بیرخی وہ اُستاد کی مار - وہ چہٹی کا انتظار - وہ مچہون پر قمچیان کہانا - وہ سبق کا بہول بہول جانا - وہ جمعہ کا دن - وہ بچھونا تھا - سب کا خیال گذر گیا - افسوس کہ کبھی ابھی اچھی طرح چپ بھی نہین ہوا تھا کہ اسے اس کے ساتھ اپنے ماں باپ بھی یاد آ گئے - اُنکی نظر محبت اور اُنکے دست شفقت - اُن ذرا اینڈ ابھکا ہو جانے پر اُنکی بیچینی اور گھبراہٹ - تیز دوڑنے پر اُن کا ہان ہان کرنا - شوخی اور شرارت پر دھمکانا - گھڑی گھڑی مولوی صاحب سے کہہ دینے پر ڈرانا - بار بار سمجھانا - پکڑ پکڑ کر بٹھلانا - سب باتین آنکھون کے آگے پھرنے لگین - بڈہا جوش مین آ کر چلا اُٹھا " ہائے میرے گذرے ہوئے بچپن کی عمر مین اب تجھے نہین پا سکتا - جب تک تو میرے پاس تھی مین تیری قدر نہ کر سکا - ہائے مینے تجھے ناقدری مین کہو دیا کاش کچھہ تو پڑھ لکھ لیا ہوتا " اتنا کہکر وہ دہاڑین مار مار کر رونے لگا - یہ پر حسرت جملہ کہتا جاتا تھا " ہائے میرے ننھے سے سن مین اب تجھے نہین پا سکتا " اور روتا جاتا تھا - روتے روتے پھر اُسکی آنکھہ لگ گئی -

دیکھتا کیا ہے کہ ایک نہایت خوبصورت جوان کھڑا کہہ رہا ہے " او بڈہے تو بڑا ظالم ہے - مجھے خدا نے تیری ماتحتی مین دیا تھا کہ تو مجھہ سا قوت بازو پا کر دنیا مین کچھہ ملک اور قوم کی اور کچھہ اُسکی خدمتگاری کرے - افسوس تو نے کچھہ نہ کیا اور مجھپر بڑا ظلم کیا - تیری ضعیفی پر ترس آتا ہے - اب کیا بدلہ لون " بڈہا کہنے لگا " مینے تجھے کیا تکلیف دی - کیون اس پیرانہ سالی مین ستاتا ہے - تو ہے کون " جوان برافروختہ ہو کر بولا " اے تو مجھے بھول ہی گیا - جب خدا کے آگے تیری فریاد لیجاؤنگا تب مین تجھے یاد آؤنگا - مین تیرا شباب ہون جسے تو نے بالکل خواب غفلت اور رندانہ مشرلی بن ہاتھہ سے کہو دیا " بڈہا شوق مین آ کر چاہتا تھا کہ اُس سے لپٹ جائے - مگر اُس نے یہ جملہ کہا " اب مین تیرے ہاتھہ ہرگز ہرگز نہین لگ سکتا " اور زور سے ڈھکیل دیا کہ بڈہا مُنہ کے بل گر پڑا اور بدحواسی مین اس زور سے چلایا کہ آنکھ کھل گئی -

چونکتے ہی اُسے اپنے شباب کا زمانہ یاد آ گیا جس مین وہ بازیچہ اطفال سے نکل کر سرحد نوجوانی مین آیا تھا - پہلے وہ اُس زمانے کا غرور اور کسی کو نہ سمجھنا یاد کر کے مبت رو دیا -

پھر اپنے شباب کے جنون خیز ولولون پر غور کرنے لگا - اُس زمانے کی بدمستیان کی
تصویرین اُس کے آگے ہوگئین اور وہ دن یاد - جوش شباب نظرون مین پھر گیا - وہ زمانہ
دل وہ جوش مستی سے بھرا ہوا دماغ وہ بیچین طبیعت - وہ چلبلا مزاج - وہ تمنّا
ئین - وہ محبوبانہ شرارت - وہ قہقہے - وہ چہچہے - وہ دل ہاتھون سے جاتا رہنا - وہ کلیجا
تھام لینا - وہ گھنٹون بیہوشی مین رہنا - وہ پہرون آپ مین نہ آنا - وہ خودبینی - وہ
حسن کی پرستش - وہ آہ و فغان کرنا - وہ جان لینا - وہ کاکلون کا پیچ - وہ نگاہ و ادا - وہ
دلربائی کی شکل - وہ صحرا نوردی کی ترنگ - وہ بادیہ پیمائی کا ولولہ - وہ بزم وصلۂ
وہ دیدبازی کا لپکا - وہ کم سنون کی صحبت کا چسکا - وہ جوش جنون - وہ مستی جنون
مستی - وہ شاہد پرستی - وہ خم کے خم پر لنڈھانا - وہ بوتلین لنڈھانا - وہ رو رو کر
بے خودی کی کیفیت مین پہونچنا - وہ حسینون پر ایمان لانا - وہ رندون کی صحبت
وہ پیر مغان کی بیعت - وہ زاہدون پر پھبتیان - وہ واعظون کا خاکہ - وہ دربار پڑا
رہنا - وہ رات رات بھر میخانون کے سامنے پڑا رہنا - غرض سب جوانی کی باتین سماں
سا آنکھون کے سامنے کھنچنے لگا - ابھی دو چار آہین ہی کھینچی ہونگی کہ اُسے اُن جلسون کا
خیال گذرا جہان واعظ اور ناصح ممبر پر بیٹھ کے اچھی کام کی باتین بتلایا کرتے تھے -
اور وہ الگ ہی الگ کترا کر نکل جاتا تھا - اُسوقت واعظ کا فوٹو اُس کی آنکھون کے آگے تھا -
وہ مقدس صورت - وہ نورانی چہرہ - وہ دستار فضیلت - وہ لمبی ڈاڑھی - وہ نیچا
کرتا - وہ اونچا پاجامہ - وہ سیدھی وضع - وہ سادی پوشاک - وہ دل ہی کر کے سمجھانا -
وہ بلند آواز سے خطاب فرمانا - وہ آیتون کی تفسیر کرنا - وہ احادیث کا مطلب کہنا -
وہ جنت کی ترغیب - وہ حورون کی چشم غزالین کا نقشہ کھینچنا - وہ اُن کی وفاداری اور
اطاعت کا نقشہ اُتارنا - وہ شراب طہور کا شوق دلانا - وہ عسل مصفّے کے بیان پر چٹخارے
بھرنا - وہ دوزخ سے ڈرانا - وہ وہان کے فرشتون کی بیرحمی کا حال سنانا - وہ آتش
دوزخ کے شعلون پر کانپ اُٹھنا - وہ دوزخیون کے عذاب پر ہچکیان لیے لگانا -
وہ دنیا کے جادو نگاہون کی خدمت - وہ رندون کی فضیحت - وہ بار بار سمجھانا - اور وہ
سُنا اِس کان سے سننا اور اُس کان سے اڑا دینا - سب دھیان مین آگیا - کہا ہزار افسوس
ان باتون پر اُسوقت مینے کیون نہ خیال کیا - ہاے میں نے اپنی ساری کام کی عمر لایعنی اور

آوارہ گردی میں صرف کردیئے۔ اے میری جوانی کی عمر کیا میں تجھکو پھر کبھی پا سکتا ہوں؟ افسوس۔ جوانی! میں نے تجھکو بالکل غارت کر دیا۔ میں ان دونوں کو خدا کے آگے کیا جواب دونگا؟ اس کے بعد وہ اپنی طرف آپ مخاطب ہو کر چلایا "اے کمبخت بڈھے تو بڑا نالائق ہے۔ قیامت میں تیرا کمبخت پتہ نہ لگے گا" یہ کہکر وہ پھر چلا چلا کر رونے لگا۔ ہچکیاں لیتے لیتے پھر اُسپر ذرا غفلت طاری ہوئی اور کچھ یوں ہی سا سو گیا۔

دیکھا کہ ایک ادھیڑ شخص کسی قدر شگفتگی کے ساتھ اُس کے ہاتھ آکر سامنے کھڑا ہو گیا اور کہنے لگا کہ "افسوس بڈھے میں بھی کسی وقت تیرا ساتھی تھا۔ میرے ساتھ کے کام تیرے ہاتھ سے نکلتے تھے۔ مگر افسوس تو نے سوا اس کے کہ شب و روز میری اوقات ضائع کرے اور کچھ نہیں کیا۔ تو بڑا بدنصیب بڈھا ہے۔ میں تیرا وقت کا ساتھی تھا۔ سو اب زمانے کے بعد میں میرا سا کوئی کسی کا ساتھی نہ ہوتا ہوگا۔ مگر ہائے کسی نے اپنے اُسوقت کے ساتھی کو ایسا نہ ستایا ہوگا جیسا تو نے مجھے پریشان کیا۔ تو بڑا ظالم ہے۔ جس روز مجھے تجھ سے نجات ہوئی مجھے اُسوقت میں نے خدا کا بڑا شکریہ ادا کیا تھا۔ دیکھ قیامت کو بدلہ لونگا۔ کیا کمبخت لینے کے قابل نہیں رہا" بڈھا سنکر حیران ہوا اور عاجزی سے کہنے لگا "ہائے مجھ غریب بڈھے کو کون مارے ڈالتا ہے۔ تو کون ہے میں تجھے جانتا ہی نہیں" اس ادھیڑ شخص نے کہا "افسوس اب تک تیرے ظلم یاد ہیں۔ اور تو مجھے بھول گیا۔ میں تیرے ادھیڑ پن کی زمانے کی عمر ہوں جسے لوگ سن کہولت کہتے ہیں" بڈھا بغلگیر ہونے کو بڑھا تھا کہ اُس نے اُسے اٹھا کر دے مارا اور یہ کہکر "تیرے کھینچنے سے زمانہ کہیں پیچھے پھر سکتا ہے؟" چلدیا۔ بڈھا ابھی ہاتھ پاؤں سہلانے بھی نہ پایا تھا کہ گھبراہٹ کے مارے چونک پڑا۔ آنکھ کھلتے ہی بڈھے کو اپنا ادھیڑ پن یاد آیا۔ اسکو تمام وہ باتیں یاد آگئیں جن سے سن کہولت میں اسے سابقہ پڑا تھا۔ وہ دولتوں کا سمیٹنے لگنا۔ وہ مسلمانوں کا ٹھنڈا ہو جانا۔ وہ لڑکی ابتدائی بزدلی۔ وہ گھر میں بیٹھ رہنے کا شوق۔ وہ کسی جا میں جاتے جاتے پیروں میں درد ہونے لگنا۔ وہ آتش عشق کا کچھ کچھ دب جانا۔ وہ اُمنگوں کی کمی۔ وہ زندگی سے کبھی کبھی پرہیز۔ وہ بوتل بغل میں دباتے ہوئے ادھر اُدھر کا خوف۔ وہ جام لنڈھاتے وقت کسی کسی دفعہ عقبیٰ کا ڈر۔ وہ دید بازی سے وقت کہنے لگنا کہ کبھی قیامت کو کیا منہ دکھائیں گے۔ وہ گنڈے دار نماز۔ وہ مسجد والوں سے ربط وضبط۔ وہ مولویوں کی ملاقاتیں۔

وہ اُسے والون کی تلاش - وہ یارون کے جھگڑے مین ناغا مین - وہ حورون کا انتظار - وہ
رندون کی جلسے مین نصیحت کا پھیر دینا - وہ جب پتی مین میخانے سے نکل بھاگنا - وہ
دامن بچا بچا کے چلنا بلکہ حسینون پر نگاہ ڈالنا - وہ حور و بہشت کی یاد - وہ در تک ملّا و
کی نگاہ پڑ جانا - سب سامنے تھا - سچ ہے کہ اُس وقت کی باتون پر کچھ آپ ہی ہنسی آتی ہی -
کہ ہنسکر پھر افسوس ... خاطر ہی ہو گیا - دل مین کہنے لگا کہ گو یہ میرا زمانہ بیہودگیون مین ... آیا تھا -
مگر پھر بھی ... نہ کیا تھا - ... کسی کام کی - اتنا خیال کرتے ...
... آواز سے ... دیر ... رہا تھا کہ اُس وقت محفلیں یاد ... مین ... نصیحت ...
... لیے جایا کرتا تھا - ... وعظ کا نقشہ ... کی آنکھون مین پھرنے لگا - وہ وعدہ
اور وعید کا ذکر - وہ ... کا جوبن ... ہو جانا - وہ ... والون کی
... آنکھون کا ... مین چھپانا - وہ میکشون کی عاقبت کا حال - وہ ...
... مین ... کرنے لگنا - وہ ج مین پھر میفروش لوگا لیان ... - وہ رندون کی
... کہنا کہ حد ہے - وہ ... کی طرف منہ پھیر لینا - وہ گھڑی گھڑی استغفار
پڑھنا - وہ ... کے ذکر پر سہم جانا - وہ کانپ کانپ اُٹھنا - وہ باغ بہشت کا جغرافیہ
سُن کر کھل جانا - وہ اندر ہی اندر طوبیٰ کے مزے لینے لگنا - وہ ... کی نہ ... دان ... مین پانی
بھر آنا - وہ مجلس وعظ سے اُٹھتے وقت میکشی سے توبہ کر کے باہر نکلنا - وہ باہر آ کر پھر بھی
کانپ کانپ اُٹھنا - وہ مجلس رندان کی جذب کا پھر غالب آ جانا - پیش نظر ہو گیا تھا - ... کو
صبح تک اُسکا ذکر ... بار بار کر لیا ... دیا کہ آنکھ لگ گئی تو سوتے مین بھی وہ چلا چلا کر رو رہا
تھا - آنکھ لگ گئی تھی اور ہچکیاں بندھی ہوئی تھین اسی عالم خواب مین ... - وہ
... کسی طرح آنسو نہین تھمتے تھے -

... دیکھا کہ ایک نہایت ضعیف العمر بڈھا بابا ... کہہ رہا ہے کیون رو رہا ہے مین
تیرا کام آنے والا فرمان بردار ہون - خدا نے مجھے اسلیے تیرے ہمراہ کیا ہے کہ تیری
مدد کرون - گو میری بھی عمر بہت کم باقی مگر مین تیری زندگی تک تیرا ساتھ دونگا -
تو کہہ ابھی مین - کہ تجھے کیا مصیبت ہو پڑی ہے جو تو یون بدحواس ہو کر حسرت کے ساتھ
روتا ہے" بڈھے نے کہا اُسے میرے ہمدم دوست مجھے معلوم نہین کہ تو کون ہے -
افسوس مین یہ بھی نہین جانتا کہ تو میرا کیسا دوست ہے جو اپنے غم کا حال بیان کرون

وہ ضعیف العمر بڈھا بولا "اسقدر زیادہ بیچین نہو میرے دل کو صدمہ پہونچتا ہے - مین تیرا بڈھا باپ ہون - جسے تو آجکل کاٹ رہا ہے" بڈھا اٹھ کھڑا ہوا اور بغلگیر ہوکر بہت رویا - پھر جدا ہوکر بولا "او میرے بڑھاپے اب تجھی پر خاتمہ ہے - بیٹے اپنے پہلے تینون سنون کو یون ہی کھو دیا - ہائے وہ مجھے بار بار آکر دھمکاتے ہین - مین انکو خدا کے سامنے کیا جواب دونگا؟ بیٹے تجھے بھی کچھہ ایسی راحت نہین دی - جو تو مجھسے خوش ہو - کیا تو بھی انکی طرح مجھسے بدلہ لینے کو موجود ہوگا؟" اسکے بعد بڈھے نے اپنا سب حال کہہ سنایا -

وہ ضعیف العمر بڈھا بولا "ایسے وقت مین مین تجھے یاد آیا - اب جو تو نے یاد کیا تو مجھے امید ہے کہ شاید وہ تیری اگلی فرمان برداری میری معرفت تجکو معاف کر دینگے - اگر تو میری بات پر خیال کریگا - تو تجھے کچھہ کھٹکا نرہیگا - مین تیرا تابعدار ہون چاہے جو کام مجھسے لے مجکو کچھہ عذر نہوگا - مگر ہان اگلے دوستون کی طرح اگر مجھسے بھی ویسے ہی کام لیگا تو ضرور مین بھی خدا کے آگے تیری فریادی جاؤنگا - جو مین اصل مین چاہتا ہون اسکے موافق چال میرے راضی ہونے کے علاوہ وہ تیرے گذشتہ ماتحت جو اب دشمن ہوگئے ہین وہ بھی معاف کر دینگے - انسان یہ خیال نہ کرے کہ عمر اسکی دشمن ہوتی ہے - عمر آدمی کی ایسی سچی دوست ہے کہ اس سے بڑھ کر کوئی جانباز ہمدم و ہمراز نہین مل سکتا - اس سے زیادہ کیا ہوگا کہ چاہو جتنا ظلم کرو وہ تمہارا ہی پیاری جان فدا کر دیتی ہے - تمہارے ساتھ ہی وہ دنیا کو چھوڑ دیتی ہے - لہذا عمر کبھی تمہاری دشمن نہین ہے - تم خود اسے اپنا دشمن بنا لیتے ہو - جس لیے وہ تمکو ٹوکتی ہے - اور وہ جو چاہتی ہے - اگر اسپر عمل کرو تو نجات کے سرسبز باغ کے سیر وہی کرائے گی" - بڈھے کو یہ سنکر بہت کچھہ امید بڑھی - اور وہ کہنے لگا مین وہی کرونگا جو تو بتائے گا - مجھسے زیادہ کون خوش نصیب ہوگا کہ مینے اس پریشانی کی حالت مین تجھہ ایسا ہادی اور رہبر پایا" تب اس ضعیف العمر بڈھے نے کہا اگر ایسا ہو تو پھر کبھی غمگین اور محزون نہوگا - دائمی سرور کے تخت پر تجھے جگہہ ملیگی - اور آزادی دوجہان کا تاج تیرے سر پر رکھدیا جائیگا - مین اور وہ تینون اگلے خادم تیرے تخت کے آگے ہاتھہ باندھے کھڑے ہونگے - مین کہتا ہون کہ اگرچہ تو نے میرے زمانے مین صلاحیت اختیار کرلی ہے اور تو مجھپر کوئی ظلم نہین کرتا تو نماز پڑھنے لگا ہے زکوٰۃ دیتا ہے - حج کے ارادے مین ہے - غریب نوازی اور غربا پروری کرتا ہے

اس سے مین ناز کرتا ہون کہ میرا تجھ ایسے شخص کا ساتھ ہوا لیکن یہ سب میری ہی خوش کرنے کی باتین ہین ایسی نہین ہین کہ تیرے ہاتھ کے ظلم رسیدہ اگلے دوست بھی وہد مین آکر تجھے معاف کردین - اُن کے خوش کرنے کے لیے ایسی باتین کرنا چاہیے کہ جوانی ہی تیرے بڑھاپے پر قربان ہوجائے - کچھ قومی اصلاح پر کمر باندھ - آنکھ اُٹھا کر دیکھ تو سہی کہ قوم کا جہاز بھنور مین پڑچکا ہے - ڈوبا چاہتا ہے قوم کے اصلاح کرنے مین ہزارون بچے بوڑھے جوان اور پیر جب تیرے ہاتھ سے اپنے منہ کی قدر کرنے لگین گے تو وہ گذشتہ دوست جو ابھی تجھے دھمکا گئے ہین خود اس گستاخی کی معافی تجھسے چاہنے لگین گے - اے میرے بوڑھے دوست یہی باتین اب تجھے راحت پہونچا سکتی ہین ورنہ آگے بڑھکر ہر ہر قدم پر تیرے لیے دقتین ہین - یہ اصلاح قومی نہین ہے جو تو برسوین دن دس پانچ محتاجون کو زکوۃ دیدیا کرتا ہے - یا دو چار طالبعلمون کو روز کھانا کھلوا دیتا ہے - وہ کام کر جس سے تمام قوم کو فائدہ پہونچ سکے - جو تیرا دھیان ہے اسے خالی خیال کرنے سے بھی کچھ فائدہ ہو - اگرچہ یہ تجھے نہایت مشکل معلوم ہوگا مگر ہمت باندھنے سے سب آسان ہوجاتا ہے - ؎

بہر کارے کہ ہمت بستہ گردد　　　اگر خارے بود گلدستہ گردد"

یہ سنکر بڈھا ایسا خوش ہوا کہ بے تحاشا قہقہہ لگانے لگا اسمین اس کی آنکھ کھل گئی تو اُس نے اپنے تئین بشاش اور ہنستا ہوا پایا اور اپنے بڑھاپے کو دعائین دینے لگا -

اب اُس نے خیال کرنا شروع کیا کہ مین کیا ہون - اور میری کیسی گذرتی ہے - بڑھاپے کی بجھی ہوئی طبیعت اُس کے سامنے ہوگئی - وہ افسردہ دلی - وہ مایوسیون کا ہجوم - وہ نامرادیون کا گھیر لینا - وہ اپنی بے دست و پائی - وہ انتہا کی بےبسی - وہ صورت کا بگڑ جانا - وہ دانتون کا رخصت ہوچکنا - وہ طاقت کا جواب دیدینا - وہ بالون کا سفید ہوجانا وہ کھال مین جھریان پڑجانا - وہ جھکے جھکے چلنا - وہ جوانی کا خواب و خیال ہونا - وہ غذا کا نہ ہضم ہونا - وہ ہاتھ پیرون کا بے قابو ہوجانا - وہ جوانونکی جلسہ مین شریک ہوتے وقت شرم معلوم ہونا - سب آنکھون مین پھر گیا - چاہتا تھا کہ بڈھا یہان پر بہت ڈاڑہین مار مار کر روئے مگر نہین سکی ہم عمر بڈھے نے ایسی تسلی دیدی تھی کہ وہ اسپر کچھ ملول نہوا - اور اپنے کامونکو سوچنے لگا - اُسے خیال آیا دیکھنا چاہیے مین کیا کرتا ہون - فوراً وہ اُس گوشہ تنہائی مین

اودہر اودہر نظر دوڑانے لگا۔ اُسے اپنا ایک کوٹہری مین بیٹھ رہنا۔ دنیا بہر سے منہ موڑ لینا۔ عبادت اور ریاضت مین مشغول ہونا۔ یاد الہی مین مستغرق ہوجانا یاد آگیا۔ اس کے ساتھ اپنا نماز روزہ مجالس وعظ مین گریہ وبکا۔ فرض حج کا ارادہ۔ محتاجون کی حتی الامکان خبرگیری۔ یتیمون کی سرپرستی۔ فقرا کو دینا۔ زائرین کی امداد کرنا۔ مسجدون کی مرمت کرنا بہی یاد آیا۔ تب بڈہے نے کہا بیشک مین قوم سے بالکل غافل ہون۔ میری قوم تباہ ہوئی جاتی ہے۔ اور مین خاص اپنے لیے جنت مین ذخیرہ جمع کررہا ہون۔ مجہے اپنے حال پر افسوس کرنا چاہیے۔ مین ضرور اس بڈہے کے قول پر عمل کرون گا۔ جو خواب مین مجکو اچہی راہ بتا گیا ہے۔ بیشک وہ میرا بہت سچا دوست تہا" یہ کہکر اُس بڈہے نے کمر باندہی اور لٹہیا ٹیکتا ہوا کوٹہری سے باہر نکلا۔ اور قوم کی حالت دریافت کرنے اور قوم کے کشتی کی ناخداؤن کے قوت بازو بنے کے لیے بہت تیزی کے ساتہہ چل کہڑا ہوا۔

اے اہل قوم دیکہو یہ بڈہا اسقدر ضعیفی پر بہی تمہاری خدمت کے لیے کسقدر تیز اور جلد جارہا ہے۔ تمہین ایسے بڈہے پر ناز کرنا چاہیے۔ مبارک وہ بڈہا ہے جو آخر عمر مین اس خدمت پر آمادہ ہو اور جسکو اس جانکاہی کے زمانے مین ہدایت ہو۔

افسردہ دلی

خدا دشمن کو بہی نصیب نہ کرے۔ دل پژمردہ کے آگے دنیا کے سارے غم والم ہات ہین۔ سب مصیبتین اور جانکاہیان ایک طرف اور دل پژمردہ ایک طرف ایک افسردگی کے سکوت کے آگے لاکہون نالہاے جگر شگاف پہیکے پڑجاتے ہین۔ یہ حسرت مند سکوت بلا کا ہوتا ہے کیسی ہی عیش وعشرت مین بسر ہورہی ہو مگر دل افسردہ ہوگیا تو عیش سے بہی غم کا مزا ملتا ہے۔ ہزار دولتمندانہ نشے چڑہے ہون مگر دل پژمردہ سارا نشہ کرکرا کردیتا ہے۔

یہ سب تو ہئی ہے مگر محفل عشرت مین کسی افسردہ دل کا آجانا بہی ستم ڈہا دیتا ہے۔ اودہر کوئی حسرتناک صورت دیکہی ادہر سرور عشرت خاک مین ملگیا۔ افسردہ دل افسردہ کند انجمنے را۔ حسرتمندی کی ہزارون قسمین ہین۔ اور ہوا ہی چاہین اسلیے کہ دنیا مین مصائب اور آلام بے انتہا ہین کونسی خوبی ہے جسکی لئو کسی رنج کا انتظار نکرنا چاہیئے۔ اگر وصل ہے

تو فراق کا کھٹکا لگا ہوا ہے - اگر دولت ہے تو افلاس کی صورت ہر وقت پیش نظر ہے - اگر صبح وطن ہے تو منزل غربت کی یاد بےچین کئے دیتی ہے - اگر نسیم بہار کے خوشگوار جھونکے آرہے ہیں تو باد خزاں کا گذر کسی نہ کسی وقت چہرے کو اداس ہی کر جاتا ہے - اگر باغ جوانی کی سیر ہو رہی ہے تو دشت پیری کے لق و دق میدان کا دھیان آ ہی جاتا ہے - سبزہ زاروں میں جا کر دیکھو کہ ہرے ہرے پودھوں کی مرجھائی ہوئی کونپلیں یاد دلاتی ہیں کہ مایوسی ایسی ہوتی ہے - ذرا باغوں میں شام کے وقت ٹہلتے ہوئے نکلو تو معلوم ہو کہ گل دوپہری کے مرجھائے ہوئے پھول کس حسرت نصیب چہرے کی خبر دے رہے ہیں - کبھی آنکھ نہ کھل جائے تو دیکھنا صبح کے جھلملاتے تاروں کی اتری صورت کسی سوگوار کی سراپا حسرت صورت کا پتا بتلا رہی ہے - اسی وقت تم مشرق کی جانب نگاہ اٹھا کر غور کرو تو تمہیں آسمان کی پھیکی پھیکی رنگت اور رخ سحر پر ہوائیاں چھٹتے دیکھ کر کسی ہلکان یاس کے چہرے کا دھوکا ہوگا - ع

کس کے ماتم میں شب بسر کی ہے — شکل اتری ہوئی سحر کی ہے

اسی طرح ہلکان یاس کی حسرت ناکی ہزاروں قسم کی ہوتی ہے ہر آفت میں جب تک تھوڑی سی بھی امید باقی ہے اس وقت تک درد و الم ہے مگر ادھر ذرا امید منقطع ہوئی اور ادھر صورت پر مایوسی چھا گئی - ادھر آس ٹوٹی اور ادھر چہرے پر یاس برسنے لگی - دیکھو وہ نوجوان عورت کسی قریب المرگ کے سرہانے بیٹھی ہچکیاں لے لیکے آنسو بہا رہی ہے - گو غم نے اس کے سارے بناؤ بگاڑ دئے مگر ابھی اس امید پر کہ شاید اکھڑی سانس پر سیاہی چلنے لگے زیور نہیں بڑھاتی ہے گو بال اس کی از خود رفتگی سے خود بخود جوڑے سے کھل کھل کر چہرے پر بکھرے جاتے ہیں مگر ایک آس پر جو اس قریب المرگ کی الٹی سانسوں میں الجھی ہوئی ہے ان ہاتھوں سے جو ماتم کا کام دینگے انہیں سمیٹ سمیٹ کر جوڑے باندھ لیتی ہے - ابھی تک نوخیز عورت کی صورت پر کبھی تو غم کی جھلک دکھلائی دیتی ہے اور کبھی ایک یوں ہی سی امید کی وجہ سے یہ غمگین چہرہ بشاش ہو جاتا ہے - آنکھوں سے آنسو بہاتی جاتی ہے اور اس قریب المرگ کی سانس گنتی جاتی ہے -

افسوس اب قیامت کا سامنا ہے یہ نیم جان دم توڑنے لگا موت کی ہچکیاں آنے لگیں

آنکھین پتھرا گئین - اسوقت اس حسرت مند عورت کے چہرے پر غور کرو کچھ عجیب عجیب طرح کی حالتین طاری ہوتی ہین اور کیسے کیسے رنگ بدل رہے ہین - تم سمجھے کہ یہ تغیر کیسے ہین ؟ افسوس یہ امید و یاس مین لڑائی ہو رہی ہے - امید اب شکست کھانے ہی کو ہے - مایوسی کا بہت جلد عمل ہو گیا امید اسوقت یاس کا مقابلہ نہین کر رہی ہے بلکہ رخصت ہو رہی ہے - پس اب دو ہی تین منٹ کی مہمان ہے - غضب ہو گیا - پس یہی وقت ہے جو آنکھون سے نہین دیکھا جاتا اُس جوانامرگ کا دم نکل گیا اور اسکی حسرت آلود آنکھین اس نوجوان عورت کی طرف پتھرا کر رہ گئین - اس سے بڑھ کر زیادہ مشکل اب اس عورت کی صورت کا دیکھنا ہے - تمکو کیا معلوم کہ اس سانحہ کو دیکھتے ہی اُس نے کیا کیا - ایک زور سے چیخ ماری جس سے محلہ بھر چونک پڑا اور ایک دوہتڑ سر پر مارا جس کی دل خراش آواز ہمنے بھی سُنی تھی - پھر کوئی دوسری آواز نہین سُنائی دی خدا جانے عین غم مین وہ نالہ کشی کیون بھول گئی - آؤ اسکو دیکھین زندہ ہے کہین اس جوانامرگ کا ساتھ تو نہین دیا - خدا جانے کیسی ہے - ہائے افسوس زندہ ہے مگر فرط غم سے اُس کے آنسو رک گئے اور انتہاے مایوسی سے اُسکا دل افسردہ ہو گیا - اب یہ نہ کچھ کہتی ہے نہ سُنتی ہے نہ روتی ہے بیٹھی ہے مگر چہرے پر کی ایک یاس سب کے شور و شیون اور بکا و ماتم کو ہیچ کیے دیتی ہے - پس ایسی صورت ہے کہ دیکھنے کے لیے بھی جگر چاہیے -

صاحبو! یہ ایک قسم کی افسردہ دلی اور ہمکناری یاس تھی - جس نے سب سننے والون تک کو پریشان کر دیا اسقدر مختصر بیان سے بھی آنسو ٹپک پڑے - یہ حسرت و مایوسی صرف ایک دم سے وابستہ تھی جسکے نہین معلوم کتنون کو بیچین کیا - ایک عمر بھر کی دوستی کا اقرار کرنے والی عورت تھی جس کے دل دردمند نے خدا جانے کتنون کو رلا دیا - وہ افسردہ دلی کس غضب کی ہوگی جو ہزارون اور لاکھون کی غم آلود حالتون سے وابستہ ہو - وہ چہرہ بلا کی افسردہ دلی کی خبر دے رہا ہوگا - جیسے غیر محدود لوگون کی مایوسانہ حالت نے پژمردہ کیا ہو -

آپ لوگ جانتے ہین کہ وہ کون چہرہ ہے - وہ کسی سچے عاشق قوم کا چہرہ ہے جو قوم کی تباہی کو دیکھکر حسرت ناک ہو گیا اور وہ ایک جانباز قوم کا دل ہے جو قوم کی

بربادی سے افسردہ ہوگیا ہے۔

بڑے افسوس کی بات ہے کہ ہر طرح ان افسردہ دلی لوگوں پر اثر کرجاتی ہے بےتحاشا سب کے دل چین ہو جاتے ہیں مگر اُس انتہا درجے کی یاس انگیز چہرے دوراندیش دل کو کوئی دھیان میں نہیں لاتا جو قوم کی سوگواری میں ہمکنار یاس ہو رہا ہے۔ گو ایسے چہرے اور ایسے دل اس قوم میں بہت کم ہیں مگر یہ نہیں کہ ہندوستان بنجر ہو رہا ہے لیکن قوم کچھ پروا نہیں کرتی۔ غور کیا جائے تو یہ بھی کچھ تعجب کی بات نہیں ہے۔ تماشہ ہے کہ جس کے لیے کوئی افسردہ دلی تماشا کرتا ہے اُسے خیال بھی نہیں ہوتا کہ یہ کون سی صورت بنائی ہے۔ اس عدالت کے پرحسرت چہرے کو دیکھو اور اُس جوان کی بےفکری کو دیکھو خبر بھی نہیں ہوتا۔ ہم اُن افسیون کو ہزار مایوسی ہو مگر کبھی یار نے یہ پوچھا ہے کہ یہ حالت کیوں بنائی ہے۔ خدا ہماری قوم کو ہدایت دے کہ اپنے دردمند ہمدردوں کی بات رکھ لے۔

سفر کامیابی کی کنجی ہے

ہم کسی اولوالعزم دنیا کے نیک نام مسافر کی لائف (سوانح عمری) دیکھکر حیرت میں آجاتے ہیں جو ایک نہایت غریب گھرانے میں پیدا ہوا تھا۔ اُس کے خاندان کے تذکرے دلچسپی اور سربرآوردگی سے بالکل خالی تھے بلکہ وہ خود ایک ایسا شخص ہوگیا کہ اُس کے حالات کسی خاص خاندانی پارٹی کو وقعت اور عزت حاصل کرانیکی حد اس درجے تک بڑھ گئی کہ تمام روے زمین کی آبادی ایک اعلی درجہ کی قوت بشری کو اُسکی مضبوط ہمت اور اُس کے بشاش چہرے سے ظاہر ہوتے دیکھکر اُسے اپنا سرمایہ افتخار سمجھنے لگی۔ اُس کی کامیابیاں زمانے کو چونکا چونکا کر بتانے لگیں کہ انسان کا حوصلہ ان چھوٹے اور کمزور ہاتھ پیروں پر ترقی دینے سے کس درجہ وسیع ہوسکتا ہے ہمارا خیال ہے کہ نیکنامی اور ساری دنیا کی عزت اور بزرگی کو اس کے قدموں سے بہت کچھ مدد ملی ہوگی اور یہ بھی ہم دعوے کرکے کہہ سکتے ہیں کہ جن استدلالات سے انسان تمام مافی الکون پر شریف اور واجب التعظیم ثابت کیا جاتا ہے انھیں سے ایک اعلی درجہ کی مضبوط دلیل وہ بھی ہوگی جو اِس حوصلہ مند مسافر کی سوانح عمری سے استخراج کی گئی ہے۔

گو اس کے نقش قدم بہی ابد آنے والے ہجوم خلائق کے پیرون نے مٹا کر رکھ دیئے ہین مگر
مین اس نے اپنا نقش قدم تواریخ کے اُن مبارک صفحون پر جما دیا ہے جن پر زمانہ
کی عمر کا پورا حال لکھا جا چکا اور لکھا جاتا ہے اور ہمیشہ تک لکھا جائیگا اور جو شہیدان
قوم کے ایسے گنج شہیدان مین جس مین وہ ہمیشہ زندہ موجود رہین گے اور نسل انسان
سے عام لائق لوگ ان سے اپنی طبع آزمائی کی نظرین چراتے رہین گے - اس اولوالعزم مسافر
سے ہماری مراد کلمبس ہے جس نے پہلے پہل امریکہ کا پتا لگایا تہا -

یہ حوصلہ مند عالی ہمت شخص جسکی نسبت ہماری ہندوستانی اصطلاح کے موافق کہا
جا سکتا ہے کہ اس نے اپنے تئین زمین کا گز بنا دیا تہا بچپن ہی سے سفر کا ایک شائق نہین
عاشق تہا جب اسکا جہاز سمندر مین چلا جاتا تہا اور لوگ راہ کے پانی اور خشکی کا سراغ لگنے
سے مایوس ہوکر بدحواس ہو رہے تہے اُس وقت یہ مارے خوشی کے پہولا نہین سماتا تہا -
یہ دل ہی دل مین خدا کا شکریہ ادا کرتا تہا کہ آج اُس کی آرزو پوری ہوئی -

ایشیا کے مغربی حصہ ملک عرب کی یہ ایک مثل مشہور ہے کہ وہ کہا کرتے تہے
"السفر وسیلۃ الظفر" انکا مقولہ گو کہ نہایت درجہ صحیح تہا مگر اور کسی قوم نے سفر کے
ذریعہ سے ایسی کامیابی نہ حاصل کی ہوگی جیسی کہ اُن لوگون نے حاصل کی - ان کے
سفر عالم مین اس امر کی بہت بڑی نظیر ہوگئی کہ انسان خواہ وہ کیسے ہی افلاس اور
ذلت کی حالت مین ہو مگر جب کہ وہ اولوالعزمی کے ساتہ سفر شروع کر دیتا ہے اور غریب الوطنی
کے تمام مصائب کو خندہ پیشانی کے ساتہ جہیل جاتا ہے تو وہ نہایت بیش بہا کامیابی
حاصل کرتا ہے -

اہل عرب کے سفر جس پریشان حالی کے ساتہ ہوئی ان کے مثل دنیا مین ہرگز نہ واقع ہوئے
ہونگے پہلے پہل جسوقت وہ سواحل عرب کو طے کرنے نکلے تہے اُسوقت اُنکو دو دو روز مین
ایک ایک خرما نصیب ہوتا تہا جو اُنکا قوت تہا - جب بلاد شام پر وہ پہونچے تہے اُن کے
پاس خیمہ ڈیرہ وغیرہ کے قسم سے کوئی سامان نہ تہا تمام مصیبتین اُنہون نے اپنے سر پر لین
برف کو وہ اپنے سرون پر روک لیتے تہے - جن لوگون کا مقابلہ تہا اُن کو یہ ابتدائی خیال پیدا
ہو گیا تہا کہ یہ لوگ مصائب سفر کو اس بے سروسامانی کے ساتہ ہرگز نہ برداشت کر سکین
گے - خصوصاً برف کے بالکل نہ متحمل ہو سکین گے - ہمکو ان سے مقابلہ کرنے کی کوئی ضرورت

نہین ہے آسمانی بلائین جو ہماری ۔۔گا بنکر ان کے سرون پر نازل ہونگی وہ جلد انکے
قدم اکھاڑ دینگی - یہ خود بخود بھاگ جاوینگے - مگر اس جفاکش قوم نے ہرگز اسکا خیال
نہین کیا بلکہ نہایت استقلال اور محنت کے ساتھ چھ چھ مہینے تک ان لوگون کو گھیرے رہی۔
پہلی لڑائی جو ایک شہر بیت المقدس کے واپس لینے کے لیے تمام اہل یورپ اور مسلمانون سے
ایشیا فلسطین پر ہوئی تھی گو اس مین یوروپین کو کامیابی نہین ہوئی مگر ان کی ترقی
کا پہلا زینہ یہی واقعہ تھا کیونکہ یوروپین مورخین خود معترف ہین کہ اس لڑائی کا نتیجہ
ہوا کہ اہل یورپ ایشیا والون سے ملے اور ان کو سفر کی عادت پڑی اور تجارت کا سلسلہ
بھی ان لوگون مین شروع ہو گیا -

ہمارا خیال ہے کہ سفر کی خوبیاں اس سے بڑھ کر اور کسی طریقہ پر ہرگز نہین بیان کی
جا سکتین کیونکہ یہان پر یہ بات وضاحت کے ساتھ ثابت ہو گئی کہ سفر ایسی چیز ہے کہ
اگر ناکامی حاصل ہو تو بھی کوئی نہ کوئی دلچسپ فائدہ ضرور ہاتھ لگتا ہے -

ہم اپنے ملک کو اور ہم وطنون کو ایسی دلی سچی محبت کے ساتھ پسند ہے کہ کبھی اس سے الگ
ہونے کی جرأت نہین کرتے اور کبھی ان کا جوش الفت سے بھرا ہوا دل اس کی مفارقت
کو گوارا نہین کرتا ۔ ایک بہت بڑی دلگیر دولت فرض کرتے ہین جو کبھی ہاتھ سے نہ جانے دے
مگر اس کے ساتھ ہی کہنا نہایت درجہ ضرور ہے کہ یہ دولت کن لوگون کے ہاتھ مین رہی
بیشک یہ بیش قیمت اور قابل عزت بلکہ عزت حاصل کرنے والی دولت ہمیشہ چند مسافرون
کے ہاتھ مین رہی جو کبھی کبھی فتح کر کے چلے گئے اور اکثر اسکو اقامت گاہ قرار دیکر اسی
جگہ سکونت پذیر ہو گئے - آرین مقدس جماعت نے اسکو فتح کیا اور اسکے حاکم ہو گئے
حکومت کے ساتھ انھون نے اسے اپنا وطن ہی بنا لیا پھر جب دوسرا دور شروع ہوا
اسلامی فاتح قوم نے ابتداءً ایک بالکل غیر مانوس ملک کی مسافرت اختیار کر کے
اس دولت کو اپنے قبضہ مین کر لیا - کچھ دنون یہ لوگ مسافر ہی بنکر حاکم رہے پھر یہین
سکونت پذیر ہو کر اس ملک کے باشندے قرار پا گئے - اب تیسرا دور شروع ہوا
اور برٹش فاتح نے سب سے بڑا عظیم الشان سفر اختیار کر کے اسکو اپنے ہاتھون مین لے لیا
جو آج تک مسافر ہین اور جنھون نے ابھی تک ہندوستان کو اپنا وطن قرار دینے کے قابل
قدامت نہین حاصل کی ہے - بہر تقدیر ہندوستان عموماً غیر قومون ہی کا محکوم

رہا کیا بلکہ ہمیشہ بڑی عزت کے ساتھ اُولوالعزم اور عالی ہمت مسافرون کی مہربانی کرتا رہا
سب سے بڑھ کر عجیب و غریب حیرت پیدا کرنیوالا وہ خیال ہوگا جواب مین بیان کرونگا
اور جو اسوقت ہندوستانیون کے ذہن نشین ہے اور اُن کی حالت سے ظاہر ہورہا ہے
یہ لوگ سفر کو نہایت ہی بُرا اور غیر قابل قدر بلکہ بالکل بے فائدہ خیال کرتے ہین جبکہ اُس ملک
کے باشندے ہین جو ہمیشہ مسافرون کو عزت کے مسند پر جگہہ دیا کیا ہے تو ان سے بڑھ کر
کون حیرت انگیز قرار پا سکتا ہے۔ اگر اہل عرب وغیرہ جو سواے ایک وقت کی ترقی آمیز
پھیلاؤ کے ہمیشہ اپنے ملک ہی مین رہا کئے اور چین کے ملک نے غیر قومون کو اپنے وہان
بہت کم جگہہ دی تو چندان بعید نہین کیونکہ وہ ہمیشہ وطن دوستی اور اقامت وطن کے
پابند رہے اگر نکلے بھی تو وہی نکلے کوئی دوسرا اُن کی سرزمین پر عزت کے ساتھ نہ آسکا۔
مگر ہمارے اہل وطن آنکھون سے دیکھہ رہے ہین کہ یہان ہمیشہ وہی قومین جو مسافر بنکر
آئی تھین بڑی عزت کے ساتھہ رہین لیکن اسپر بھی وہ نہین سمجھتے کہ سفر کیسی
بیش قیمت چیز ہے۔

مسلمان اگر اپنے اُس دینی مرکز کی طرف رجوع کرین جو اُن کی شریعت کا مبدا ہے اور
جس سے خدا کا مقدس قران مجید مراد ہے تو اُن کو بخوبی معلوم ہو جائے گا کہ سفر کیسی
نادر اور عمدہ چیز ہے۔ قران بتا رہا ہے کہ "سیروا فی الارض"۔ یعنے زمین کی سیر کرو اصول
شریعت پر اگر ہم غور کرین تو شاید یہ آیت فی نفسہ اپنے ظاہری حکم سے ہمکو سفر کرنے کی
اجازت نہین دے گی بلکہ سفر کرنے پر مجبور کر دیگی۔ یہ مسئلہ اصول فقہ کا مسلم ہے کہ
امر وجوب پر دلالت کرتا ہے۔ لہذا "سیروا" صیغہ امر کا یہی منشا قرار پاے گا کہ سفر کرنا
ہمپر واجب ہے اور بغیر اُس کے ہم گنہگار قرار پائین گے۔

ہمنے یہ پست ہمتی کو ترقی دینے والی بات ملک مین دیکھی ہے جس کا ظہور اکثر اوقات اُنہین
لوگون کی جانب سے ہوا کرتا ہے جو سفر کر چکے ہین اور ملک مین تجربہ کار کے لقب سے
پکارے جاتے ہین۔ وہ لوگ اپنی جفاکشی کی دادخواہی کے لیے نوجوانون سے اکثر بیان
کر چکے ہین کہ سفر مین بڑی تکلیفین ہوتی ہین انسان طرح طرح کی مصیبتون مین مبتلا
ہو جاتا ہے۔ خرابی یہ ہے کہ وہ لوگ اسی پر اکتفا نہین کرتے ہین بلکہ نوجوان لوگونکی
جانب اکثر خطاب کر کے یہ بھی کہا کرتے ہین کہ سفر کی تکلیفین آپ لوگ ہرگز نہین اٹھا

سکتے - آپ کی ناتجربہ کاری سے آپ لوگون کو بڑے بڑے صدمے پہونچین گے - اس قسم کے امور عموماً نہایت درجہ زور دیکر بیان کیے جاتے ہین - اور ان باتون سے جو ہمارے ملک کے تجربہ کارون سے سُنے جاتے ہین عام نوجوانون کے ولولون اور حوصلون کو نقصان پہونچتا ہے - ہمارا خیال ہے کہ یہ بالکل غلط خیالات ہین - انسان جب سیر کرتا ہے عام اس سے کہ وہ کسی رتبہ اور درجہ کا ہو اُسکو ہزار تکلیفین پہونچین اور لاکھ مشقتین اُٹھانا پڑین مگر وہ خواہ مخواہ اُسکی برداشت کرنے پر مجبور کر دیا جاتا ہے - اگر کوئی شخص فخریہ بیان کرے کہ مین سفر مین ایسی ایسی مصیبتون کا متحمل ہوا تو اس کی بہت بڑی غلط فہمی ہے ہم دریافت کرتے ہین کہ اگر وہ شخص متحمل نہوتا تو کیا کرتا - انسان چاہے کوئی ہو جب مسافرت اختیار کرے گا اسوقت اُسکو تمام محنتین اور مشقتین اُٹھانے مین اپنی پوری ہمت اور جرأت صرف کرنا پڑے گی - فی نفسہ سفر کرنا البتہ انسان کے لیے ایک فخر کی چیز ہے اور سفر کی تکالیف کا متحمل ہونا اس کی کوئی عزت کی علامت نہین ہے - کیونکہ یہ اتفاقاً اُس پر آ پڑی تھین جنکی برداشت کرنے پر مجبور کر دیا گیا - ہم اپنی قوم سے امید کرتے ہین کہ وہ ایسی ہمت کو پست کرنیوالی باتون کا بالکل خیال نکرین اور سفر کو اپنی ترقی کا ضرور مبدا سمجھین جس پر اُن کی دین اور اُن کے دنیاوی طرز معاشرت کے اصول منحصر ہین -

---

مرقع لیلی مجنون

ہمارے لائق دوست مرزا محمد ہادی صاحب نے شرقی دنیا کے مشہور قصے لیلی مجنون پر زور طبع دکھا کر ایک نئی اور نہایت ہی دلچسپ کتاب پبلک کے سامنے پیش کر دی - یہ وہ قصہ ہے جو فارسی کے تمام مشہور جادو نگار شعرا کا موکرار رہا ہے - فارسی مین نظامی اور خسرو کے ایسے پیغمبران سخن اور اُردو مین تہوس کے ایسے اہل دل نے اسی قصہ پر اپنی نغمہ سنجیون کے جوہر دکھائے ہین - مرزا صاحب نے اس قصہ کو مغربی رنگ مین رنگا ہے - اور ڈراما کے طور پر سین قائم کرکے ایسا بنا دیا ہے کہ اگر ایکٹر اس ڈراما کو اسٹیج پر دکھائین تو شاید کوئی ایسا ہی سنگدل ہوگا جس سے ضبط ہو سکے - مگر ہمارے خیال مین مرزا صاحب نے یہ پہلا ڈراما لکھا ہے کیونکہ آئندہ تصانیف کے لیے

انھون نے خود اس مین بہت سے امور کی تکمیل چھوڑ دی ہے - ہم جہان تک غور کرتے ہین یہی معلوم ہوتا ہے کہ یہ ڈراما بہ اعتبار سین کھینچنے کے ناقص رہگیا ہے - گو کہ بڑی کوشش اور جانفشانی کی گئی ہے مگر سین عمدہ نہین قائم ہو سکے ہین - بعض سین بالکل فضول اور غیر ضروری ہین - اور بعض مین زیادہ تفصیل کی ضرورت تھی مگر اجمال نے سب لطف خاک مین ملا دیا ہے - اور کیریکٹر دکھانے مین اس سے زیادہ ناقص ہے - ہمارے احباب اس کتاب کو ضرور ملاحظہ فرمائین اور غور کرین کہ ہماری راے اسکی نسبت کیسی ہے - اصل یہ ہے کہ مرزا محمد ہادی صاحب ہماری نظر مین جسقدر قیمتی ہین اُسقدر اُن کی یہ جدید تصنیف نہین ہے -

پھر بھی لوگون کو یہ کتاب نہایت ہی دلچسپ معلوم ہوگی - ضرور منگوائین - قیمت مع محصول ۸ ہے درخواست باجازت ویلیو پے ایبل شیخ احمد علی کامل کے نام لکھنو کٹرہ بزان بیگخان کے پتہ سے آئے -

---

قدردانان دلگداز

اب تو غالباً آپ کا اطمینان ہو گیا ہوگا اگرچہ دلگداز اس دفعہ پھر تاخیر کرکے نکلا مگر یہ تاخیر مبارک تھی کیونکہ اب آیندہ اسکا انتظام اشاعت نہایت عمدہ رہے گا - آپ کو معلوم ہو چکا ہوگا کہ دلگداز پریس قائم کر لیا گیا جسکی وجہ سے تمام وہ خرابیان جو پرچہ کو وقت پر نہین شایع ہونے دیتی تھین دفع ہو گئین - اب ہمیشہ دلگداز کو آپ موعودہ تاریخ اشاعت پر لیجیے - امید کی جاتی ہے کہ آپ حتے الامکان کوشش کرکے اپنا حساب بھی بیباق کر دین گے - ۱۸۹۰ء شروع ہوا - ادھر تو ۱۸۹۰ء کی قیمت آنا چاہیے - ادھر ۱۸۸۹ء کے بابت جن حضرات کے ذمّے روپیہ باقی ہو جلد ترحمت فرمائین - پریس نے ضرورتین بڑھا دی ہین - لہذا الیقین ہے کہ اس ضروری موقع پر اپنے خادم دلگداز کی آپ ضرور اعانت فرمائینگے - حتے الامکان روپیہ جلد ارسال فرمائیے -

خادم قوم - مہتمم دلگداز -

دلگداز

نمبر۳ بابت ماہ مارچ سنہ ۱۸۹۰ء جلد ۳

باہتمام

خادم قوم محمد عبدالحلیم شرر مہتمم "دلگداز"

دلگداز پریس میں چھپکر

لکھنؤ جھوائی ٹولہ سے شائع ہوا

ضوابط

۱- دلگداز کوشش کرتا رہے گا کہ اردو مین ایک نئی روح پھونکے اور اسکے جذبات بڑھاسکے اسکے ذریعے سے اعلےٰ رنگ کے لٹریچر کے نمونے اکبھی کبھی نازک اور نئے خیالات ظاہر ہوتے ہین۔

۲- ہر انگریزی مہینے مین ایک نمبر شائع ہوتا ہے۔

۳- قیمت عام سے دو روپیہ سال مع محصول اور رسالے ۸ روپیہ سال والیان ملک سے [illegible] بے وصول قیمت سالانہ پرچہ نہ روانہ ہوگا نمونے کے لیے ۲/ ٹکٹ بھیجنا چاہیے۔

۴- اشتہارات ۴ سطر کے حساب سے درج ہونگے۔ زیادہ کے لیے خط کتابت سے فیصلہ ہوگا۔

۵- جواب طلب خطوط کے لیے ٹکٹ یا جوابی کارڈ آنا چاہیے۔

المشتہر محمد عبد الحلیم شرر مہتمم دلگداز

جہانگیر

شکسپیر کے مشہور پلے ہملٹ کا ترجمہ جس کے ذریعے سے جناب منشی محمد امتیاز علی صاحب بی اے نے اپنی اعلیٰ لیاقت کو ظاہر کیا ہے اور ترجمہ کا نام لیکر نہایت بامحاورہ سلیس اور فصیح اردو ملک کے سامنے پیش کی ہے بہت سخت ضرورت ہے کہ موجودہ مذاق کا ہندوستان اس کتاب کو غور سے دیکھے۔ یہ کتاب نہایت عمدہ کاغذ پر اور بہت خوشنمائی کے ساتھ چھاپی گئی ہے۔ علاوہ ٹائٹل کے سو صفحہ پر تمام ہوگئی ہے قیمت مع محصول ڈاک ایک روپیہ۔ نقد یا ویلیو پے ایبل کی درخواستین مشتہر کے نام آئین۔

المشتہر محمد امداد علی۔ لکھنؤ۔ ڈاکخانہ امین آباد۔

البرٹ بل

نیا ڈراما۔ انوکھا ناٹک۔ جذبات کا دریا خیالات کا چشمہ جسمین بل کی پوری ابتدائی کیفیت۔ اُس کی روز بروز ترقی۔ ممبران کونسل کی اسپیچین۔ یوروپین کی مخالفت اور [illegible] شنگھائیون کی واویلا۔ اور فریاد۔ انگلش طبائع کی برانگیختگی اور شورش گورنمنٹ کی توہین اور اہل ہند کی دل آزاری ویسرائے کی کریمانہ [illegible] فیاضی۔ رعایا کی وفاداری اور نمک حلالی۔ انگلشمین وغیرہ کا غصہ۔ بعض ہندوستانی نمک حرامون کی قوم کے ہاتھون سزا۔ اور بل کے آخری فیصلے کی بہت مذاق اور ظرافت سے متعلقہ بحث مین نہایت سلیس اور اردو بامحاورہ زبان مین لکھا ہے قیمت ۱۰ مع محصول۔

المشتہر مہتمم دلگداز

فیروز گلنار

خاص شکسپیر کے مشہور ناٹک رومیو جولیٹ کا ترجمہ عشق کی امنگ کا پورا چربا۔ جس کی زبان کی پاکیزگی۔ محاورات کی شستگی بول چال کا مزا [illegible] دیکھنے سے تعلق رکھتا ہے۔ یہ پہلا ڈراما ہے جو اردو مین اس خوبی سے ترجمہ ہوا۔ قیمت مع محصول ڈاک ۱۰

آزاد

ملکی معاملات اور عام رائے کا آئینہ پولٹکل اور سوشیل خیالات کا ریفارمر۔ اردو لٹریچر اور زبان دانی کا اعلیٰ نمونہ ناظرین پرچے نمونہ [illegible] ملاحظہ کر سکتے ہین سالانہ قیمت عوام سے [illegible] خواص سے [illegible] درخواست منشی احمد علی صاحب شوق مالک اخبار آزاد کے نام آنا چاہیے۔



پھول

کیا چیز ہے۔ اور کس قدر خوش نصیب چیز ہے۔ کون محفل ایسی ہے جس میں اس کا گذر نہیں۔ کون بزم طرب ہے جہاں اس خوشنما چیز سے صف میں اٹھایا جاتا۔ زیادہ خرابیت تو یہی خوف معلوم ہوتا ہے کیونکہ بلبل اگر برا نہ خیالات کا جامہ نکالتی ہیں ایف قابت کا الزام ۔۔۔ ہم نوران کی شکایت کرتے ہیں ہماری بھی شکایت آنے لگے گا۔ اگر کیا یہ بات ہے قدرت اپنی دولت بخش ہر صنعت نظر کے سامنے کر دیتی ہے۔ تو بے اختیار جی چاہتا ہے کہ تعریف کرنے لگیے۔ پھول کے سوا اور کون چیز ہے جس پر قدرت نے اپنی کاریگری کا پورا زور صرف کر دیا ہو۔ ہونے کو تو ایک چھوٹی سی چیز ہے مگر خدا جانے خوشنمائی کس قدر کوٹ کوٹ کے بھری ہے کہ جس پر آنکھ پڑ جاتی ہے اسے بھلی ہی معلوم ہوتی ہے۔

بزم بستان میں حسینان جہان اپنی ناز آفرینیوں اور مشاطۂ قدرت کی چابکدستیوں کا مقابلہ کرنے کو آ بیٹھتے ہیں اسکی بات ہم ہمارے انھیں حسن فروشوں سے ہے جنھیں لوگ "پھول" کے الفاظ سے یاد کرتے ہیں۔ دلفریب عروسان بزم قدرت یعنی پیارے پیارے خوشنما پھول اپنی شکل حسن خداداد میں کچھ ایسی کشش رکھتے ہیں کہ دلدادگان یار جن کا دل جمال یار کے سوا زمانے کے کل حسینوں سے ہٹ جاتا ہے وہ بھی جب کبھی وحشت دل ابھرتی ہے تو کوے جانان کے عوض صحن چمن میں نکل آتے ہیں اور ان آنکھوں کو بھلے معلوم ہونے والے پھولوں کو دیکھ دیکھ کے اور بیتاب ہو ہو کے بار بار اس مصرع کو زبان سے دہراتے ہیں "اے گل بتو خرسندم تو بوے کسے داری" باغ کی زینت حرف نظر فریب اور رنگ برنگ پھولوں سے ہے سہانے اور جانفزا وقت صباح میں سطح چمن کے ہر حصے سے ایک قسم کی بشاشت اور مسرت نمایاں ہوتی ہے۔ جانتے ہو کیوں؟ صرف اس وجہ سے کہ وہ ان قدرتی معشوقوں کے مسکرانے اور شگفتہ ہونے کا وقت ہوتا ہے۔ اسوقت یہ اپنے حسن عالم فریب پر ناز کرنیوالے

پھول بے تحاشا ہنسے پڑتے ہیں اور جوش خود پرستی کی ہنسی ان سے ضبط نہیں ہو سکتی۔ ان کی اس وقت کی بہار دیکھنے کے قابل ہے۔ اور اسی وجہ سے ان کے جذبات خدا جانے کس کس کو کہاں کہاں سے کھینچتے ہیں اور صحن چمن میں لا کے کھڑا کر دیتے ہیں۔

نسیم جو نہیں معلوم کن جنگلوں کی ہوا کھاتی پھرتی تھی ان کی سیر دیکھنے کے لیے آتی ہے اور نونہالان چمن کے ادھر ادھر آہستہ آہستہ خوش خرامیاں کرنے لگتی ہے۔ نازک دماغ طیور اڑ اڑ کے آتے ہیں اور درختوں کی نازک نازک ٹہنیوں پر بیٹھ کے جوش سرور میں چہچہانے لگتے ہیں۔ نور سحر کی دھیمی دھیمی شعاعیں افق مشرق سے آتی ہیں اور تر و تازہ سبزپوش خوش قدان گلشن کے دامنوں سے چھن چھن کے رنگین پودوں کی پنکھڑیوں پر پڑتی ہیں اور ایک نئی بہار پیدا کر دیتی ہیں۔ آسمان کے جھلملاتے ہوئے تارے اس دنیا کی بہار کو اپنی دلچسپ نگاہ سے دیکھتے ہیں اور ان کی کرنیں جواہر نما قطرہائے شبنم میں دلچسپ جھلکیاں دکھا دکھا کے زمین کو بھی آسمان کا نمونہ بنائے دیتی ہیں جس کا یہ مطلب ہوتا ہے کہ گویا تارے بھی خسرویان چمن کی بزم سرور کے مہمان ہیں۔ وہ حسن پرست جنہیں نظر بازی اور قدرتی حسینوں کی قدردانی کا لپکا ہے اور کسی بات میں تو ان کا دل نہیں لگتا اس وقت ٹہلتے ہوئے ادھر نکل آتے ہیں اور نوجوانان چمن کے آس پاس ایک لطف کے ساتھ ٹہلتے پھرتے ہیں۔ غرض یہ طرح کے زندہ دل مہمان جمع ہوتے ہیں اور ان کی خاطر داری کے لیے پودوں نے اپنی خوشبوئیں چاروں طرف کی فضا میں پھیلا دی ہیں۔ اور باغبان فطرت نے اپنی اس نکھری محفل کی رونق کے لیے بہار باغ پر تر و تازگی کی ایک اور نظر فریب چادر بچھا دی ہے۔ مگر اس محفل کی ساری رونق کس چیز سے ہے؟ کیا اس کے جذبات ہیں جو ان زندہ دل مہمانوں کو دور دور سے یہاں کھینچ لائے ہیں؟ ان سب کا اصلی مرجع شاہدان چمن یعنی پیارے خوشنما پھولوں کا جلوہ ہے۔

یہ پھول اس سادگی پر ایسے شوخ واقع ہوئے ہیں کہ تنہا اپنی ذات سے دنیا کے ہر قسم کے حسن کا جلوہ دکھا دیتے ہیں۔ گل و لالہ کی نازک بدنی اور تر و تازہ گلابی پنکھڑیاں کس صفائی سے رخسار جانان کا حسن اڑا لائی ہیں۔ نرگس شہلا کا دعوے ہے کہ زبان حال سے کہہ رہی ہے کہ "میں پھول نہیں ایک شوخ چشم کی چلبلی آنکھیں ہوں" سوسن مسکرا مسکرا کے اپنے نیلگوں ہونٹوں سے اپنی شوخ رنگت کی داد چاہ رہی ہے۔ اور عشق پیچاں نے

اون کا کلیان پھیلا دیا ہے - الغرض حسن و عشق کی دنیا کے یہ سب کرشمے شاہدان گل کی
ناز آفرینیوں اور شبنم کی چالاک ستیوں سے نمودار ہیں -
مندرجہ ذیل کو ہمیشہ شعرائے [illegible] جانانات تصور کیا ہے - شعراء کتنا بڑا جرم ہے [illegible]
پھول کو باغ قدرت میں سے منتخب کیا ہے - اور یہ انتخاب ایسا سچا ہوا ہے کہ آج تک
کوئی نکتہ چینی نہیں کر سکا - ہر موقع اور ہر محل پر آپ کو یہی نظر آئے گا کہ شاہدان باغ جو کسی
موقع پر خود معشوق ہوتے ہیں اور کبھی نوجوانان چمن کے نازک جھکتے ہوئے اعضا یعنی شہنیوں
کے زیور بن کے نمودار ہوتے ہیں ان کو جس مذاق اور [illegible] نے اپنی اپنی بار رونق
کے لیے منتخب کیا ہے وہ رنگ [illegible] اور نازک دماغ [illegible] دلربائیوں اور دلبری کی وجہ
حسن و عشق کی دنیا میں خوبی کے ساتھ لیے گئے ہیں انہوں نے اپنے حسن اور جس مذاق
میں بہت خوشنما [illegible] کو دنیا بھر میں سے بطور عمدہ سامان [illegible] منتخب کیا ہے -
غور کرنے کی جگہ ہے کہ یہ پھول کس کس طرح سے اور کس کس زینت ان کے کام آتے ہیں
گلے سے صفا میں پھولوں کے ہار ہوتے ہیں - کانوں [illegible] پھولوں کی بالیاں ہوتی ہیں -
نازک کلائیوں میں پھولوں کے کنگن ہوتے ہیں - اور بستر ناز پر [illegible] سراپا نزاکت
پھولوں کا بچھونا ہوتا ہے - پھولوں کی قدر کچھ اسی وقت خوب ہو سکتی ہے جب کسی کے
انگور سے گورے ہاتھوں میں ایک نظر فریب گلدستہ نظر آئے اور آرزومندان وصال کے
دل میں ایک پرجوش اور بیتابانہ حسد پیدا کر دے - موجودہ مہذب ممالک کی حور وش
اور پری جمال لڑکیاں سر سے پاؤں تک پھولوں سے آراستہ ہو کر جب نکھری صورتوں
[illegible] اپنی ادائیں دکھاتی ہیں اسوقت خیال میں آتا ہے کہ پھول قدرت کا کتنا بڑا قیمتی ہدیہ
ہیں - وہ نازک دماغ جنہیں اپنے سچے ذوق پر ناز ہے ہمیشہ پھولوں کی بھینی بھینی خوشبو
سے اپنے دل و دماغ کو تر و تازہ کیا کرتے ہیں - پیارے پھول تو حسینوں کی صحبت میں
ایک نازک مزاج مصاحب اور حسن پرستوں کی محفل میں وہ بت ہے جسے دیکھ کے
وہ خیالی پیکر یار کا نقشہ آنکھوں کے سامنے کھینچا کرتے ہیں - تو نازنینوں کی جان اور
نازبرداروں کا ایمان ہے -
اے کسی [illegible] کسی طرح ہماری دلچسپی کا سامان پیدا کر دینے والی قدرت الٰہی تو نے پھولوں کو
پیدا کرنے میں کتنی بڑی فیاضی دکھائی ہے کہ باغ دنیا کے عشرت پسند کبھی تیرا شکریہ

ادا کرنے سے سبکدوش نہیں ہوسکتے - فرانس و انگلینڈ کے نازفروش مہ وشون کی ٹوپیاں اُسی بے نظیر اور سادہ زیور (پھولون) سے سجی جاتی ہین جو خاص تیرے ہاتھ کا بنایا ہوا ہے - وہ سادہ مزاج کوہستانی دلربائین جنکو زمانے نے اپنے پُرتکلف سونے چاندی اور جواہرات کے زیور سے محروم رکھا ہے اُن کے لیے تونے اپنا قدرتی حسن دان کھول دیا جس سے نکال نکال کے وہ خوشنما اور خوبصورت پھول اپنے سرون اور اپنے سینون پر آراستہ کرتی ہین - یہی وہ زیور ہے جو دنیا کے غریب سے غریب اور سادے سے سادے پریرخ کے کام آتا ہے - اور ہزار پرتکلف زیورون سے زیادہ بہار دکھاتا ہے -

انصاف کیجیے تو پھولون سے اچھا زیور دلرباؤن کو آج تک نہ نصیب ہوا - اگر عشرت پسندون نے اپنی نازنین عورتون کو سونے چاندی سے لاد دیا ہے - اگر عالیشان محلون کی نازفروش آبدار جواہرات سے اپنی حسن کی خاصون کو زیادہ رونق دے رہی ہین تو ہوسکے دو وہ سادہ حسن جو کوہستانون اور صحرائی گاؤن مین نظر آتے ہین جنکی طرف سے پھر دنیا بھر کو لاپروا کردیتا ہے اور خاص اپنی مشاطگی کے لیے منتخب کرتا ہے اُن کے سادہ حسن کی رونق صرف اُنہین خوشنما پھولون کے ذریعہ سے نمایان ہوتی ہے جن سے آفتاب صبح کی شعاعین کھیلتی ہین اور جن کے ساتھ نسیم سحری کی جھونکے شوخیان کرتے ہین -

اے پھول! تو اس سے بھی زیادہ ہمارے کام آتا ہے - تو ہماری زندگی ہی نہین ہمارے مرنے کا بھی رفیق ہے - وہ کیا حسرت ناک مقام ہوتا ہے جب دنیا انسان کو چھوڑ دیتی ہے اپنی ساری راحتین تمام دولتین ہر قسم کی دنیاوی دلچسپیان ہم سے چھین لیتی ہی ایک ٹوٹی پھوٹی اور کم حیثیت قبر ہمارا بستر راحت یا مصیبت ہوتی ہے - پوری پوری سناٹے کی اور مہیب اور خوفناک راتین اُسی گزشتہ تنہائی مین ہم پر گذر جاتی ہین - صبح ہونے کو ہوتی ہے - اُس موقع پر نہ کوئی مونس ہوتا ہے نہ ہمدرد - نسیم سحر کے جھونکے بھی یہ ٹھہر ڈہاتے ہوئے آتے ہین کہ رات بھر کی جھلملائی ہوئی شمع کو موت کے تھپیڑے دے دے کے گل کردیتے ہین اور تیری خوشبو کو اِدھر اُدھر اُڑا لیجانا چاہتے ہین اُسوقت ہمین کسی طرف کسی ہمدردی کی صورت نہین نظر آتی - ہان آفتاب سحر کی ہلکی ہلکی روشنی مین تو نظر آتا ہے اور دل کو ایک تسلی سی ہو جاتی ہے - نازک نازک اور پیارے پیارے پھولون کی چادر اُن یاس نصیبون کی قبرون پر بچھادی جاتی ہے جنہون نے دنیاوی

ناکامیون سے مایوس ہوکر نہایت حسرت و اندوہ سے زبان رہی ہے دنیا کے تمام سامان عشرت اور کل دلچسپی کی چیزین پہلی ہی منزل پر مسافران عدم کا ساتھ چھوڑ دیا کرتی ہین عزیز و اقارب دوست احباب سب ساتھ چھوڑ دیتے ہین مگر اے وفادار دوست تو ہمارا ساتھ ہرگز نہین چھوڑتا۔

جو تازہ قبرون پر کچھ شگفتہ پھول لاکے ڈال دیے جاتے ہین یا جو چھوٹے چھوٹے پودے اور درخت اُن قبرستانون مین اُگا دیے جاتے ہین جنہین کشتگان ناز اپنی ستم کشی کی داد خواہی کے لیے روز حشر کے منتظر بن کے لیٹے ہین اس قسم کے پھول دنیا مین بہت نظر نہین آتے۔ اور مسافران عدم کی معین اور خاموش یادون مین آپ کو اکثر ایسی ہی دلچسپی نظارے کی ملیگی۔ اگر کبھی آپ نے وہ دلخراش گھڑی دیکھی ہو جس کی تو دل پر بہت بڑا اثر پڑ گیا ہوگا جب کسی دنیا دار پر ہوش نے اپنے جان دادہ عاشق کی قبر پر چہرہ رنگ حسرت الم کے ساتھ آکر وہان کے تھوڑے سے پھول ڈال دیے ہون گے۔ اب کون وقت ہے جو پھول عشق کا پیام لیجانے والون کو بیکار کر دیتی ہے نسیم سحر کا ہلکی سبک صبا ہی رہا ہے تاکہ کام قصہ جتنے قاصد تھے ان مین سے کوئی پیام پہونچانے کے قابل نہین رہا البتہ نازک دور سے کسی کے وقت مین اے نازنین شاہدان چمن تم کام آتے ہو اور وہ مبارک اور بیبہا تحفہ ہوتے ہو جو باوفا معشوقہ کی طرف سے اُسکے شہید عشق یا کسی عاشق کی طرف سے اُسکی تغافل شعار خواب مرگ کا مزہ لوٹنے والی معشوقہ کے پاس دیا جاتا ہے۔

اے پھول تو زندگی مین بھی اور مرنے کے بعد بھی ہمارے کام آتا ہے۔ ہمارے دوست انگریزی مذاق سے کم ہی کو واقف ہون گے ورنہ اُنہین معلوم ہوتا کہ منظر منظر کے لیے یہ پھول کیسی دلچسپی کی چیز ہوتے ہین۔ ہمارے قبرستان آج ہماری قسمتون کی طرح سنسان پڑے ہین۔ مگر کبھی ٹہلتے ہوے انگریزی قبرستانون کی طرف نکل جاؤ تو معلوم ہو کہ پھولون سے اُس متین اور سناٹے کے سین مین کیسا کام لیا جاتا ہے۔ وہان ہر قسم اور ہر رنگ کے پھول گویا آنکھون ہی آنکھون مین باہم باتین کرتے ہوتے ہین۔ ایک سکوت کا عالم ہوتا ہے۔ اور یہ شوخ طبع نازنینان چمن اپنی ہنسی کے وقت بھی کچھ ایسی خموشی ہی کا کام لیتے ہین کہ کسی کو کانون کان خبر نہین ہوتی۔ ایسے سکوت کے وقت مین کوئی حسرت نصیب نازنین و مہ جبین آتی ہے اور اپنے

جان داد و ناز پرور کی قبر پر اندوہ و غم کی ادا سے بہت سے پھول بکھرا دیتی ہے اور پھوٹ پھوٹ کے رونا شروع کرتی ہے - ایک اہل دل کے لیے یہ سین تھوڑا موثر نہیں ہے اگر توجہ پورے دل سے سنیے تو اس کے نالہ ہاے جگر خراش پر چھاتی پھٹ جاے -

دنیا کے تمام مقامات کی رونق صرف پھولوں سے ہے - شام ہوتی ہے - وہ شاہدان چمن جو آفتاب کے غروب ہونے کی خوشی میں کھل کھلا کے ہنس پڑے تھے ان کو رات اپنی گود میں لے کے چھپا لیتی ہے - تارے آسمان پر چمکتے جاتے ہیں - اور تھوڑی ہی دیر میں آسمان کی کل وسعت شاہدان عالم بالا یعنی جگمگانے والے تاروں سے بھر جاتی ہے - یہ سب نے مان لیا ہے کہ عالم بالا کی ساری دلچسپی اور بہار انہیں نظر فریب تاروں سے ہے - قدرت کی فیاضیوں نے ان تاروں کے جواب میں سطح زمین پر پھولوں کا فرش بچھا کے پھولوں کے ایسے دلفریب اور نازک بدن شاہدوں کو بٹھا دیا ہے - یہ پھول ہی دنیا میں ایک ایسی چیز ہیں کہ آسمان کے تاروں کا جواب دیتے ہیں - رات اور دن کے تغیرات ابتدا سے یہی بہار دکھاتے آئے اور قیامت تک یہی بہار دکھاتے رہیں گے کہتے ہیں اور دن کے شوخ اور چلبلی طبیعت والے پھولوں نے ہنس ہنس کے آسمان کے تاروں کو ایسا شرمایا کہ مارے شرم کے انہوں نے اپنا منہ چھپا لیا - دن بھر ان عروسان چمن کا دور دورہ رہا اور شام ہوتے ہی پھر تاروں کی باری آئی اور انہوں نے اپنے جلوے میں ایک دلفریبی اور لذت انگیزی پیدا کر کے پھولوں کی رونق نظروں سے غائب کر دی - اور وہ اہل دل جنہیں دیدار الٰہی اور حسن قدرت سے مستفیض ہونے کا شوق ہے کسی کی مفارقت کی دشوار گھڑیاں یوں گذرانے لگے کہ بار بار نظر اٹھاتے ہیں اور مہ وشان فلک کے جمال جہان آرا کی زیارت سے اپنا دل بہلاتے ہیں -

باغ قدرت میں پھول اپنے خوشنما اور نیچر کی الٰہی عظیم الشان صنعت نظر آتے ہیں کہ جس بزم میں جو چیز زیادہ دلچسپ اور قابل توجہ ہو اسے اس محفل کا ایک دلفریب پھول قرار دینا چاہیے - باغ اسلام کے پھول ہمارے وہ قدیم نامور بانیان قوم تھے جو اس اگلی محفل قوم کی زیب و زینت تھے - انہیں کے دم سے اس قدیم سرسبز باغ اسلام کی رونق تھی جس کی گذشتہ رونق پر آج کل کے شکستہ حال اور غیر تربیت یافتہ مسلمان ناز کر رہے ہیں -

اے باغ اسلام کے شاداب اور سدا بہار پھولو تمہاری رونق قیامت تک باقی رہے گی۔ تمہارا وہ دلفریب رنگ جو دنیا میں جم گیا تھا۔ تمہاری وہ بارونق بہار جس نے تمام عالم کو خوبصورت بنا دیا تھا۔ سب ایسی چیزیں تھیں کہ نہیں ہیں اور کوئی بات آپکے دل میں ایک عجیب اثر رکھتی ہیں۔ اے وہ خوبصورت پھولو جو خیالی اور تاریخی دنیا کی سیر کرنے والوں کو دکھائی نظر آجاتے ہو زمانے کی آب و ہوا تمہارے کیا خلاف ہوئی کہ باغ کے پھول کھلاتے ہیں۔ دنیا کی سب دلچسپیاں موجود ہیں لیکن نہیں ہیں تو تم ہو۔ ... نہ ہونے سے ... گلزار عالم کی سیر کرنا ہی چھوڑ دی ... تمہاری خوشبو باقی ہے ... اے باغبان قدرت کیا تجھے نہیں معلوم ہوتا کہ ... پھولوں کو ... باغ بالکل بے رونق ہو رہا ہے جس طرح ہو سکے ... ہو سکے ... کے ہم مشتاق ہیں۔

بزم قدرت

دنیاوی محفلیں تغیرات زمانہ سے درہم برہم ہو جاتی ہیں مگر نہ اکی مرتب کی ہوئی محفل میں انقلابات عالم سے ہر روز ایک نیا لطف پیدا ہوتا رہتا ہے ... اور یونہیں قیامت تک بھی رہے گی۔ یہ وہ محفل ہے جس کی رونق کسی کے اٹھ جانے سے نہیں مٹ سکتی۔ وہ پُرغم واقعات اور وہ حسرت بھرے سانحے جن سے ہماری محفلیں درہم برہم ہو جایا کرتی ہیں اُن سے بزم قدرت کی رونق اور دوبالا ہو جاتی ہے۔ ہماری صحبت کا کوئی اشنا ... بدنصیبی میں ہم سے بچھڑ کے مبتلائے وحشت ... ہو جاتا ہے تو برسوں ہماری انجمنیں سونی پڑی رہتی ہیں۔ ہمارے عشرت کدوں کا کوئی زندہ دل ... ہو جاتا ہے تو سالہا سال کے لیے وہ ماتم کدہ ہو جاتے ہیں۔ مگر جب ذرا نظر کو وسیع کرو اور خاص صدمات کا خیال چھوڑ کے عالم کو عام نظر سے دیکھو تو اس کی چہل پہل ویسی ہی رہتی ہے بلکہ نئی نسل سے دو چار پُرجوش زندہ دل ایسے اُٹھ کھڑے ہوتے ہیں کہ دنیا کی دلچسپیاں ایک درجہ اور ترقی کر جاتی ہیں۔

کسی ... والے شاعر کا قول ہے۔

دنیا کے جو مزے ہیں ہرگز یہ کم نہ ہونگے ... چرچے یہی رہیں گے افسوس ہم نہ ہونگے "

جنے کہا ہے بہت خوب کہا ہے - بزم قدرت ہمیشہ یونہین دلچسپیون سے آباد رہے گی-
ہان ہم نہ ہونگے - اور ہماری جگہہ زمانہ ایسے اچھے نعم البدل لا کے بٹھادے گا کہ ہماری
باتین محفل والون کو پھیکی اور بے مزہ معلوم ہونے لگین گی -
شاعری ہی کے لحاظ سے دیکھو - ہومر نے ایک طرف اور رامائن کے مصنف نے دوسری
طرف نہایت شیرین آواز مین شعرخوانی شروع کی - اور اُس بزم والون کو محو کردیا زمانہ
آگے بڑہا تو وہ لوگ نہ تھے اُن کی جگہہ صحراے عرب والے بڑھ بڑھ کے رجزخوانیان کر رہے
تھے - آخر اُن سے بھی محفل خالی ہوئی اور ابونواس وغیرہ کا زمانہ آیا جو خلفاے عباسیہ کے
دربار سے نکل کے بزم عالم کے تمام ممبرون سے صداے تحسین و مرحبا سننے لگے - چند روز
اپنا فرض ادا کر کے اُنہون نے کنج عدم کی راہ لی تو شعراے ایران زمین کا دور ہوا اور فردوسی
و نظامی نے بزم عالم کی غزلخوانی کا چارج اپنے ذمہ لیا - ان مین سے کسی کی نسبت کوئی
کہہ سکتا ہے کہ کسی ادنے درجہ پر تہا ؟ سب سخن سنج اور سب زندہ دل تھے - بزم قدرت کی
دلفریبی کی لوگون کو خوش کیا اور دوسرے کے لیے جگہہ خالی کر کے چل دیے -
الغرض یہ محفل کبھی خالی نہین رہی - کوئی نہ کوئی ضرور رہا جو اس بزم کی رونق کو ترقی دیتا
رہا - اسی مقام سے یہ نازک مسئلہ ثابت کیا جاتا ہے کہ زمانہ کی عام رفتار ترقی ہے -
ایک قوم آگے بڑہتی اور دوسری پیچھے ہٹتی ہے - تنزل پذیر قوم کے لوگ اپنے مقام پر جب اطمینان
سے بیٹھتے ہین زمانے اور ملک کی شکایتون کا دفتر کھول دیتے ہین اور اُنکو دھوکا
ہوتا ہے کہ زمانہ تنزل پر ہے - مگر اصل پوچھیے تو تنزل صرف اُن کی غفلتون اور راحت
طلبیون کا نتیجہ ہے - دنیا اپنی عام رفتار مین ترقی ہی کی طرف جا رہی ہے -
اے وہ لوگو جو شکایت زمانہ مین زندگی کی قیمتی گھڑیان فضول گذران رہے ہو ذرا بزم
قدرت کو دیکھو تو کہ کس قدر دلکش اور دلفریب واقع ہوئی ہے - تمہارے دل مین
وہ مذاق ہی نہین پیدا کہ ان چیزون کی قدر کر سکو - یہ وہ چیزین ہین کہ انسانی جوش
کو بڑہاتی ہین اور طبیعت مین مفید حوصلے پیدا کرتی ہین جن سے ہمیشہ نتیجے پیدا ہوے
اور پیدا ہون گے -
اندہیری رات مین آسمان نے اپنی شب زندہ وار دوستون کی محفل آراستہ
کی ہے - تارے کھلے ہوئے ہین - اور اپنی بے ترتیبی اور بے نظمی پر بھی عجب بہار

دکھا رہے ہیں دیکھو ان پیارے خوشنما۔ دن کی صورت کیسی زندہ دل اور کیسی دلربا ہو جاتی ہے۔ آسمان ایک کامران عاشق کی طرح انہیں اپنی گود میں لیے بیٹھا ہے اور لطف صحبت اٹھا رہا ہے۔ یکایک ماہتاب کا ایسا حسین اور نورانی مہمان مشرق کی طرف سے نمودار ہوا اور یہ گورے گورے تارے اپنی بے قدری کا افسوس کر کے غائب ہونے لگے۔ ماہتاب آسمان کے نیلگون اطلسی دامن میں کھیلتا ہوا آگے بڑھا۔ ماہتاب اگرچہ ہماری طرح دل و اعضا رکھنے والا نہ تھا لیکن خوش خوش آیا اور ہمارے دلوں کو روشن کر کے بزم قدرت میں نہایت لطیف اور خوشگوار کیفیات پیدا کر گیا۔ یہ روشنی کا مجسمہ فلک کی سیر کرتا ہوا مغرب کی طرف گیا اور غائب ہو گیا۔ ابھی آسمان کو اس مہمان کا انتظار تھا جس پر نظام عالم کا سارا کاروبار چل رہا ہے۔ اور جس کی روشنی ہماری زندگیوں کی جان اور ہماری ترقیوں کا ذریعہ ہے۔ آفتاب بڑی آب و تاب سے ظاہر ہوا۔ رات کا خوبصورت ہم صحبت چاند اپنے اترے ہوئے چہرے کو چھپا کے غائب ہو گیا۔ اور آسمان کا اسٹیج بزم قدرت کے دلفریب ایکٹروں سے خالی ہو گیا۔

افسوس ہم میں بہت کم ایسے ہیں جن میں وہ سچا ذوق ہو جو انسان کو بزم قدرت کا قدردان بنا دیتا ہے ورنہ قدرت ہماری دلچسپی کے لیے ہر روز اور ہر جگہ اپنی جانفزا محفل آراستہ کیا کرتی ہے۔ یہ صبح و شام کے جذبات کیوں جوش انگیز ولولوں کو ابھار دیا کرتے ہیں؟ صرف اس لیے کہ بزم قدرت کے ممبر اس وقت اپنی آزادہ منشیوں کو سرگرمی کے ساتھ دکھانے لگتے ہیں۔

خواب شب کا مزہ اٹھانے والوں کی آنکھیں کھل کھل گئیں افق مشرق کی طرف متوجہ ہوئی ہیں۔ آفتاب کی شعاعیں آسمان کے دور پر چڑھتی ہوئی نظر آتی ہیں۔ اس کے ساتھ ہی مرغان سحر کے نغمہ کی آواز کانوں میں آتی ہے اور آنکھیں مل کے دیکھا تو ہماری نظر کی خیرگی نے تو شمع حقیقت میں جھلملا رہی ہے۔ یک بیک وفور طرب نے ایک ہنگامہ بپا کر دیا۔ گھنٹے بجے۔ چڑیاں چہچہائیں۔ موذنوں نے اذانیں دیں۔ اور تمام جانوروں کی مختلف آوازوں نے مل کر ایک ایسا ہمہمہ پیدا کر دیا کہ جس کی وجہ سے دنیا میں بھی تیزی پیدا ہو گئی۔ باغ نیچر کے چابکدست کاریگر اپنے کام کی طرف متوجہ ہوئے

نسیم سحر اٹکھیلیان کرتی ہوئی آئی اور ضابطہ دشمن غنچون کے پہلو مین گدگدانے لگی۔ تڑکے کا ہلکا ہلکا نور اُن چہرون کی دلفریبی کو اُبھارنے لگا جنکے بناؤ اُن کی وعدہ وفائی کی بدولت رات بھر کی صحبت عیش مین بگڑ گئے تھے۔ وہ نازک دست حنائی جن کی بارکامیاب عشاق کو نصیب ہوئی تھی اس وقت باد سحر سے لہرانے والی زلفون پر پہونچے اور انھین ایک ادا سے سمیٹ کے کانون کے پیچھے کر دیا۔ شمع سحر کی مانند شعاعین ان انگوٹھیون کے موتیون پر پہونچین جن پر رات کی کروٹون مین زلفون کے تیل نے ایک آبدار ملمع پھیر دیا تھا۔ اُتری ہوئی صورت والے تارے آسمان پر جھلملا رہے ہین۔ یاس نصیب شمع اپنے شہیدان محبت پروانون کی لاشون کے ڈھیر پر ایک حسرت مندانہ وضع اور صورت سے آنسو بہا رہی ہے۔ ایک طرف مہمانان شب کی ندامتین مختلف ادائون مین ظاہر ہو رہی ہین۔ دوسری طرف گذشتہ شب کے عیش پرست عشاق ہجران نصیبی کے اندیشہ سے اپنی بے بسیان اور بیچینیان عجب پرسوز لہجے مین ادا کر رہے ہین۔ الغرض قدرت نے اپنی پوری بہار کا نمونہ آشکار اکر رکھا ہے۔

اُدھر شام ہوگئی ہے اور نیچر نے دوسری قسم کی کیفیت دکھانا شروع کی ہے۔ دن کے تھکے ماندے محنت و مشقت سے فراغت کرکے گھرون کو چلے ہین۔ سانولی رات ایک نمکین دلربا کی طرح آرزومندون کی مہمان ہوئی ہے۔ اُدھر پچھلی رات کے سوئے ہوئے تارے آسمان پر بیدار ہو ہو کے آنکھین کھولتے جاتے ہین۔ ادھر اُن کے جواب مین دنیا والے جابجا چراغ روشن کر رہے ہین۔ دنیا کی تمام زندہ مخلوق نے اپنی کاروبار پورے کرکے ایک ہنگامہ برپا کر رکھا ہے۔ گویا آنے والی سنسان گھڑی کا معاوضہ پہلے ہی پورا کر لینے کی غرض سے معمول سے زیادہ شور غل شروع کر دیا ہے۔ اہل مذہب اپنی عبادتون مین مشغول ہین۔ بازار والون نے ایک شور مچا رکھا ہے اور گویا ساری رات کی خاموشی کے عوض اسی وقت جی کھول کے باتین کر لین گے۔

صبح اور شام دونون ایسے وقت ہین کہ اہل عالم کے اطمینان اور بیفکری کی وجہ سے بزم قدرت مین ایک قسم کی چہل پہل پیدا ہو جاتی ہے۔ ورنہ نیچر نے اپنی محفل کے لیے کوئی خاص وقت نہین معین کیا ہے۔ خدا کی قدرت کا باغ ہر وقت تر و تازہ اور ہر گھڑی رونق پر رہتا ہے۔ کون وقت ایسا ہے کہ آپ کسی مقام پر کھڑے ہو جائین۔

اور اپنی نظر کو ذرا اٹھا کے کارخانۂ قدرت کی سیر کے لیے ادھر اُدھر دوڑانے لگیں اور وہ سمان نہ نظر آ جائے جس کا مزہ آپ کو مدتوں نہ بھولے گا۔ ہر محفل کی رونق اُس کی چہل پہل اور اہل محفل کی شوخ طبعی سے ہوتی ہے۔ مگر بزم قدرت ایک ایسی محفل ہے کہ اُس کی رونق ہر صورت اور ہر حال کے مناسب انھیں چیزوں سے ہو جاتی ہے جو وہاں موجود ہیں۔

ہمیں اُن محفلوں کا نمونہ دکھانے کی کچھ ضرورت نہیں جن میں ہماری یا ہمارے دوستوں کی شوخیوں اور باتوں سے ایک لطف پیدا ہو جاتا ہے۔ ایسی بزم کی زیارت کا اتفاق ہر ایک کو ہو چکا ہوگا۔ کون ہے جو اپنے احباب میں بیٹھ کے ہنسا بولا نہیں۔ کون ہے جو محفل جانان کی دلفریبیوں کا مزہ نہیں لوٹ چکا ہے۔ کون ہے جو دنیا کی مختلف صحبتوں میں شریک ہو کے دنیا کو ہر پہلو سے نہیں آزما چکا۔ یہ سب وہ چیزیں ہیں جو آبادی دنیا میں نظر آتی ہیں۔ اور تمدن اور سوسائٹی نے کسی نہ کسی موقع پر ہمارے دوستوں کو ضرور ان چیزوں کی زیارت کرا دی ہے۔ جو محفل زیادہ غور کے قابل ہے وہ محفل ہے جو غیر آباد صحرائی اور کوہستانی مقاموں میں قدرت کے اہتمام سے مرتب ہوتی ہے اور نیچر اپنے جذبات سے ہر رنگ کے زندہ دل ممبروں کو فراہم کرتا ہے اور کچھ ایسا دلچسپ سامان مہیا کر دیتا ہے کہ وہ سامان آبادی میں ہرگز نہیں نصیب ہو سکتا ہے۔

دیکھو اُس وسیع صحرا میں اُن پرجوش مسلمانوں کا قافلہ چلا جاتا ہے جو مکہ معظمہ سے چلے ہیں اور زیارت مسجد نبوی کے لیے مدینہ یثرب کی طرف ایک ذوق و شوق سے چلے جاتے ہیں۔ جا بجا پہاڑیاں ایک سکوت اور متانت کے ساتھ سر اُٹھائے ہوئے بزم قدرت کا لطف دیکھ رہی ہیں۔ ریگستان نے سفید براق فرش سطح زمین پر بچھا دیا ہے جس میں اونٹوں کے نقش قدم کوسوں تک نقش و نگار بناتے چلے گئے ہیں۔ نصف سے زیادہ رات گذر چکی ہے ماہتاب آسمان کی پوری بلندی پر نہایت شگفتگی کے ساتھ جلوہ افروز ہے۔ اور اپنا رُپہلا فرش بزم قدرت کے بامذاق ممبروں کے لیے صدہا کوس تک پھیلاتا چلا گیا ہے۔ ہوا آہستہ آہستہ چل رہی ہے اور گویا خشکی کے جہازوں (اونٹوں) کو نہایت کامیابی اور قصد دری کے ساتھ بڑھائے لیے جاتی ہے۔ ایک ایسا سکوت زمین و آسمان پر طاری ہے کہ خود بخود آنکھوں میں نیند بھری آتی ہے۔

حدی کی آوازین صحرائی بزم قدرت کے ہر سونے والے کو جگا رہی ہین - اور قافلہ والے یون جا رہے ہین کہ ہچکولے کھاتے سو جاتے ہین اور سوتے سوتے چونک پڑتے ہین - ایسے مقامات پر لاکھون آدمیون کا گذر ہوا کرتا ہے مگر جو دلچسپی قدرت نے وہان پیدا کر رکھی ہے اس پر کسی کی نظر نہین پڑتی - اگر کوئی دیدۂ بصیرت سے دیکھے تو معلوم ہو - خلاصہ یہ کہ اگر انسان تمام کارخانۂ قدرت پر تعمق سے نظر ڈالے تو ایک گھڑی مین وہ بہت بڑا خداشناس ہو سکتا ہے - افسوس کہ ہمین دیدۂ بصیرت نہین نصیب - اے خدا تو ہمین وہ آنکھین دے جن سے ہم تیری قدرت کو دیکھ سکین -

---

انجمن دار السلام لکھنؤ

(ضرور ملاحظہ ہو)

ہم ایسی اس انجمن کو جس نے اپنی کوششون سے تھوڑی ہی روز مین ہندوستان کی اسلامی دنیا مین ایک جوش پیدا کر دیا از سر نو ابھارتے ہین اور امید ہے کہ وہ اپنی رفتار کو اسی طرح ترقی کی طرف مائل رکھے گی - گذشتہ سال اصل مین نہایت مبارک سال تھا - کیونکہ لکھنؤ کے ایسے شہر مین اس قسم کے قومی ذوق کا پیدا ہو جانا جیسا کہ دار السلام کی کوشش سے ۱۹۰۸ء مین ہوا واقعی صرف حیرت انگیز ہی نہین بلکہ ہماری امید دن کو زندہ کرنے والا واقعہ تھا - پیاری دار السلام! تو وہ مبارک انجمن ہے جو ہمین کسی طرح مایوس نہین ہونے دیتی اور جب تک تو باقی ہے ہمارے دل قوی اور ہمارے حوصلہ بڑھے رہین گے -

دار السلام نے بالفعل یہ کوشش شروع کی ہے کہ کل اسلامی انجمنون سے جو رشتۂ اخوت ہے اسکو مضبوطی ہو جائے - اس بارۂ خاص مین کئی تدبیرین سوچی گئین - مگر ابھی تک مجبوریون نے کسی قسم کی کارروائی نہین شروع ہونے دی - لیکن ہم اپنے احباب کے شکرگذار ہین کہ انہون نے دلگداز کو سنا اور متوجہ ہو کے دار السلام کی اعانت کرنے لگے - ہمارے ایک شائق دوست نے چند دسی سے انٹرنیس فیس کے دو روپیہ ہمارے پاس ارسال فرمائے تھے جو ہم نے باضابطہ جناب سکرٹری صاحب دار السلام کی خدمت مین بھیج دیے - دلگداز کی بے ترتیب اشاعت کی وجہ سے ہم یہ بتانا بھول گئے کہ اب ایک محدود زمانے سے

دارالسلام کے سکرٹری جناب مولوی محمد سجاد صاحب ہیڈ ماسٹر چرچ مشن اسکول ہیں۔ اُن کا پتہ — لکھنؤ۔ آغا میر کی ڈیوڑھی۔ چرچ مشن اسکول ہے۔ آئندہ ہمارے احباب میں سے جن صاحب کو ہماری پیاری انجمن دارالسلام سے متعلق جو کچھ دریافت کرنا ہو وہ مولوی صاحب ممدوح الصدر سے دریافت فرمائیں۔ خیر خواہان دل افزا میں سے اکثر ایسے حضرات ہیں جو وقتاً فوقتاً دارالسلام کے حالات دریافت کرتے رہتے ہیں اور دریافت کرتے رہتے ہیں۔ مگر افسوس کہ ہجوم کار سے اُن کے قدیم خادم دلگداز کو جواب دینے کی بالکل مہلت نہیں ملی۔ گو اکثر جواب دیئے گئے مگر اُس قدر نہیں جو ان پرجوش ہمدردان اسلام کی خواہش تھی۔ مولوی محمد سجاد صاحب بہت بڑے مستقل مزاج اور انتہا سے زیادہ راست باز اور اپنے فرائض انجام دینے کرنے والے شخص ہیں۔ انشاء اللہ جس سرگرمی سے وہ دارالسلام کا انتظام کرینگے اسی سرگرمی سے وہ خطوط کے بھی جواب دیتے رہینگے۔ لہذا کل ممبران انجمن اور کل پرجوش ہمدردان دارالسلام کو انھیں سے خط و کتابت کرنا چاہیے۔ ہمیں اُن تمام ممبروں اور قدردان ممبران دارالسلام کا نہایت ہی شکر گزار ہونا چاہیے جنھوں نے ہمارے لائق اور راستباز دوست کو سکرٹری منتخب کیا۔

گو کہ میں ذاتی طور پر ایک عرصے سے دارالسلام کی خدمت سے محروم ہوں مگر دلگداز اسی طرح اپنی انجمن کا خادم ہے۔ وہ برابر انجمن کی عمدہ اور پرجوش کارروائیوں کو شائع کرتا رہے گا۔ واقعی ہماری قومی انجمنیں چاہیے ہم اپنی غفلت شعار پالیسی سے نہ سمجھیں مگر وہ حیثیت رکھتی ہیں جو ہماری نظر میں کسی چیز کو کم حاصل ہوگی۔ دارالسلام صد شکر کہ اپنا کام برابر کامیابی کے ساتھ چلا رہی ہے۔

افسوس وہ سب سے زیادہ جوش کا معاملہ جس کو مبارک انجمن دارالسلام نے بڑے شوق اور کامیابی کی امید سے شروع کیا تھا اُس میں انجمن کو ناکامی ہوئی۔ اُس ابتدائی زمانے میں جس قدر روپیہ آ گیا تھا وہ تو آ گیا مگر اُس کے بعد کچھ ایسی مخالفتیں اور دشمنیاں وقوع میں آئیں کہ تحریک فراہمی چندہ کی فکر بیکار معلوم ہونے لگی۔ ہماری قوم پر جان قربان کرنے والے النذیر صاحب مذہبی علما کی دباؤ میں آ کے اپنے اس قابل فخر مشن سے دست بردار ہو گئے۔ دلگداز کی بدنظمی نے پبلک کے جوش کو اور پھیکا کر دیا۔

الغرض تقریباً چھ مہینے گذرے ہونگے کہ دار السلام مین والنٹیر فنڈ کے متعلق کوئی رقم نہین آئی - لہذا اس بارہ خاص مین اب کسی قسم کی کوشش بیسود سمجھ کے اولاً مین مجمل حساب آمدنی والنٹیر فنڈ کا پیش کرتا ہون اور پھر اُس کے بابت کوئی رائے قائم کرونگا - کُل آمدنی اُدھر [illegible] ہوئی تھی - اور [illegible] کا وعدہ کیا گیا تھا جو تا حال باقی ہین - اور بالفعل پندرہ بیس روز ہوئے کہ [illegible] اور وصول ہوئے سب ملا کے [illegible] ہوتے - یہ کل روپے تدریجاً مہتمم دلگداز کے نام آئے - سوا اُن خاص دس روپیون کے جو لکھنؤ مین والنٹیر صاحب کو وصول ہوئے - اِن روپیون مین سے [illegible] ۱۲ جولائی سے پہلے انجمن وصول کر چکی تھی اور [illegible] بعد خزانچی صاحب کے سپرد کیے گئے - اور لکھنؤ کی آمدنی کے [illegible] پہلے خزانچی صاحب کے پاس تھے جو اب تک اُنھین کے پاس ہین - بہرحال ان [illegible] مین سے [illegible] انجمن کو پہونچگئے - اور [illegible] والنٹیر فنڈ کا میرے پاس جمع ہے - بس اصلی حساب والنٹیر فنڈ کا یہ ہے - مین صرف اپنی یادداشت پر یہ حساب پیش کرتا ہون اگر کسی قسم کی خفیف غلطی ہو گئی ہو تو مین معاف کیا جاؤن اور پھر اُس سے مطلع کیا جاؤن -

اب زیادہ غور طلب یہ بات ہے کہ یہ روپیہ کیا کیا جائے - دار السلام افسوس کہ اسوقت تک کوئی کارروائی نہ کر سکی - اور اتنی قلیل رقم مین کیا کر سکتی ہے - قوم کی سستی اور ہمارے ہم مذہبون کی بے پروائی نے جس طرح تمام ہمدردان قوم کو بے دست و پا کیا اس موقع پر انجمن دار السلام کو بھی بے دست و پا کر دیا - میرے نزدیک بہت بڑی غلطی ہوگی اگر دار السلام اس روپیہ کو اپنے کسی صرف مین لائے یا عرصہ تک اپنے ہاتھ مین ہی رکھے - اور اگر صرف مین ہی لائے تو کس صرف مین لا سکتی ہے - وہ کوئی ایسا قومی کام نہین شروع کر سکی ہے جس مین روپیے کی ضرورت ہو - خاکسار مہتمم دلگداز کے خیال مین تمام وہ لوگ جنھون نے تھوڑا یا بہت کسی قسم کا چندہ دیا وہ دلگداز کے قدر افزا اور خریدار بھی تھے - اُن مین سے کوئی ایسے صاحب نہین ہین جو دلگداز کو نہ ملاحظہ فرماتے رہتے ہون - وہ سب اس مضمون کے دیکھتے ہی مطلع فرمائین کہ اُنھون نے کب اور کیا بھیجا تھا - اس اطلاع کے ساتھ وہ یہ بھی فرمائین کہ وہ روپیہ کیا کیا جائے - آیا اُنکو واپس کیا جائے یا کسی اور مفید اور کچھ کرنے والی انجمن کی نذر کر دیا جائے - مہتمم دلگداز نے چونکہ ابتدا اً صرف قومی امیدون پر اس معاملہ مین بہت زور دیا تھا اور اُسکی اعتبار پر

قدردانون نے روپیہ ارسال فرمایا لہذا وہ وعدہ کرتا ہے کہ منی آرڈر فیس اپنے پاس سے ادا کرکے وہ انجمن سے وصول کرکے روپیہ واپس کردے گا - یا اُن کی ہدایت سے بموجب عمل کرے گا -

ہمارے نزدیک اس وقت انجمن حمایت الاسلام بہت بڑے کار نمایان کر رہی ہے - آیندہ کسی تفصیلی مضمون مین ہم نے اس کے حالات کسی قدر درج ہی کردینگے - وہ مسلمان بچون کی تعلیم یتیمون کی پرورش لڑکیون کی تربیت - دین کی ترقی مین نہایت جوش وخروش سے کامیابی کے ساتھ کوشش کررہی ہے - اگر وہان کے زنانے اسکول یا یتیم خانے کو یہ روپیہ دے دیا جائے تو اس سے عمدہ میری راے مین کوئی مصرف نہ نکلے گا - بہتر ہوگا کہ ہمارے احباب نے جہان ہماری التجاؤن پر توجہ کی تھی اور یہ روپیہ فراہم کرکے روانہ کیا تھا وہان اب میری عرض کے بموجب اجازت دیدین کہ یہ روپیہ جس قدر میرے پاس ہے وہ اور باقی انجمن سے وصول کرکے انجمن حمایت الاسلام کی نذر کردون - مگر جو صاحب تحریر فرمائین یہ ضرور تصریح کردین کہ انھون نے کیا بھیجا تھا تاکہ اگر حساب مین غلطی ہوئی ہو تو اصلاح کرلی جائے - اس پرچہ کے پہونچتے ہی جواب آجائین -

اور ہان ہمارے قدیم دوست جناب منشی محمد نثار حسین صاحب نثار مہتمم پیام یار اپنے ایک سفر مین والنٹیر فنڈ کے لیے پریانوان اور الہ آباد سے جو روپیہ لے آئے تھے وہ اس کے علاوہ ہے - شاید صرف کچھ آنے تھے وہ بھی میرے پاس جمع ہین - ان روپیون کی نسبت بھی کسی کارروائی کرنے کو مین اپنے فیاض معاونین والنٹیر فنڈ کے عام راے پر منحصر رکھتا ہون - الغرض ہر طرح ضرورت ہے کہ بوالیسی ڈاک جن حضرات نے والنٹیر فنڈ کی مدد کی ہے اپنی اپنی رایون سے مطلع فرمائین -

---

مخمس سلیم

اس نام کا ایک رسالہ ریویو کی غرض سے ہمارے پاس پہونچا ہے - جناب مولانا خواجہ الطاف حسین صاحب حالی پانی پتی کی پہلی مشہور اور موثر نظم "شکوۂ ہند"

پر ہمارے لائق دوست جناب ابو المحاسن مولوی محمد وحید الدین صاحب سلیم مدرس ریاضی و علم ادب ایجرٹن کالج بہاولپور و ممبر انجمن حمایت الاسلام لاہور نے مصرع لگائے ہین اور اس نام سے نامزد کیا ہے - چونکہ یہ ایک قومی اور اسلامی کتاب ہے لہذا دوکاندار کا فرض ہے کہ اپنے معزز خریدارون کو اسکی طرف توجہ کرے - اس مین کوئی شک نہین کہ آج کل اس قسم کی کتابون کی شدید ضرورت ہے اور صد شکر کہ اسلام اپنی ضرورتین اپنی موجودہ نسل کے ذہن نشین کرتا جاتا ہے -

حضرت سلیم نے مصرع لگانے مین دلون مین جوش پیدا کر دینے کا پورا لحاظ رکھا ہے اور کامیاب بھی ہوئے ہین - اور چھپائی کے اعتبار سے تو حقیقت مین یہ رسالہ بے مثال ہے - نہایت خوب اور بڑے اہتمام سے عمدہ ولایتی چکنے کاغذ پر چھپایا گیا ہے -

اس کتاب کو دیکھ کے ہمین اس بات پر بے انتہا خوشی ہوئی کہ ضرورت وقتیہ کے پنجاب کی مردم خیز زمین نے خاص ہماری قومی کتابون کے لیے ایک تاجر پیدا کر دیا ہے جو یقیناً قومی ورثہ مین ڈوبا ہوا ہوگا ہم منشی فضل الدین صاحب کو ان کی اس بابرکت تجارت پر مبارکباد دیتے ہین جنہون نے اہتمام کر کے اس کتاب کو چھپوایا ہے - مخمس سلیم کی قیمت مع محصول ڈاک ۸؍ ہے - درخواستین منشی فضل الدین صاحب تاجر کتب قومی کے نام لاہور بازار کشمیری کے پتہ سے جائین -

دلگداز

نمبر ۴ بابت ماہ اپریل ۱۹۰۰ء جلد ۳

باہتمام

خادم قوم محمد عبد الحلیم شرر مہتمم "دلگداز"

دلگداز پریس مین چھپکر

لکھنؤ جھوائی ٹولہ سے شائع ہوا

ضوابط

۱- دلگداز کوشش کرتا رہیگا کہ اردو میں ایک نئی روح پھونکے اور اسکے جذبات بڑھاسکے۔ چنانچہ اعلیٰ رنگ کے لٹریچر کے نمونے یا کبھی ناول اور کبھی خیالات ظاہر ہوتے ہیں۔

۲- ہر انگریزی مہینے میں ایک نمبر شائع ہوتا ہے۔

۳- قیمت عام ہے دو روپیہ سال [illegible] روپیہ سال والیان ملک سے [illegible] وصول [illegible] سال [illegible] چندہ پیشگی ہوگا [illegible] کے لیے ۲/۰ [illegible] چاہیے۔

۴- اشتہارات [illegible] کی بابت [illegible] زیادہ [illegible] خط و کتابت سے فیصلہ ہوگا۔

۵- جواب طلب خطوط کے لیے ٹکٹ یا جوابی کارڈ آنا چاہیے۔

المشتہر محمد عبد الحلیم شرر مہتمم دلگداز

جہانگیر

شیکسپیئر کے مشہور ڈرامے ہملٹ کا ترجمہ ہے جس کے مصنف جناب منشی محمد امتیاز علی صاحب بی اے نے اپنی اعلیٰ لیاقت کو ظاہر کیا ہے۔ اور ترجمہ کا نام ایک نہایت بامحاورہ سلیس اور فصیح اردو ملک کے سامنے پیش کی ہے۔ بہت سخت ضرورت ہے کہ موجودہ مذاق کا ہندوستان اس کتاب کو خوش [illegible]۔ یہ کتاب نہایت عمدہ کاغذ پر اور بہت خوشنمائی کے ساتھ چھاپی گئی ہے۔ علاوہ تمثیل کے سوانح [illegible] تمام ہوگئی ہے قیمت مع محصول ڈاک ایک روپیہ۔ نقد یا ویلیو پے ایبل کی درخواست مشتہر کے نام آئیں۔

المشتہر محمد امداد علی لکھنؤ ڈاکخانہ امین آباد۔

البرٹ بل

نیا ڈرامہ [illegible] ناٹک [illegible] بات کا [illegible] کا خیال [illegible] کیفیت [illegible] ایشیا - یورپ کی مخالفت [illegible] انگلش [illegible] کی [illegible] اور [illegible] ہندوستانی [illegible] انگلستان [illegible] قوم [illegible] آخری [illegible] ظرافت [illegible] اردو [illegible] زبان میں لکھا ہے قیمت [illegible] محصول [illegible]

المشتہر مہتمم دلگداز

فیروز گلنار

نہایت [illegible] ناٹک [illegible] کا ترجمہ عشق کی امنگ کا [illegible] زبان کی پاکیزگی - محاورات کی شستگی [illegible] کیا ہے۔ [illegible] خوبی [illegible] قیمت مع محصول ڈاک [illegible]

آزاد

ملکی معاملات اور عام [illegible] ملک کا آئینہ پولیٹیکل اور سوشل خیالات کا [illegible] اعلیٰ نمونہ ناظرین [illegible] سالانہ قیمت [illegible] منشی [illegible] مالک اخبار آزاد کو نام آنا چاہیے۔

سفرنامۂ ہستی

بچپن

کرین سیر دُنیا عدم سے نکل کر
یہ خواب اپنی آنکھون سے دیکھ آئین چلکر

دنیا مین جس روز قدم رکھا تھا خدا جانے کیسی منحوس ساعت تھی کہ کبھی گھڑی بھر بھی آرام سے بیٹھنے کی فرصت نہ ملی - نیرنگی زمانہ نے دم بھر چین نہ لینے دیا - خدا جانے کیا وحشت سر پر سوار ہوئی کہ عدم کی شہ نشین پر بیٹھے بیٹھے ہمنے ارادہ کر دیا کہ لاؤ ذرا باغ ہستی کی ہوا کھا آئین - دیکھین تو سہی کہ اس چھوٹی سی بستی مین ہمارے ساتھی آکر کس دھندے سے لگے ہین - اول تو عدم کی بینمی کے عالم مین بیٹھے بیٹھے بیفکری سے ہاتھ پاؤن کچھ بیکار سے ہوگئے تھے دوسرے ہمسے پہلے آئے ہوؤن کے شوق ملاقات نے پہلومین ایسا گدگدایا کہ آتے ہی بن پڑی بےخود ہوکر نہ نفع ونقصان کا خیال کیا نہ افکار دُنیوی کو سوچے سمجھے بس چل کھڑے ہوئے وہان کی بےفکریون سے یہ بھی معلوم نہ تھا کہ اس مختصر سفر مین کس کس چیز کی ضرورت ہے اور ہمین کیا کیا سامان ساتھ لے چلنا چاہیے صرف یاین یک بینی ودوگوش چلنے کا اتفاق ہوا - جیسے بیٹھے تھے ویسے ہی اُٹھ کھڑے ہوئے دُنیا کی سرحد کے قریب پہونچکر ملک وجود کے پھاٹک پر کچھ ایسے بےمروت دربان اور نگہبان ملے کہ یہان آنے کی اجازت بڑی مشکلون سے ملی - ایک صرف اس ادنی سے امر کے لیے کوئی نو مہینے تک دروازہ ہی پہ کھڑا رہنا پڑا - پھاٹک مین داخل ہونے کے بعد معلوم ہوا کہ ہماری اتنے دنون کی امیدواری بیکار تھی - نہ ہمارے پاس وہ ہاتھ پاؤن تھے جو یہان کام آتے ہین نہ وہ صورت تھی جو ہمارے ساتھیون نے یہان آکر حاصل کی ہے نہ ہمارا وہ مزاج تھا جسکو اس پردیس ملک کی ہوا راس آئے نہ وہ دل تھا جسمین یہان کی آرزوئین رہ سکین نہ وہ جگر تھا جو یہان کے

صدمہ ہائے جانکاہ اُٹھا سکے۔ پھر آتے تو کیا منہ لے کر۔ بڑی خیریت گذری کہ اُس نو مہینے کی اُمید واری نے ہم مین ان سب چیزون کے ساتھ دنیا کے نشیب و فراز جھیل جانے کی صلاحیت بھی بخوبی پیدا کر دی تھی۔ واقعی جس ملک مین جائے وہان کے رسم و رواج دریافت کیے جایئے مٹی ہی خراب ہوتی ہے۔

خیر صاحب پھاٹک کے اندر داخل ہوئے۔ داخل ہوتے ہی وہ عالم نظر پڑا کہ گھبرا اُٹھے۔ کچھ ایسے مکروہات دنیوی دکھلائی دیے کہ بے تحاشا چلا چلا کر رونے لگے۔ اِسوقت ہمین معلوم ہوا کہ ہائے۔ خود غلط بود آنچہ ما پنداشتیم۔

اِن مکروہات زمانہ کو دیکھ کے ہمارے بہت سے ساتھی اِسی جگہ سے واپس گئے۔ رونا کیسا اُنھون نے سانس تک نہ لی اور اِس مقام سے اپنے وطن کو پھر پڑے۔ ای ہمارے وہ ساتھیو! جنھون نے اپنے سفر ہستی کو اِسی مقام پر ختم کر دیا۔ اور یہین سے اپنے اُلٹے پاؤن واپس گئے۔ بھئی تم بہت اچھے رہے۔ اِس بکھیڑے سے خوب بچے۔ ہمارا اختیار چلتا تو ہم بھی تمھارا ساتھ دے دیتے۔ قسمتون مین تو یہان کی کوچہ گردی اور بلاکشی لکھی تھی پھر کرتے تو کیا۔ سچ کہتے ہین تقدیر نے لاچار کر دیا ورنہ یہ دُنیا رہنے کے قابل ہی ہے؟ لاحول ولا۔

پہلے تو کچھ دنون یہان رہکر ہمنے یہان کی ظاہری محبت جتانے والون کی طرف آنکھ اُٹھا کر بھی نہین دیکھا اپنے اُنھین دوستان عدم کے خیال سے باتین کیا کیے۔ دو چار مہینے اِسی طرح جی بہلایا جسکو لوگ سمجھے کہ رجال الغیب تھپکیان دے دیکر ہمین خوش کر رہے ہین بھئی واللہ یہان کے لوگ بھی عجیب فطرتی ہین چھوٹی چھوٹی عمدہ عمدہ چیزین دکھا کر اُنھون نے آخر اپنی طرف متوجہ کر ہی لیا۔ یہ تو ہمسے بہت بڑی غلطی ہوئی تھی کہ عالم وجود کا ارادہ کرتے وقت ہمنے یہان کی زبان نہین سیکھ لی تھی جسکی وجہ سے بہت کچھ دقتین اُٹھانا پڑین مگر ہم یہان کے فریب دینے والون سے کچھ ایسے متنفر تھے کہ برسون اشارے سے بھی بات نہ کی۔ مگر یہان کی فسون سازیون سے بھی خدا کی پناہ۔ اِدھر تو دو ڈھائی برس بیٹھے بیٹھے ہم بھی تنگ آچکے تھے اُدھر وہ لوگ بھی شب و روز ہمکو اپنی طرف متوجہ کیا کرتے تھے اور پھر اتنے دنون کی صحبت مین ہمین یہان کی زبان بھی کچھ ٹوٹی پھوٹی آچلی تھی۔

غرضکہ اِن سب امور نے ملکر کچھ ایسا ولولہ اور جوش دل مین پیدا کر دیا کہ مجبور ہو کر ہمین

ہونا ہی پڑا - اتنا ہمین یاد ہے کہ ہماری اُن بھولی بھولی باتون پر جو ہمسے پہلے آئے ہوئے ان کی ماقبت اندیشی کی باتون سے کسی قسم کا لگاؤ نہین کھاتی تھین یہان کے لوگ نہایت خوش ہوتے تھے اور یہ بھی یاد پڑتا ہے کہ ہمکو تو ملک عدم کی بے فکری کا اُسوقت تک مزا نہین بھولا تھا - دُنیاوی افکار اور جانگداز رنج والم کو کبھی دھیان مین بھی نہ لاتے تھے ہماری اِس حالت پر یہان کے تمام غم کیش اکثر رشک کیا کرتے تھے اور اُنکو بھی اپنی بے فکری کا عالم یاد آجایا کرتا تھا -

تھوڑی صحبت کے بعد ہمکو معلوم ہوا کہ یہان ہمارے اگلے عالم فنا کے ہوش و حواس اور ہماری وہان کی تمام سوشیل حالت محض بیکار ہے - وہان کی طرح بے خوف و بے ہراس ہمیشہ یہان نہین کام آتا ہی - وہان کی ایسی یکجائی مطلق اور صرف کسی کے خیال مین پڑے رہنے کی حالت یہان کے لیے نہین ہے - یہان تو رغبت و نفرت اور غم و عشرت کے بغیر کام ہی نہین چل سکتا - ممکن کہان کہ یہان رہین اور یہ چلیے پھرے بسر ہو سکے ایسے کہین آئے جائے گذر جائے - زبان ہلانے کے ساتھ ہی آنکھ اُٹھا کر جو دیکھتے ہین تو معلوم ہوا کہ ہمین کروڑون باتین ابھی حاصل کرنا باقی ہین بلکہ ابھی ہم اسقدر بھی نہین سمجھ سکتے ہین کہ تھوڑے دنون کے دنیاوی طرز معاشرت کے لیے ہمکو کس قدر سامان جمع کرنا چاہیے - بڑی مصیبتون سے گر پڑکے چلنا سیکھا - ہزارون دقتون سے غلطیان کرکے کچھ کچھ ہوش و حواس سنبھالے - پہلے پہل جو ایک بالکل اجنبی ملک مین آنے کا اتفاق ہوا تھا تو آب و ہوا بالکل ناموافق ہوئی - مرمر کے جیے - سیکڑون مرتبہ دوبارہ زندگی پائی - خدا خدا کرکے وہ زمانہ کٹا جسمین جان کے لالے پڑے تھے اور اُسکے ساتھ ہی وہ تعلیمین بھی ختم ہو گئین جنکی غایت تمام دُنیوی تعلیمون کے مبادی کا حاصل کرادینا سمجھی گئی تھی - افسوس کہ دُنیا کے جانکاہ جھگڑون کا اِس مقام پر خاتمہ نہین ہوا تھا - ابھی ہمکو اِس سے زیادہ کشمکش مین پڑنا بدا تھا - پہلے تو ہمین عالم عناصر مین قدم رکھتے ہی ہزارون مذہب دکھائی دیے - ہر مذہب کے ہادی خدا جانے کس کس قسم کے دلائل پیش کرکے اپنی طرف بُلانے لگے بعض کہنے لگے کہ عقل سے کام لو بعضون کو دیکھا کہ وہ جسمانی ترقی کو لغو سمجھکر چلا چلا کر کہہ رہے ہین کہ جوگ اور تصوف کو اختیار کرو - اِسمین بھی ہزارون قسم کے اختلافات باہمی تھے - غرض کہ ہر گروہ کا بانی ہمین اپنی طرف جذب کرنے مین پوری قوت

صرف کیے دیتا تھا - چونکہ اِس سے پیشتر ہمکو اُن لوگون کے ساتھ جنکی معرفت ہم دُنیا مین بلائے گئے تھے کسیقدر اِدھر اُدھر سیر کرنے کا بھی اتفاق ہوا تھا اِسلیے ہمکو اِن مختلف صداؤن سے وہ وقت یاد آگیا جب ہم کسی شہر کی سرا مین ٹھہرنے کے لیے گئے تھے اور ہر طرف سے بھٹیاریان ہمکو پکارتی جاتی تھین اور آپس مین لڑتی جاتی تھین - اِس کشمکش اور اینچا کھینچی مین دم گھٹنے لگا - پاؤن مین کہ کسی طرف لے جانے بوجھے اُٹھ نہین سکتے - ایک انتشار ہی کہ روح گھبرا رہی ہی - مگر یہ ایک واجب التسلیم درخواستین معلوم ہوتی تھین کہ یہان حیرت اور تذبذب سے دم بھر بھی کام نہین نکل سکتا تھا - دِل نے بڑی اُلجھن کے بعد یہ معاملہ عقل کے حوالہ کردیا مگر غور کیا تو ابھی ہماری عقل کو بھی اسقدر پختگی نہین حاصل ہوسکی تھی جو ایسے پیچیدہ مسئلون مین راے زنی کرسکتے - آخر الامر مجبور ہوکر جن لوگون کی تعلیمون سے اسوقت تک ہوش وحواس سنبھالے تھے اُنھین کی تقلید سے یہان پر کام نکالنا پڑا - بھئی منصف مزاجو تم جانتے ہو کہ اُسوقت ہم بیدست وپا تھے - ہمارا بس نہ تھا -

اگر ہمسے کوئی غلطی ہوئی ہو تو اُسکا الزام تم ہمین نہین دیسکتے ہو آخر تم بھی جانتے ہو کہ مذہب کا معاملہ تھا - تھوڑی ہی توجہ ہمنے کی تھی کہ تمام اُس مذہب والے ہمین روزبروز جنت اور دوزخ اور اپنے انبیون کے وعدہ و وعید کے سبز باغ دکھانے لگے -

رفتہ رفتہ اُس تقلیدی خیال کو اُنھون نے یال یار کی طرح ہمارے دل مین ایسا جمادیا کہ ہمارا ہر کام خوف و رجا سے وابستہ ہوگیا - ہر بات پر غلطی کا خوف لگا رہتا تھا - ہر قدم پر ٹھوکرون کا ڈر تھا - ملک عدم کی آزادی اور بے فکری کیا معنی وہ ملک بھی بھول گیا - دنیا کا پہلا سبق مذہب ہی ادھر اسکو لیا اور اُدھر آزادی کو مایوسانہ الوداع کے ساتھ رخصت کیا آزادی کا مزا تو کچھ وہین خوب تھا جہان چیلے بیٹھے بیٹھے ہم بھی میٹھی نیند لیا کرتے تھے - بے فکری کو رخصت کرتے وقت ہمنے یہ بڑا دردانگیز جملہ کہا تھا کہ پیاری بے فکری اب ہم تجھ سے تھوڑے دنون کے بعد شہر خاموشان مین ملینگے - زندگی مین ملنا تو معلوم اب مرکر تیرا ساتھ ہوگا - اے ہمارے ملک کی دوستو جبسے تمھارا ساتھ چھوٹا ہی اور جسوقت سے ہمنے سفر ہستی پر کمر باندھی ہی - کوئی تم سا بے فکر دوست کوئی تمھارا ایسا سچا رفیق نہین ملا عجب بیکسی مین زندگی گذرتی ہے - بے لبسی سے جان عاری ہی -

اس سیج بے کسی کی یارب خبر نہ پہونچے
جا ہے نہ شام غربت سر پیٹتی وطن مین

دُنیا مین ایک یہ بھی عجب بات نظر آئی کہ جسقدر زمانہ کے ساتھ ساتھ ہم آگے بڑہتے گئے اُسی قدر زیادہ وقتین اور بے انتہا پیچیدگیان پیش آتی گئین۔ خدا جانتا ہو کہ کس بلا مین گرفتار ہین۔ پہلے پہل سمجھے تھے کہ صرف زبان ہی سیکھ لینے سے بات بن جائیگی آگے بڑھکر معلوم ہوا کہ اور بھی ہزارون ایسی ضروری باتین ہین جنکے بغیر کام نہین چل سکتا۔ اسمین ابھی پوری تکمیل نہوئی تھی اور اس دشوار گذار راستہ مین تھوڑا ہی چلے تھے کہ مذہب والا نکڑ نظر آیا۔ نکڑ تو ایک ہی تھا مگر پیدا ہستے ہزارون۔ بڑی مصیبت کے بعد پھر یہان بھی جن لوگون کے ہمراہ آئے تھے انکا ساتھ دیدینے مین مطلب نکل گیا۔ اب اس راہ مین قدم رکھ تو لیا آگے بڑھکر جب اسمین بھی لاکھون بے انتہا گلیان دکھائی دین تب اور زیادہ اُلجھن پیدا ہوئی جنکا جغرافیہ سیکڑون کتابون مین بیان کیا گیا پھر بھی پورا نہوا اب گھبرا رہے ہین اور بے چین ہین مگر کچھ نہین بن پڑتا۔ اس گونگے کے عالم مین تحصیل علوم کے بھی بے انتہا راستے سامنے پڑ گئے۔ خدا کی پناہ۔ اب تو ہم سہم کے رہگئے۔ زبان ہلانا مشکل ہوگیا۔

کچھ ایسے فتنون پہ فتنے اُٹھے کہ شور محشر بھی چیخ اُٹھا
اُٹھی قیامت بھی ساتھ میرے بتون کے کوچے سے تنگ ہوکر

جوانی

اے ہمارے ہمسفرو! اور اے ہمارے ساتھ ساتھ باغ ہستی کی ہوا کھانے والو! - کہو اس بے ثبات اور خیالی عالم کی تر و تازہ ہوا اُن کے جھونکون مین تم سو تو نہین گئے - اپنا تھوڑا سا حال اور چند منزلون کی سوانح بیان کرکے ہماری تو آنکھ لگ گئی تھی خیر اگر جاگتے ہو تو متوجہ ہو - اگر سوگئے ہو تو کلمہ پڑھ کے آنکھین ملتے ہوئے اُٹھ بیٹھو تھوڑا بہت اور سُن لو -

بشنو زجنون عشقبازان خونین نفسان جگر گدازان

دُنیا مین آکر سب سے بڑی اُلجھن یہی ہوئی کہ ہاے ہم ایک اور سیکڑون راستے تک سر

و ہزار سودا - کیجیے تو کیا - متوجہ ہو جیے تو کدھر - وقت کون - ؟ جسمین ہمکو کچھ ہوش و حواس نہین - نئے نئے آئے ہوئے - ابھی پوری طرح یہان کے نشیب و فراز سے واقفیت بھی نہین - کرتے کیا - ؟ - چل کھڑے ہوئے - ہماری یہ حالت تھی کہ زمانہ کی سڑک پر قدم اُٹھائے چلے جاتے ہین - ایک طرف مذہب کا باغ لگا ہوا ہے - نہایت عمدہ عمدہ تر و تازہ پھول پھل لگے ہوئے ہین - جا بجا کچھ عالی شان عمارتین بنی ہوئی ہین جو معبد گاہ سمجھی جاتی ہین - انھین عمارتون کے کنوٗون سے اِس باغ کے سرسبز پودھون کی آبرسانی کیجاتی ہے - اِدھر اُدھر سیدھی سادی وضع کے لوگ کچھ تو بڑے بڑے عمامہ باندھے اور کچھ ایسے جنکی صورت پر یون ہی تقدس آبی اور صلاحیت برستی ہے ٹہل رہے ہین - قرینہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اِس وسیع باغ کی باغبانی انھین لوگون کے سپرد ہے - جسقدر یہ لوگ باغ کی آراستگی مین مشغول ہین اُسیقدر زمانہ کی سڑک پر چلنے والون کو اپنی طرف متوجہ کرنے پر بھی کمر ہمت باندھے ہین - مگر یہ ایک ہی باغ نہین ہے ہزارون ہین گو ڈانڈا سب کا ایک دوسرے سے ملا ہوا ہے - لیکن ہوا اور فضا ہر ایک کی دوسرے کے خلاف ہے - ویسی ہی شکل اور وضع اور گفتگو باغبانون کی بھی اپنی اپنی حد کے لحاظ سے بدلی ہوئی ہے -

دوسری طرف بڑی بڑی عالیشان کوٹھیون اور لق و دق محلون پر بلا کے سحر نگار انشا پرداز اور معجز بیان اسپیکر اور لکچرر بیٹھے انتہا درجہ کی فسون سازیون سے اپنی جانب بُلا رہے ہین - دنیاوی عروج مین یہ لوگ ایسی کامیابیان دکھلا رہے ہین کہ ہر شخص کا بے اختیار انھین مین جا ملنے کو جی چاہتا ہے - کچھ ایسے مضبوط سامان اِن لوگون نے کر رکھے ہین کہ دیکھنے والون کو ہستی کی بے وقعتی بھولی جاتی ہے - آخر ہماری ہی طرح یہ بھی اِس عالم کی ہوا کھانے آئے ہین مگر وہ دلبستگیان پیدا کر رکھی ہین کہ اپنی طرح دوسرون کو بھی خواب دنیا کا واقعی ہونا سمجھا دیتے ہین -

شاہراہ زمانہ کے دونون طرف والون مین اگر سرسری نگاہ سے دیکھا جاتے تو دشمنی معلوم ہو گی - اے ہمارے بعد سفر کرنے والو ! تم دیکھوگے کہ باغ مذاہب کے باغبان اپنے سامنے والون کو کافر اور ملحد اور فاسق و فاجر کے لقب سے یاد کرتے ہون گے اور اُن کے مقابل دنیا کی شہ نشینون پر سیڑھیان لگا کر چڑھنے والون مین بعضون کو تو تم ایسا چھنٹا ہوا

سمجھ جاؤگے کہ وہ باغ مذہب کی خوبصورت کیاریون پر ٹہلنے والے سادہ لوحون پر آوازے کسنے ہونگے۔ ایسی پھڑکتی ہوئی پھبتیان کہتے ہون گے کہ تمھین بھی ہنسی آجائیگی۔
مگر انمین کے متین اور عالی دماغ کچھ ایسی اصلاح قومی مین مشغول ملینگے کہ اپنا کام چھوڑ کر مخالف جماعت کی گالیون کو دھیان مین بھی نہ لائین گے۔ وہ خیال بھی نہ کرینگے کہ یہ لمبی ڈاڑھیون والے علامہ بازکہہ کیا رہے ہین۔
باوجود اسقدر دشمنی کے غور سے دیکھو تو دونون فریق آپسمین ایک دوسرے کے فرمانبردار بھی نظر آئین گے۔ ترقی قومی اور اصلاحات ملکی والون مین سب کے سب بعد آنے والی حالت (جس سے اصلی وطن ملک عدم کا واپس جانا مراد ہی کے لحاظ سے بستان مذاہب کے عالی قدر کیاریان سینچنے والون کو خالی عزت ہی کی نگاہ سے نہین دیکھینگے بلکہ قدر دانی اور پیشوائی کا مسند انکے لیے خالی کردینگے۔ ادھر یہ باغ مذہب کے سادہ لوح اپنے دنیا وی اوج و عروج کیا معنی عزت و آبرو تک کو اُن ظاہری دشمنون کے ہاتھ مین دیدینگے۔ غرض ترقی تو درکنار تم دیکھوگے کہ اپنے چندروزہ سفر مین چلنا اور ہوشیاری سے کام کرنا بھی نہ آتا ہوگا۔
اس جھگڑے مین کہانتک پڑین۔ غرض کہ ہمارا تو ابھی نادانی کا عالم تھا اور یہان یہ مختلف باتین دیکھین۔ دم گھٹنے لگا۔ لیکن ہزار ضغطہ اور کشمکش مین تھے اُچکتے۔ پھاندتے اور عالم ہستی کی نیرنگیون کو دیکھتے بھالتے چلے ہی گئے۔ اب وہ وقت آگیا کہ ہمین بھی دنیا مین آئے ہوے دیر ہوچکنے کی وجہ سے ہوا موافق آگئی۔ ہاتھ پاؤن بھی ہمنے اچھی طرح نکال لیے ہوش و حواس بھی بخوبی سنبھال لیے جس علم کا اس ملک مین چرچا تھا وہ بھی تھوڑا بہت سیکھ لیا۔
پہلے تو زمانہ کی سڑک کے دونون طرف والے جب ہمین اپنی طرف بلاتے تھے تو ناسمجھی کا عذر چل جایا کرتا تھا۔ اب یہ معقول عذر بھی ہاتھ سے گیا۔ عجب کشمکش و پیچ مین پڑگئے۔ بھئی آزادی کی قدر کرنے والو تم سمجھ سکتے ہو کہ یہ بڑا مشکل مقام تھا۔ ہر مقام کی لغزشون سے گرپڑکے بچ گئے تھے۔ اسوقت تک ہر ایک کی دست درازیون سے دامن بچاتے نکل آئے۔ مگر ہائے یہ سانحہ بہت بڑا تھا۔ ہر دل عزیز آزادی! اس انقلاب مین ہمین تجھکو بھی چھوڑنا پڑا جس طرح پابندی کو چھوڑکر ہمنے اُس سے شہر خاموشان مین ملنے کا وعدہ کیا تھا اُسی طرح اس موقع پر یہ پُرحسرت وعدہ ہمنے آزادی سے بھی کرلیا۔

اور اِدھر اُدھر دونون جانب غور کرنے لگے کہ کدھر کو رُخ کرین۔

خدا جانے مزاج مین خود پسندی اسقدر کہان سے آگئی تھی ننھے سے سن مین اگرچہ دوست کے مارے اپنے سن رسیدہ اور واجب التعظیم ساتھیون کے کہنے سُننے پر بے سوچے سمجھے تقلیداً ایمان لا چکے تھے مگر یہان پر پہنچنے اپنی رائے ہی سے کام لیا ہے۔ مذہب کے باغون مین نظر دوڑاتے دوڑاتے ایک نہایت ہی معمر اور قرآن و حدیث کے بھیدیون سادہ روئی اور سیدھی سادی وضع کچھ ایسی دل کو بھائی کہ [illegible] کے بعد اُسیکے ہاتھ پر بیعت لیکے شاہراہ زمانہ کے دوسری جانب تھا [illegible]۔

اے دوستان قدیم! اسوقت تک تمھاری یاد ہردم دل مین تھی تمھاری صحبت کا خیال ابھی تک تھا۔

کہان وہ اہل وطن کی صحبت وطن کو چھوڑے ہوئی تھی مدت
کسی کسی کی تھی یاد صورت خیال کچھ کچھ کہین کہین کا

مگر افسوس کہ اب تمھین بھی بھولے جاتے ہین۔ دُنیاوی ترقی کے زینون پر چڑھنے مین کچھ ہم ایسے مشغول ہوا چاہتے ہین کہ خدا ہی ہے جو تمھارا دھیان رہے۔ شرابِ جوانی کا نشہ بھی ہمین زیادہ ہو چلا ہے تم کیا اگر ہمین اپنا قدیمی وطن بھی (جہان تم ہو) یاد رہے تو غنیمت ہی کہیے یاد رہا ہے جو ہمکو یاد رہیگا۔ پہلے سے کہہ رکھتے ہین معاف کرنا۔ اتنا کہکر ہمنے کہا کہ اے یارانِ رفتگان! خدا حافظ۔ خود اُسنے تو چھوڑ سے دی ہین اب تجھ سے بھی رخصت۔ تیس چالیس برس کے بعد ہمین گوشہ بیابان مین ڈھونڈھنا۔ ساتھ چھوڑا اور شاہراہ روزگار کی دوسری طرف والی کوٹھیون کے آس پاس دنیاوی عروج کو ترقی دینے والون کے جھنڈے کے نیچے جا کھڑے ہوئے۔

پوچھا بھئی تم مین کون کون لائق ہے۔؟ کس کس کے جھنڈے گڑے ہوے ہین کوئی ایسا بھی ہے جسنے سارے زمانے کے دل ہاتھ مین لیے ہون؟ سب کے سب افسردہ ہوکر بولے کس وقت مین آئے ہو۔ کب اس جرگے مین ملے ہو جب کوئی نرہا۔ پھر ایسی یاس و حسرت سے ان لوگون نے جواب دیا کہ دل کھٹا ہوگیا۔ بڑی خیریت گذری کہ کسی نے یہ بھی کہدیا۔ کیا غم ہے۔ بیدل نہونا چاہیے۔ یہ مقام تو کر دکھانے کا ہے کچھ تم بھی کر دکھاؤ۔ خالی غم مین ہاتھ پر ہاتھ رکھے اگر سب بیٹھے رہین گے تو گذرے ہوؤن کا بنا بنایا کھیل بگڑ جائیگا۔

وہ نہین تو تم ہی قومی خدمت پر کمر باندھو۔ ان باتون سے یون ہی ہماری آنکھ پڑی جسکے
سہارے پر ہم بھی اُٹھ کھڑے ہوئے۔ ہمت کرکے ملک کی غلامی اور رہبری کا کام اپنے ذمہ لیا
وہ ہمارے رحمدل دوست جنھون نے ہمارے دنیا مین قدم رکھتے ہی ہمین انھون ہاتھ
لیا تھا جنکے دامنون مین چھپنے پرورش پائی تھی جو ہمارے رونے دھونے پر عاشق تھے۔
مثل [illegible] سے ہم دنیا کا نیک و بد پہچاننے کے قابل ہوئے تھے ایسے ساتھ ہوئے کہ
پیچھا چھڑانا مشکل ہوگیا۔ مروت نے ہمین تو کچھ کہنے نہ دیا۔ اور انکی دوستی اور
لگاوٹون نے پاؤن مین زنجیر ڈالدی۔ یہان تک بھی غنیمت تھا۔ جو خود وہ اکیلے
ہوتے کسی دن تو عالم عدم کی سی تنہائی کا مزا آنے کی امید پڑتی۔ ادھر ہماری جوانی
کی اُمنگین پہلو مین گدگدا رہی تھین شباب کے ولولے دل مین جوش کرنے لگے تھے اُدھر
انہی کی بندشون نے زور اور دباؤ ڈالا۔ حالت زمانہ پر نظر کی تو معلوم ہوا کہ فطرت
اُسی کی مقتضی ہے جسکی یہ فرشتہ خصال بزرگ فرمائش کر رہے مین نہ ہوگیا۔ کتخدائی
کی فولادی زنجیر ایک اور پاؤن مین پڑگئی۔ کہ نیک سیرت حور طلعت نے ایسا وفائی کا
ساتھ دیا کہ مر کر بھی نجات نہ ملی۔ خدا کی پناہ دنیا بھی عجب قید خانہ ہے۔ جہان طبیعت
اپنی فطرتی حالت پر رہ ہی نہین سکتی۔ ارے ابھی تک بستر عدم پر فارغ البالی سے پاؤن
پھیلا پھیلا کر سونے والو۔ اگر سچی خوشی چاہتے ہو تو کبھی دنیا کا نام بھی نہ لینا ہمنے بڑی
بیوقوفی کی جو یہان چلے آئے۔ خدا کے لیے کہین تم ارادہ نہ کر بیٹھنا۔

معاذ اللہ ہم سمجھتے تھے کہ اِس زندان بلا کے انکار کا نہین تک خاتمہ ہو چکا ہے مگر نہین
ابھی بہت سے طوق ہمارے گلے مین پڑنا باقی تھے۔ جو رفتہ رفتہ پڑ گئے۔ خلاصہ یہ کہ ضیق مین دم ہے

چشم خون بستہ سے کل رات لہو پھر ٹپکا
ہمنے جانا تھا کہ بس اب تو یہ ناسور گیا

تھوڑا ہی زمانہ گذرا تھا کہ چند ملک فنا کے بسنے والے (خدا جانے عالم ارواح مین
کہان اُنسے جان پہچان ہوگئی تھی) ہماری طرح باغ ہستی کی سیر کرنے کو اپنے وطن سے
چلے تھے بے تکلف ہمارے ہی یہان چلے آئے۔ اب اُنکی حالت پر جو نظر کرتے ہین تو دنیا
مین آنے کو تو چلے آئے مگر جیسے ہم تھے ویسے ہی یہ بھی ہین نہ ہوش و حواس ہین نہ عقل
اور تمیز ہے۔ چلنا پھرنا کیسا بات نہین کر آتی ہے۔ عادت زمانہ یہی ہے کہ جو جسکی گود مین آگیا

اُسکی عام تربیت اور تمام دنیا کی باتین سکھانا اُسیکے ذمہ ہوتی ہین پھر طبیعت کو فطرت کی جانب سے لگاؤ بھی ویسا ہی پیدا ہوجاتا ہی - غرض یہ عدم آباد کے دوست ہمارے سر پڑے - دوسرے اُنکو تو ابھی فنا کی بے فکریان بھولی نہ تھین - اُنکی فکر بھی سب ہمارے ہی نصیبون مین لکھدی گئی -

این ہم اندر عاشقی بالاے غمہاے دگر

ای یاران عدم! دیکھتے جاتے ہو کیسی مصیبتین سر پر آ رہی ہین؟ مدامفر کی کوئی بھی صورت ہی - کچھ دنا کے لیٹ رہینگے تو تم کیا سارا زمانہ بے صبر کہیگا - بس تھین سو یہ -

منحصر مرنے پہ ہو جسکی اُمید

نا اُمیدی اُسکی دیکھا چاہیے

چند روز انھین زنجیرون مین پھنسکر شنے عالم ہستی کے زندان بلا مین بسر کی دنیا عجب مقام ہی - رہنے سے دل کی وہ حالت ہوجاتی ہے کہ ایک حالت پر پڑ نا گناہ سمجھتا ہی - دل ہی دل مین لاکھون ایسی امیدین اور آرزوئین پیدا ہوجاتی ہین کہ کیا مجال جو انسان گھڑی بھر بھی چین لے سکے - جیسی یہ بستی ہی ویسے ہی آدمی کے خیال بھی ہو جاتے ہین - سینہ مین اسقدر تمناؤن کا ہجوم ہو جاتا ہے کہ کبھی پوری ہونے کو آتی ہی نہین -

یک تن و خیل آرزو و دل یہ کہ مدعا ہم

تن ہمہ داغ داغ شد پنبہ کُجا کُجا نہم

بیٹھے بٹھلائے ایک روز شامت نے جو گھیرا تو اس باغ ہستی کی نیرنگیان دیکھنے کے لیے ادھر اُدھر تماشاگاہ عالم پر نظر دوڑانے لگے کچھ تو بچپن دل کی خود رنگیون نے زور کیا - کچھ نشۂ جوانی لے اُڑا اصلاح ملکی والے حلیم الطبع جادہ پیایون کی کمیٹی کی سرحد سے نکل کھڑے ہوئے پہونچے کس گلی مین جہان حسن و عشق کی مزیدار اشارہ بازیان ہو رہی تھین تھوڑی دیر تک تو سیر و تماشا ہی رہا مگر آخر ایک بری شمائل سے نگاہ جو لڑ گئی تو زخمی ہو کر گر گیا یعنی ایڑیان رگڑنے لگے عالم شباب نے جوش و خروش سے سینہ مین ایک سرنگ لگا رکھی تھی جسکو اُس کافر نگاہ نے آگ بتا دی - ای گوشہ نشینان عدم! سفر ہستی مین یون تو سب ہی جگہ قیامت کا سامنا تھا مگر اس مقام پر خدا یاد آ گیا اُسوقت کا سمان ہماری آنکھون مین بندھا ہی - ایک فتنۂ محشر کی چلمن کی آڑ سے دزدیدہ نگاہی

کلیجہ مین چبھی جاتی ہے اور ہم تڑپ تڑپ کے کہہ رہے ہین -

دزدیدہ فگندی بمن از ناز نگاہی
قربان نگاہ تو شوم باز نگاہے

ای ایک ہی پہلو مین صبح کر دینے والو! تم ہی کچھ مزے مین ہو - یہان تو اُلٹا رات بھر کے بعد زمانہ کروٹ بدلتا ہی تو ہم ہزارون پہلو بدل دیتے ہین مگر ہائے پھر بھی چین نہین پڑتا -

کیا پیچ ہین ہم کروٹین ہر سو بدلتے ہین
جو جل اُٹھتا ہی یہ پہلو تو وہ پہلو بدلتے ہین

یہ ایسا مزیدار اُلجھاؤ تھا کہ جوانی بالکل اسی کی نذر ہوگئی - برسون انتظار ہی مین تاکا جھانکی کا اتفاق ہوا - ایک فراق یار کے جانگزا صدمہ نے سارا دنیاوی عیش و عشرت بھلا دیا - غرض ان ہی جانکاہ جھگڑون مین رہ کر شباب کی کچھ قدر نہ کرنے پائے تھے کہ باغ جوانی کے خوشنما اور تر و تازہ پھول خزان پیری کی سرد مہریون سے مُرجھانے لگے - نشہ جوانی اُترنے لگا اور خمار شروع ہوا - صبح پیری کی منحوس صورت دیکھتے ہی چہرہ اُتر گیا منھ اُترا سا نکل آیا ہائے یہ دردِ عشق وہ مزے کا درد تھا کہ گو جوانی اسمین گنوا دی مگر آرزو نہین پوری ہوئی

جی چاہتا ہے پھر وہی فرصت ہو رات دن
بیٹھے رہین تصورِ جانان کیے ہوئے

ای بلاکشانِ غربت کا فسانۂ غم سُننے والو! بہت بیچین ہو چلے ہو ذرا دم لے لو - بازیچۂ طفلان سے نکلکر باغ جوانی کے اندر شباب کے بنگلہ مین شب وصال کے مزے لے رہے تھے کہ صبح پیری نے منھ دکھلایا اُمنگون کے ساتھ ایڑیان رگڑنے اور سسک سسک کر مرنے کا حال بھی ہمسے تو اِس وقت نہ بیان ہو سکے گا - پھر کبھی سُن لینا -

نہ در جانم ہوا باقی نہ اندر دل ہوس ماندہ
بیا ساقی کہ این ویرانہ از بسیار کس ماندہ

فصل بہار

جن لوگون کو نیچر پر غور کرنے کی عادت نہین ہی اُنکے نزدیک تو موسم کا تغیر ایک معمولی بات ہی گرمی کے بعد برسات کا آنا اگر قابل خیال ہو تو صرف اس جہت سے کہ جس کی درستی

اور مکان کی مرمت ضروری ہی یا دوشالون اور اونی کپڑون کو دھوپ دینے کی ضرورت ہی
برسات کے بعد جاڑون اور جاڑون کے بعد گرمی کا آنا بھی کچھ ایسی ہی باتون سے توجہ
کے لائق ہو جاتا ہے۔ لیکن جن لوگون نے نیچر کے سین کو ایک دقیق کتاب تصور کیا ہی
جسکا مصنف حکیم علی الاطلاق ہے اُنکے نزدیک ہر نقطہ قابل غور ہے جسکی تشریح ہوتے
ہوتے نیچرل فلاسفی سا وسیع علم پیدا ہو گیا - گھاس پھونس کیڑے پتون کو جب سوچنے
والی دماغون نے دیکھا تو اُنکو اتنی حکمتون سے مالا مال پایا جنکے بیان کا نام بوٹنی
(علم نباتات) اور زوولوجی (علم الحیوان) رکھا گیا اور ایسی ہی باتون سے فلاسفی
مین چار چاند لگ گئے۔

فصل بہار جن دل چسپیون اور فیاضیون کی جلوہ گاہ ہی افسوس کتنے اہل دل نے اُسکو
اُسی نظر سے دیکھا ہو گا جو اُنکی خوبی کے سزاوار ہی۔ اِس موسم مین اگر کسی باغ مین جاؤ
تو ایک عجیب جلوہ دیکھوگے نہ صرف رنگ رنگ کے دلفریب پھول ہی بلکہ ہر گھاس کی پتی
ایک شان دلفریبی سے آنکھون کے سامنے آئیگی - پھول کا رنگ باصرہ کو اُسکی بو شامہ کو
اور طیور کی پرجوش نغمہ سنجی سامعہ کو فریفتہ کریگی اور دل و دماغ پر ایک ایسا عالم نشاط و
مسرت طاری ہوگا جسکا بیان ناممکن ہی - کسی پھول کی بلا کی سادگی اور کسیکی قیامت کی
شوخی اور کسیکی غضب کی بو اور کسیکی دلفریب صورت قدرت کے کمال کا اظہار کریگی اور
اگر غور کیا جاے تو پردہ حسن مین نیچر کا جلوہ خالص دیکھنے کے واسطے پھول سے بڑھکر کوئی چیز
نہین ہی حُسن انسانی اگرچہ اعلی نمونہ صنعت ہی لیکن اُس مین نیچر کا جلوہ خالص دیکھنے کے
واسطے ایک ایسی نگاہ کی ضرورت ہی جس سے انسان قریباً بالکل معدوم ہین - اگر باغ کو
چھوڑکر ہم جنگل کو نکل جائین تو وہان بھی چھوٹے چھوٹے رنگ رنگ کے پھول دیکھینگے
جو اپنی کیفیت خاص مین باغ کے پھول سے زیادہ بھلے معلوم ہونگے۔ ڈھاک کی طرف جسکے
تین پات مشہور ہین اگر آپ جائین تو آپ دیکھینگے کہ ربیع نے اُسکو بھی ایک سرخ جامہ
پہنا دیا ہی اور دور سے دیکھکر بے تکلف یہ معلوم ہوتا ہے کہ آتش بیدود روشن ہی اور اگر
آتش پرست اُسکی پرستش کرتے تو غالباً اِس گرم فقرہ سے محفوظ رہتے کہ اُنکا معبود خود
اُنکو جلا دیتا ہی - اِس خوشنما پھول پر تلیر کی (جو ایک چھوٹا سا پرند ہی) وارفتگی اور
نغمہ سنجی دیکھکر اِس خیالی گل و بلبل کا تصور آنکھون مین پھر جاتا ہی جسکے وصف مین ہمارے

شعرا کے کلام کے صفحے رنگین ہین - اور شاید شعرائے فارس نے شیراز کے ہزار داستان کے ہین نغمے سنے ہونگے جنکے سبب اس درجہ جانورِ معل مین گرمی الفت کا پتا اُنکو لگا - لیکن ممالک پچھمی شعرائے دہلی دلکھنؤ کے واسطے اسطرح ہزار داستان شیراز رنگ خیالی مضمون ہی اُسیطرح پرند ہے - کیونکہ اسکی وارفتگی دیکھنے کے واسطے یہی اُنکو و بات مین تکلیف کرنی پڑتی -

فصل بہار کے آنے سے پہلے جس سختی اور بیدردی سے بڑے درختون کے پتے گرائے جاتے ہین وہ اسپر ایک افسوسناک اثر کرتا ہی اور یہ ایک مؤثر سین ہوتا ہی کہ ہم سرسبز درختون کو دیکھتے ہین کہ وہ بالکل بے برگ ہوجاتی ہین لیکن یہ برگ ریزی بمنزلہ غسل حمام کے ہوتی ہی جو کارکنان بہار سبز خلعت پہنانے سے پہلے درختون کو دیتے ہین اور اس خیال سے وہ مقولہ اسقدر سچا معلوم ہوتا ہی جو فارس جانے والی اسلامی افواج سے فرمایا گیا تھا کہ خورشید حمام عرب ہی کہ بہار مین جب ان درختون کے قریب ہوکر گذرو تو انکی بھینی خوشبو متوالا کردیتی ہی اور یہ کچھ اس انداز سے ہلتی ہین کہ یہ معلوم ہوتا ہی گویا اپنی بو سے خود مست ہین - جنگل کی جھاڑیان جو ہمیشہ مسافران صحرا کے دل مین کھٹکتی رہتی ہین اس فصل مین اپنے کانٹون کی ایذا کا بوی خوش سے معاوضہ کردیتی ہین - رت کیفیت کو دیکھکر یہ خیال ہوتا ہی کہ زمین مین ایک جوش ہے جو تمام قابل روئیدگی مادون کو اُس کے اندر سے نکالکر باہر پھینکے دیتا ہی -

وحوش وطیور کو دیکھیے تو اُن مین بھی ایک عجب جوش محسوس ہوتا ہی جو اُنکے مستانہ ترانہ سنجیون اور تمام حرکات وسکنات سے آشکارا ہوتا ہی - اگر ہم خود اپنے آپکو جانچین تو فیض بہار کی تاثیر مین بہت سے لوگ ایسے ہین جنکو کثرت خون کے سبب اس فصل مین فصد کا قصد کرنا پڑتا ہی - آہ اگر کوئی وارفتہ سودائیون سے پوچھے کہ یہ بہار کیا ہی اور اسکے جلوے اُنکے دل پر کیا اثر کرتے ہین - بوئے گل اُنھین کیا یاد دلاتی ہے پھول کی صورت دیکھکر اُنکو کیا یاد آتا ہی اور نسیم سحری کیا اُمنگ اُنکے دل مین پیدا کرتی ہی غالباً جتنے پھول چمن مین ہونگے اُن سے زیادہ حسرتون کے داغ اُن کے دل پر چمکتے ہونگے - ہاے کیا حسرت تھی اُس کے دل مین جو عالم محویت مین پڑھ رہا تھا ع فصلِ بہار اپکی بھی یون ہی گذر گئی -

کسیکے عارض کو اگر دیکھین تو معلوم ہوگا کہ مشاطۂ بہار نے کوئی عمدہ اُبٹنا مل دیا ہے جسکے سبب عجب شگفتگی پائی جاتی ہے اور ایسی آب وتاب معلوم ہوتی ہے جس سے

بیسوں پژمردہ آرزوئیں تازہ ہو جاتی ہیں۔
غرض ہر طرف صانع حکیم کی قدرت کاملہ کا ظہور ہے ؎

فصل گل و موسم بہار ست
گلزار برنگ و بوے یار ست

وقف حیرانی شروانی

تدبیر

اس مہینے میں ہمارے پاس کئی کتابیں بغرض ریویو پہونچیں۔ اُن میں سے ہر کتاب بجاے خود اس قابل ہے کہ زور دیکر اور بخوبی غور کرکے ہم اُسپر اپنے خیالات ظاہر کریں۔ اُن سب میں سے جو پہلے ہمارے پاس پہونچی ہے وہ کتاب "تدبیر" ہے۔ یہ انگلستان کے مشہور و معروف اخلاقی مصنف مسٹر اسمائیل کی کتاب "ڈیوٹی" کا ترجمہ ہے۔ جو لوگ انگریزی جانتے ہیں وہ سمجھ گئے ہونگے کہ یہ کتاب کس پایہ کی کتاب ہے اگر ہمارا قیاس غلطی پر نہیں تو ہم کہ سکتے ہیں کہ اس کتاب کو انگلستان میں وہی وقعت حاصل ہے جس وقعت سے ایشیا کی سرزمین میں گلستان سعدی دیکھی جاتی ہے۔ بوجہ اسکے کہ جسقدر تاریخی حوالے دیے گئے ہیں اور بطور نظیر کے جو روایات پیش کی گئی ہیں وہ سب یورپ والوں کی ہیں شاید تدبیر کو ہماری عام پبلک میں اس رتبہ پر پہونچنا نصیب ہو جو گلستان کو نصیب ہے مگر پھر بھی ہم کہ سکتے ہیں کہ پند و نصائح کے دل میں مرتکز کر دینے میں اور انسان کو اعلیٰ درجہ کے اخلاق و آداب سے محلی و متصف کر دینے کے لیے اس کتاب تدبیر سے عمدہ آلہ اُردو میں کوئی نہ نظر آئے گا۔

ملک کے ہونہار نوجوان اور ہمارے بہت بڑے معزز دوست جناب سید مرتضیٰ صاحب صاحبزادہ سید محمد حسین صاحب تحصیلدار اٹاوہ نے ترجمہ کرکے چھپوایا ہے۔ ترجمہ پر جس حد تک ہمیں غور کرنے کا موقع ملا ہے ہم کہ سکتے ہیں کہ نہایت عمدہ ترجمہ ہوا ہے۔ اور بخصوص لائق مترجم صاحب نے اپنی جانب سے ریمارک کیے ہیں اور جہاں جہاں ترجمہ کے علاوہ کچھ اپنے خیالات ظاہر کیے ہیں اُن سے وہ عام دقتیں اور مشکلیں اُٹھ گئی ہیں جو انگریزی اخلاق کے ہماری حرکات و سکنات پر حاوی ہو جانے سے پیدا ہوتی ہیں۔

آج تک کسی کو گلستان کی نسبت کسی قسم کی نکتہ چینی کا موقع نہ ملا اور نہ مل سکتا ہے۔ مگر ہاں اسقدر

خود دیکھو ن گا کہ ہمارے ایشیا کی یہ معرکۃ آرا کتاب اگرچہ اپنی قسم کی کتابون مین سب سے
زیادہ مکمل اور پوری ہے اور باوجودیکہ ہمارے شوخ طبع ناصح سعدی شیرازی کو چھ
سات سو برس گذر چکے اِس مدت مین خدا جانے کتنے دور پلٹے - اور ہماری ان ایشیائی
اخلاقی دنیا نے نہین معلوم کتنے رنگ بدلے مگر یہ کتاب ہر صحبت اور ہر وقت کے حالات سے
برابر مناسبت کہاتی چلی آئی - اور یہ حال رہا کہ زمانے نے اپنا ورق اُلٹا یا مگر گلستان
کا ورق اُلٹ کے دیکھا تو اب بھی جو کچھ لکھا تھا واجب العمل تھا - یہ امر تو بیشک
معجزانہ اور خرق عادت کی حد کو پہونچ گیا ہو - لیکن اب میرے خیال مین گلستان مین جو کچھ
لکھا ہو وہ تو اُسی طرح قابل قبول ہے جس طرح پہلے تھا مگر ضرورت زمانہ نے بعض
نئی باتین ایسی پیدا کر دی ہین جو قدیم ایام مین نہ تھین - لہذا میرے خیال مین گلستان
ہمارے موجودہ اخلاق کو تکمیل کی حد تک نہین پہونچا سکتی - یعنی بعض خاص قسم کے نصائح
جنکو آجکل کی حالت سے تعلق خاص ہو چاہیے کہ اضافہ کر دی جائین - اور اپنے نزدیک
بات صحیح کہنا آداب ہے کہ یہ کمی ہمارے لائق دوست سید مرتضیٰ کی ترجمہ کی ہوئی کتاب نے
پوری کر دی - بیشک تدبیر اِس قسم کی خاص نصائح یاد دلاتی ہے جنکو موجودہ اغراض زمانہ
سے پوری مناسبت ہو -
لیکن پھر بھی مجھے افسوس ہے کہ گلستان کی طرز عبارت - اُسکی بے تکلفی کی باتین اُسکی
نکتہ باتین اور حکمتین ایشیائی طبائع سے جس قدر مناسبت رکھتی ہین اور گلستان جس
مقبولیت کے ساتھ ایشیا کی اخلاقی دنیا مین گویا ایک آسمانی کتاب ہو گئی ہے وہ بات
تدبیر کو کہان نصیب ہو سکتی ہے - تدبیر ایک ایسی کتاب ہو کہ اگر انسان انگریزی ذوق نہ
رکھتا ہو تو اُس کے نزدیک ایک محض بیکار چیز ہے - لیکن گلستان کو اگر کوئی انگریزی داں
بھولے سے بھی بیکار کہے تو وہ خود مجنون خیال کیا جائیگا - یہ صرف اسوجہ سے ہو کہ ہماری
سوسائٹی کے لیے گلستان سے اچھی کتاب اسوقت تک کوئی نہین تصنیف ہوئی - کاش
عموماً پبلک مین اتنا ذوق پیدا ہو جاتا کہ گلستان کے بعد لوگ اِس کتاب سے نفع اُٹھا سکتے
تدبیر اگرچہ کوئی چھوٹی کتاب نہین ہو اور باوجودیکہ اُسکی چھپائی بھی زمانے کے دیکھتے
بُری نہین مگر ہم ضرور کہین گے کہ ہمارے دوست نے قیمت معین کرنے مین بہت بڑی
غلطی کی - عنہ قیمت زیادہ ہو - اگر یہی قیمت رہی تو اِس کتاب کو مقبولیت عام نصیب

ہوگی - اِس گران قیمتی پر بھی ہم کہہ سکتے ہین کہ لوگ اسے ضرور لین اور سلسلے کے حرزِ جان بنائین - ایسی عمدہ اخلاقی کتاب کہین نہ نظر آئیگی - قیمت دو روپیہ ہی اور محصول ڈاک ار - جن صاحبون کو ضرورت ہو لکھنؤ جھوائی ٹولہ - دفتر دلگداز سے یا خود مصنف صاحب سے طلب فرمائین - باقی دو کتابون کا ریویو آیندہ درج دلگداز ہوگا -

قدردانان دلگداز

دیکھیے دلگداز اب برابر آپ کی خدمت مین حاضر ہوتا رہا - یہ آپکی ہمدردی اُس لیجے مین کرتا ہی جس سے آپکی دلچسپی بھی بہت اچھی طرح ہوتی ہے - مگر حیرت ہی کہ آپ نے ہنوز پوری توجہ نہین فرمائی - آپ کو ایسی غفلت نہ کرنا چاہیے - براہ عنایت جن صاحبون کے ذمہ گذشتہ بقایا ہی اُسکو اور باقی ۸ کی قیمت جلد ارسال فرمائین - دلگداز کو آپ کی تھوڑی توجہ اور محبت بھری نظر کی ضرورت - اگر خدا نے آپ کے دلون کو دلگداز کا ہمدرد بنا دیا تو آپ دیکھینگے کہ دلگداز کیسی ترقی کرتا ہی -

خادم قوم - مہتمم دلگداز

دلگداز

نمبر ۵ بابت ماہ مئی ۱۸۹۹ء جلد ۳

باہتمام

خادم قوم محمد عبد الحلیم شرر مہتمم "دلگداز"

دلگداز پریس مین چھپکر

لکھنؤ جھوائی ٹولہ سے شائع ہوا

ضوابط

۱- دلگداز کوشش کرتا رہے گا کہ اردو میں ایک نئی روح پھونکے اور اسکے جذبات بڑہائے اسکے ذریعے سے اعلےٰ رنگ کے لٹریچر کے نمونے یا کبھی کبھی نازک اور نئے خیالات ظاہر ہوتے ہیں-

۲- ہر انگریزی مہینے میں ایک نمبر شائع ہوتا ہے-

۳- قیمت عام سے دو روپیہ سال مع محصول اور روسا سے ? روپیہ سال والیان ملک سے عہ - بے وصول قیمت سالانہ پرچہ نہ روانہ ہوگا نمونہ کے لیے ۴/ بھیجنا چاہیے-

۴- اشتہارات ۴ سطر کے حساب سے درج ہونگے - زیادہ کے لیے خط کتابت سے فیصلہ ہوگا-

۵- جواب طلب خطوط کے لیے ٹکٹ یا جوابی کارڈ آنا چاہیے-

الملتمس - محمد عبد الحلیم شرر مہتمم دلگداز

جہانگیر

شیکسپیر کے مشہور پلے ہملٹ کا ترجمہ جس کے ذریعے سے جناب منشی محمد امتیاز علی صاحب بی اے نے اپنی اعلیٰ لیاقت کو ظاہر کیا ہے - اور ترجمہ کا نام لیکر نہایت بامحاورہ سلیس اور فصیح اردو ملک کے سامنے پیش کی ہے بہت سخت ضرورت ہے کہ موجودہ مذاق کا ہندوستان اس کتاب کو غور سے دیکھے - یہ کتاب نہایت عمدہ کاغذ پر اور بہت خوشنمائی کے ساتھ چھاپی گئی ہے - علاوہ ٹیٹل کے سو صفحہ پر تمام ہوگئی ہے قیمت مع محصول ڈاک ایک روپیہ - نقد یا ویلیو پے ایبل کی درخواستیں مشتہر کے نام آئیں -

المشتہر - محمد امداد علی - لکھنؤ - ڈاکخانہ امین آباد -

البرٹ بل

نیا ڈراما - انوکھا ناٹک - جذبات کا دریا - خیالات کا چشمہ - جس میں بل کی پوری ابتدائی کیفیت - اس کی درجہ بدرجہ ترقی - ممبران کونسل کی اسپیچیں - یوروپین کی مخالفت اور مسٹر ترویدی بنگالیوں کی واویلا - اور فریاد - انگلش طبائع کی برانگیختگی اور شورش گورنمنٹ کی توہین - اور اہل ہند کی دل آزاری - ویسراے کی کریم النفسی اور فیاضی - رعایا کی وفاداری اور نمک حلالی - انگلش مین وغیرہ کا غصہ - بعض ہندوستانی نمک حراموں کی قوم کے ہاتھوں سزا - اور بل کے آخری فیصلہ کو بہت مذاق اور ظرافت کے مختلف سین میں نہایت سلیس اور اردو بامحاورہ زبان میں لکھا ہے-

قیمت ۱۰/ مع محصول -

المشتہر - مہتمم دلگداز

فیروز گلنار

خاص شیکسپیر کے مشہور ناٹک رومیو جولیٹ کا ترجمہ عشق کی امنگ کا پورا چربا - جس کی زبان کی پاکیزگی - محاورات کی شستگی - بول چال کا بیساختہ پن دیکھنے سے تعلق رکھتا ہے - یہ پہلا ڈراما ہے جو اردو میں اس خوبی سے ترجمہ ہوا - قیمت مع محصول ڈاک ۱۰/

آزاد

ملکی معاملات اور عام رای کا آئینہ پولٹکل اور سوشیل خیالات کا ریفارمر - اردو لٹریچر اور زبان دانی کا اعلیٰ نمونہ ناظرین پرچے کے نمونے سے خود تصفیہ کر سکتے ہیں سالانہ قیمت عوام سے ۱۲ خواص سے ۱۳ درخواست منشی احمد علی صاحب شوق مالک اخبار آزاد کے نام آنا چاہیے-

مدینہ منورہ

جسے مدینۃ النبی یا دار الہجرت بھی کہتے ہیں۔ اس شہر کے ذریعہ سے ہم دنیا کو ایک عجیب و غریب ترقی و تنزل کا نمونہ دکھانا چاہتے ہیں۔ شاید ایشیا کے شہروں میں کسی شہر کو اتنی بڑی شہرت اور ناموری نہ نصیب ہوئی ہوگی جتنی بڑی اس مقدس شہر کو حاصل ہوئی۔ بنائے ترقی عزت وہ چند وفادار اور بے نفس مہماندار تھے جنہوں نے مکہ کے خانہ بربادوں کو اپنے یہاں سچے خلوص سے جگہ دی تھی۔ اور جو آخر کو "انصار" کے مبارک لفظ سے یاد کئے گئے۔ مبارک دین اسلام جسوقت ابراہیم و اسماعیل کے ہاتھ کے بنائے ہوئے خانہ کعبہ کے (جو آخر میں قریش کا ایک دیوہرہ قرار پا گیا تھا) پڑوس میں ظاہر ہوا۔ اہل مکہ نے کسی قسم کی سختی نہ تھی جو اس پاک ہادی یعنی بانی دین اسلام کے ساتھ نہ کی ہو جناب رسالت مآب صلعم کو آخر دشمن جان ہموطنوں کے خوف سے مکہ چھوڑنا پڑا۔ راست باز اور حق پسند اہل مدینہ نے آپ کو اپنے ہاں بلایا۔ اور اسطرح جناب رسالت مع اپنے چند باوفا دوستوں کے رونق افروز مدینہ ہوئے۔ مدینہ کی ترقی کی اور اسکے ساتھ اسلام کی ترقی کی یہی پہلی تاریخ ہے اور اسی وجہ سے مسلمانوں کا حساب سنین اسی وقت سے شروع کیا گیا جبکہ ہمارے ہادی برحق مکہ سے ہجرت فرما کے مدینہ میں آگئے۔

وہ خلافت راشدہ جسکے اولوالعزم مجاہدوں کی روکنے والی دنیا میں کوئی قوت نہ تھی جس نے تخت کسریٰ اور تاج قیصر دونوں کو اسلام کی روز افزون ترقی کی نذر کر دیا تھا۔ اس کا دارالسلطنت یہی شہر مدینہ رہا۔ مدینہ اگرچہ آبادی عمارت اور تمام ظاہری شان و شوکت کے لحاظ سے ایشیا کے بہت شہروں سے دبا ہوا ہے مگر یہ دبدبہ اور سطوت مدینہ ہی کا حصہ تھا کہ جو حکومت ابتدا گو صرف گرد کی پہاڑیوں میں محدود تھی بلکہ اس سے بھی کم کہدیں تو کہا جائے کہ مدینہ کے چند محلوں پر ختم تھی بیس پچیس برس کے عرصہ میں اسکی ایک حد سندھ اور افغانستان تک اور دوسری افریقہ کی انتہائی سواحل تک پھیل گئی۔ بغداد و دمشق جیسے ہی شہر تھے بلکہ اس سے بھی زیادہ حصہ دنیا انکے قبضہ میں تھا مگر یہ فخر مدینہ ہی کو حاصل ہے

کہ اتنی مدت مین ہر ہر شہر اور ہر ہر قلعہ پر خون کے سیلاب بہا کے خود اپنی کوشش سے اتنی بڑی خلافت قائم کر لی - ابتدائی خلافت راشدہ کے پانچون جانشینون کے زمانہ مین مدینہ دنیائے اسلام کا مرکز اور مرجع رہا امیر معاویہ نے پہلا یہ کام کیا بلکہ نقصان پہونچایا کہ مدینہ چھوڑ کر دمشق کو دار الخلافت قرار دیا -

مسلمانون مین شاید کوئی نہوگا جو اس شہر کی زیارت کا آرزومند نہو - اور اس متبرک مقام کے حالات شوق اور عقیدت سے نہ سنے مگر یہ عجیب بات ہے کہ ہر سال مسلمانون کا ایک بہت بڑا گروہ مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ جاتا ہے لیکن انمین سے اسوقت تک ایک بھی ایسا نہین نظر آیا جو اس شہر کے تمام مقامات کو غور سے دیکھتا اور وہان کے دلچسپ حالات قلمبند کر کے اہل اسلام کے شوق کو ہیجان مین لاتا - اگر ہم اس شہر کی آبادی وضع اور لوگون کی اخلاقی حالت کے متعلق کوئی بات بھی دریافت کرنا چاہین تو ہمین ہندوستان کی کل تصانیف اوس سے ساکت نظر آئین گی - اس سے زیادہ یہ حیرت کی بات ہے کہ یورپ کے چند محدود جانے والون مین سے قریب قریب ہر شخص نے ایک سفرنامہ نہایت ذوق و شوق کے لہجے اور پر جوش الفاظ مین تیار کر لیا - اور اسوقت اردو مین کئی سفرنامے موجود مین - جن سے عموماً یورپ اور خصوصاً انگلستان کے حالات بالتفصیل معلوم ہو جاتے ہین - مگر لاکھون مسافران عرب اور زائران تربت رسول یا کربلائے معلی مین سے ایک بھی ایسا نہ نظر آیا جو ایک مختصر ہی سہی سفرنامہ تیار کر دیتا - افسوس ہماری دنیا اور ہمارے مذہبی واقعات کسقدر تاریکی مین پڑتے جاتے ہین -

مدینہ منورہ کے حالات ہم ایک انگریزی کتاب سے ترجمہ کر کے پیش کرتے ہین - تاکہ مسلمانون کو معلوم ہو کہ مدینہ منورہ جہان انگریز علانیہ جانے ہی نہین پاتے اوسی شہر کے مقدس حالات ہماری نظر سے تو چھپے ہوئے ہین مگر یورپ کے ملک مین کس وضاحت کے ساتھ بیان کئے گئے ہین - کہان ہین ہمارے وہ پابندان دین اور قدیم اسکول کی تعلیم پائے ہوئے علما جو انگریزی پڑھنے کو منع کرتے تھے ؟ کیا دینداری اسی کا نام ہے کہ جہان تک ہو سکے اپنے باعث فخر امور کو عیوب کیطرح چھپاتے رہئے ؟ جب ہم مکہ اور مدینہ کے حالات نہ جانتے ہون گے تو ہمین ان کی کیا محبت ہوگی اور ہمارے دل مین کیا جوش پیدا ہوگا - اور کون چیز اسلام کے اصلی مرکز کی طرف کھینچے گی - خیر اب ان باتون کو طول دینا تو فضول ہے ہم مدینہ کے حالات اوس کتاب سے نقل کرتے ہین ایک انگریز کی واقفیت اور اپنی لاعلمی پر وہ لوگ نا

ہوں جو اسلام کا دعوے رکھتے ہیں۔

مدینہ ملک عرب کا ایک مقدس شہر ہے جہاں محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) کا روضہ ہے۔ بلحاظ تقدس کے یہ شہر دوسرے درجے پر آتا ہوا ہے مسلمان زائرین کا بہت بڑا مرجع ہے۔ یہ شہر بحر احمر کے بندرگاہ ینبوع کی جانب شمال و مشرق ۱۳۰ میل پر اور مکہ سے جانب شمال دو سو پانچ میل پر واقع ہے۔ ۲۰ درجہ ۱۳ دقیقہ طول اور ۲۴ درجہ ۲۸ اور ۳ دقیقہ عرض ہے۔ شہر مدینہ اور اس کے قریب جوار کی آبادی برکھارٹ کی تحقیق کے مطابق اٹھارہ ہزار آدمیوں کی ہے۔ شہر ایک میدان میں پہاڑیوں کے ایک سلسلہ میں واقع ہوا ہے اور وہ پہاڑیاں مغرب کیطرف سے ایک بڑے میدان کی حد بندی کرتی ہیں مکہ کی طرح یہ شہر کھلا ہوا نہیں ہے بلکہ تقریباً چالیس فیٹ کی اونچی دیوار کی شہر پناہ کھنچی ہوئی ہے جسمیں بہا بجا تیس برج بنے ہیں اس دیوار کے پیچھے خندق کھودکے ترکوں نے اسکی قلعہ بندی کی تھی لیکن وہ خندق بالکل اب پاٹ دی گئی ہے تین فصیل کے پھاٹک ہیں ایک جنوب کی جانب واقع ہے اور باب المصری کہلاتا ہے۔ اور اس پھاٹک کی نسبت برکھارٹ کا بیان ہے کہ باب قاہرہ کے عالیشان پھاٹک کے بعد اسکا مرتبہ ہے۔ جنوبی دیوار میں ایک اور پھاٹک تھا جسے وہابیوں نے بند کردیا اور ابتک نہیں کھلا۔ مکانات نہایت عمدہ بنے ہوئے ہیں اور زیادہ تر عمارتیں ایک سیاہ پتھر کی ہیں مگر ان عمارتوں پر ایک ویرانی برستی ہے جس سے زائرین کی آمدورفت کی کمی ظاہر ہوتی ہے مسمار شدہ مکان اور ٹوٹی دیواریں شہر کے ہر حصے میں نظر آتی ہیں۔ اور جو ویرانی کا منظر اکثر مشرقی شہروں میں نظر آتا ہے وہی منظر مدینہ میں بھی موجود ہے جس سے گذشتہ شان وشوکت کے مٹے ہوئے نشانوں کے سوا اور کچھ نہیں حاصل ہوتا۔ خاص سڑک جسمیں بہت سی دکانیں ہیں باب قاہرہ سے بڑی مسجد تک چلی گئی ہے۔ دوسری سڑک جو اپنے طول اور وسعت کے لحاظ سے ممتاز ہے باب شامیہ تک چلی گئی ہے مگر اس سڑک کے بہت سے مکانات منہدم اور مسمار ہیں اور صرف دو دکانیں نظر آتی ہیں۔ شہر کے باقی اطراف میں بازار یا دکانیں کہیں کہیں نظر آتی ہیں۔ اور سی پارہ خاص میں یعنے قدیم سے ایک ہی بازار چلا آتا ہے۔ مدینہ کو مکہ کے مقابل میں ایک خصوصیت ہے۔ حوالی مدینہ بہ نسبت خاص شہر مدینہ کے زیادہ زمین کو گھیرے ہوئے ہے حوالی کی آبادی کو خاص شہر کی آبادی سے جنوب کیطرف ایک پتلا سا تختۂ زمین جدا کر رہا ہے مگر مغرب کی جانب آگے یہ تختہ چوڑا ہو گیا ہے جہاں پر باب قاہرہ کے سامنے ایک بڑا اہل شہر کے مجمع کا مقام قرار پاگیا ہے جسے مناخہ کہتے ہیں اور جس میں اونٹوں اور بدویوں کی بہت

بھیڑ لگی رہتی ہے یہان بہت سے چھپر پڑے ہوئے ہین جنمین ہر قسم کا سودا بکتا ہے - اور بہت سے چھپرون مین قہوہ خانے ہین جنمین ہر وقت لوگ جمع رہتے ہین - شمالی غربی حصے مین بڑے بڑے جلوخانے بنے ہوئے ہین جنکے گرد اکثر کم حیثیت مکانات ہین جنکو باہر غریب غربا کرایہ پر لیا کرتے ہین ہر جلوخانے مین تیس چالیس خاندان بسر کرتے ہین جو لوگ ان جلوخانون یعنے سراؤن مین رہتے ہین اُنکے مویشی ہر جلوخانے کے اندر والے صحن مین بندھتے ہین - آمد و رفت کا ایک ہی پھاٹک ہے جو رات کو بند کر دیا جاتا ہے - باب تابوہ کے محاذ مین چند خاص اور عمدہ سڑکین ہین جنکے مکانات اُسی حیثیت کے ہین جس حیثیت کے شہر کے اندر ہین - ان سڑکون مین سے ایک العنبریہ کہلاتی ہے جس کے کنارے بعض ایسے مکانات ہین جو مدینہ بھر کی عمارتون سے زیادہ خوبصورت اور خوشنما ہین - ان کے علاوہ دو بڑی مسجدین ہین - یہی دو مسجدین باستثناے مسجد نبوی اون چودہ مسجدون مین سے اب باقی رہگئی ہین جنکو عربی مورخین بیان کر گئے ہین - شہر مین عمدہ پانی کنوؤن اور بہتی ہوئی نہرون کے ذریعہ سے بہم پہونچایا گیا ہے -

مدینہ کا سرمایۂ ناز جسکی وجہ سے باعتبار تقدس اور برکت کے وہ مکہ کے ہم پلہ ہوگیا مدینہ مین اُس گنبد کا ہونا ہے جسکی نیچے پیغمبر عرب (صلعم) کا جسد (مبارک) مدفون ہے - یہ مقبرہ مع ابوبکر او عمر کے مقبرون کے جو حضرت رسول کے دوست اور بلا فصل خلیفہ تھے بڑی مسجد نبوی مین ہے جو شہر کے مشرقی انتہا پر واقع ہوئی ہے - یہ مسجد اگرچہ مسجد مکہ کی بہ نسبت چھوٹی ہے مگر اُسی وضع پر بنی ہوئی ہے - چارون کونون پر مینار ہین اور ایک کشادہ مربع کی قطع ہوگئی ہے جسکو سب طرف ستونون پر بنی ہوئی چھت گھیرے ہوئے ہین - مقبرہ سیاہ پتھر کا بنا ہوا ہے اور اوس پر غلاف پڑا رہتا ہے - مقبرہ مسجد کی دیوارون سے ملا ہوا ہے اور اوسکے گرد لوہے کی جالی لگی ہوئی ہے - معزز طبقے کے لوگون کو اِس کٹھرے کے اندر اس متبرک مقام مین جسے الحجرہ کہتے ہین مفت اجازت مل جاتی ہے مگر وہ شخص جو اپنا روپیہ بچانا چاہتا ہے اُسے اندر داخل ہونے کی اجازت چاہنے مین تھوڑی سی دقت اوٹھانا پڑتی ہے - وہ بیہودہ کہانیان جو عرصے سے یورپ مین مشہور ہین مثلاً محمد (صلعم) کا کفن مع سنگ مقناطیس کے ہوا مین لٹکا دیا گیا تھا اونکا مشرقی ممالک مین کچھ پتا نشان نہین ہے اور مقبرہ اور بڑی مسجد کی عظمت اور شان و شوکت کے متعلق جو کچھ بیان کیا گیا ہے اوسمین بھی بیہودگی سے مبالغہ کیا گیا ہے جناب فاطمہ رسول اللہ کی پیاری صاحبزادی اور حضرت علی کی بیوی کا مقبرہ بھی مسجد نبوی مین

اگر بہت شک ہے کہ حضرت فاطمہؓ اس مقبرہ مین مدفون ہین یا نہین - وہ اونچا گنبد جو ان قبرون
پر بنا ہے شہر کے بہت فاصلے سے نظر آتا ہے جو اعمال زائرین مدینہ کو کرنے ہوتے وہ بھی
قریب وہان اعمال سے کسی قدر مختلف ہین جو مکہ مین ادا کئے جاتے ہین - آنحضرت کی زیارت کرانیوالون
نہ تمام خواہش نہین ہوتی ہے اور یہی سبب ہے کہ مذہب مین شامل کئے ہوئے فرائض زیادہ
مقدم بالشان نہین سمجھے جاتے ہین - رات کو اس عمارت مین چراغون اور شمعون کی روشنی
ہوتی ہے جو واسطے اوس کے قسطنطنیہ سے آتی ہین - مسجد کے چار پھاٹک ہین اور بہت ہی خاص
پھاٹک جسمین ہوکے پہلے زائرین داخل ہوتے ہین باب مروان کہلاتا ہے اور یقیناً
بااقتدار اعلی درجہ کے خوشنمائی اور حسن کے لحاظ کے آل پھاٹکون سے بڑھا ہوا ہے جو جماعت
یہ مسجد نبوی کی صفائی رکھتی ہے اور روشنی کرتی ہے وہ تقریباً خواجہ سرا اور لونڈیان ہے جنکا
شمار بیت اللہ مکہ کے عملہ کے تعداد سے بڑا بڑا ہے یہ لوگ بھی بیت اللہ والون کی
طرح اوس تنخواہ پر اور نذر بھینٹ کی آمدنی پر بسر کرتے ہین - ان لوگون کے علاوہ اور نیز امامون
مؤذنون اور علماء کے علاوہ جیسے کہ مکہ کی طرح یہان بھی ضرورت سے بانچ سو سے زیادہ
اونچے درجہ کے خدام ہین - اس مسجد کو خود محمد (صلعم) نے مکہ سے ہجرت کرکے مدینہ مین پہونچتے
ہی ٹھیک اوس مقام پر جہان پہلے پہل آپکا اونٹ بیٹھ گیا تعمیر فرمایا تھا آپکی وفات کے بعد اسے
حضرت عمرؓ نے اور وسیع کر دیا اور حضرت عثمانؓ نے چار دیواری کھچوادی اسکے بعد خلفا اور امرائے
عرب نے اسکو بہت بڑی رونق دی مگر ۱۲۵۶ء مین یہ عمارت بالکل جل گئی اور اسقدر زیادہ
برباد ہوئی کہ صرف روضہ مبارک کا اندرونی حصہ بچ گیا موجودہ عمارت کو قائدبیگ خدیو
مصر نے ۱۴۸۷ء مین تعمیر کیا اور اوسوقت سے ابتک عثمانی خلفائے قسطنطنیہ نے صرف چند بار
خفیف سی مرمت کی ہے - مدینہ منورہ کے متبرک ہونے کا ایک سبب یہ بھی ہے کہ
البقیع جسمین ابراہیمؓ عثمانؓ اور عباسؓ عم رسول اللہ وغیرہ کے مقبرے ہین اسی شہر مین ہے
لوگون کی زیارت کی دوسری جگہ جبل احد ہے جو شہر سے دو میل کے قریب ہے جس
مقام پر محمد صلعم کی چھوٹی سی فوج اور ابو سفیان کی سرگروہی مین مشرکین قریش کے
بیشمار لشکر کے درمیان مین لڑائی ہوئی تھی پیغمبر (صلعم) کے چچا حمزہؓ مع دیگر بہت سے اصحاب
کے اس لڑائی مین شہید ہوئے - وہ سب اسی پہاڑ پر دفن ہین اور انکے یاد دلانے
کے لئے مین اونکے مدفن پر ایک مسجد بنا دی گئی ہے -
مکہ کی طرح مدینہ مین بھی غیر قومون کے اور غیر ملکون کے لوگ آباد ہین جو قبر رسول سے

برکت حاصل کرنے کے لیے اور نیز نفع حاصل کرنے کے لیے جو مدینہ اپنے لوگون کو دیا کرتا ہے آ کے
آباد ہو گئے ہین سادات کہ حکمران یا شریف جو امام حسنؓ پیغمبرؐ کے نواسے کی نسل مین ہوتے ہین یا د
متبرک ہین لیکن اکثر اوقات کے مکہ یا دیگر مقامات سے آیا کرتے ہین اور تقریباً علما اور مقتدا ہوتے
ہین - لہذا یہان کی موجودہ آبادی بھی مکہ کی طرح ایک ملی جلی نسل ہے ہر ضلع کے عرب - اہل مصر
و … - شامی - اناطولیا کے ترک سب یہان پائے جاتے ہین - جنھین باہم شادی بیاہ کی
وجہ سے نیز اسکے مکہ کے لوگون کی مثل کم یا زیادہ نسبتہ کسیقدر ضرور ملی کیش سے کا نقشہ … ہوئے
خد و خال اور حیثیت حالات گھٹے ہوئے … پیدا ہوگئے ہین تاجرانہ ناموری کے لحاظ
سے مدینہ اور مکہ مین فرق ہے - مکہ ایک کھلی ہوئی تجارت سے دولتمند بنایا گیا ہے - مشرق
کے … … آمدنی ہی کی وجہ سے ہوگی - مگر مدینہ کی تجارت صرف شہر مدینہ اور حوالی مدینہ
کی احتیاج اور ضرورتین پوری کرنے کے لئے ہوتی ہے خصوصاً زیادہ مال وہان مصر سے براہ ینبع
ہو کر آتا ہے - مدینہ … کی چیزون کی تجارت بھی وہان نہایت مفید تجارت ہے - اکثر …
… بہت … حاصل کرتے ہین جب کبھی قافلہ چند روز رکے … رہجاتا ہے … ولی اور …
… کے پینے والون کے پاس مال گھٹ جاتا ہے - بدوی لوگ بیٹھے یہان - … شہد - اور گرد لا فروخت
کرنے کے لیے … لاتے ہین - اور اسکی معاوضہ غلہ و کپڑا لیجاتے ہین مگر [illegible] مین ہمیشہ قائم نہین ہوتا
… کی وجہ سے تجارت ایک حال پر نہین رہتی کبھی ترقی ہوتی ہے اور کبھی تنزل - خرما اور
انگور … عرب … باغون مین بکثرت پیدا ہوتے ہین اور خرما چونکہ خاص قسم کی نہایت عمدہ غذا
تصور کیجاتی ہے لہذا گرد کے تمام اضلاع سے بکثرت لایا جاتا ہے - بلحاظ اہل مدینہ کے کام کاج کے دیکھا
جائے تو … … کہ علم حرفت تقیل کا بھی کوئی نمونہ نظر آئے تو اہل مدینہ کو اسکی بھی شدید ضرورت
ہے … کمہار کا کام بھی وہان بالکل نہین ہے کاتنا - رنگریزی اور چمڑے کو دباغت دینا
ان سب کامون … مدینہ مین کچھ پتا نہین - اور نہ شہر بھر مین کوئی ایسا شخص ہے جو گھوڑے کا
ایک نعل بنا سکتا ہے - … ہو سکتا ہے … جبکہ بہت سے نہایت غریب … اپنے وطن کو واپس
جانے کے لئے سرمایہ بہم پہونچانے کی غرض سے سخت سخت محنتون کے متحمل ہوتے ہین -

مدینہ مین موسم سرما مین مکہ کی بہ نسبت بہت زیادہ سرد ہوتی ہے - برسات مین بالکل بے قاعدہ
پانی برستا ہے - بارہا پانی کے ساتھ بڑے زور و شور کا طوفان آتا ہے بلکہ بعض سال پانی کا ایسا قحط
پڑجاتا ہے کہ آب پاشی کی ضرورت سے عام وبا پیدا ہوجاتی ہے - موسم گرما کی تپش کی نسبت
مان لیا گیا ہے کہ حجاز کے تمام دیگر اضلاع سے زیادہ شدید ہوتی ہے - اور کھاری دلدل بند سے ہوا …

تالاب اور قرب وجوار کے جوہڑون کے جھنڈ سے پیدا ہونے والے بخارات ان روزانہ کے پھیلنے والے بخارون کا سبب ہوتے ہین جو شہرون مین عموماً ہوا کرتے ہین اور کبھی کبھی مہلک ہو جاتے ہین خصوص زائرین کے لئے ۔ مدینہ کی تعداد اموات برکہارٹ کے بموجب (اگرچہ اسمین شک نہین کہ یہ بیان بالکل ناقابل اعتبار ہو) بارہ فی ہزار سالانہ ہوتی ہے جو اٹھارہ ہزار کی آبادی مین فی صدی ایک پڑتا ہے اور اگر یہ صحیح ہو تو ممکن ہے کہ بہت دن ہوئے جب ہی مدینہ ویران ہو چکا ہوتا مگر بوجہ اسکے کہ دیگر ممالک سے باشندے آ آ کے آباد ہوتے گئے اوسکی نوبت نہ آئی ۔ مدینہ اگرچہ اوس سرزمین کا جو بوجہ اپنی بعض عظمتون کے حجاز کہلاتی ہے اول درجہ کا شہر نہین قرار دیا گیا ۔ مگر ابتداے بناے اسلام سے اسوقت تک جداگانہ اور مختار شہر تصور کیا جاتا ہے ۔ حتی کہ بمقابلے مکے کے بھی ۔

بغیر سبزہ نہ پوشد کسی مزار مرا
کہ قبر پوش غریبان ہمین گیاہ بس است

یوروپ کے جادو نگار وسٹ منسٹر ایبی کا سمان دکھانے مین ہمیشہ اپنی قوت صرف کر دیا کیے ہین ۔ در حقیقت مین وہ ایسا ہی مقام ہے ۔ ایسا مقام اور کہان نظر آسکتا ہے جہان بہت بڑے بڑے اولوالعزم بادشاہ ۔ شاہزادے ۔ شاہزادیان ۔ مشہور و معروف علما ۔ نازک خیال شعرا ۔ بہادر اور فتحمند سرداران فوج غرض ملک کے تمام نامور آرام کر رہے ہون ۔ اور قدردان ابناے ملک نے اون قبرون کو ان کی حالتون کا آئینہ بنا دیا ہو ۔

اسلامی دین کے ترقی پذیر زمانے مین ہمین ہر قسم کے باکمال نظر آتے ہین ۔ اونکے نام آسمان کے تارون کیطرح تمام دنیا مین آج تک چمک رہے ہین جنکی روشنی کبھی ماند پڑی ہے اور نہ پڑے گی ۔ تاریخون کے صفحات ان کے حالات مین کبھی اجمال سے اور کبھی تفصیل سے بتا دیا کرتے ہین مگر کوئی ایسا مقام شاید دنیا بھر مین نہ ملے گا جو نامواران اسلام کا عام خوابگاہ ہو ۔ افسوس ہم ایسے ناقدردان ہین کہ اون کے دائمی خوابگاہون کی بھی نگداشت نہ کر سکے ۔ اسپین کی زمین پر تو غیر قوم کی سرد مہریون نے ظلم کیا مگر یہ بتائیے کہ دمشق کے سبزہ زارون مین اور خاک بغداد پر کون ظلم کرنے آیا تھا جو قدیم پرورش اسلام کی ودیعت رکھے ہوئے تبرکات یا یادگارین اس طرح خاک مین مل گئین کہ آج ہم کسی نامور کا مدفن ڈھونڈھنے نکلین تو حسرت بھٹکاتی پھرے گی اور ناامیدی آخر تھکا کے بٹھا دے گی ۔ اگر جستجو کرین تو بعض بعض مقامات مین کچھ نامورونکا پتا مل ہی جائے گا ۔ مگر ہم مین کوئی ایسا ہی تو نہین جسے اپنے قدیم نامورون سے ایسی محبت ہو کہ ان کے مرقدون کو تلاش کرنے نکلے ۔ اصل یہ ہے کہ یہ خود ہماری لاپروائی ہے

ورنہ اگر ہم ڈھونڈھیں تو بہتوں کا پتا لگا لیں۔

انصاف سے پوچھیے تو شہر دلی کا ہر ایک قطعہ ہمارے لیے ... عبرت ہی ہے۔ کوئی بات چیت اور عبرت کی نگاہ سے دیکھیے تو معلوم ہو کہ کیسے کیسے باکمال اور ... اپنے زمانے کے بے مثل نظیر مشاہیر دہلی کی خونین نصیب خاک میں آرام کر رہے ہیں۔ میں نے اپنی زندگی میں دہلی سے بڑھ کر سے زیادہ عبرت ناک تماشا آج تک کہیں نہیں دیکھا۔ دہلی کیا ہے ہندوستان میں ایک ایسا شہر ہے جس میں آسمان شہر پناہ کے پھاٹکوں سے نکلتے ہی شہر خاموشان کی آبادی معلوم ہونے لگتی ہے۔

جامع مسجد شاہجہان آباد سے جنوب کی طرف تین چار میل پر خواجہ نظام الدین اولیا کا مشہور مقبرہ ہے اگرچہ وہ ... کی وجہ سے حضرت نظام الدین اولیا کی جانب منسوب کر دیا گیا ہے مگر عبرت کی نگاہ سے دیکھیے تو اس قبرستان میں ... سعیدوں کے ... نامور ... آرام کر رہے ہیں۔ خواجہ صاحب کے مزار کے شمالی پہلو پر متصل ہند اور نظم فارسی کے نامور مجدد امیر خسرو ... کے پیچھے ایک حجرے میں آرام کر رہے ہیں اور اسی صحن میں شمال کی طرف اور بہت سے دیکھیے تو ... خاندان کی کئی شاہزادوں کی تربتیں نظر آئیں گی۔ انہیں کے ضمن میں ایک سنگ مرمر کی جو شمالی دیوار کے اندر خلیفہ شہنشاہی کی عالم شباب دکھلا ... بادشاہ کی بیٹی جہان آرا بیگم کی قبر ہے۔ قبر پر سنگ مرمر کا تعویذ ہے ... تعویذ میں کھود کے ایک طولانی تختہ سا کھود نکالا گیا ہے جس میں ہری ہری دوب لگی ہوئی ہے۔ قبر کے سرہانے سنگ مرمر کا تراشا ہوا اور پالش کیا ہوا ایک تختہ نصب ہے جس پر یہ شعر اور عبارت کندہ ہے:-

"بغیر سبزہ نپوشد کسے مزار مرا - کہ قبر پوش غریبان ہمین گیاہ بس است"

"فانیہ جہان آرا بیگم بنت شاہجہان بادشاہ غازی ... خواجہ چشت"

لوگوں کے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ شعر اسی عفت مآب خاتون کی نازک خیالی کا نمونہ ہے۔ خواہ یہ صحیح ہو یا غلط مگر انسان کی طبیعت اس قبر کی زیارت کرکے عجیب ادب حسرت کا اثر پڑ جاتا ہے اور کہیں ممکن نہیں۔ اس مرحومہ کی تربت پر نہ کوئی ایسا سامان ہے جو لوگوں کو اپنی طرف متوجہ کرے نہ کوئی اتنی بڑی عمارت ہے جس سے اس کی شان و شوکت اور دولت و حشمت کا اندازہ ہو سکے۔ اپنی یادگار میں وہ صرف تھوڑی سی ہری ہری گھاس چھوڑ گئی ہے جس کی طرف یہ شعر حسرت کی نگاہوں سے اشارہ کر رہا ہے۔

ہاں یہ عفیفہ شاہزادی اس کے علاوہ ایک اور بھی یادگار چھوڑ گئی ہے جو شاید تواریخ کے صفحوں پر بھی ہو مگر ہم تک تو صرف وہاں کے مجاورین کے ذریعہ سے پہونچی ہے۔ وہ یہ کہ جب یہ شاہزادی ...

[illegible]ت میں مبتلا ہوئی اور موت کا یقین ہو گیا اسوقت اپنی کل جائداد (جو بقول اختلاف الروایات [illegible] کروڑ [illegible] لکھ تھی) کی نسبت وصیت کر دی کہ جناب خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے خدام پر وقف کر دی جائے۔ اسوقت شہنشاہ اورنگ زیب عالمگیر کے ایسے حامی دین بادشاہ کا دور تھا - یہ کب ممکن تھا کہ خلاف [illegible] کی کارروائی ہو سکے - عالمگیر نے فیصلہ کیا کہ وصیت صرف ایک ثلث پر جاری ہو سکتی ہے - [illegible] مرحومہ کی ایک ثلث جائداد تو حسب وصیت خواجہ صاحب کے مقبرے کی نذر کی جائے اور دو ثلث [illegible] تقسیم ہو - اگرچہ اس فیصلے نے مرقد مبارک کے خدام کی بڑی دلشکنی کی ہوگی مگر انصاف [illegible] یہی تو یہی جو حق تھا - اس واقعہ سے اس فیاض اور عقیدتمند شاہزادی کی سیر چشمی اور دینداری [illegible] عالمگیر کی راستبازی اور سچی پابندی شریعت دونوں باتوں کا اندازہ ہو سکتا ہے -

[illegible] جہان آرا بیگم کی یہ یادگاریں اگرچہ آب زر سے لکھنے کے قابل ہیں مگر دل پر اثر ڈالنے [illegible] اور خوابگاہ کی حالت ہے آنکھوں والے کے دل کو بے قابو کر دے مجسم حسرت کی تصویر دکھا دینے والی اسکی قبر ہی [illegible] میں کہہ سکتا ہوں کہ اسوقت اس شاہزادی کے دائمی خوابگاہ کیطرف سے گذر ہوتا ہے میری کیا [illegible] حالت تھی -

[illegible] جانے کی ضرورت نہیں - خود دہلی میں سیکڑوں ایسے عالیمرتبہ نامورون کے مزار موجود ہیں [illegible] دیکھ کے ان کی اگلی عظمت اور شان کا خیال کیجیے تو خدا جانے کن کن باتوں کا نقشہ آنکھوں کے سامنے پھر جائے - وہاں قریب ہی ایک سنگ مرمر کے سفید عالیشان گنبد کے نیچے ہمایوں [illegible] آرام اور سکوت سے آرام کر رہا ہے ہمایوں کے پہلو میں خاندان تیموریہ کے بہت سے عالی رتبہ [illegible] بہت سے شاہزادے بہت سی شاہزادیاں خواب استراحت میں ہیں - ہمایوں کا مقبرہ [illegible] دولت مغلیہ کا گنج شہیدان ہے - ہمایوں کے مقبرہ کی عالیشان عمارت جسے انقلاب روزگار نے [illegible] حیرت انگیز سکوت [illegible] کر دیا ہے اسکے گرد کے باغ کی ویرانی اور کس مپرسی کی حالت [illegible] خیال کہ اس زمین میں ایسے کیسے جلیل القدر اور شان و شوکت کے بادشاہ دفن ہیں اگرچہ [illegible] ایک عجیب طرح کی حسرت اور عبرت دل میں پیدا کر دیتے ہیں مگر پھر بھی انصاف [illegible] جو عالم عبرت جہان آرا بیگم کی مختصر قبر دیکھ کے آنکھوں کے سامنے ہو جاتا ہے - اور اوس [illegible] شعر پڑھ کے جو سامان یاس و عبرت نظر آجاتا ہے کہیں نہیں -

جہان آرا بیگم اپنے باپ کی لاڈلی بیٹی تھی - باپ کے تمام ذاتی کاروبار خاص اسی شاہزادی کے ہاتھ سے انجام پاتے تھے - شاہجہان کو جو اعتماد اس پری جمال شاہزادی پر تھا کسی شاہزادے پر بھی نہ تھا - کوئی مفصل تاریخ ملے تو معلوم ہو کہ یہی شاہزادی کس ساز و سامان اور جاہ و حشم سی رہتی تھی

حسن وجمال مین بھی اپنے زمانے مین بے مثل مشہور تھی اور دور دور شہرہ تھا۔ ہم گھڑی بھر کو اپنے تئین اُس کے زمانے مین پہونچا دین تو اُس کا وہ دبدبہ اور اقبال نظر آجائے جس پر کبھی عہد مین دہلی ناز کر رہی تھی۔

ہمین خیال دکھاتا ہے کہ جہان آرا بیگم کی سکھپال کے ساتھ ہزارہا سوار اور پیادے برہنہ تلوارین لیے ہٹو بچو کرتے چلے جاتے ہین۔ نقیب بول رہا ہے۔ اور فوجی طبل کی آواز آسمان کی سطح سے ٹکرا ٹکرا کے گونج رہی ہے۔ تمام ممالک محروسہ مین کوئی نہین جو ذرا بھی حکم سے سرتابی کر سکے۔ جن مکانون مین رہتی ہے جن کمرون مین سوتی ہے جن باغون کی سیر کرتی ہے اونکے ساز وسامان کو دیکھ کر انسان کی عقل دنگ ہوجاتی ہے یا ایسی شاہزادی کو موت نے کیسا بے کس وبے بس اور سادہ مزاج بنا دیا ہے اور طبیعت مین ایسی بے تکلفی پیدا کر دی ہے کہ خاک پر لیٹی ہوئی ہے۔ وہ زرین لباس مخملین فرش تو خیال سے جاتے رہے مگر نازونعم پروردہ ہوتی یا نازنین ہونے یا شاہانہ نفاست مزاجی کی وجہ سے اپنے سکوت کی دائمی زندگی کی راحت کے لیے ہر نکلنے والے سے کہہ رہی ہے "بغیر سبزہ نپوشد کسے مزار مرا۔ کہ قبر پوش غریبان ہمین گیاہ بس است"۔ اس بے تکلفی کی کوئی انتہا بھی ہے؟

کوئی کہہ سکتا ہے کہ یہ شاہزادی کبھی سبزہ پر لیٹی ہوگی تھی؟ کوئی نہین کہہ سکتا۔ جس بزم مین اسکی زندگی گذرتی ہوگی وہان تک تو سبزہ کی رسائی بھی دشوار تھی۔ یا تو وہ زمانہ تھا کہ صرف اتنی بدگمانی پر کہ سبزہ کی پتیان گرد آلود ہونگی اسکی خوشگوار اور نظر فریب سبزی بھی آنکھون سے گر جاتی تھی اور یہ پاکیزہ طبیعت ملا اپنے پھول سے پاؤن کتنا ہی عیب سمجھتی تھی۔ یا آج اسی سبزے کو شوق وذوق سے اپنی دائمی چادر بننے کی آرزومند ہے۔ حیرت ہے کہ یہ خلاف مزاج آرزو کیون اسکے دل مین پیدا ہوئی اسکا سبب (افسوس!) موت ہے! موت انسان کو بے بس کر دیتی ہے۔ کیسے کیسے اولوالعزم بادشاہ گذر چکے ہین مگر آج اونمین سے کتنے ہین جنکے نام کا دنیا مین کہین بھی پتا چلتا ہو۔ جب موت کی سرد مہریان ایسے ایسے نمونے پیش کر رہی ہین تو اگر یہ شاہی گودون مین پلی ہوئی شاہزادی صرف اتنی ہی امیدوار ہے کہ بس قبر کو سبزہ چھپائے رہے تو کون تعجب کی بات ہے۔

مین نے اکثر قبرون پر صدہا کتابے دیکھے ہین۔ ایسے بھی دیکھے ہین جن سے زیادہ سامان حسرت کہین نہ ملے گا مگر جو وجد کی کیفیت جہان آرا بیگم کی تربت نے دل مین پیدا کر دی وہ اور کہین نہ نظر آسکتے اگرچہ مقبرے کے گردی شعار ایسے نہین کہ انسان کے خیال سے کبھی نکل جائین۔ تغلق کے قلعہ

اور مقبرہ سے جس میں شان و شوکت کا سمان نظر آتا ہے شاید اور کہین کم نظر آئے گا۔ مگر جو کیفیت ہندو بالا عورد ل مین پیدا کر دیتا ہے وہ اور کہین نہین پیدا ہوتی۔ بے شک جہان آرا بیگم کی قبر ہندوستان مین ایک دیکھنے کی چیز ہے۔ اور جنھین ذوق سلیم ہو وہ اگر نہ دیکھین تو اون سے زیادہ ناقدر شناس اور کوئی ثابت نہو گا۔

دلگداز کے ایک مربی کا جشن عروسی

ہمارے قدیم دوست اور دلگداز کے فیاض مربی جناب نواب سید احمد شفیع خان بہادر رئیس فرید آباد کی تقریب کتخدائی اس سال مین ایک ایسا مسرت وانبساط اور کامیابی کا واقعہ ہے دلگداز اس برس کو اپنی زندگی کے اکثر برسون پر ترجیح دیتا رہے گا۔ ہمین اس کا افسوس ہے کہ باوجود تاکید کے اس تقریب مین ہم شریک نہ ہو سکے۔ ایک ضروری مگر بےموقع سفر نے ایسا مجبور کیا کہ ہمین اپنے لائق اور عالی مرتبہ نوجوان جناب نواب صاحب ممدوح الصدر سے نادم ہونا پڑا۔ جسکا معاوضہ سوا اسکے اور کیا ہو سکتا ہے کہ ہم جناب ممدوح کو دلگداز کے ورقون پر مبارکباد دین۔ خصوصاً بصورتیکہ ہمارے قدیم مربی نے اس موقع پر بھی اپنے دلگداز کو یاد رکھا اور محض بطریق ہمدردی سو روپیہ مرحمت فرمائے۔ دلگداز اگر اس مربی گری کا شکریہ نہ ادا کرے تو اس سے زیادہ محسن فراموش کوئی نہو گا۔

یہ شادی ایسے سامان اور تزک و احتشام سے ہوئی کہ فرید آباد ہی نہین دہلی کو بھی اس پر فخر کرنا چاہیے۔ ایک اد نئے اہتمام یہ تھا کہ دور دور کے رؤسا و امرا اور مشاہیر کی خدمت مین بغرض شرکت رقعہ بھیجے گئے تھے اور اکثر رؤسا شریک بھی ہو گئے۔ برات نہایت شان و شوکت اور بہت بڑے جلوس کے ساتھ دہلی کے مستند خاندان رئیس لوہارو کے وہان گئی جس خاندان مین نواب صاحب کی شادی ہوئی ہے۔ ہم اس جشن مین شریک ہی نہ تھے ورنہ اس شادی کا سامان دکھانے کی کوشش کرتے۔ دلگداز کی خوش نصیبی ہے کہ اس کو دو بہت بڑے لائق قدردان اور فیاض مربی یا سرپرست مل گئے اسید اون کو زیادہ تقویت اس سے ہوتی ہے کہ دونون نوجوان ہین۔ اون دونون محتشم و معزز جوانون مین سے نواب سید احمد شفیع خان بہادر کی شادی تو اس کامیابی سے ہو گئی اب ہم امیدوار ہین کہ خدا جلد وہ دن لائے کہ ہمارے دوسرے مفخم مربی امیر والاشان جناب محمد مزمل اللہ خان صاحب بہادر رئیس بھیکن پور کی تقریب کتخدائی ہو اور ہم اسی طرح خوشی و مسرت سے فرض تہنیت ادا کرین۔

نواب سید احمد شفیع خان بہادر دہلی کے نامور رؤسا مین ہین محتشم اللہ نے بہت اچہی اور شگفتہ طبیعت پائی ہے اور اسی وجہ سے اون کو استاد زمانہ فخر روزگار جناب منشی امیر احمد صاحب امیر مینائی استاد خلد آشیان نواب کلب علیخان بہادر والی رامپور سے تلمذ ہے منشی صاحب نے اپنے ہونہار اور لائق شاگرد کی تقریب کتخدائی مین جو سہرا اور جو تاریخ کہی ہے دونون دیکھنے کے قابل ہین۔ لہذا اپنے ناظرین کی دلچسپی کے لیے ہم اوس سہرے اور تاریخ کو یہی پیش کرتے ہین۔

بن گیا حور کا آنچل ترے منہ پر سہرا
ہے ترے رخ کی تجلی سے منور سہرا
ہو جو نوشہ کا اشارہ صفت تارشعاع
پہول سے گالونیہ نوشاہ کے پائی ہر جگہ
کہوالن سے مبارک ہونے کو شادی
خوب ہاتی ہو گی اب انداز و ادا کی ترتیب
ہے گلے مین جو دلہن پہنے ہوئے چندن ہار
جو لڑی ہے وہ ہے اک نذر حیات ابدی
دیکھے غور چمک کو تو نظر آتا ہے
یو نہین قندیل سر عرش تین لٹکی
سر ہے نوشہ کا مرے سارے سرو کا افسر
دیکھیے کہل گئی ایک ایک کلی سہرے کی
مان نے نوشاہ کو سینے سے لگایا اپنے
جوڑ ہے یمن و سعادت کا بنا اور بنی
چشم بد ور یہ عین کی ہے ترقی کیا کیا
آج یک مد مقابل کا ہے منظور نگار
شوخی حسن سے نوشہ کی جو شہ پائی ہے
جوڑ پورا ہو کہ جوڑے کے لیے نیک ہو فال
تارے گنتے مین بنے سے کہ ذرا تم کہہ دو

تازہ انداز کا ہے آج ترے سر سہرا
طرہ ہو طور کی چوٹی پہ نہ کیونکر سہرا
گہر کرے دیدۂ خورشید سے اختر سہرا
بزم شادی کو کرے کیون نہ معطر سہرا
طاق سجدے نہ ذرا اسے جہوا کر سہرا
حسن بہتر ہے تو ہے تیرا زہ دختر سہرا
سر پہ نوشاہ کے ہے اون سے بہی بڑہکر سہرا
طول مین عمر خضر کے ہے برابر سہرا
صاف آئینۂ اقبال سکندر سہرا
اور چمکا رخ پر نور پہ آکر سہرا
سارے نوشا ہوئے سہرونکا ہے افسر سہرا
روئے گلگون کے عرق سے ہوا تر سہرا
سر سے آنکہون سے کلیجے سے لگا کر سہرا
ایک کے منہ پہ کہلا ایک سے بہتر سہرا
حسن زیور ہے تو ہے حسن کا زیور سہرا
اور ہی تاک مین ہے جال بچہا کر سہرا
ایک صورت پہ ٹہرتا نہین دم بہر سہرا
اور اک چاہیے سہرے کے برابر سہرا
دے جگہ ہمکو بہی اس چاند سے نیر سہرا

چمک گوہر الماس مین کب ہوتی ہے	توڑ لایا ہے سر عرش سے اختر سہرا
...سے کرتا ہے ترے کعبۂ ابرو کے تلے	بوسے دیتا ہے ترے مصحف رخ پہ سہرا
تار اسکا الگ ہے تو تعجب کیا ہے	جوش مستی مین ہوا جامہ سے باہر سہرا
...باستہ رو سلک گہر دستہ گل	داد نو رخ نو جلوۂ نو سہرا
...معانی مین امیر اب جو نہین غالب و ذوق	آگے سے ہون داد طلب کہہ کے سخنور سہرا

قطعہ تاریخ

سید عالی نسب والا حسب احمد شفیع	خان بہادر جنکے آبا سے ہے سلطانی خطاب
خوبجا و خوشخصال و خوش مزاج و خوش نصیب	حسن صورت حسن سیرت ہر صفت مین انتخاب
... ایسی جگہ اللہ نے ان کو کیا	اچھی باتون مین جو پیدا ہوئے ہے پورا جواب
مشتری زہرہ سعادت مین ہے داماد و عروس	ایک ہے گردون جناب ایک ہے ...
چاہیئے تاریخ جشن کتخدائی کی امیر	منزل مہتاب مین جلوہ فزا ہے آفتاب

سنہ ۱۳۰۶ ہجریۂ مقدسہ

اس سہرے پر جناب منشی محمد محمود علی صاحب فدا امیٹھوی نے ایک ریویو لکھا تھا جس کا درج کرنا بھی لطف سے خالی نہین

کہو مالن سے مبارک ہو بنے کو شادی
طاق مسجد سے ذرا لالے چھوا کر سہرا

اللہم صل علے محمد" اہا ہا کیا دلاویز خوشبو ہے - یارب جن مہکتے ہوے پھولونسے یہ عجب نسیم جانفزا دماغ کو معطر کرتی ہوئی شاہد خیال کے سر پر گھونگھر والے اور معنبر گیسوؤن کا لطف دے رہی ہے کس ہمیشہ بہار گلشن کس ہری بھری لچکتی ہوئی شاخ مین پیدا ہوئے کس بزم خوشگوار تازگی بار شبنم آلودہ نسیم نے کھلائے کس عطر آگین دامن مین کن نازک اور حنائی ہاتھون سے چنکر رکھے گئے - ہم جہانتک خیال کرتے ہین کسی گلدستے کسی چمن کسی گلبن مین تو ایسی مشام کی متوالی کر دینے والی نکہت ہوتی نہین - ہان اگر ہو تو اس اموال سے ہے جو ایک رئیس نوجوان ماہر و لعزیز نوشاہ کیواسطے ایک رشک چمن اور سلیقہ شعار مالن کے بزم اور رنگین ہاتھون نے گوندھا اور نوشاہ کی عالیمرتبہ مادر مہربان نے مسجد کے طاق

اور سات سہاگنون کے سرون سے چھوا کر اپنے مبارک ہاتھون سے اُس سہرے گوڑی مین سر پر باندھا جبکہ دل سے نکلتے ہوئے ارمان ہجوم کرکے آنیوالے جوش مسرت کا استقبال کر رہے تھے - اور پھر سونے مین سہاگا - یا حسن مین ادا - یا تمنا مین امید - غرضکہ نوراً علے نور جسکی تعریف مین شاعر نازک خیال ادا بند فصیح البیان مہر سپہر بلاغت فرمانروا ے قلمرو مضمون آفرینی حضرت امیر الکلام استادنا و قبلتنا منشی امیر احمد صاحب امیر مینائی لکھنوی دام فیوضھم نے زور طبع دکھایا جس قادر سخن کی کوثر سے دھولی ہوئی زبان خدا کی لازوال تحت السمائر خزانون کی کنجی - جسکے پر زور قلم کا جھنڈا اڑتے ہوئے پھریرے کے ساتھ سید افیاض کے بیچ و سیع میدان مین گڑا جسکے نام کا سکہ آج اردو دنیاے سخن کی تمام ٹکسالون مین جاری - جسکی جنبش لب پر نظام نظم کے رد و قبول کا دار و مدار ہو جسکے کلام کی اور کلامون کے مقابلے مین مختصر مثالی لفظون سے یہ توصیف ہے کہ گیسو مین شکن شکل مین خوشبو - آنکھون مین حیا حیا مین جادو اُسکی شمہ ستایش مین اگر خدا نہ نسبت شاگردی استدلالی طبیعت نگو کرہت کا گمان ہو یہ اشعار اپنی متین شوخی سادگی مین رنگینی ملائمت سے ساتھ بندش کی چستی ہر مذاق میں ان من البیان لسحرا کی پر اثری غزل کے رنگ سے مشابہت کرنے پر بھی سہرے والی بو یا اس کی حد سے نہ نکلجانے کا فیصلہ منصف مزاجون سے آپ ہی کرالینگے -

---

میرٹھ کے مشہور اور لائق جادو نگار جناب سید محمد مرتضے صاحب بیان یزدانی نے جو نثر نواب صاحب کے جشن عروسی کی تقریب مین لکھی ہے وہ بھی ایسی نہین کہ ملک کے لائق لوگون کی نظرون سے چھپائی جائے -

کھاتا ہے اور رنگ اب چکر آسمان
عالم تمام بزم ہے اور ساغر آسمان

کسدرجہ آج گرم ہے ہنگامہ عیش کا
گویا جہان جلیمہ ہے اور جنبر آسمان

کب ہین شعاعین شب کو جو ہوتی ہین مجھلین
پلکون سے جھاڑتا ہے زمین دن بھر آسمان

ہے بسکہ خاک پاے گہ تخت نوشہی
دیتا ہے بوسے خاک کو جھک جھک کر آسمان

آج ہم سے خداوند حقیقی کی نعماے نامتناہی کا شکریہ کسیطرح ادا نہین ہوسکتا اور فیاض مطلق کی آلاے نامحصور کی سپاس گزاری کوئی زبان ادا نہین کرسکتی ہم دیکھتے ہین کہ ابلق ایام کا سرکش توسن کسی رائض میدان روزگار کا رام نہین ہوا اور گردش گیتی کی شوخیون کا غزال حقیقی کسی

کا ایسا کمند اقبال میں بند ھکر حلقہ نشین دام لیکن ہمارے ذرۃ الناس سیادت گل سرسبد سعادت
نوادن ہوشیہ لستان و قدیم صاحب ہنر بلکہ علم و ہنر کے قدردان بہرہ یاب نکتہ دان نواب سید
احمد شفیع خان کے لیے نجوم فلک نے پیر سپہر نے اطاعت کو اپنا فرض گردانا [illegible] تیری
[illegible] دولت میں ہمقران اور برج شرف میں ماہ و خورشید کو ہمعنان کیا ہم اس بات [illegible]
کو سونے کی لڑیوں کا تار اور اس معزز علاقہ کو پھولوں کے ہار کا دورہ کہتے ہوئے آپ کو فرحاً [illegible]
سے نکہت گل کی طرح جامہ سے باہر پاتے ہیں اور آپ کے گھر کیطرح اپنے جامہ اخلاص کی [illegible]
ہیں اور دعا کرتے ہیں کہ دونوں ریاستوں میں ایسا سلسلہ قرابت اور تعلق عزت ہمیشہ قائم ہوتا کہ
اور باہم کمال اخلاص و اختصاص کے ساتھ ایام دولت اور لیالی عیش و عشرت بسر ہوتے
[illegible] اتنی کہ آدمی کا حوصلہ آرزو کسی وقت کسیطرح تنگ نہیں ہوتا اور [illegible] امیدوار ایسی
سی ساعت کسی صورت تنگ نہیں رہتا بنا بریں شوق اخلاص سے ہاتھ اٹھا کر قاضی الحاجات
کی بارگاہ رفیع میں حضرت مقام احمد نگر شفیع گردانا عرض کرتے ہیں کہ جسطرح یہ گلشن جلوہ و جلال
کے دونوں نونہال ہرے بھرے ہوکر مراد کو پہونچے اور انجمن عز و بہار کے دونوں شمع و چراغ
چمک [illegible] عشرتکدہ [illegible] میں روشن ہوئے اسیطرح باغبان ہستی کی نسیم عنایت سے
ان دونوں کی شاخ مراد بارآور ہو اور انجمن افروز اتحاد پرتو لطف سے بزم نشاط منور ہو پھولوں سے
فرزندوں سے خاندان معطر رہے اور چاند سے بیٹوں سے دودمان [illegible] دعا بہ اجابت [illegible]

دعاے تہنیت

نسیم نو بہار آج اس چمن میں آتی جاتی ہے
خوشی کے عیش کی نوبت خوشی سے یوں بجاتی ہے
قدم تخت عروسی پر ہو سہرا زیب تارک ہو

مسرت کو کھو دیتی ہوئی پیغام پھرتی ہے
ہتھیلی پر وہ ساغر اور یہ رکھے جام پھرتی ہے
قدم تخت عروسی پر ہو سہرا زیب تارک ہو

ستارے دن سے زیادہ آج [illegible] چمکاتے ہیں
کواکب انجمن میں آنکر آنکھیں بچھاتے ہیں
قدم تخت عروسی پر ہو سہرا زیب تارک ہو

[illegible] گوشے میں حاضر ہے بیان اقبال اسکندر

نکہت [illegible] کے لئے گل [illegible] زیر گل [illegible] لاتی ہے
[illegible] باتو [illegible] آواز آتی ہے
مبارک ہو مبارک ہو مبارک ہو

سحر مشرق کیجانب سے مغرب شام پھرتی ہے
ستارے گردش یوں گردش ایام پھرتی ہے
مبارک ہو مبارک ہو مبارک ہو

شگوفوں سے فزوں تر غنچۂ دل مسکراتے ہیں
نوا سنج چمن صف باندھا گلشن میں گاتے ہیں
مبارک ہو مبارک ہو مبارک ہو

کسی کونے میں ہے صرف تجمل حشمت سنجر

سر پر جیاد کا تھامے ہے پایہ قوت ہو ذر
قدم تخت عروسی پر ہو سہرا زیب تارک ہو
اترتی ہے تجلی سہرہ زینت آسمانوں سے
یہ کہتے ہیں زبانوں سے یہی سنتے ہیں کانوں سے
قدم تخت عروسی پر ہو سہرا زیب تارک ہو
صدا ایام فلک تک جا رہی ہے کوس شاہی سے
صدا تا گوش ہو پہنچی گوشہ ہائے کج کلاہی سے
قدم تخت عروسی پر ہو سہرا زیب تارک ہو
شفیق احمد بہادر سے زہے آباد روشن ہو
ہوا سوجھ ہے دولہا پیارا ہے وہ چند لہن ہو
قدم تخت عروسی پر ہو سہرا زیب تارک ہو
شہ گلگونہ طاؤس چمن پہ تا دل آرا ہو
در عالیات سے یہی گردن اقبال دارا ہو
قدم تخت عروسی پر ہو سہرا زیب تارک ہو
چراغ ماہ سے جب تک ضیا ہو بزم عالم میں
ستارے تا جلائیں شمع حصہ سپہر طارم میں
قدم تخت عروسی پر ہو سہرا زیب تارک ہو
تحرک تا ہو موج بحر میں جوش لطافت سے
نباتات زمین میں نمو ہو ابر رحمت سے
قدم تخت عروسی پر ہو سہرا زیب تارک ہو
رہین فیض سحر سے تا در و بام جہان روشن
رہے تا رشتۂ اخلاص وقف سلک مروزن
قدم تخت عروسی پر ہو سہرا زیب تارک ہو
رہے تا مطلع شعر دل میں نور نظم خاقانی
سخن سے چہچہوں میں تا رہے گلزار امکانی
قدم تخت عروسی پر ہو سہرا زیب تارک ہو

دعا دیتا ہے سہرے کے گرد پہر رسالہ قیصر
مبارک ہو مبارک ہو مبارک ہو مبارک ہو
صدا آتی ہے اقلیم طرب کو بزم غازیوں سے
چلی آتی ہیں حوران زمین سے [illegible] بانوں سے
مبارک ہو مبارک ہو مبارک ہو مبارک ہو
یہی سنتا ہے کوہ [illegible] نثار آہی سے
نکلتے [illegible] انجمن مغل دولت پناہی سے
مبارک ہو مبارک ہو مبارک ہو مبارک ہو
شہ [illegible] نوعروسی [illegible] لگا نفرین
فلک سا کے سہرہ زیب سہرہ [illegible] ہو
مبارک ہو مبارک ہو مبارک ہو مبارک ہو
صدا خورشید سے نیر کا والا تر سما ہو
ہمیشہ آپ دولت پر [illegible] پکارا ہو
مبارک ہو مبارک ہو مبارک ہو مبارک ہو
رہے تا شور عشرت خندہ گلہائے خرم میں
صدا آشاد یار تارے سہرہ زیب سہرہ میں
مبارک ہو مبارک ہو مبارک ہو مبارک ہو
نگون تا صدف میں در ہو نیساں کی عنایت سے
ہو لد سنگ میں تا لعل ہو نیر کی لطافت سے
مبارک ہو مبارک ہو مبارک ہو مبارک ہو
گل خورشید سے تا سرسبز ہو تا دہر کا گلشن
در انجم سے تا پر ہو دامن شام کا دامن
مبارک ہو مبارک ہو مبارک ہو مبارک ہو
رہے تا مقطع ایران میں نام نیک قاآنی
دعا اخلاص سے دیتا ہے نیر کو ہر زمانی
مبارک ہو مبارک ہو مبارک ہو مبارک ہو

دلگداز

نمبر ۶ بابت ماہ جون ۱۸۹۹ء جلد ۳

باہتمام

خادم قوم محمد عبد الحلیم شرر مہتمم "دلگداز"

دلگداز پریس مین چھپکر

لکھنؤ جھوائی ٹولہ سے شائع ہوا

ضوابط

۱۔ دلگداز کوشش کرتا رہے گا کہ اردو میں ایک نئی روح پھونکے اور اس کے جذبات بڑھائے اس کے ذریعے سے اعلےٰ رنگ کے لٹریچر کے نمونے یا کبھی کبھی نازک اور نئے خیالات ظاہر ہوتے رہیں۔

۲۔ ہر انگریزی مہینے میں ایک نمبر شائع ہوتا ہے۔

۳۔ قیمت عام سے دو روپیہ سال مع محصول اور رؤسا سے [illegible] روپیہ سال والیان ملک سے [illegible] بے وصول قیمت سالانہ پرچہ نہ روانہ ہوگا نمونہ کے لیے ۴ر بھیجنا چاہیے۔

۴۔ اشتہارات ۴ر سطر کے حساب سے درج ہونگے۔ زیادہ کے لیے خط وکتابت سے فیصلہ ہوگا۔

۵۔ جواب طلب خطوط کے لیے ٹکٹ یا جوابی کارڈ آنا چاہیے۔

المشتہر محمد عبد الحلیم شرر مہتمم دلگداز

جہانگیر

شکسپیر کے مشہور ڈرامے ہملٹ کا ترجمہ جس کے ذریعے سے جناب منشی محمد امتیاز علی صاحب بی اے نے اپنی اعلیٰ لیاقت کو ظاہر کیا ہے۔ اور ترجمہ کا نام لیکر نہایت بامحاورہ سلیس اور فصیح اردو ملک کے سامنے پیش کی ہے بہت ضرورت ہے کہ موجودہ مذاق کا ہندوستان اس کتاب کو غور سے دیکھے۔ یہ کتاب نہایت عمدہ کاغذ پر اور بہت خوشنمائی کے ساتھ چھاپی گئی ہے۔ علاوہ ٹائٹل کے سو صفحہ پر تمام ہوگئی ہے قیمت مع محصول ڈاک ایک روپیہ۔ نقد یا ویلیو پے ایبل کی درخواستیں مشتہر کے نام آئیں۔

المشتہر محمد امداد علی لکھنؤ۔ ڈاکخانہ امین آباد۔

البرٹ بل

نیا ڈراما۔ انوکھا ناٹک۔ جذبات کا [illegible] خیالات کا چشمہ۔ جس میں بل کی پوری [illegible] کیفیت۔ اس کی درجہ بدرجہ ترقی۔ ممبران کونسل کی [illegible] یوروپین کی مخالفت اور [illegible] بنگالیوں کی واویلا۔ اور فریاد۔ انگلش طبائع کی برانگیختگی اور برٹش گورنمنٹ کی توہین۔ اور اہل ہند کی [illegible] آزادی وائسراے کی کریم النفسی اور فیاضی۔ [illegible] اور [illegible] انگلش مین وغیرہ کا غصہ۔ بعض ہندوستانی [illegible] کی [illegible] اور بل کے آخری فیصلہ [illegible] مذاق اور ظرافت کے مضامین میں نہایت سلیس اور بامحاورہ زبان میں لکھا ہے قیمت [illegible] مع محصول۔

المشتہر مہتمم دلگداز

فیروز گلنار

خاص شیکسپیر کے مشہور ناٹک رومیو جولیٹ کا ترجمہ عشق کی [illegible] کا پورا چربا۔ جس کی زبان کی پاکیزگی۔ محاورات کی شستگی بدل جاتی ہے بیساختہ بن دیکھنے سے تعلق رکھتا ہے یہ پہلا ڈراما ہے جو اردو میں اس خوبی سے ترجمہ ہوا۔ قیمت مع محصول ڈاک [illegible]

آزاد

ملکی معاملات اور عام رائے کا آئینہ پولٹیکل اور سوشیل خیالات کو ریفارمر۔ اردو لٹریچر اور زبان دانی کو اعلیٰ نمونہ ناظرین پرچے کے نمونہ سے خود واقف ہو سکتے ہیں سالانہ قیمت عوام سے [illegible] خواص سے [illegible] درخواست منشی احمد علی [illegible] مالک اخبار آزاد کے نام آنا چاہیے۔

اسپین و اہل عرب

آج اتنا تو قریب قریب سب ہی جانتے ہین کہ آٹھ سو برس تک ملک اسپین مین مسلمانون کی حکومت بڑی شان و شوکت اور رعب و جلال سے قائم رہی مگر یہ شاید چند ہی لوگ جانتے ہونگے کہ اس سلطنت کے اصول کیا تھے اور وہان کے اولوالعزم تاجدارون نے کیسی کیسی ناموری حاصل کی اور اسلام کو کیا کیا ترقیات دلائی تھین۔ ان سب واقعات کا علم صرف کتب تواریخ پر منحصر ہے۔ مگر افسوس اردو مین کوئی مستند تاریخ کوئی کتاب ایسی موجود نہین ہے کہ جو پوری تفصیل کے ساتھ اپنے مذہبی کارنامون سے واقف کر سکے۔ اگرچہ سامان ہے تو یا عربی مین اور یا انگریزی مین۔ عربی اس قدر تو کوئی سمجھ ہی نہین سکتے ہین۔ اور جو سمجھ سکتے ہین ان کو وہ کتابین بھی دیکھنا نصیب نہین جن سے ان واقعات کا کچھ پتہ لگے جن کی آج کل ضرورت ہے انگریزی مین اسپین کی بہت سی تاریخین ہین مگر اہل عرب اور مسلمانون کی حکومت کا ایسی تفصیل سے کانڈی نے لکھا ہے اور کسی تاریخ مین کم ہوگا۔ اول تو یہ تاریخ زیادہ تر عربی تاریخون سے انتخاب کرکے لکھی گئی ہے دوسرے کانڈی نے خود [illegible] اسکو عرب مورخون سے اسپین کا زیادہ وقت ملا [illegible] سے وہ [illegible] کی شہادت خود اپنے وطن کی سرزمین سے بھی کرا لی کیونکہ اسپین کا ہر حصہ اسلامی تاریخ سے بہت سے واقعات اپنی زبان حال سے بتا رہا ہے [illegible] سب سے زیادہ صحت کی یہ بات ہے کہ کانڈی کا لکھا ہوا [illegible] جو دیکھنا چاہئے اس قدر ڈھونڈھیے بہت کم نظر آئے گا۔

یہ تاریخ تین جلدون مین ختم ہوئی ہے اور ہر جلد تقریباً ۴۰۰ سے کچھ زیادہ صفحون پر ختم ہوئی ہے اور یہ بھی تاریخ صرف اسلامی حکومت کے حالات مین ہے

آنحضرت صلعم کی ولادت سے کتاب شروع کی گئی ہے اور وہاں پر ختم کر دی
گئی ہے جہاں مسلمانوں کو پہلی شکست ہوئی اور زمین اسپین ان سے خالی ہو گئی
میرے ذہن میں ایک عرصہ سے یہ خیال تھا کہ اگر اس تاریخ کا اردو میں ترجمہ ہو جائے
تو نہایت مناسب ہو۔ مگر کوئی تدبیر نہیں بن پڑتی تھی۔ بالفعل ہمارے لائق اور مہربان
دوست منشی امراؤ علی صاحب مصنف البرٹ بل صرف اسلامی جوش و قومی ہمدردی
سے اس اولوالعزمی کے کام کی طرف متوجہ ہو گئے ہیں اور ان کا ارادہ ہے کہ بہت
جلد کوشش کر کے اس بے مثل تاریخ کو ملک کے سامنے پیش کر کے زمانہ کے قبول
بنا دیں۔ دلگداز پریس چھاپنے پر بھی آمادہ ہے۔ ضرورت ہمیں اس بات کا
اندازہ کرنا ہے کہ ہمارے دوست اور قدردان اور ملک کے دولتمند رؤسا قوم
کس حد تک اس خدمت کو قبول کریں گے۔ اردو میں یہ چار جلدوں پر تقسیم کر دی
جائے گی اور ہر جلد کی قیمت دو روپیہ ہوگی۔ جو جو جلد مرتب ہوتی جائے گی شائع
ہوتی جائے گی۔ مسلمانوں کو اس کتاب کی طرف پوری توجہ کرنا چاہیے۔ کیونکہ اس کے
علاوہ کوئی ایسی کتاب نہیں ہے جو خاص اہل عرب کے کارنامے ان کے اخلاقی
حالات۔ انکی فتحمندیاں اور نیز علمی ترقیاں دکھاتی ہو۔

صرف اس تاریخ کی وقعت ظاہر کرنے کے لیے دو لڑائیوں کا حال ہم اپنے طور پر
اس کتاب سے نقل کر کے لکھتے ہیں ایک تو وہ پہلی لڑائی جس نے اسپین کی قسمت کا
فیصلہ مسلمانوں کے حق میں کیا تھا۔ دوسری وہ پچھلی لڑائی جس نے عربوں کو ہمیشہ
کے ساتھ تخت و تاج اسپین سے جدا کر کے زمین اسپین سے رخصت کیا تھا
دونوں لڑائیاں اپنے موقع پر نہایت لطف کی اور نہایت ہی موثر ہیں۔

سنہ ۹۱ ہجری خلافت ولید بن عبدالملک میں والی افریقہ موسیٰ بن نصیر نے دارالخلافت
دمشق سے منظوری حاصل کر لینے کے بعد کچھ فوج اپنے غلام طارق بن زیاد
کے سپرد کی اور حکم دیا کہ اس آبنائے سے اتر جائے جو [illegible] بیچ ہے اور
بلاد اسپین میں جہاد شروع کرے۔ طارق نے سمندر سے اترتے ہی اس
پہاڑی پر قبضہ کر لیا جو آج تک اسی کی جانب منسوب ہے اور جبل الطارق کے
نام سے یاد کی جاتی ہے۔

… که … راذرق اسپین میں حکمران تھا …
… طارق بن زیاد نے شکست دی تھی۔
… بادشاہ راذرق کو لکھا تھا اہل … مرشد
… سے … اسپ … لکھا تھا …
… شاہ راذرق … اٹھے۔ اُس نے لڑائی کا سامان … کیا۔
… فوجیں … آ … جمع کر لی کہ خزانہ … سلیمان کے
… حصہ میں … زیادہ … تک
… جمع … اعلیٰ …
… آئینہ وغیرہ …
… ملک ترکمان …
… ان کے ہاتھوں … انھوں نے
… اور … تھیں۔
… ان کے … بادشاہ … تمام اعیان
… ملک … جھنڈے کے نیچے تھے … بادشاہ کے غیرت …
… ہو گیا تھا کہ گویا ان … میں … خون کا
… جانے … کے میدان … طارق …
… کے استقلال میں … آیا طارق کی ہمت
… کہ … بہادری …
… زیادہ … طارق … تمام
مسلمانوں کے گروہ جو ادھر ادھر … تاراج کرتے
ہر طرف … کرتے چلے جاتے تھے … ایک جھنڈے کے نیچے جمع کر لیا
… سے عربی نشان کے نیچے بیس ہزار سے کچھ زیادہ فوج جمع ہو گئی
… اس لڑائی میں ایک ایک مسلمان کے مقابل چار چار اہل اسپین تھے۔ ان
… ہزار عربوں کو لیکے طارق شاہ راذرق کے مقابلے کے لیے آگے بڑھا۔
… میں دونوں فوجوں نے ایک دوسرے کو دیکھا۔ اہل اسپین

بڑی حسرت سے دیکھ رہے تھے کہ افسوس یہی لوگ ہمیں اپنا غلام بنانے اور ہماری زمینوں پر قبضہ کرنے کے لیے آئے ہیں۔ مسلمان ابھی تک اس دشمن کے دریائے امواج کو دیکھ دیکھ تقدیر کا دامن پکڑ لیتے تھے کہ دیکھیے یہ کس کے حق میں فیصلہ کرتی ہے۔ مگر پھر اپنی بہادری اور اپنے استقلال کا خیال کر کے تازہ دم ہو جاتے تھے۔

جس روز دونوں فوجوں کا سامنا ہوا ہے اتوار کا دن تھا۔ اور ماہ مبارک رمضان کے ختم ہونے کو صرف دو روز باقی رہ گئے تھے۔ دونوں دشمنوں کے ہجوم سے زمین کانپنے لگی۔ قرنا اور طبل اور صدہا قسم کے جنگی باجوں کی آوازیں ہوا میں گونج رہی تھیں اور گویا جان فروش فوجیں اپنی ناموری کی موت پر آپ ہی مبارکباد کے شادیانے بجا رہی تھیں۔

رات تو ایک بیقراری کے انتظار میں گذری۔ آخر صبح ہوئی۔ دونوں فوجیں شاید رات کے اندھیرے ہی میں آراستہ ہو گئی تھیں کہ تڑکے ہی دونوں طرف سے حملہ ہوا۔ اور عرب و اہل اسپین دونوں اشعار رجز پڑھتے ہوئے ایک دوسرے پر جا پڑے۔ ایک ہی وضع اور ایک ہی رنگ سے شام تک تلوار چلا کی۔ نہ کوئی دل ہارتا تھا اور نہ کوئی تھکنے کا نام لیتا تھا۔ کچھ آسمان ہی کو دونوں جانبازیوں پر ترس آگیا کہ اس کے پہلو بدلتے ہی رات نے دونوں فوجوں کو جدا کر دیا۔ مگر لطف ذوق و شوق کہ دونوں طرف کے سپاہیوں نے ساری رات میدان جنگ ہی میں گذران دی کہ اب فیصلہ ہی کر کے فرودگاہ کو جائیں گے۔ بڑے انتظار کے بعد جنگ آزماؤں نے صبح کی۔ ادھر مسلمانوں نے سحری کھانے سے فراغت پائی ادھر آسمان پر سفیدۂ صبح ظاہر ہوا اور دونوں فوجوں کے سپاہی تیز رو تیروں کی طرح ایک دوسرے کی طرف دوڑے۔ آج بازار جنگ کل سے زیادہ گرم تھا۔ مگر لڑتے لڑتے آج بھی شام ہو گئی اور قسمت نے کچھ فیصلہ نہ کیا۔ چاہتے تو نہ تھے مگر رات نے مجبوراً دونوں کو جدا کیا۔

تیسری صبح کو طارق سپہ سالار فوج عرب تڑکے اٹھا۔ دیکھا تو تھکے ہوئے اہل عرب آج اس سرگرمی سے اپنی صفیں نہیں درست کرتے ہیں جیسا کہ پہلے دو روز تک ظاہر ہوا کیا تھا۔ یہ دیکھ کے طارق کے دل میں خیال گذرا کہ شاید مسلمانوں کی ہمتوں میں کچھ فرق آگیا ہے اور ان کے دل ٹوٹ گئے ہیں۔ گھوڑے پر سوار ہو کے

دائیں صفوں کے آگے آیا۔ ادھر اُدھر صفوں کے برابر گھوڑا دوڑاتا چلا گیا اور
پھر عین وسط میں ٹھہر کے اپنے سواروں کی طرف متوجہ ہوا اور کہنے لگا: اے
اہل اسلام! اے فاتحان ارض مغرب! اگر بھاگ کے جانا چاہو تو کہاں جاؤ گے؟
ذرا بے سوچے سمجھے بھاگنے کا کیا انجام ہوگا؟ تمھارے سامنے یہ دشمن ہیں، ہمارے
پیچھے دیکھو سمندر ہے! اس غیر سرزمین پر تمھارا کوئی مددگار کوئی پناہ دینے والا نہیں
ہے! ہاں اگر تمھیں مدد مل سکتی ہے تو دو چیزوں سے۔ یا تو خود تمھاری جرأت اور بہادری
تمھاری مدد کر سکتی ہے۔ اور یا وہ سب کا مددگار اللہ جل شانہ تمھارا مددگار ہو سکتا
ہے۔ بڑھو اے بہادرو! اے مسلمانو! بڑھو! دیکھو جو کام تمھارا ہے اُسے کر کے دکھا
دو! یہ کہہ کے طارق نے گھوڑے کو ایڑ لگائی۔ اور ایک جانستان تیر کی
طرح اہل اسپین کی صفوں پر جا پڑا۔ جو آگے آیا اُسے مار کے گرا دیا۔ جو دہنے
بائیں راستے میں پڑا اُسے کاٹ کے ڈال دیا۔ یونہیں مارتا اور کاٹتا خاص گوتھک
جھنڈے کے نیچے پہونچ گیا۔ وہاں شاہ راڈرک تزک و احتشام سے کھڑا ہوا تھا۔
اُس کی وضع و لباس اور اُس کے گھوڑے کے ساز و سامان سے طارق نے
پہچان لیا کہ شاہ اسپین یہی ہے۔ اتنا جانتے ہی طارق نے بڑھ کے ایک نیزہ
مارا۔ اور ایک ہی کاری ضرب میں شاہ راڈرک کو گھوڑے سے مار کے گرا دیا۔
مسلمان سپہ سالار نے اسی پر اکتفا نہیں کیا بلکہ نہایت پھرتی سے راڈرک کا
سر کاٹ کے اپنے نیزے پر رکھ لیا اور زور سے تکبیر کہہ کے حملہ کر دیا۔
اس وقت اہل اسپین مخبوط الحواس ہو رہے تھے اُن کو بن ہی نہیں آتا تھا کہ
کیا کریں۔ ادھر مسلمانوں نے طارق کی یہ جرأت دیکھ کے زور سے حملہ کیا اور ان
اسپینیوں میں سے جو سامنے آیا اُسے نذر اجل کیا۔ اہل اسپین زخمی سر و سامان
سے بھاگے اور مسلمانوں نے میدان جنگ سے بہت دور دور تک تعاقب کر کے
قتل کیے۔ آج تک کوئی نہیں اندازہ کر سکا کہ اس لڑائی میں کتنے آدمی قتل کیے گئے
صرف خدا ہی کو معلوم ہے کہ اُن کا شمار کس قدر ہے۔ صدہا سال تک اُس میدان
میں مُردوں کی ہڈیاں پڑی رہیں۔ اور عرصہ تک گدوں کا ہجوم رہا کیا۔
میدان غادلیت کی فتح ۵ شوال ۹۱ھ ہجری کو ہوئی۔ جس کے بعد سے

مسلمانون کا قدم سرزمین اسپین مین جم گیا۔ اور بڑھتے بڑھتے وہ ملک فرانس کی بھی آدھی سرزمین طے کر گئے۔ اور آٹھ سو برس تک وہان ان کا جھنڈا بڑی شان وشوکت سے اڑتا رہا۔

پہلی لڑائی تو تمام ہوئی اب ہم اس پچھلی لڑائی کا ذکر کرتے ہین جب قسمت نے اس سرزمین کی حکومت کا مسلمانون کے خلاف فیصلہ کیا ہے۔

مسلمانون نے جس وقت اسپین کو لیا تھا اس وقت تمام اسپین کا دار الخلافت قرطبہ قرار پایا تھا مگر جس وقت یہ ملک ان کے قبضہ سے نکلا ہے اسوقت باہمی مخالفتون اور عداوتون کی وجہ سے دو حکومتین الگ الگ قائم تھین۔ اور انکے قبضہ مین بھی بہت تھوڑی سی زمین تھی۔ کیونکہ ایک دوسرے کی لڑائی اور عداوت مین عرب کی قوت اس درجہ ٹوٹتی گئی کہ شاہ کیسٹل ایک عیسائی حکمران کی قوت ترقی کرتی گئی۔ اور روز بروز اکثر بلاد عربون کی حکومت سے نکل نکل کے مسیحیون کے قبضہ مین ہوتے گئے۔ آخر شاہ کیسٹل دونون کو لڑا کے ایک ہی قوت باقی رکھی جس کا دار السلطنت غرناطہ تھا۔ غرناطہ کے تخت پر پہلا حکمران محمد ابو عبد اللہ الزقیر تھا۔ ابو عبد اللہ ایسا پست ہمت اور دل ہار دینے والا شخص تھا کہ تقدیر کو اس کام کے لیے اس سے زیادہ مناسب کوئی حکمران نہین مل سکتا تھا کہ اسلامی دولت کو زوال پہونچایا جائے۔

اور تمام واقعات جو اسلامی قوت کے گھٹانے کے لیے شاہ کیسٹل سے ظہور مین آئے ان کے بیان کرنے کی ہمین اس وقت کچھ ضرورت نہین۔ غرض ۸۹۶ھ ہجری کے ابتدائی مہینون ہی مین اہل غرناطہ اور تمام رعایا سے شاہ ابو عبد اللہ زقیر پر لڑائی کی ہیبت طاری ہوگئی۔ ڈان فرننڈ شاہ کیسٹل چالیس ہزار پیادے اور دس ہزار سوارون سے اضلاع غرناطہ مین داخل ہوا۔ وہ بڑھتے بڑھتے آ کے خاص دار الخلافت غرناطہ کا محاصرہ کر لیا۔

محمد ابو عبد اللہ الزقیر نے گھبرا کے اپنے شہر کے تمام عمائد اور بہادرون قاضیون اور فقہا کو جمع کر کے اس بارہ خاص مین ان سے مشورہ کیا۔ مشہور ومعروف قصر حمرا مین یہ لوگ جمع ہوئے تھے۔ وزیر ابو القاسم عبد الملک نے اٹھ کے

پہلے اس بات کی رپورٹ کی کہ ہمارے پاس غلہ وغیرہ کس قدر ہے تاکہ معلوم ہو کہ محصور رہکے ہم کب تک لڑ سکتے ہین۔ اُس نے بتایا کہ جو کچھ غلہ اور سامان امرا اور تاجرون کے پاس ہے اس کے علاوہ خاص شاہی کمسریٹ مین اس قدر ہے۔ پھر ایک رجسٹر پیش کیا جس سے معلوم ہوا کہ فوج شاہی کے علاوہ ہمارے شہر مین اتنے لوگ ہین جو اسلحہ سے کام لے سکتے ہین۔ یہ رپورٹ پیش کر کے وزیر ابو القاسم کہنے لگا "مین مانتا ہون کہ ان لوگون کا شمار بہت زیادہ ہے۔ مگر یہ لوگ ہمارے کس کام آسکتے ہین؟ ان کی اسلحہ بندی سے سلطنت کو کچھ فائدہ نہین پہنچ سکتا ہے۔ ان لوگون کا یہ حال ہے کہ صلح اور امن کے زمانے مین تو بڑے بہادر نظر آتے ہین۔ اور اونچی بنے پھرتے ہین۔ مگر لڑائی کے وقت اِدھر اُدھر دبک گئے ہین۔ جب ان لوگون کا یہ حال ہے تو سوا اس کے کہ ہمارا کھانا اور ہمارا سامان برباد و غارت کرین اور کس کام آئین گے۔ یہ خوراک اگر ہمارے تجربہ کار سپاہیون کو دیجائے تو اُن کے دل قوی ہونگے۔ اور وہ اطمینان سے مقابلہ کر سکین گے"۔

یہ تقریر سنتے ہی بہادر سردار فوج موسی بن ابیل الغسانی طیش مین آگئے اور کہا "واللہ" اور کہنے لگا "نہین نہین ہمکو ان لوگون کی جانب سے کسی قسم کی بد اعتمادی نہین چاہیے۔ اگر ہم انہین عقلمندی اور ہوشیاری سے لڑائین گے تو یہ لوگ بڑے کام آئین گے۔ ہمارے وہ بہادر سوار جنہین فوج اندلس (اسپین) کے باغ کا پھول کہنا چاہیے۔ ہمارے وہ پیادے جو سوارون سے بھی اچھا کام دیتے ہین ہماری وہ جنگ آزمودہ فوجین جو لڑائی کی مصیبتین برداشت کر لینے کی عادی ہو گئی ہین کچھ انھین پر ہماری قوت کا دارومدار نہین ہے بلکہ اُن سب کے علاوہ ہم اپنی وفادار رعایا ہین سے جن کے بیس ہزار ایسے نوجوان میدان جنگ مین کھڑے ہو سکتے ہین جن کے دلون مین جوانی کی آگ بھڑک رہی ہے۔ وہ لوگ اس لڑائی مین تجربہ اُٹھا کے بڑے بڑے عمدہ سے عمدہ سپاہیون سے بھی اچھا کام دے سکین گے۔ تم خود دیکھ لینا کہ آزمودہ کار اور بہادر سپاہیون کی طرح انہون نے نہایت بہادری سے اپنے سینے دشمن کے سامنے کر دیے"۔

یہ سُن کے محمد ابو عبد اللہ الزغیر شاہ غرناطہ اپنے تمام اعیان دولت کی طرف مخاطب ہو کر کے

کہنے لگا۔ اے عمائد غرناطہ! تمھین سب سلطنت کے سپر ہو۔ خدا نے چاہا تو ہم تمھاری ہی مدد سے اُن تمام باتون کا انتقام لین گے جو ہمارے اسلام کو برداشت کرنا پڑی ہین۔ ہمارے قرابت دارون اور دوستون کی جانون کا بدلہ ہماری عورتون کی تباہی کا معاوضہ اب تمھارے ہی ہاتھ ہے۔ مین اس معاملہ مین کچھ نہین کر سکتا۔ صرف تمھاری ہی بہادری پر منحصر ہے۔ اب شہر کی حفاظت اور ہماری آزادی کا بچانا تمھارا ہی کام ہے۔

تمام شیوخ غرناطہ اس شاہی اسپیچ (تقریر) کو سن کے روانہ ہوئے کہ لڑائی کا سامان کرین۔ رسد اور ہر قسم کی ضرورتون کا اہتمام وزیر ابو القاسم نے اپنے ذمے لیا۔ اور حکم دیدیا کہ جتنے لوگون کا نام رجسٹر مین لکھا ہے سب اسلحۂ جنگ سے آراستہ ہو کے حاضر ہون۔ سردار موسیٰ بن ابیل الغسانی سپہ سالار فوج قرار دیا گیا۔ شہر کی حفاظت اور نگہداشت اُس نے اپنے ذمے لی۔ موسیٰ غسانی کے ماتحت نعیم بن رضوان اور اُس کے ماتحت محمد بن زیاد اور عبد الکریم الصغری افسران فوج مقرر کیے گئے۔ شہر پناہ کی حفاظت انھین لوگون کے سپرد تھی۔ شہر کے اطراف مین حسب ضرورت یہ سب لوگ مامور کر دیے گئے تھے۔ القصبہ و سرخ برجون کی گڑھیان اُنھین قاضیون کے قبضہ مین رکھی گئین جو پیشتر سے اُن پر حکمران تھے۔

اسمین کوئی شک نہین کہ اسوقت اسپین بھر مین صرف ایک شخص تھا جس کی ہمت شجاعت غیرت تمام باتون پر صرف اسی زمانے مین نہین بلکہ اسپین کی ابتدی پوری آٹھ سو برس کی اسلامی سلطنت مین ناز ہو سکتا ہے۔ وہ یہی موسیٰ غسانی تھا۔ اُس نے بڑی بہادری سے شہر غرناطہ کی نگہداشت کی۔ اُس نے شہر کے پھاٹک پہلے مہینے مین بند رکھے۔ اور لڑائی یون جاری تھی کہ شاہ کیسٹل کے سوار دوڑ لوٹنے کو آتے تھے اُن کے مقابلہ کے لیے روزانہ تین ہزار سوار شہر سے باہر نکلتے تھے۔ ان سوارون کے بھیجنے مین دوسری غرض موسیٰ کی یہ تھی کہ قرب و جوار کی کوہستانی اضلاع سے جو رسد شہر غرناطہ مین آیا کرتی تھی وہ حفاظت سے نکال لائی جائے۔ موسیٰ نے ایک بار اس خاص مہم پر سردار محمد ظہیر بن عطار کو روانہ کیا۔ محمد ظہیر پندرہ سو سوارون کو لیکے پہاڑیون کی جانب روانہ ہوا۔

شاہ کیسٹل کی طرف سے متواتر فوجین آتی تھین - اور محمد ظہیر بڑی جرأت اور شجاعت سے مقابلہ کرتا تھا - اسمین کوئی شک نہین کہ ان لڑائیون مین بہت سے بہادر مسلمان شہید ہو گئے - مگر شاہ کیسٹل کے سپاہیون کا نقصان اس سے بدرجہا بڑھا ہوا تھا - قصبہ بڈال کے قریب محمد ظہیر نے ایک سخت مقابلہ کیا - مگر باوجود ان سب باتون کے اصل مین شاہ کیسٹل کے لوگون نے غرناطہ والون کو بہت نقصان پہونچایا تھا - کیونکہ تمام کوہستانی مقامات جہان سے غرناطہ مین رسد آیا کرتی تھی عیسائیون نے تاخت و تاراج کرکے تباہ کردیے - اور اسی وجہ سے بارہا ان مقامات مین دونون طرف کی فوجون کا مقابلہ ہو جایا کیا - مگر نتیجہ ان لڑائیون کا یہی ہوا کہ ان تمام مقامات مین خون کا سیلاب آگیا اور زمین کشتون یا دم توڑنے والے زخمیون کی لاشون سے پٹ گئی -

اور سپہ سالار غرناطہ موسی غسانی خود ایسا جانباز تھا اور نیز اُس کے ہمراہی سوار ایسے بہادر تھے کہ اُس نے شاہ کیسٹل کی ہمراہیون کو ستانے یا دم لینے کی مہلت بہت کم دی - ان سوارون کی معرکہ آرائیون اور سخت حملون نے عیسائیون کے دل مین رعب بٹھا دیا - خود موسی ایسا شجاع تھا کہ بارہا اُس نے اپنے گھوڑے کو اڑاتا ہوا مارتا اور قتل کرتا ہوا اور دہشت زدہ ہمراہیان شاہ کیسٹل کے لشکرگاہ تک گھسا چلا گیا دشمنون کو اپنے نیزے سے مار کے گرا دیا - حتے کہ بعض عیسائی خاص اپنے خیمہ کے سایہ مین اُسکے ہاتھ سے مارے گئے - مسلمانون کے اور سوارون نے بھی ایسی ہی بہادریان دکھائین - غرض ان لڑائیون سے غرناطہ کے سوارون نے ثابت کر دیا کہ اپنے قدیم فاتح بزرگون سے شجاعت مین وہ کسی درجہ بھی کم نہین ہین -

مسلمانون نے اپنے حملون سے اسقدر عاجز کر دیا کہ مجبوراً اہل کیسٹل نے اپنی حفاظت کے لیے اپنے لشکرگاہ کے گرد ایک دیوار سی کھینچ لی - اور چونکہ دیوار کی مضبوطی پر اعتبار نہ تھا اسلیے اُسکے پیچھے چارون طرف کھائی بھی کھُدوالی - جس سے یہ کہنا چاہیے کہ محاصرہ کرنیکے عوض شاہ کیسٹل کی فوج خود محاصرے مین آگئی - مگر عیسائی بھی بڑی جرأت سے مقابلہ کرتے رہے اور بھگڑ کے پھر اُنہون نے غرناطہ کا محاصرہ قائم کر لیا -

موسیٰ بن ابی الغسان نے اہل کیسٹل کی یہ کارروائی دیکھکے بادشاہ ابو عبداللہ الزغیر سے التجا کی

کہ محاصرہ کرنیوالون سے مقابلہ کی اجازت دی۔ بادشاہ نے جب منظور کر لیا تو ایک روز معمولی کوتڑکے نماز کے وقت اپنے تمام سوارون اور پیادون کی ایک بہت بڑی جماعت لیکے وہ شہر سے نکلا۔ یہ فوج اس ترک و احتشام سے روانہ ہوئی کہ کوس کی آواز گونج رہی تھی اور طبل جنگ بجتا جاتا تھا۔ اسی سامان سے یہ لوگ شاہ کیسٹل کے لشکرگاہ پر جا پہونچے مگر یہ خلاف سابق عیسائیون نے اس موقع پر سستی نہین کی بلکہ فوراً لڑنے پر آمادہ ہوگئے بہت سخت لڑائی ہوئی۔ غرناطہ کے سوارون نے تو بیشک شجاعت دکھائی مگر پیادے بالکل نہ ٹھہرسکے اہل کیسٹل کے پہلے ہی حملہ کی تاب نہ لاسکے اور بڑی بدحواسی اور بے ترتیبی سے بھاگے آخر سب مسلمانون کو بھاگ کے شہر مین پناہ لینا پڑی۔ عیسائیون نے خاص غرناطہ کی دیوارون کے قریب تک اُنکا تعاقب کیا۔

سپہ سالار موسیٰ جب ناکام واپس آیا ہے تو اُس کی یہ کیفیت تھی کہ غصہ کے مارے جان سے بیزار تھا۔ بڑی ناامیدی سے ایک زخم خوردہ شیر کی طرح غرناطہ مین آیا۔ اور پیادون کے بودے پن سے اسقدر متنفر ہوگیا تھا کہ قسم کھائی کہ "پیدل فوج لیکے پھر کبھی ایسا حملہ نہ کرون گا" اُدھر عیسائیون کو موقع مل گیا کہ بڑھکے اُن مقامات پر قبضہ کر لیا جہان غرناطہ والون کی طلیعہ کی فوج رہا کرتی تھی۔ اور اُسی جگہ اپنی مورچہ بندیان کرلین۔ موسیٰ بن ابیل نے حکم دیدیا کہ پھاٹک نہایت مضبوطی سے بند کرلیے جائین پیدل فوج پر تو بالکل اعتماد نہین رہا پھر کس فوج کو لیکے مقابلہ کو نکلے۔

اب اہل کیسٹل روز بروز اپنی تدبیرون مین کامیاب ہونے لگے۔ شہر کے ناتجربہ کار نوجوانون کی نسبت وزیر ابوالقاسم نے جو رائے دی تھی وہی سچ ہوئی آخر انہین سے فسادی اور اب منتشر ہونے لگے۔ وزیر نے یہ تمام حالات شاہ ابوعبداللہ سے بیان کیے۔ اُس نے پریشان ہوکے پھر تمام ارکین دولت شیوخ اور عمائد شہر کو قصر حمراء مین جمع کرکے مشورہ کیا۔ اور کہا "اب عیسائی لوگ جب تک شہر پر قبضہ نہ کرلین گے محاصرہ سے نہ باز آئین گے۔ ایسے نازک وقت مین کیا تدبیر کیجاسے ؟"

خود شاہ ابوعبداللہ کا حوصلہ اسقدر پست ہوگیا تھا کہ اسکے سوا اُس کی زبان سے اور کوئی جملہ نکل سکا۔ تمام شیوخ کی یہی رائے قرار پائی کہ اب شاہ کیسٹل سے صلح کرلیجائے اس موقع پر بہادر سپہ سالار موسیٰ بن ابیل سے نہ رہا گیا۔ جوش مین آکے اُٹھ کھڑا ہوا

کہنے لگا۔ مجھے ابھی امید باقی ہے۔ ہمکو یون نہ ہمت ہارنا چاہیے بلکہ مناسب یہی ہے کہ ہم آخر تک مقابلہ کرین۔ مگر اس عام مجمع مین یہ ایک راے جسکی تائید مین بھی کسی کی زبان سے ایک لفظ نہ نکلا کیا سرسبز ہو سکتی تھی۔ یہی قرار پایا کہ خود وزیر اعظم شاہ کیسٹل کے پاس جاکے شرائط صلح طے کرے۔

وزیر ابوالقاسم غرناطہ کا ایک سن رسیدہ اور نیکنام شخص تھا۔ ایلچیون کی وضع سے غرناطہ سے نکلا اور شاہ کیسٹل کے دربار مین حاضر ہوا۔ وہان اسکی نہایت تعظیم و تکریم ہوئی۔ معمولی مراسم مزاج پرسی کے بعد صلح کی گفتگو شروع ہوئی۔ مختلف تجویزون و رد و کد مباحثات کے بعد شاہ کیسٹل [illegible] راضی ہوا کہ دو مہینے تک دریائی راستہ سے اور خشکی کی راہ سے کوئی کمک شاہ غرناطہ تک نہ پہونچ سکے۔ بعد دو مہینے کے مدینہ غرناطہ کی گڑھیان مع تمام برجون اور قلعون کے شاہ کیسٹل کے سپرد کردی جائین۔ اسکے علاوہ شاہ ابو عبد اللہ عہد کرے کہ ہمیشہ شاہ کیسٹل کی اطاعت اور فرمانبرداری کریگا۔ نیز اسکی رعایا کو اور خود اُسے شاہ کیسٹل کو اپنا حاکم تسلیم کرنا ہوگا۔ تمام عیسائی قیدی بلا کسی معاوضہ کے چھوڑ دیے جائین۔ اور اسوقت شہر غرناطہ کے اعلے اور معزز خاندانون کے چار سو نوجوان شاہ کیسٹل کے سپرد کردیے جائین تاکہ مذکورہ تمام امور کی تعمیل کے لئے وہ بطور ضمانت کے رہین۔ جس تاریخ عہدنامہ ہوا اسکے بعد بارہ دن کے اندر تمام امور کی تعمیل ہوجائے گی۔

ان شرائط کے علاوہ عہدنامہ مین یہ امور بڑھا دیے گئے۔ غرناطہ کے مسلمان باشندے بلا کسی مزاحمت کے اپنے گھرون مین رہین گے اور اپنی جائداد پر امن و امان سے قابض رہین گے۔ بالکل اُسی طرح جیسے ہمیشہ رہتے تھے۔ اُن کے اسلحہ اور گھوڑے کوئی نہ چھینے گا۔ اُنکے مال و اسباب مین سے کوئی چیز نہ لی جائے گی۔ اپنے مذہب پر نہایت آزادی سے قائم رہین گے۔ خواہ علانیہ خواہ پوشیدہ کسیطرح سے اُنکی مزاحمت کی نہ کوشش کی جائیگی۔ اپنی مساجد پر بدستور وہ قابض رہین گے۔ اپنے دینی رسوم اپنی مذہبی اور قومی زبان عربی کے بارہ مین شاہ کیسٹل کی جانب سے وہ کوئی مخالفت نہ پائین گے۔ اُنھین کی شریعت کے مطابق اُن پر حکومت کی جائے گی۔ اُنھین کے ہم مذہب قاضی اُن پر حکمران رہین گے۔ قاضیون کو شاہ کیسٹل مقرر کرے گا

اور وہ مسلمانون پر حکمرانی کرینگے اور سلطنت کے شیر رہین گے - مالگذاری پر کوئی اضافہ نہوگا - جس قدر سنت اور شرع محمدی سے ثابت ہے یعنی جس قدر رعایا در سلطنت ہمیشہ اپنے قومی بادشاہون کو مالگذاری ادا کرتی رہے ہین - یہ بھی ادا کرینگے - ہمیشہ تین برس کے بعد ایک مہینہ کی مالگذاری اُن پر واجب الادا نہ ہوگی " - یہ عہدنامہ تھا جو بذریعہ وزیر ابوالقاسم کے شاہ غرناطہ محمد ابو عبداللہ الزغیر اور شاہ کیسٹل کے فیمابین قرار پایا - یہ عہدنامہ بائیسوین محرم ۸۹۷ھ ہجری کو لکھا گیا تھا -

وزیر ابوالقاسم جب اس عہدنامہ کو لکھوا کے مدینہ غرناطہ مین واپس آیا اور شاہ ابوعبداللہ کے دربار واقعہ قصرالحمرا مین مجمع عام کے سامنے سُنایا تو جتنے لوگ بیٹھے ہوئے تھے سب کی آنکھون سے بے اختیار آنسو جاری ہوگئے - ایک آٹھ سو برس کی باجاہ وجلال سلطنت کے لیے یہ ایک ایسی ذلت کا سامنا تھا کہ بادشاہ - تمام شیوخ - اور کُل قاضیون اور عمائد کے سر جُھک گئے - اور کسی کو اتنی تاب نہ رہی کہ کوئی لفظ زبان سے نکال سکے - وہ قصرالحمرا جو خدا جانے کیسے کیسے رُعب وداب کے نمونے ظاہر کرچکا تھا اُس پر ہر طرف ایک حسرت کا سکوت طاری ہوگیا - کچھ دیر کے بعد غرناطہ کا باغیرت بہادر موسیٰ ابن ابی الغسانی اٹھ کھڑا ہوا اور تمام شیوخ غرناطہ کی طرف خطاب کر کے کہنے لگا : ——

" بلے ! اے اہل غرناطہ ! بچّون اور نازنین عورتون کے سامنے یہ بیفائدہ کا رونا موقوف کرو - آؤ ہم سب جوان مرد بن جائین - اپنے دلون کو تسلی دین - یون نہین جسطرح کہ عورتین آنسو بہا کے دل کی بھڑاس نکال ڈالا کرتی ہین - بلکہ اس طرح کہ اپنا خون بہاتے رہین - اُس وقت تک جب تک کہ ہمارے بدن سے خون کا پچھلا قطرہ ٹپکے - ہمارے دلون مین جو ناامیدی پیدا ہوگئی ہے - ہمارا خون جو ٹھنڈا پڑگیا ہے آؤ اسی پر افسوس کرنے کے جوش مین ہم بڑہین اور دشمنون کے نیزون پر اپنے بہادرون کے سینون کی قربانیان چڑہا دین - آؤ ہم سب کٹکے مرجائین جیسا کہ ہمین شایان ہے - مین تمہارے ساتھ چلنے کو موجود ہون - اے بھائیو - ایسے پُرجوش دلسے جو بے ہمتی اور واپس آنے کا نام تک نہین جانتا - میدان جنگ کی معزز اور ناموری کی موت سے ہم کیون مُنہ پھیرین - ہمارے لیے یہی مناسب ہے کہ اُس دوسرے عالم مین اُن لوگون مین شمار کیے جائین جو اپنے ملک کی حفاظت مین

جان دینے پر آمادہ ہو گئے۔ نہ اُن لوگون مین جوش سستی اور افسردگی سی گھر سے
دیکھا گیے اور اُن کے وطن پر غیر ملک کے لوگون کا قبضہ ہو گیا۔ اور آخر نہایت حسرت
کے ساتھ اُنھین اپنے ملک کی تباہی اپنی آنکھون سے دیکھنا پڑی۔

اگر حقیقت مین ایسا ہے کہ ہمارے دل نا امید ہو گئے ہین۔ اور ہمارے دل مین
وہ جوش بالکل نہین رہا ہے جو ہمین اپنے گھرون کے بچانے کی آخری کوشش
کے لیے قدم بڑہانے پر مجبور کرے تو اب یہ کرنا چاہیے کہ ہر شخص کو اپنے حال پر
چھوڑ دین۔ جو مردانگی اور جرأت دکھانا چاہتا ہے اُسے داد شجاعت دینے دو۔ اور
جو ادنی اور ذلیل غلامی کے عزت گیر ہو سے کے آگے اپنی گردن جھکا دینا گوارا کرتا ہے
اُسے غلامی ہی کی زندگی اختیار کرنے دو۔ مین دیکھتا ہون ایک سرے سے سب
مدہوش پیدا ہو گیا جب سب کے سب افسردہ ہو گئے ہین۔ اور سلطنت کے بچانے کی اب
کوئی تدبیر نہین باقی رہی۔ مگر ہان ابھی ایک مقام ہے جہان شریف اور بہادر آدمی کو پناہ
مل سکتی ہے — وہ موت کے دامن مین پناہ لے سکتا ہے۔ مین بہ نسبت ان آنیوالی
مصیبتون کے جانون کو اپنی آنکھ سے دیکھنے کے لیے زندہ رہنے کے ابھی اسی وقت اس
آزادی کی حالت مین مرجانا پسند کرتا ہون۔

کیا تمھین یقین ہے کہ اہل کیسٹل نے جو اقرار کیے ہین اُن پر ہمیشہ قائم رہینگے؟ اُن کا بادشاہ
جو فتح حاصل کر چکا ہے کیا وہ اتنا ہی بڑا فیاض فتحمند ثابت ہوگا جیسا کہ پہلے ایک سب سے بدتر
دشمن تھا؟ کیا اُسکا مزاج بدلجائیگا؟ یقین مانو یہ ہرگز نہین ممکن ہے۔ دیکھو۔ اپنی ذات کو دہوکا
نہ دو۔ عیسائی ہمارے خون کے پیاسے ہین۔ ہماری قربانیان کر کے یہ اپنی آرزو نہین
پوری کرینگے۔ یہ بدشگونیان یہ بدسلوکیان جو ہمین نظر آرہی ہین انکا انجام صرف موت ہے
ہان بلکہ بڑہی ہوئی تمنا جن اوروں کی تکمیل کر رہی ہے وہ نہایت ہی خوفناک ہین۔ ہماری گھرون کا
لٹنا۔ ہماری مسجدون کی توہین۔ بیبیون اور بیٹیون کی بے حرمتی اور مصیبت ہر قسم کی خرابیان
غیر منصفانہ احکام۔ انتقام لینے کے برتاؤ۔ ظالمانہ معاوضہ۔ غرض یہ ظالم کفار کوئی بات
اُٹھا نہ رکھینگے۔ یہ تمام باتین اسقدر قریب ہین کہ ہم خود ان کو اپنی آنکھون سے دیکھین گے
یقینا وہی لوگ دیکھین گے جو اسوقت اُس عزت کی موت سے ڈرتے ہین جسکو مین تجویز کرتا ہون
لیکن مین اپنی نسبت خدا کی قسم کھا کے کہتا ہون کہ ہرگز نہ دیکھون گا۔“

اتنا کہہ کے اس بہادر سپہ سالار نے اتنی امید سے کہ شاید کوئی ساتھ دینے پر آمادہ ہو جائے چاروں طرف دیکھا۔ مگر افسوس عشرت پسندی نے اس قدر حوصلے پست کر دیے تھے اور ایسا بودا بنا دیا تھا کہ سب نے سر جھکا لیا اور اُس مجمع میں ایک بھی نہ نکلا جو غیرت مند موسیٰ کی امیدوں کو تھوڑا بہت قوی کر دیتا۔ مگر موسیٰ نے اپنے دل کو ابھی مایوس نہ ہونے دیا۔ پھر اُسی پرجوش لہجے میں گفتگو شروع کی۔ کہنے لگا:—

"اس میں ذرا بھی شک نہ کرو کہ موت ہر شخص کو آنے والی ہے۔ خصوص ہر وہ شخص جو اس قصر میں بیٹھا ہے۔ کیونکہ اُس سے تو موت بالکل قریب ہے۔ اور جب یہی ہے تو ہماری زندگی کا جسقدر حصہ باقی رہ گیا ہے اسکو اپنے دشمنوں سے انتقام لینے اور اپنے ملک اور دین کی حمایت ہی میں کیوں نہ صرف کریں؟ میرے بھائیو! آؤ ہم اپنی آزادی کی حفاظت میں اپنی جان دیدیں۔ ہمارے مادری زمین سے جو خاک ہمارے جسموں کے بنانے کے لیے نکلی تھی پھر اُسی میں مل جائے۔ اگر ہم میں سے کسی کو گوشۂ قبر بھی نہ نصیب ہو تو کچھ پروا نہیں۔ جنت اُس کو اپنی گود میں لے لے گی۔ شرفا و شیوخ غرناطہ اگر اس بہادری سے اپنے ملک کی حفاظت میں اپنی جانیں دیدیں گے تو اگر اُن کی اس بہادری کو کوئی شخص نامناسب کہے گا تو وہ خدا کا گنہگار ہوگا۔"

موسیٰ اتنا کہہ کے خاموش ہو گیا۔ مگر افسوس وہ تمام لوگ جو گرد بیٹھے ہوئے تھے وہ بھی خاموش ہی رہے۔ آخر موسیٰ کا دل ٹوٹ گیا۔ اور تمام شیوخ۔ علما۔ امرا۔ اور ارا کین دولت جو بیٹھے ہوئے تھے اُن کی پست ہمتی اور بے عزتی گوارا کر لینے کو دیکھ کے اُسنے اُن کی طرف سے پیٹھ پھیر لی۔ اور بڑی ناامیدی۔ بڑی شکستہ دلی۔ بڑی حسرت و مایوسی کے ساتھ قصر حمرا سے نکل کے چلا گیا۔ اور محل شاہی کو اُسی بے عزتی کے سکوت میں چھوڑ گیا۔

بہادر موسیٰ بن ابیل الغسانی کی نسبت مورخین کی زبانی اتنا حال اور معلوم ہوا ہے کہ یہاں سے سیدھا وہ اپنے گھر گیا۔ اسلحہ سے آراستہ ہوا۔ اپنے گھوڑے پر سوار ہوا۔ اور شہر غرناطہ کے باب البیرا سے نکلا چلا گیا۔ اس کے بعد نہیں معلوم کہ کیا ہوا اور کہاں گیا۔ خدا جانے زمین کھا گئی یا آسمان کھا گیا کہ پھر اس کی صورت نہ نظر آئی۔

کے جانے کے بعد دیر تک دربار مین سناٹا رہا - آخر وزیر نے کہا "اب خوف ہے
کہ موسیٰ نے جو جوش پیدا کر دیا ہے اسکی وجہ سے بلوہ ہو جائے - لہذا مناسب ہے
کہ شاہ کیسٹل کو اطلاع کی جائے کہ وہ فوراً شہر غرناطہ پر قبضہ کرے - تاکہ جو کچھ خرابی ہو
اسی کے زمانے مین ہو" شاہ کیسٹل نے فوراً منظور کر لیا -

بد نصیب شاہ محمد ابو عبداللہ الزغیر نے حکم دیا کہ دوسرے روز صبح تڑکے آسکے نام
خزانہ فرمایا اور کل متعلقین پو پھٹتے ہی شہر جھیدرک سے چلے جائین - اور الفشارا اس کا
مستقر لین - اور ایک وزیر ابن کمبرہ اس خدمت پر مامور ہوا کہ شہر پر عیسائیون
کا قبضہ کرا دے -

آخر کی بد نصیب گھڑی آپہونچی - محمد ابو عبداللہ الزغیر سوار ہوا - اور فوراً طبل و کوس
اور تمام جنگی باجون کی آواز کان مین آئی جس سے معلوم ہوا کہ شاہ کیسٹل غرناطہ
کی جانب بڑھا چلا آتا ہے - شاہ ابو عبداللہ اپنے پچاس سوارون کے ساتھ
استقبال کو نکلا - جب دونون بادشاہون کا سامنا ہوا شاہ ابو عبداللہ نے گھوڑے
سے اترنے کا قصد کیا مگر شاہ کیسٹل نے اس ارادے سے باز رکھا - آخر ابو عبداللہ
نے بڑھ کے شاہ کیسٹل کے داہنے ہاتھ پر بوسہ دیا اور نہایت غمگین لہجے مین
یہ الفاظ زبان سے نکالے :-

"اے قوی اور طاقتور بادشاہ - ہم اب تیری رعایا ہین - یہ شہر اور تمام
ملک ہم تیرے سپرد کرتے ہین - کیونکہ خدا ہی کی یہ مرضی ہے - ہمین یقین ہے
کہ تو رعایا کے ساتھ شریفانہ اور فیاضانہ برتاؤ رکھے گا"

یہ کلمات سن کے شاہ کیسٹل پر ایسا اثر پڑا کہ بولا "حسب اقرار شاہ ابو عبداللہ کے
قبضہ مین رہتے اُن پر کئی اور شہر اضافہ کر دیے اور تسلی دلا کے کہا کہ "آپ جائیے
اور اطمینان سے ان مقامات پر حکومت کیجیے" ابو عبداللہ نے شکریہ ادا کیا
غرناطہ کی قسمت شاہ کیسٹل کے ہاتھ مین دی اور اسکی عمارتون کو حسرت آلود
نگاہون سے دیکھتا ہوا الفشارا اس کی جانب روانہ ہوا -

ابو عبداللہ اس کے بعد نہایت غم و اندوہ کی حالت مین رہا کرتا تھا - اور اپنی
بدبختی آنکھ سے دیکھی نہین جاتی تھی - یہ غم اس حد تک ترقی کر گیا کہ وزیر

وزیر یوسف ابن تیزہ سے دیکھے نہ گئے۔ اُس نے رائے دی کہ جس قدر [illegible]
آپ کے پاس باقی ہیں ان کی حکومت آپ شاہ کیسٹل کے ہاتھ بیچ دیجیے اور
افریقہ میں چل کے قسمت آزمائی کیجیے۔ اسی رائے پر عمل کیا گیا۔ اور [illegible]
مقامات جو ابو عبداللہ کے قبضہ میں تھے اُن کو شاہ کیسٹل نے اسی ہزار ڈکاٹ
(ایک سونے کا سکہ) پر خرید لیا۔ اور شاہ ابو عبداللہ نہایت رنج و حسرت سے افریقہ
میں آ گیا۔

یہ پہلا کارنامہ تھا جس نے مسلمانوں کو اسپین سے باہر کیا۔ اور آٹھ سو برس کے
بعد یہی روز تھے بعد "اللہ اکبر" کی آواز اس ملک میں ایسی مفقود ہوئی کہ پھر
نہیں سنی گئی۔ اگرچہ شکستہ دیواروں پر یہ لفظ لکھا ہوا اکثر جگہوں پر اب تک
نظر آ جائے گا۔

قدردانِ دلگداز

آپ جس ذوق و شوق سے اپنے قومی رسالہ دلگداز کے صفحات پڑھا کرتے ہیں وہ
ہمارے حوصلہ اور ہماری آرزوؤں کو نہایت بڑھا رہے ہیں۔ مگر ہم ان سے اور آپ سے
شوق اور عزت افزائی کی نظر سے ملاحظہ فرماتے ہیں۔ [illegible] ایک باقاعدہ اور
حیثیت سے بھی ملاحظہ فرما لیا کیجیے کہ آپ کا یہ قومی پرچہ کس حالت پر چلایا جاتا ہے۔
ہمیں امید ہے کہ آپ ہماری اس ملتجیانہ درخواست کو منظور فرمائیں گے۔ ہمارے
بہت سے احباب کے ذمہ گذشتہ وقت اور دو دو تین سال کی رقم باقی ہے مگر وہ کبھی
اس جانب توجہ نہیں کرتے کہ اُن کے ذمے کچھ باقی ہے۔ براہ مہربانی متوجہ
ہوں اور اپنا حساب اس پرچے کے دیکھتے ہی بیباق کریں۔ ملک کی عام حالت چاہے
جیسی ہو مگر دلگداز کے مشتاقوں کو ایسا ہونا چاہیے کہ اُن کے ذمے [illegible] پیسہ
باقی ہو۔

آپ کا خادم
منیجر دلگداز

دلگداز

نمبر ۷ بابت ماہ جولائی ۱۸۹۹ء جلد ۳

باہتمام

خادم قوم محمد عبد الحلیم شرر مہتمم ”دلگداز“

دلگداز پریس میں چھپکر

لکھنؤ جھوائی ٹولہ سے شائع ہوا

ضوابط

۱۔ دلگداز کوشش کرتا رہے گا کہ اردو میں ایک نئی روح پھونکے اور اسکے جذبات ابھار سکے اسکے ذریعے سے اعلےٰ رنگ سے لٹریچر کے شوق نے یا کبھی کبھی نازک اور نئے خیالات ظاہر ہوا کریں۔

۲۔ ہر انگریزی مہینے میں ایک نمبر شائع ہوا کرے۔

۳۔ قیمت عام سے دو روپیہ سال مع محصول اور روسا سے ۵ روپیہ سال والیان ملک سے دس۔ بے وصول قیمت سالانہ پرچہ نہ روانہ ہوگا نمونہ کے لیے ۴ ٹکٹ بھیجنا چاہیے۔

۴۔ اشتہارات ۴ سطر کے حساب سے درج ہونگے۔ زیادہ کے لیے خط و کتابت سے فیصلہ ہوگا۔

۵۔ جواب طلب خطوط کے لیے ٹکٹ یا جوابی کارڈ آنا چاہیے۔

المشتہر محمد عبد الحلیم شرر مہتمم دلگداز

جہانگیر

شکسپیر کے مشہور ہملٹ کا ترجمہ جس کے ذریعے سے جناب منشی محمد امتیاز علی صاحب بی اے نے اپنی اعلیٰ لیاقت کو ظاہر کیا ہے۔ اور ترجمہ کو نام لیکر نہایت بامحاورہ سلیس اور فصیح اردو ملک کے سامنے پیش کی ہے بہت سخت ضرورت ہے کہ موجودہ مذاق کا ہندوستان اس کتاب کو ضرور دیکھے۔ یہ کتاب نہایت عمدہ کاغذ پر اور بہت خوشنمائی کے ساتھ چھاپی گئی ہے۔ علاوہ ٹائیٹل کے سو صفحہ پر تمام ہوگئی ہے قیمت مع محصول ڈاک ایک روپیہ۔ نقد یا ویلیو پے ایبل کے ذریعہ مشتہر کے نام آئیں۔

المشتہر محمد امداد علی لکھنؤ ڈاکخانہ امین آباد

البرٹ بل

نیا ڈرامہ ۔ [illegible] ناٹک جس [illegible] کا قصہ جس میں البرٹ بل کی پوری ابتدائی کیفیت اس کی وجہ جو ترقی سیویلین کونسل کی رہتے ہیں ۔ یورپین کی مخالفت اور جتنا شور انگلو انڈین کی ہوا دیا ۔ دربار ۔ انگلش [illegible] مستقل اور شورش گورنمنٹ کی کوششیں ۔ اور اہل ہند کی دل آزادی یا وائسرائے کی کریم النفسی اور فیاضی ۔ نایاکی و وفاداری کی اور نمک حلالی ۔ انگلش مین [illegible] کا غصہ ۔ بعض ہندوستانی نمک حراموں کی خوشامد باتوں سزا ۔ اور بل کے آخری فیصلہ کو بڑے مذاق اور ظرافت کے مختلف سین میں نہایت سلیس اور اردو بامحاورہ زبان میں کہا ہے۔ قیمت ۱۰ مع محصول۔

المشتہر مہتمم دلگداز

فیروز گلنار

خاص شکسپیر کے مشہور ناٹک رومیو جولیٹ کا ترجمہ عشق کی امنگ کا پورا چربا ۔ جس کی زبان کی پاکیزگی ۔ محاورات کی شستگی بول چال کا بیانہ ترین دیکھنے سے تعلق رکھتا ہے۔ یہ پہلا ڈراما ہے جو اردو میں اس خوبی سے ترجمہ ہوا ۔ قیمت مع محصول ڈاک ۱۲

آزاد

ملکی معاملات اور عام ترقی کا آئینہ پولیٹکل اور سوشیل خیالات کا [illegible] اردو زبان دانی کا اعلیٰ نمونہ ناظرین پرچے نمونہ [illegible] کر سکتے ہیں سالانہ قیمت عام [illegible] خواص [illegible] خریداری [illegible] مالک اخبار آزاد کے نام آنا چاہیے۔

[illegible] بستی [illegible] دو
[illegible] [illegible]

[illegible] شعر [illegible] ہندوستان [illegible] فارسی کا مذاق سمجھا جاتا [illegible]
[illegible] اسکی افضات سے پیچیدہ [illegible] [illegible]
[illegible] خود خاک ایک شعر [illegible] [illegible]
[illegible] میرزا کے شوق [illegible] باغوں [illegible] ایک
[illegible] اور بعض کے اپنے واد الکلام [illegible]
[illegible] میرزا نوشہ [illegible] کا [illegible] باقی تھا۔
[illegible] بالکل [illegible] کیا۔
[illegible] دیکھیے تو [illegible] کس لطف [illegible] ذوق میں ڈوبا ہوا ہے۔
[illegible] کی بلند پروازی ہے [illegible] صرف ایک واقعہ نظم کر دیا ہو
[illegible] اس [illegible] اور انتہائی رندانہ مشربی کی آنسو آنکھوں سے
[illegible] کا صرف یہ سبب ہے کہ [illegible] دکھانے میں
کامیابی حاصل ہوگئی ہے [illegible] وجہ ہے جو اثر اس واقعہ کا اصلی حال دیکھ کر [illegible]
[illegible] پڑ جاتا ہے جو اس شعر کو [illegible] سے پڑھتا ہے۔
[illegible] شعر کا قصہ [illegible] اسی قدر [illegible] کہ اس سے
[illegible] جاتا۔ لہذا میں نے اپنا ایک ہاتھ اس [illegible] پیدا ہے [illegible]
[illegible] ادائیں میرے دل پر ایسا اثر کر رہی ہیں [illegible] ہاتھ [illegible]
ہاتھ میں نے [illegible] رکھ لیا ہے۔ [illegible] مذاق [illegible] کو تو کچھ مزہ آیا
[illegible] رندانہ [illegible] یا شہوت پرستی کا الزام دیں تو [illegible] عیب [illegible] پاکباز
[illegible] یا آزاد مشرب رندوں سے پوچھیے کہ یہ شعر سنکے انکے دل پر کیا گذر گئی۔

پاکباز صوفی بھی مضمون کو خدا جانے کہان سے کہان کھینچ لے جایا کرتے ہین۔ اگرچہ ایسے
ذوق سلیم اور رنگین طبیعت کی ہم بھی داد دیتے ہین۔ مگر اسکے ساتھ یہ بھی کہین گے
کہ وہ اپنے لطف کے لیے اس شعر سے وہ ظاہری معنے ہرگز نہ مراد لین گے جو ہمارے
خیال مین ہین اور ہماری سوسائٹی کو مزہ دیجاتے ہین۔ وہ تو توحید کے اصول کیطرف
لیجائین گے۔ اور سینکڑون نکات پیدا کر کے اس شعر کو ایک بڑی شرح کا متن بنا دینگے
ہان اپنے اصلی ظاہری جذبات کے ساتھ یہ شعر جن لوگون پر اثر کرے گا وہ ہم سے بیباک
وبیقرار آزاد مشرب رند ہین۔ انہین معلوم ہے کیا کیا یاد آگیا ہوگا۔ ہماری سوسائٹی
کے خاص خاص دوست اس شعر کو غور سے پڑھین تو انہین خود اپنی زندگی کے خدا جانے
کون کون پر حظ اور پر ایا عیش واقعات یاد آجائین۔ جس نے کسی بدمست پریوش کے
نازک جسم کا جوش سرور مین نسیم سے جھونکون کے ساتھ جھومنا دیکھا ہے اور خرام نازسے
محشر بپا کر دینے والون کے پیارے پیارے پاؤن کی لغزشین جسکی نظر سے گذری ہین
وہی سمجھ سکتا ہے کہ شاعر کتنا رنگ مین ڈوبا ہوا ہے۔ اور حسن کی داد دینے والے کس نظر
نگاہ سے اس نے اس پیاری ادا کو انتخاب کیا ہے۔

سادی طبیعت والے بے حظ اور بے حس کیا جانین کہ دلربا مستانہ حرکتون کے ساتھ
دوپٹے کے نازک اور ہلکے آنچل جب ادھر ادھر لٹک پڑے ہون گے تو جان
نثارون کے دل پر کیا گذر گئی ہوگی۔ ہائے کیا پیارا سمان دکھایا ہے۔ جنہین اپنے
حسن پر غرور تھا جوش مستی مین خود فراموش ہوگئے ہین۔ جو اپنی جوانی پر ناز کر رہے تھے
اور اپنے ابلے پڑتے ہوئے شباب پر خود فریفتہ ہوے جاتے تھے انہین نشۂ بادہ گلرنگ نے
بیخود بناکر ایسا منکسر المزاج کر دیا ہے کہ قدم قدم پر گرے پڑتے ہین۔ کوئی تو الگ بیٹھا ان
مستانہ ادائون سے لطف اٹھا رہا اور کسی کو پیاری صورت کے گرگر پڑنے پر ترس آگیا
تو لپک کے پیارے گورے گورے ہاتھ ہاتھون مین لے لیے اور سنبھالنے لگا کہ خدا
نخواستہ ابھی دلدادہ عاشقون کے دل کی طرح کہین گر نہ پڑین۔ جوش سرور کی
بے تکلفی مین کالے کالے بالون کا جوڑا کھل گیا ہے۔ زلفین چاند سے چہرے پر شب تار
کی طرح بکھر گئی ہین۔ نشہ کے جھونکون اور مستانہ لغزشون مین پیارے جھکتے ہوئے
قد کے ساتھ زلفین بھی ادھر ادھر جھک پڑتی ہین۔ ان ادائون نے اس سنبھالنے والے

[illegible] کا اثر لیا کہ دل بیتاب سینہ میں تڑپا اور چلا کہ اُٹھ کر پہلو میں الجھ کے [illegible] آس [illegible] رفتہ دل کے سنبھالنے کے لیے اُس نے دونوں ہاتھ سینہ پر رکھ [illegible] لیے [illegible] اسی عالم میں اُس کی زبان سے نکلا ہے

[illegible] بیمار [illegible] بدست [illegible] دل [illegible] کہ دل از دست می رود

[illegible] نگاہ [illegible] عاقبہ ماہوش کی [illegible] عجب [illegible] صحبت ہوتی ہے [illegible] باتیں [illegible] گھڑی بھر میں [illegible] جاتی ہیں - اور اُن کی جگہ [illegible] خیال [illegible] ہوتی ہے [illegible] انہیں لوگوں [illegible] جوان [illegible] ہیں - تاہم صحبتوں کا قاعدہ ہے کہ [illegible] قسم کی برہمی [illegible] صحبتیں [illegible] کم [illegible] باتیں [illegible] زیادہ [illegible] لطف ترقی کرنے لگا [illegible] جاتی [illegible] مرتبہ پر آ جاتی ہے - یہ [illegible] آفت جان [illegible] ہے [illegible] دن میں خدا اُن پر رحمت کرے [illegible] مرحوم فرماتے ہیں [illegible] خیر اُن صحبتوں سے ہمیں کیا غرض مگر اتنا ضرور کہیں گے [illegible] جام [illegible] زیادہ اثر سے عمدہ زیور آج تک دنیا میں [illegible] عشق [illegible] گوری رنگت [illegible] گالوں کی اصلی سرخی کا [illegible] پیدا ہو جانا - اور حسین ناز اور گلابی رخساروں [illegible] کا چمک اُٹھنا - پاؤں کی وہ بے اختیاری کی لغزشیں - اور خود رفتگی [illegible] کے ساتھ وہ خود فراموشی کی پیاری پیاری باتیں ایسی نہیں ہیں کہ انسان [illegible] دل پر قابو رکھ سکے -

[illegible] باتیں [illegible] جب نگار [illegible] تک [illegible] ہاتھ پہنچایا ہوگا تب ناز پر غصہ کی شکنیں [illegible] ہونگی - [illegible] جھلا کے ہاتھ جھٹک دیا ہوگا - یہ وہی ہیں کہ کبھی کسی کو اپنی [illegible] وقت ہی نہ دیتے تھے - ادھر [illegible] سینہ صاف سے سرکا اور انہوں نے آنکھ [illegible] سنبھال لیا - ادھر جوڑے کی بندش ذرا ڈھیلی پڑی اور انہوں نے پھرتی سے [illegible] باندھ لیا - یا آج عالم بیخودی [illegible] نگاہوں کی کوئی انتہا ہے - بال [illegible] توبلا [illegible] اور سینہ صاف [illegible] شانوں پر زلفوں کے نشان [illegible] ہیں

تو کچھ پروا نہین ۔ ورحسن کا پردہ دار دوپٹہ سر کے کہان سے کہان ہو رہا ہے تو اس کا بھی خیال نہین اس بے تکلفی کی کوئی انتہا ہے ۔

اس مین شک نہین کہ نشۂ صہبا پر یوشون یا ہر طبیعت مین وہ دلربا عالم پیدا کر دیا کرتا ہے جو ہر حالت مین اور ہر موقع پر مزے سے خالی نہین ہوتا ۔ غور سے دیکھیے نو عمر کا زمانہ جو جسے شباب کہتے ہین اور موسم کا وہ وقت جب رہ رہ کے دلون مین خود فراموشی کی گدگدی ہونے لگتی ہے جسے بہار کا لقب دیا گیا ہے ان مین بھی وہی کیفیت پائی جاتی ہے جو کہ گلگون کے اثر سے نمایان ہوئی ہوگی ۔

نوجوانون کی وہ بے تکلفی جب جوش جوانی اُنھین کسی حالت پر قرار نہین لینے دیتا اور خود بخود روز کسی نہ کسی نئے پہلو سے ظاہر ہونے لگتی ہین ۔ کبھی تو شاہد پرستی کے جذبات غالب آگئے اور کبھی بے پروائی اور خود فراموشی اس درجہ ترقی کر گئی کہ کسی کا کچھ خیال نہین ۔ اس سے زیادہ لطف اس مقام پر نظر آتا ہے جہان نسیم سحر کے جھونکون سے نوجوانان چمن جھومنے لگتے ہین ۔

الغرض جوش مستی کا نمونہ جہان نظر آجاتا ہے مزہ دے جاتا ہے ۔ پیر مےفروش کی صحبت برہم جس لطف اور بے تکلفی کی خبر دیتی ہے وہ اگر اور کہین نظر آئیگی تو وہین جہان اسی قسم کے جوش کے نمونے نظر آجایا کرتے ہین ۔ بگڑی اداؤن کا مزہ کوئی اُن دلون سے پوچھے جو حسن و عشق کی دنیا مین ہر چیز کی سیر کر چکے ہین ۔

برسات مین یہ کالے کالے بادل جو بے ترتیبی اور سراسیمگی سے جھومتے ادھر ادھر چلے جاتے ہین ۔ اندھیری راتون کے یہ جگمگاتے تارے جو سطح فلک پر کسی آشفتہ مزاج ماہ لقا کے اُترے زیور کی طرح جا بجا بے تکلف بکھرے پڑے ہین ۔ قدرتی سبزہ زارون اور باغبان قدرت کے لگائے ہوئے باغون مین چھوٹے بڑے درخت جو بے قرینہ ایک بے تکلفی کے ساتھ ادھر ادھر پھیلے ہوئے ہین ۔ اور اس طرح کہ کوئی سر اُٹھائے کھڑا ہے تو کوئی سربسجود ہے ۔ کوئی محو حیرت ہے تو کوئی جھوم رہا ہے ۔ کوئی فرش زمین پر محو خواب ہے تو کوئی زلف پریشان یا پر آرزو بانہون کی طرح دوسرون سے لپٹا ہوا ہے ۔ کسی طرف دو چار جھوم جھوم کے ایک دوسرے سے بغلگیر ہوتے ہین ۔ اور کسی جگہ پہاڑیون سے آنے والی پاکیزہ چشمون کے لہراتے شفاف پانی کو کسی کی پرچین جبین تصور کر کے

تھی جھک جھک کے جھوم رہا ہے۔ یہ سب ایسی بے تکلف صحبتیں ہیں کہ وہ ان مزاج والوں کے ذہن میں خود فراموشی کا ذوق پیدا ہو گیا ہے اور کہیں نہ نظر آئیں گی۔

ان لوگوں کی خود فراموشی زمانے کو یاد ہو گی جو ایک سادہ اور بے تکلف مزاج سے کے ۔۔۔ تھے ۔۔ جنہوں نے دنیائی پر تکلف اور آراستہ صحبتوں کو بڑی بے تعجبی کی نگاہوں سے دیکھا تھا۔ غور سے دیکھیے تو وہ ملک بھی ان دنوں اسی قسم کا ایک ۔۔۔ تھا جسکی آبیاری قدرت کے سوا کسی کو کرنا نہیں نصیب ہوئی تھی۔ اسلام ۔۔۔ سادگی کے سین اور اسی بے تکلف دنیا سے نکل کے زرخیز سرزمینوں اور آراستہ معاملوں میں پہونچا۔ زمانے کی رفتار اور تقدیر کے انقلابات نے اس بے تکلف صحبت کے لوگوں ۔۔۔ میں تکلفات عالم کا مزہ پیدا کر دیا جو اصلی فطرت سے بہت ہٹ ہوا تھا۔ تواریخ سے معلوم ہو سکتا ہے کہ یہی بے تکلف صحرائی نسل ابتدا میں کیسی سادی طبیعت رکھتی تھی اور دو سو برس بعد اس میں تکلفات کس انتہائی درجہ کو پہونچ گئے تھے۔ خلافت راشدہ کے مقابل میں عباسیہ خلافت کو لا کر قائم کیجیے تو معلوم ہو کہ دنیاوی تکلفات کس حد کو پہونچ گئے تھے۔ لوگوں نے دولت اور عشرت کو بھی ایک قسم کا نشہ مانا ہے اور فی الحقیقت ایک حد تک یہ صحیح بھی ہے۔ دولت و عشرت سے جو بیخودی انسان پر طاری ہو جاتی ہے اس سے کبھی وہ مجنونانہ حرکات ظاہر ہو جایا کرتے ہیں جو مے گلگوں سے بھی یہ مشکل ظاہر ہوتے ہوں گے۔ آخر خلافت اسلام پر یہ نشہ اب سوار ہوا کہ ان کی بیخودیاں ۔۔۔ زمانے کو ہمیشہ یاد رہیں گی۔ اسلامی تاریخ کے پچھلے فرمان رواؤں ہی پر نہیں ہر رئیس اور ہر امیر نے بادۂ عشرت کے نشہ میں بدمست ہو کر ایسے ایسے ۔۔۔ ہیں کہ اس حالت کے بعد بے حس و حرکت ہو کے گر پڑنا لازمی تھا۔

۔۔۔ کہا ہے بانی اسلام نے کہ "ہر نشہ والی چیز حرام ہے"۔ یہ بدمستیاں جب تک ۔۔۔ تھیں تو ان میں ایک مزہ پیدا کرنے پر محدود رہیں غنیمت تھیں کیونکہ کوئی ظاہری دنیاوی ضرر نہیں محسوس ہوتا تھا۔ مگر اخیر میں تو یہ قیامت ہو گئی کہ اپنا ہوش اور اپنے نیک و بد کا بھی خیال نہ رہا۔ آج ہمدردان اسلام نے خدا جانے کب کے بدمست ۔۔۔ قوم کو ہمت کے بازوؤں سے اٹھایا ہے تو یہ عالم ہے کہ ہاتھ کے سہارے ۔۔۔ بھی بہ مشکل ٹھہر سکتے ہیں۔ ذرا ذرا میں لغزش ہوتی ہے اور قدم قدم پر گرے پڑتے ہیں

اور اُن کی یہ عبرت ناک حالت دیکھ کے وہ اُٹھانے والے ہمدرد اور بیتاب ہوتے جاتے ہین - بار بار بے صبری کے جوش مین اُن کی زبان پر یہی شعر جاری ہے کیونکہ خود اِس کا نمونہ ہو رہے ہین - ؎ دستے دہم بیار کہ بدست امے رود دستے بدل نہم کہ دل از دست مے رود -

جاہلیت کا شجاعانہ عشق

عرب کی جُرأت اور بہادری کے نمونے مورخین نے بہت دکھائے پھر بھی بعض ایسے واقعات ہین جن کو سُن کے اب بھی لوگون کو ایک نئے قسم کی حیرت ہو جائے گی۔ اُن لوگون مین دو باتین قیامت کی تھین - ایک شجاعت دوسرے وفاداری اور راستبازی۔ جہان خود شجاع تھے وہان کسی دوسرے بہادر کی قدردانی اور احسان مندی مین بھی اُنھون نے اپنے آپ کو سب سے اعلے اور افضل ثابت کر دیا ہے -

ایک روز حضرت رسولؐ کے دوسرے جانشین حضرت فاروق رضی اللہ عنہ کے بےتکلف اور سادے دربار مین چند صحابہ جمع تھے جنہین تعلیم نبوت نے انتہا درجہ کا سادہ مزاج اور خدا شناس بنا دیا تھا - اُنھین مین ایک عمرو بن معدی کرب زبیدی بھی تھے عمرو بن معدی کرب بڑے مشہور شجاع اور نامی شہسوار تھے - اور لوگون مین تو حضرت رسولؐ کی تعلیم نے جوش پیدا کر دیا تھا مگر یہ ایسے شخص تھے جنکی شجاعت اور شہسواری کی جاہلیت مین بھی دہوم تھی - اور بعد ظہور نیر اسلام ایران اور شام و مصر کے اکثر میدانون مین انکی تلوار کی چمک نے انھین اورون سے زیادہ ممتاز ثابت کر دیا تھا - اور سن رسیدگی اور تجربہ کاری کی وجہ سے اکثر صحابہ ان کی تعظیم کرتے تھے -

باتون باتون مین حضرت عمرؓ نے عمروؓ بن معدی کرب سے کہا " اکثر معاملات مین تمہارے تجربے بڑھے ہوئے ہین - بتاؤ اپنی زندگی مین تم نے سب سے زیادہ بزدل سب سے زیادہ مکار سب سے زیادہ شجاع کس کو پایا ؟ "

عمرو بن معدی کرب کہنے لگے " مجھے بہت لوگون سے ملنے کا اتفاق ہوا ہے مگر واقعی بعض اتفاقات ایسے پیش آئے ہین کہ جب مین اپنے حالات پر غور کرتا ہون سب کے پہلے وہی یاد آجاتے ہین -

ان دنوں میری زندگی تاخت و تاراج میں گذرا کرتی تھی اور میرے خاندان کی اسی پر بسر تھی - علاوہ ازیں میری شجاعت ایسی مشہور ہو گئی تھی کہ میرا نام سُن کے لوگوں کے حوصلے پست ہو جایا کرتے تھے - اور کسی کو مقابلہ کی جرات نہ ہوتی تھی - اسوجہ سے اپنی کوششوں میں میں کامیاب بھی زیادہ تھا - ایک دن اسی غرض سے نکلا - اور کسی آنے جانے والے مسافر کی جستجو میں چلا جاتا تھا کہ دیکھا ایک جگہہ ایک گھوڑا کھڑا ہے اور اس کے برابر زمین پر نیزہ گڑا ہوا ہے - اور نیزہ کے قریب ہی ایک شخص زمین پر بیٹھا ہے میں ہیبت سے اس شخص کے قریب پہونچا اور کہا "سنبھل جا کہ تیرا قاتل آپہونچا" وہ پوچھنے لگا "اچھا یہ تو بتاؤ تم کون ہو؟" میں نے کہا "عمرو بن معدی کرب زبیدی" بس اتنا سنا تھا وہ شخص سہم کے زمین پر گر پڑا دیکھا تو بیجان تھا - امیر المومنین - اس سے زیادہ کون بزدل ہو سکتا ہے؟ یہ شخص تو مجھے اپنی عمر میں سب سے زیادہ بزدل نظر آیا - اب جسے میں نے سب سے زیادہ مکار پایا اُس کا حال سنیئے"

"میں ڈکیتی کی نیت سے اور ایک بار چلا - جاتے جاتے ایک مقام پر دیکھا کہ اسی طرح نیزہ گڑا ہے گھوڑا بندھا ہوا ہے اور کوئی شخص دور بیٹھا ہوا پیشاب کر رہا ہے - میں نے فوراً گھوڑے کو ایڑ لگائی اور پاس جا کے اسی طرح ڈپٹ کے کہا "سنبھل جا کہ تیرا قاتل آپہونچا"

اس شخص نے میرا کچھہ خیال نہ کیا بلکہ کہا "کیا سچ مچ مجھ سے لڑو گے؟"

میں نے "اب یہ سمجھ لے کہ یہ تلوار تیرا کام تمام کیا چاہتی ہے"

وہ "ہوں - تمہارا نام کیا ہے؟"

میں "عمرو بن معدی کرب زبیدی"

وہ "آہاہ! تم ہو؟ مگر یہ تو انصاف نہیں ہے"

میں "کیوں؟"

وہ "میں - پاپیادہ اور تم سوار! اگر جرات اور بہادری سے لڑنا چاہتے ہو تو قسم کھاؤ اور عہد کرو کہ جبتک میں گھوڑے پر نہ سوار ہو لوں تم میرے مقابلہ کا ارادہ نہ کروگے"

میں نے قسم کھائی اور پختگی سے اقرار کیا کہ جب تک تم سوار نہ ہو لوگے ہرگز نہ لڑونگا - یہ سن کے وہ شخص اٹھا اور گھوڑے کے قریب آ کے اطمینان سے بیٹھ گیا -

مین ۔" یہ کیا ؟"
وہ ۔" نہ گھوڑے پر سوار ہون گا اور نہ لڑائی کی نوبت آئے گی۔ اور اگر تم خلاف عہد کروگے تو تمہین خود ہی معلوم ہوگا کہ بد عہدی کا کیا انجام ہے"
اے امیر المومنین ۔ مجھے سوا اسکے کچھہ نہ بن پڑا کہ اُس کو چھوڑ کے مین نے اپنا راستہ لیا۔ اس شخص سے بڑہکر کوئی مکار اور فقرہ باز آج تک میری نظر سے نہین گذرا۔ اب اُس کا حال سنیے جسکی شجاعت آج تک میرے دل مین نقش ہے۔
اسی رہزنی کے لیے مین نے اور ایک دفعہ صحرا کی راہ لی۔ جاتے جاتے اُس موقع پر پہونچ گیا جہان اکثر تاخت وتاراج کیا کرتا تھا۔ مگر مجھے کوئی مسافر کسی طرف نہ نظر آیا۔ اسی جستجو مین مین نے اپنا گھوڑا داہنے بائین دور تک دوڑایا کہ شاید کوئی مل جائے۔ ناگہان دیکھا کہ ایک خوبصورت اور خوش رو سبزہ آغاز نوجوان گھوڑے پر سوار ہے اور میری طرف چلا آتا ہے۔ اس نوجوان سے زیادہ خوش جمال اور حسین کوئی شخص اس وقت تک میری نظر سے نہین گذرا تھا۔ یہ خوش رو نوجوان یمامہ کی طرف سے آرہا تھا۔ قریب آکے اُسنے سلام کیا اور مین نے جواب سلام دیا۔ اور پوچھا" تم کون ہو ؟"
وہ ۔" حارث بن سعد"
مین ۔" ہوشیار۔ تیرا قاتل آپہونچا"
وہ ۔" کمبخت تو کون ہے ؟"
مین ۔" عمرو بن معدی کرب زبیدی"
وہ ۔" وہی حقیر اور ذلیل ؟ قسم ہے خدا کی صرف یہ سمجھ کے چھوڑے دیتا ہون کہ تجھ سے ذلیل شخص پر کیا نیزہ اُٹھاؤن" امیر المومنین ۔ یہ سن کے مین اپنے دل مین نہایت شرمندہ ہوا۔ اور اُس کا یہ جملہ مجھہ پر انتہا سے زیادہ گران گذرا۔
مین ۔" اب اُن باتون کو رہنے دے اور سنبھل جا۔ کیونکہ تیرا قاتل مین ہی ہون۔ مین قسم کھاتا ہون کہ اب اس میدان سے ہم مین سے ایک ہی شخص زندہ بچ کے جاسکتا ہے"
وہ ۔" پھر کہتا ہون اپنی جان لے کے چلا جا۔ مین اُس گھرانے سے ہون جسمین سے کسی پہ آج تک کوئی سوار غالب نہین آیا"
مین ۔" مین بھی ویسا ہی ہون"

وہ: "اچھا تو بتا تجھے کیا منظور ہے؟ پہلے مین حملہ کرون یا تو حملہ کرے گا؟"

مین: "مین ہی حملہ کرتا ہون سنبھل"

یہ کہہ کے مین نے نیزہ مارا۔ اور مجھے یقین تھا کہ میرا نیزہ اُس کی پیٹھ توڑ کے نکل گیا ہوگا مگر وہ گھوڑے پر جھک کے اُس نے اس خوبصورتی سے میرا وار خالی دیا کہ مجھے حیرت ہو گئی اور پھر اُس نے اپنا نیزہ میرے سر پر پہونچا کے ایک ہلکا سا کونچا دیا اور کہا "اے فلانے یہ پہلا وار ہے۔ اور اگر تجھ سے ذلیل شخص کو قتل کرنا مین اپنی ذلت نہ سمجھتا تو بے شک قتل کر ڈالتا۔" امیرالمؤمنین۔ اس حملے نے مجھے اور ذلیل کر دیا۔ اور اسوقت مجھے مر جانا زندگی سے زیادہ اچھا معلوم ہوتا تھا۔ اور اسی جھنجھلاہٹ مین مین نے کہا "خدا کی قسم مرونگا کہ دونون زندہ جائین۔ ایک ہی شخص بچے گا"۔ اُس نے پھر پیشتر کی طرح پوچھا "اب کیا منظور ہے۔ مین حملہ کرون یا تم حملہ کروگے؟" مین نے وہی پہلا جواب دیکے حملہ کیا۔ اور اس مرتبہ مجھے پھر یقین آگیا کہ مین نوجوان پر قابض ہو گیا۔ مگر اُس نے بچ کے میرے سر پر دوسرا کونچا بتایا اور کہا "یہ دوسری ہوئی"۔ اب مین ذلت کے دریا مین غرق ہو گیا۔ مین پھر تیسری بار مقابلہ پر مستعد ہوا۔ اس دفعہ نیزہ خالی دیتے وقت اُس نے ایسی جست کی کہ گھوڑے کی پیٹھ پر نہ جم سکا اور زمین پر آگیا۔ مگر مین اُس پر قابو پانے کی قصد ہی مین تھا کہ وہ اُچک کے اپنے گھوڑے پر سوار ہو گیا اور پھر نیزے سے میرے سر مین کونچا بتا کے چلایا۔ "یہ تیسری ہوئی۔ اور صرف ذلیل سمجھ کے تجھے چھوڑے دیتا ہون"

مین: "نہین تو مجھے قتل ہی کر ڈال۔ تاکہ عرب کے سوارون کو میری اس ذلت کی خبر نہ پہونچے"

وہ: "مرد کا گناہ تین ہی بار معاف کیا جاتا ہے۔ اب چوتھی بار مین غالب آیا تو حقیقت مین قتل کر ڈالون گا"

امیرالمؤمنین اُس کے اس جملے سے میرے دل مین ایسی ہیبت پیدا ہوئی کہ مجھے پھر مقابلہ کی جرأت نہ پڑی۔ آخر مین اس سے کہنے لگا۔

مین: "میری آپ سے ایک غرض ہے"

وہ: "کیا؟"

مین: "مین آپ کے ساتھ رہنا چاہتا ہون"

وہ: "نہین۔ تم میرے ساتھ رہنے کے قابل نہین ہو"

[redacted]

یہ امر مجھ پر ناگوار گذرا۔ مگر میں اس کی ہمراہی پر برابر اصرار کرتا رہا۔ آخر جھلا کے کہنے لگا
جانتے بھی ہو میں کہاں جاتا ہوں؟"
میں "خدا کی قسم مجھے بالکل خبر نہیں"
وہ "میں موت کو اپنی آنکھوں کے سامنے دیکھ رہا ہوں۔ اور اس کے منہ میں جا رہا ہوں"
میں "تو میں بھی موت کے منہ میں چلوں گا"
وہ "اچھا تو چلو"
اب ہم دونوں اس مقام سے روانہ ہوئے۔ دن بھر چلے گئے۔ رات ہوئی اور ہم برابر چلے جاتے تھے جب تھوڑی رات بھی گذر گئی تو ہم قبائل عرب میں سے ایک قبیلہ کے قریب پہنچے۔ وہاں نوجوان میری طرف دیکھ کے کہنے لگا "اے عمرو۔ وہ موت اسی قبیلہ میں ہے۔ اب یا تو تم میرا گھوڑا روکو میں اس قبیلہ میں جا کے اپنی مراد حاصل کر لاؤں۔ اور یا میں تمھارا گھوڑے کو روکے ہوں تم جا کے میرا مطلب پورا کر لاؤ"
میں "نہیں آپ ہی جائیے۔ کیونکہ میں بالکل ناواقف ہوں۔"
یہ سن کے اس نے اپنے گھوڑے کی باگ میری طرف اچھال کے پھینک دی اور چلا گیا۔ امیر المومنین اسوقت خدا کی قسم میں اسکا سائیس بننے پر راضی ہو گیا۔ نوجوان جاتے جاتے ایک خیمہ میں گیا اور اس میں سے ایک پری جمال نازنین لڑکی کو لیے ہوئے نکلا جس کے حسن و جمال اور نزاکت و لطافت اور ناز و ادا نے مجھے دیوانہ بنا دیا۔ خلاصہ یہ کہ ان آنکھوں نے اس نازنین سے زیادہ حسین آج تک کسی کو نہیں دیکھا۔ نوجوان نے اس نازنین کو ایک اونٹنی پر سوار کرایا اور چلا کے مجھ سے کہنے لگا "اے عمرو۔ یا تو کہو میں اونٹنی کی مہار لے کے چلوں اور تم ادھر ادھر لوگوں کو دیکھتے اور میری حفاظت کرتے چلو۔ اور یا تم مہار ہاتھ میں لو۔ اور میں تمہاری حفاظت کرتا چلوں؟"
میں "میں اونٹنی کو لے کے چلوں گا۔ آپ میری حفاظت کرتے چلیے"
نوجوان نے اونٹنی کی مہار میرے ہاتھ میں دی اور ہم سب روانہ ہوئے۔ یہاں تک کہ چلتے چلتے صبح ہو گئی۔ صبح کو نوجوان میری طرف متوجہ ہوا اور کہنے لگا "عمرو"
میں "جناب"
وہ "ذرا پھر کے دیکھو کوئی آتا تو نہیں ہے"

...ے دیکھا تو چند شتر سوار لپکے چلے آتے تھے - اُس نے کہا "مجھے کچھ شتر سوار آتے دکھائی دیتے ہیں"

...: "تو اب چلنے مین جلدی کرو" یہ سنکر وہی بولا "اچھا دیکھو تو کتنے ہین"

...نے دیکھکے کہا "صرف چار یا پانچ شخص ہین"

...: "اچھا بڑھے سوے چلو" اور تھوڑی دیر کے بعد اونٹون کے پاؤن کی آواز سننے لگا - آواز ... پاس آنے لگی تو اُس نے کہا "اے عمرو تم رستہ چھوڑ دو اور داہنی طرف جاکے ٹھہرو - ...اور اپنی اونٹنی کا منہ رستے کی طرف کرو اور بیٹھ رہو اسطرف"

...نے ایسا ہی کیا - اور وہ خود بائین طرف جا کے ٹھہرا - اتنے مین لوگ آگئے - اب دیکھا تو ... آدمی تھے - دو جوان اور ایک دیرینہ سال بوڑھا - بوڑھا تو لڑکوں کا باپ تھا - اور وہ دونون اُس کے بیٹے تھے - اُنھوں نے قریب آکے سلام کیا - اور بڑھے نے کہا "لڑکی ہمارے حوالے کر دو"

نوجوان نے "یہ تو نہ ہوگا - اور نہ مین لڑکی کو اس لیے لایا ہون"

بڈھے نے اپنے ایک بیٹے کی طرف اشارہ کیا اور کہا "تم مقابلہ کو نکلو" وہ اپنا نیزہ لیے ہوے نکلا - نوجوان حارث نے رجز کے اشعار پڑھکے حملہ کیا - اور ایسا نیزہ مارا کہ پیٹھ توڑ کے نکل گیا - اب بوڑھے نے اپنے دوسرے بیٹے کی طرف اشارہ کر کے کہا "اب تم جاؤ - کیونکہ بے عزتی کے بعد زندگی بیکار ہے" وہ شخص نکلا - اور اُسکے نکلتے ہی حارث نے پھر حملہ کیا - اور ایک ہی وار مین اُسکا بھی کام تمام کر دیا -

اب ضعیف العمر شخص خود متوجہ ہوا اور کہنے لگا "لڑکی ہمارے سپرد کر دو اسی مین خیر ہے"

نوجوان نے "یہ ممکن نہین - مین لڑکی کو دینے کے لیے نہین لایا ہون"

ضعیف نے "اچھا - تم نے دونون جوانوں کو تو مار لیا - اب مین ایک بوڑھا ضعیف رہ گیا ہون - مجھ سے مقابلہ کرنا ہے تو گھوڑے سے ہم دونون اُتر پڑین اور آپس مین عہد کر لین کہ ہم دونون ایک وار کرین - جس کا وار پورا نہ پڑے اور ایک ہی وار مین وہ حریف کا کام تمام نہ کر سکے تو اُس کی جان حریف پر حلال ہو جائے - اگر میری ایک تلوار مین تیرا کام نہ تمام ہو تو تو مجھے مار ڈال - اور اگر تیری تلوار میرا کام نہ تمام کر دے تو مین تجھے مار ڈالون"

نوجوان نے (گھوڑے سے اُتر کے) ''بسم اللہ۔ آئیے میں اس شرط پر راضی ہوں"
ضعیف نے ''میرا وار بچائیے"
یہ کہہ کے نوجوان نے تلوار زور سے بلند کی اور ارادہ کیا کہ اپنے سن رسیدہ حریف کے دو ٹکڑے کر ڈالے ویسے ہی موقع پا کے بوڑھے شخص نے اپنا نیزہ نوجوان کے پیٹ میں مارا۔ نیزہ پڑا تھا کہ نوجوان کی تلوار بڈھے کے سر پر پڑی۔ اور دونوں ایک ساتھ گر کے مر گئے۔ امیر المومنین ان لوگوں کی شجاعت دیکھ کے میرے ہوش اُڑ گئے۔ اب خوش قسمتی سے دو گھوڑے اور کئی اونٹ میرے ہاتھ لگے۔ تمام اسباب یکجا کر کے میں نے اونٹوں پر لادا۔ اور اُس نازنین کے اونٹ کی مہار پکڑ کے لیچلا۔
نازنین ''مجھے کہاں لے چلے؟ میں تمہارے لیے نہیں ہوں۔ اور نہ تم میرے قابل ہو"
میں ''اب اسوقت خاموش رہو۔ باتوں کا وقت نہیں ہے"
نازنین ''نہیں۔ یہ نہیں ہو سکتا۔ اگر تم میرے شوہر بننا چاہتے ہو تو ایک نیزہ اور ایک تلوار میرے ہاتھ میں دو۔ اگر تم مجھ پر غالب آجاؤ تو میں تمہاری ہوں۔ ورنہ میں تم کو قتل کر ڈالوں گی"
امیر المومنین اُس کے خاندان کی مردانگی اور شجاعت کا میرے دل پر ایسا رعب طاری ہو گیا تھا کہ مجھے اسلحہ جنگ اُس کے حوالے کرنے کی جُرأت نہ ہوئی۔ اور میں نے پھر ٹال کے کہا ''اچھا۔ اب اس وقت چلی چلو"
نازنین ''یہ غیر ممکن ہے" اتنا کہہ کے وہ اونٹ پر سے کود پڑی۔ اور لپک میرا نیزہ پکڑ لیا۔ اور جب تک میں سنبھلوں نیزہ میرے ہاتھ سے چھوٹ گیا۔ میں حیرت زدہ تھا کہ وہ نیزہ لے کے پیچھے ہٹی اور کہا ''سنبھل"
امیر المومنین اگر میں پھرتی سے تلوار نہ نکال لوں تو اُس نے مار ہی ڈالا تھا۔ پہلے میرا ارادہ تھا کہ اُس پر حملہ نہ کروں۔ مگر جب میں نے دیکھا کہ وہ مجھے قتل ہی کیا چاہتی ہے اور اُس کا نیزہ مجھ پر کئی بار اثر بھی کر چکا تھا۔ تب کوشش سے اور ہوشیاری سے مقابلہ کرنے لگا۔ ہزار چاہا مگر وہ میرے قابو میں نہ آئی۔ آخر میری ایک تلوار ایسی پڑی کہ زخمی ہو کے گر پڑی۔ اور دم بھر میں دم توڑ کے جان دیدی۔
امیر المومنین اُس بہادر اور وفادار لڑکی کی صورت مجھے کبھی نہ بھولے گی۔ اس کا

بیارا خون آلود چہرہ جب مین خاک پر بیکسی سے پڑا ہوا دیکھتا تھا میرا کلیجہ پھٹنے لگتا تھا۔
اور سچ تو یہ ہے کہ نزدیک تو مین نے اُس دوشیزۂ عرب اور شجاع لڑکی سے زیادہ بہادر آج
تک دنیا مین کسی کو نہین پایا۔

نگار رہا ہون مضامین تازہ کا انبار
خبر کر دو مرے خرمن کے خوشہ چینون کو

"ولیبلغ الشاہد الغائب" یعنی ہمارے ناظرین یہ مضمون ان لوگون کے کانون تک بھی پہونچا دین
جنکی نظر سے دلگداز کسی وجہ سے نہ گذرتا ہو۔ دلگداز کے مضامین اُس کا رنگ برا ہو یا بھلا۔
اب ہمین تو اب یقین آگیا کہ "دلگداز" اپنے طرز تحریر اپنے پر اثر مضامین کے اعتبار سے
بہت ہی اچھا ہے۔ ہمارے لائق اور سخن سنج قدردانون کے شوق ہی سے اس امر کا
اندازہ ہوسکتا ہے۔ اگرچہ اشاعت مین بے ترتیبی ہے۔ مہینون پرچہ نہ نکلنے سے اکثر دن کو
ناامیدی بھی ہوجاتی ہے۔ لیکن پھر بھی معزز ناظرین کا شوق باوجود ان تمام بدنظمیون کے
ویسا ہی رہتا ہے جیسا خوش انتظامی کی حالت مین رہنا چاہیے تھا۔

ہمارے ایک دوست نے عالم تصویر مین نہایت ہمدردی کے الفاظ مین شکایت کی کہ
"دلگداز مین سب باتین اچھی ہین مگر افسوس بدنظمی جسکی شکایت رفع کرنے کا جنوری ۱۸۹۹ء
کے پرچہ دلگداز مین وعدہ کیا گیا تھا اُس کی نسبت اب تک کوئی نتیجہ نہین ظاہر ہوا" ہم اپنے
دوست کے نہایت شکر گذار ہین کہ اُنھون نے اپنی تحریر سے دلگداز کی عمدگیون کا اور یقین دلا دیا
رہی اُن کی شکایت۔ یار زندہ و صحبت باقی۔ انشاء اللہ ہم کسی نہ کسی وقت رفع کر دینگے۔
اتنا اشارہ کافی ہے کہ جس پرچہ کے کل مضامین کسی خاص شخص پر منحصر ہون اُسکا انتظام اُس شخص کے
تغیرات مزاجی کے ساتھ بدلتا رہتا ہے۔ صحت ہو تو انتظام مین بھی خوبی ظاہر ہوتی ہے اور مرض ہو تو وہ پرچہ بھی تعدی جاتا ہے
ہمین اپنے تمام ہم عصرون کے مقابل مین یہ فخر حاصل ہے کہ اگر دلگداز مہینون نہ نکلے تو
ہمارا یقین اور ناظرین کو سوائے ترقی شوق کے کسی قسم کی بدگمانی نہین ہوتی۔ اور ہم
پھر اطمینان دلاتے ہین کہ اسی طرح وہ کبھی دلگداز کی جانب سے مایوس نہون۔ اگر
خدا نے ہماری سن لی تو جب تک ہندوستان مین مسلمان ہین اُسوقت تک مسلمانون مین
دلگداز بھی ترقی اور عزت کے ساتھ شایع رہے گا۔ ابھی تو یہ پرچہ صرف ماہوار شایع ہوتا ہے

ایک روز آنے والا ہے جب دلگداز مہینہ مین دو بار شایع ہوگا اور قدردانون کا شوق یونہین اسوقت بھی درخواست کرتا ہوگا کہ اشاعت اور قریب کردی جاے -

ہمارے قدردان احباب اتنا خیال کرلین کہ سال مین بارہ پرچے اُنھین ضرور ملجائینگے - اگرچہ ارادہ ہے کہ انتظام درست کردیا جاے اور کوشش کی جاے کہ دلگداز برابر ماہوار نکل جایا کرے - مگر جس طرح اس وعدہ پر ہمارے ناظرین کو یقین نہ آئیگا اُسی طرح ہمین بھی نہین آتا - اور اسی ضرورت سے ہم پہلے سے کہے دیتے ہین کہ جب تاخیر ہوجایا کرے حضرات ناظرین گھبرایا نہ کرین - اس مرتبہ کی تاخیر نے ہمارے پاس خطوط کا ایک بہت بڑا انبار جمع کردیا ہے جسے دیکھ دیکھ کے ہم گھبرا اُٹھے - اُن خطوط کا جواب ہم کسی طرح نہین دے سکتے تھے - غالباً ہمارا یہ مختصر نوٹ اُن سب کو اطمینان دلادے گا -

معزز ناظرین - اگر آپ اخبارات کی حالت کا اندازہ کرتے رہتے ہون گے تو آپ کو تجربہ ہوا ہوگا کہ اکثر اخبارات ابتدائی حالت کے وقت تو بہت کچھ آب و تاب دکھادیا کرتے ہین مگر جوجو زمانہ گذرتا جاتا ہے اُن کی رونق تنزل پذیر ہوتی جاتی ہے - اور یہی تنزل کی موجین بہت سے عمدہ پرچون کو فنا کے عمیق سمندر مین بہا لے گئین - مگر دلگداز اگرچہ انتظام کی شکایتون کو سر آنکھون سے قبول کرتا ہے مگر اُسکی حیثیت اور اُس کے مضامین آج بھی ویسے ہی ہین جیسے پہلے تھے - بلکہ بعض خیر اندیش احباب کی راے مین ترقی پر ہین - اور زمانے کے لحاظ سے دلگداز نے جو کچھ ترقی کی اُس کو زمانہ بڑی دلچسپی کی نظر سے دیکھ رہا ہے -

ہم نے سُنا ہے (اگرچہ دیکھنے کی نوبت نہین آئی) کہ بعض احباب اور پرجوش اہل اسلام نے مدینۂ منورہ والے مضمون پر ہماری شکایت کی - وہ اعتراضات تو ہماری نظر سے نہین گذرے مگر اُڑتی سی خبر ہم نے سُنی ہے کہ مدینہ طیبہ کی برکتون کا حال چونکہ نہین بیان کیا گیا تھا لہذا وہ صاحب معترض ہوے - ہم اُن کے دینی جوش پر بہت خوش ہوے اور ہمین معلوم ہوا کہ اہل اسلام مین بحمد اللہ دینی غیرت وحمیت باقی ہے - لیکن اپنے نزدیک ہم معذور ہین - ہمین تربت رسول اور جوار پیغمبر کی زیارت کا شرف کم نصیبی سے نہین حاصل ہوا - نہ ہمین اسوقت تک باوجود دریافت کرنے کے کسی حاجی اور زائر کی زبان سے وہ حالات معلوم ہوے - ہم اُس لاعلمی کی حالت مین کیا لکھ سکتے ہین - ہم نے تو شروع مضمون ہی مین ظاہر کردیا تھا

... وقت تک کسی نے اس جانب توجہ نہین کی کہ مدینہ منورہ کے حالات اپنے ہندوستانی ... ن کے سامنے پیش ... تا۔

... ہم ... ایک ناقل تھے - اور مثل مشہور ہے "نقل را چہ عقل" جو کچھ ایک انگریزی مصنف ... زبانی ہم نے سنا اپنے مسلمان بھائیون پر ظاہر کر دیا۔ اگر وہ صاحب وہان کے بعینہ حالات ... اس مصنف کی غلطیان ہمین لکھ بھیجتے تو ہم بعینہ اُن کو بھی شایع کر دیتے - اور اس زمانے ... مین بھی اب بھی ہم شوق اور فخر سے شایع کرنے کو موجود ہین -

... بھی خرابی یہ ہوئی کہ شہلا کی جلد دلگداز اور ناول کی وجہ سے ہمین نادم ہونا پڑا باوجودیکہ ہم دونون کی موجودگی کا اشتہار دے چکے تھے -- اور وجہ یہ ہوئی کہ ابتدائی سال مین جتنی جلدین تیار ہوئی تھین آناً فاناً سب فروخت ہو گئین - اب ہم عرض کرتے ہین کہ ناول شہلا کا ملک العزیز ورجنا تو چھپ کے تیار ہو گیا - قیمت وہی ہے ہاں مگر دلگداز شہلاء کی جلد ہنوز زیر طبع ہے - جن صاحب کو ناول کی ضرورت ہو آپ شوق سے ... فرماوین - فوراً تعمیل ہو گی -

---

رباعیات از حضرت منشی سید محمد کاظم حسین صاحب شیفتہ کنتوری

... پھیلی ہے شریفون مین جہالت کیسی ؔ
نازان ہین جہالت پہ جہالت کیسی ؔ
وہ دن ... رہا نہ وہ مسلمان رہے
بگڑی اسلام کی بھی حالت کیسی

دیگر

... بومین الم سے دل ہمارا اترا
کہتے ہین کہ اب ضبط کا یارا اترا
... قلزم ادبار مین ایسے ڈوبے
تنکے کا بھی منہ ... لون سہارا اترا

دیگر

... اوج پہ تھے جاہ وجلال اسلام
اب قابل افسوس ہے حال اسلام
... صناع یہی جو اہل اسلام کے ہین
ہو جائے گا ایک دن زوال اسلام

دیگر

... مین فخر اب پیکے دل شاد کیا
جا کر کبھی ہال روم آباد کیا ؔ

ایسے ہوئے مست دین ودنیا سے گئے ۔ غفلت نے ہماری ہمین برباد کیا

دیگر

اے شیفتہ لکھنو بگڑتے دیکھا ۔ دہلی کو بھی آنکھون سے اُجڑتے دیکھا
جھگڑے باہم ہین شیعہ و سنی مین ۔ ان دونون کو بیفائدہ لڑتے دیکھا

دیگر

آپس مین بڑھا بیر خدا خیر کرے ۔ اپنے بھی ہوئے غیر خدا خیر کرے
اسلام کے فرقون مین ہین باہم جھگڑے ۔ اللہ کرے خیر خدا خیر کرے

دیگر

آپس مین چلے وفاق ہونا معلوم ۔ موقوف دلی اتفاق ہونا معلوم
واقف نہین جو مفاد ہمدردی سے ۔ اس قوم مین اتفاق ہونا معلوم

دلگداز

نمبر بابت ماہ اگست ۱۸۸۹ء جلد ۳

باہتمام

خادم قوم محمد عبد الحلیم شرر مہتمم "دلگداز"

دلگداز پریس مین چھپکر

لکھنؤ جھوائی ٹولہ سے شائع ہوا

ضوابط

۱- دلگداز کوشش کرتا رہے گا کہ اردو میں ایک نئی روح پھونکے اور اُسکے جذبات [illegible] اسکے ذریعے سے اعلیٰ رنگ کے لٹریچر کے نمونے یا کبھی کبھی نئے رنگ اور نئے خیالات ظاہر ہوتے ہیں۔

۲- ہر انگریزی مہینے میں ایک نمبر شائع ہوتا ہے

۳- قیمت عام سے دو روپیہ سال مع محصول اور رؤسا سے [illegible] روپیہ سال والیان ملک سے [illegible] - بے محصول [illegible] سالانہ پرچہ روانہ ہوگا

نمونہ کے لیے [illegible] بھیجنا چاہیے۔

۴- اشتہارات [illegible] کے حساب سے درج ہونگے۔ زیادہ کے لیے خط کتابت سے فیصلہ ہوگا۔

۵- جواب طلب خطوط کے لیے ٹکٹ یا جوابی کارڈ آنا چاہیے

الملتمس محمد عبد الحلیم شرر مہتمم دلگداز

جہانگیر

شیکسپیر کے مشہور ڈرامہ ہملٹ کا ترجمہ جس کے ترجمے سے جناب منشی محمد امتیاز علی صاحب [illegible] نے اپنی اعلیٰ لیاقت کو ظاہر کیا ہے۔ اور ترجمہ کا نام لیکر نہایت بامحاورہ سلیس اور فصیح اردو ملک کے سامنے پیش کی ہے بہت سخت ضرورت ہے کہ موجودہ مذاق کا ہندوستان اس کتاب کو غور سے دیکھے۔ یہ کتاب نہایت عمدہ کاغذ پر اور بہت خوشنمائی کے ساتھ چھاپی گئی ہے۔ علاوہ ٹائیٹل کے سو صفحہ پر تمام ہوگئی ہے قیمت مع محصول ڈاک ایک روپیہ۔ نقد یا ویلیو پے ایبل کی درخواستیں مشتہر کے نام آئیں۔

المشتہر محمد امداد علی۔ کاشف۔ ڈاکخانہ امین آباد

البرٹ بل

نیا ڈرامہ [illegible] لکھا گیا ہے [illegible] کا جس میں البرٹ بل کی پوری ابتدائی کیفیت اُس کی وجہ [illegible] ترقی ممبران کونسل [illegible] ہیں - [illegible] کی مخالفت اور [illegible] شکایتوں کی [illegible] انگلش [illegible] برانگیختگی اور شورش گورنمنٹ کی [illegible] اور اہل ہند کی دل آزادی [illegible] کریم [illegible] اور [illegible] اور [illegible] انگلش [illegible] بعض ہندوستانی [illegible] کی [illegible] باتیں [illegible] فیصلہ [illegible] مذاق اور ظرافت کے [illegible] سلیس اور اردو بامحاورہ زبان میں لکھا ہے قیمت [illegible] مع محصول۔

المشتہر مہتمم دلگداز۔

فیروز گلنار

خاص شیکسپیر کے مشہور ناٹک [illegible] کا ترجمہ عشق کی [illegible] کا پورا [illegible] - جس کی زبان کی پاکیزگی۔ محاورات کی شستگی [illegible] چال کا [illegible] دیکھنے سے تعلق رکھتا ہے۔ [illegible] پہلا ڈرامہ ہے جو اردو میں اس خوبی سے [illegible] ہوا۔ قیمت مع محصول ڈاک [illegible]

آزاد

ملکی معاملات اور عام رائے کا [illegible] پولیٹکل [illegible] خیالات کا [illegible] اردو [illegible] اور زبان [illegible] اعلیٰ نمونہ ناظرین پرچے کے نمونے سے خود فیصلہ کر سکتے ہیں سالانہ قیمت عوام سے [illegible] خواص سے [illegible] - منشی احمد علی [illegible] شوق [illegible] مالک اخبار آزاد کو نام آنا چاہیے -

قدر ہر نعمت است بعد زوال

بنی اسرائیل کو جب بخت نصر تاجدار نینوا کے ہاتھوں ذلت نصیب ہوئی تھی اور نینوا میں غلامی اور قید کی زندگی بسر کر رہے تھے۔ اُس زمانہ میں انھیں سرزمین شام کے صحرا نوردوں کی روانی۔ صحراؤں کے پہاڑوں کی چوٹیاں اور قومی برکتیں اور آزادیاں اکثر یاد آجایا کرتی تھیں۔ اور ان کے تمام زن و مرد وطن کی تمام برکتوں کو یاد کر کے رات دن رویا کرتے تھے۔ یہ چیزیں جو مصیبت کے زمانے میں یاد آتی تھیں اُس خوشی اور اطمینان کے وقت جب بنی اسرائیل صحراؤں کے ریگستانوں پر آزادی سے سیر کیا کرتے تھے اور جب ان کو ہر طرف کی مسرت اور بےفکری حاصل تھی کبھی نہیں یاد آتی تھیں۔ وہ فسادات اور وہ ناشکری کی زیادتیاں جن سے انھوں نے صدہا انبیا اور خداشناسوں کو خاک و خون میں ملا دیا تھا بنی اسرائیل کے دلوں پر اس قدر غالب آگئی تھیں کہ اپنی آزادی اپنے وطن اپنے سچے دین اور خدا کی اُن خاص رحمتوں کو جو اُن کے ساتھ مخصوص تھیں بالکل خیال میں نہ لائے۔ گمراہی کی کم بینی اور خیرہ آنکھوں میں یہ چیزیں بالکل [illegible] نظر آتی تھیں۔ مگر جب قید کی مصیبت میں پڑے۔ بت پرست اہل نینوا کی غلامی میں مبتلا ہوئے۔ غلامی کی مشقتوں نے ہاتھ پاؤں تھکا دئے تب معلوم ہوا کہ وہ سرزمین شام کے وسیع اور کشادہ ریگستان۔ وہ ارض مقدس کی پہاڑیاں۔ وہ لہریں لیتی ہوئی نہر جردن۔ وہ میوہ دار ہرے جنگل۔ وہ صحرائے شور وہ ارض کنعان اور فلسطین کے آباد شہر سب خدا کی نعمتیں تھیں۔

لیکن ان کی قدر اب ہوئی ہے جب سوا اس کے کہ یاد کر کے رو دیں اور کیا کر سکتے تھے

یہ تو ہمارے جد امجد حضرت آدم جب جنت کی نہروں کے کنارے سیر کرتے پھرتے تھے اور طوبے کے خوشگوار سایے میں ہوائے سرد کے ساتھ خالص عیش اور شراب طہور کے پیالے اتنے سے سرور ہو کے بیخودیوں کے لطف اُٹھایا کرتے تھے اُن دنوں اپنی زندگی کی

معمولی رفتار مین وہ راحت و عشرت کے سامان اُنھین ایک معمولی چیز معلوم ہوتی تھی اور اسی عیش و عشرت کی بیقدری نے ایسا ازخود رفتہ کیا کہ شیطان کے کہنے مین آگئے خدا کے حکم اور وعدے کو بھول کر وہ پھل کھا لیا جس کی ممانعت کی گئی تھی۔ مگر جب دنیا مین پھینکے جانے کے بعد غور کیا تو معلوم ہوا کہ وہ تمام عیش و عشرت کے سامان جو باغ خلد مین نظر آیا کرتے تھے سب خدا کی بے مثل نعمتین تھین جو اب اس دنیاوی زندگی مین نہ نصیب ہونگی۔ باغ عدن مین جو نعمتین نظر آئی تھین اُن کو یاد کر کے آدم و حوا کو عمر بھر آرام نہ نصیب ہوا۔

اور واقعی انسانی طبیعتین ایسی ہی پیدا کی گئی ہین کہ کسی نعمت کی قدر اُسوقت نہین ہوتی جب وہ موجود ہوتی ہے۔ ہر لطف اور ہر عیش اُسی وقت یاد آتا ہے جب غم سے دوچار ہونے کا اتفاق ہوتا ہے۔ وطن کے صحراؤن مین کیسی فضا اور وہان کے دوستون مین کیسی وفا ہوتی ہے مگر دونون جب یاد آتے ہین جب غریب الوطنی کے عالم مین ابناے زمانہ سے کوئی سرد مہری دیکھنے کا اتفاق ہو یا کسی کوہستانی بیابان کی ایک کھری چٹان پر بیٹھ جائیے۔ جب لوگون سے بدسلوکی عیان ہوتی ہے اور جس دروازے پر جائیے ایک نئی ذلت کا سامنا ہوتا ہے اُسوقت یاد آتا ہے کہ یاران وطن کیسے وفادار تھے۔

غور سے دیکھیے تو انسان کی عمر انہین پچھتاؤن مین گذر جاتی ہے اور نجات نہین ہوتی۔ جوانی مین افسوس ہے کہ ہاے بچپن کس مزہ اور لطف کا زمانہ تھا۔ بڑھاپے مین رو رہے ہین کہ ہاے جوانی۔ اور مرنے پر بھی پچھتاتے رہین گے کہ ہاے زندگی خدا کی نعمت تھی ہم سے اُسکی قدر نہ ہوسکی۔ کس غفلت مین گذار دی۔ وہ تو کہیے بچپن مین کچھ سوچنے سمجھنے کی عقل نہ تھی ورنہ اُس زمانہ مین بھی حسرت ہوتی کہ آہ ازل کی فارغ البالی اور یکسوئی اور وہ محویت یا خود فراموشی کا عالم ہاتھ سے نکل گیا۔ خدا کی فیاضیون نے انسان کے لیے ہر موقع اور ہر محل پر اپنی نعمتین مہیا کر دی ہین مگر وہ ایسا ناقدر ہے کہ ہر نعمت کی عین وقت پر قدر نہین کرتا بلکہ اُس کے جانے کے بعد صرف افسوس کیا کرتا ہے۔ دیکھو جوان کو اپنی جوانی کی قدر نہین ان ارادون۔ ان حوصلون۔ ان ہمتون۔ کا شکریہ نہین ادا کرتا وہ صرف بچپن کے جاتے رہنے کا افسوس کر رہا ہے۔ بوڑھا اپنی بے گناہی کی زندگی اور توفیق توبہ اور ذوق عبادت کا شکر نہین کرتا مگر جوانی کے جانے پر آنسو بہا بہا کے رو رہا ہے۔ اور تو اور ہم کہتے ہین

وہان عجیب غریب الوطن جو کوہسارون دن بھر ٹکرا کے بے ٹھکانا رہ ایک غار کی زینت بنی گیا ہے اگرچہ اسکی مصیبت کے سب قائل ہین مگر غور کریے تو یہ پھیلا ہوا امن صحرا نیستانا پہاڑیان جو عجب لطف سے سلسلہ وار کوسون تک ہم آغوش ہوتی چلی گئی ہین - یہ پاکیزہ سبزہ چشمے اور یہ تر و تازہ مرغزار ہوا اور کہین نہ نصیب ہوگی - یہ سب خدا کی نعمتین ہین - مگر شدت مصیبت نے آنکھون پر ایسے پردے ڈال دیے ہین کہ ان مین سے کسی کی حالت نگاہ ہی نہین پہنچتا - صرف گذشتہ عشرتون - وطن کی صحبتون اور بچھڑے ہوئے دوستون کو یاد کر کے رو رہا ہے - اس وقت شاید نہ مانے گا لیکن اور بہم ہوگا کہ ہماری مصیبت کو مصیبت نہین جانتے مگر ہم یاد دلانے دیتے ہین کہ ایک دن آنے والا ہے جب ایسے سبزہ زار اور کھلے میدانون کو ڈھونڈھے گا - یہ نعمتین ہین مگر بعد یاد آئین گی -

دنیا کو جہان تک آزمایئے گا - اسی مرض مین مبتلا نظر آئے گی کہ ہر شخص گذشتہ باتون کو یاد کر کے رو رہا ہے - ان ظاہری غمکدون سے غرض نہین جہان کسی دوست آشنا یا عزیز کے مرنے پر صدائے نالہ و زاری بلند ہے - کیونکہ موت نے وہان ایک ظاہری انقلاب سے دلون کو ایسا صدمہ پہنچا دیا ہے کہ ان کا رونا ایک حد تک جائز بلکہ واجب ہے - افسوس تو ان مقامون کا ہے جہان گذشتہ نعمتون پر افسوس تو بڑی شد و مد سے ہو رہا ہے مگر اس کا خیال کسی کو نہین آتا کہ موجودہ نعمتون کی قدر کی جائے - ہم جس وقت غور کرین قدرت کی فیاضیان اور خدا کی نعمتین ہمارے لیے موجود ہوتی ہین مگر آہ ہم کیسے بے عقل ہین کہ ان کی طرف توجہ ہی نہین کرتے - امیری اور فقیری دو ایسی متضاد حالتین ہین کہ ہر حالت اپنی حد تک اور اپنے مقام پر مزے کی ہے - امیرون کو حسد ہے کہ ہائے فقیرون کی زندگی کس فارغ البالی اور اطمینان سے گذرتی ہے - نہ کوئی غم ہے نہ کوئی فکر ہے - نہ کسی چیز کے ہونے کی خوشی ہے - نہ کسی چیز کے نہ ہونے کا قلق ہے - اس بے پروائی نے ایک زمانے کو ان کا محتاج بنا دیا ہے اور وہ اپنے خیالی سرور مین مست ہو رہے ہین - لیکن اسکے مقابل مین دیکھیے تو فقرا کو امیرون کی سراپا لذت زندگی پر بھی انتہا درجہ کا حسد آتا ہے - ان کے دل سے یہ خیال کسی وقت نہین نکلتا کہ امیرون کی کس ناز و نعم مین بسر ہوتی ہے - خدام ہر وقت دست بستہ کھڑے ہین اور اشارون پر دوڑتے ہین - پری جمال اور حور وش دلبرون کی ناز برداری در کنار الٹی وہ خود ناز برداری کر رہی ہین -

یہ وہ خیالات ہین جو ہر امیر اور ہر غریب کے دل مین ہمیشہ کانٹے کی طرح کھٹکتے رہتے ہین - اب کون کہہ سکتا ہے کہ ان خیالون کی بنا پر فقیری ایک امیر کی نظر مین خدا کی نعمت نہین اور امیری یہ فقیر کی نگاہ مین نعمت نہین - ضرور ہین - مگر افسوس تجربہ ثابت کرتا ہے کہ یہ سب خیالات بیہودہ تھے - اس موقع پر دیکھیے جب خدا نے کسی امیر کو فقیر یا کسی فقیر کو امیر کر دیا ہے - دونون قدیمی خیالات کی بنا پر دونون کو گویا ایک نعمت غیر مترقبہ ہاتھ آئی اور چاہیے تھا کہ دونون خدا کے شکر گذار ہوتے - سچ تو یون ہے کہ دونون ناشکرے ہین - اب موجودہ نعمتون کی کوئی قدر نہین کرتا - ہر ایک ایک صدمہ مین مبتلا ہے - جسکی کوئی انتہا نہین - امیر کے گذشتہ خیالات اور حوصلے دل سے نکل گئے اور بعوض ان کے وہ اپنی امیرانہ زندگی کو یاد کر کر کے رو رہا ہے - اور وہ فقیر جو اب امیر ہوا ہے اپنی گذشتہ فارغ البالیون کو یاد کر کر کے بیتاب ہو رہا ہے - انہین اب معلوم ہوا کہ یہ جن حالتون اور کیفیتون مین رہتے تھے وہ خدا کی نعمتین تھین مگر افسوس انہون نے کسی کی قدر نہ کی - واقعی سچ ہے کہ

قدر ہر نعمت است بعد زوال - اب اس سے زیادہ واضح ثبوت کون ہوگا -

دنیا کو قدرت ہی نے شاید اس دہندے مین لگا دیا ہے کہ گذشتہ عشرتون اور کامیابیون پر افسوس کیا جائے ورنہ یہ عام غفلت کہ کوئی اس سے خالی نہین بے وجہ نہین معلوم ہوتی - اگر دنیا مین یہ مرض نہ ہوتا جسے ایک قسم کی وبائے عام کہنا چاہیے تو واقعی لوگون کو بڑی خوشی اور اطمینان سے زندگی بسر کرنے کا موقع ملتا - مگر پھر بھی ایک طرح سے دیکھا جائے تو ان حسرتمندانہ پچھتاؤن نے اکثر موقعون پر لطف پیدا کر دیا ہے -

دیکھو اس حسرت نصیب آرزومند وصال کی سوتے سوتے آنکھ کھل گئی ہے - اور یہ درد کے لہجے مین اس کی زبان سے نکلا ہے -

یہ کس نے عین مزے مین جگا دیا ہمکو ابھی تھے خواب مین انکو گلے لگائے ہوئے

یہ بیتابی عشق اپنے مقام پر مزے کی ہے - ادہر دیکھو اگر تمہارا پہلے وہان گذر ہوا ہوگا تو کبھی جوانی اور اس سن کے انتظار مین جب امنگین سینے سے ابھری پڑتی ہین بہتون کو منتین مرادین مانتے اور بہتون کو دست بدعا پایا ہوگا - اور کبھی ناز و ادا کی گرم بازاری خوش نصیبون کی کامیابیان اور بیتابیون کی بیقراریان اور نالہ کشیان دیکھی ہون گی - مگر آج اسی گلی مین کوئی ٹھنڈی سانس بھر کے کہہ رہا ہے -

گیا حسن خوبان دل خواہ کا شہ　　ہمیشہ رہے نام اللہ کا

یہ آنکھ ی ور و مند کی صدا تھی - خود اُنہیں دیکھو جن پر انقضائے شباب و ر بوجوں کے
ڈھل جانے سے کرامی گذر گئی ہے - وہ پیارا نازک چہرہ جو کبھی حسن پرستوں کا قبلہ تھا
و ر سو ا چہرہ بن نصیب دان کے دل سے اوپمین اُسکا جلوہ نظر ہی نہ آسکتا تھا - جب گندمی
رنگ اور اس پر ہلکی ہلکی گلابی رنگت کی جھلک نے عالم کو والہ و شیدا بنالیا تھا اُس پر
پیدا ا فسردگی کی وجہ کی ہوئی مفیدی عیان ہے - وہ شوخ اور چلبلی ادائیں جو دلبری کے
فن میں سینان جہان پر فوقیت سے گئی تھیں آج اُن میں ایک ایسی مردگی اور بیدلطفی
پیدا ہوئی ہے کہ وہی جو کل دل وجان سے خریدار تھے آج ترس کھا کھا کے آنسو بہا
رہے ہین - وہ فسون ساز اور فتنہ پرداز آنکھیں پیدا اس بیکسی کی ندامت سے جھکی
ہوئی ہین کہ دنیا کی تمام دلفریب سامانون سے نفرت ہوئی جاتی ہے - آہ - وہ خرام ناز
اور مستانہ لڑکھڑا لڑکھڑا کے اور جھوم جھوم کے چلنا تو خدا جانے کیا ہوا اب اُس کی جگہ
وہ سادی اور بے مزہ چال ہے کہ حسن و عشق کی دنیا مین قیامت آئی جاتی ہے -
خیال کرنے کی جگہ ہے کہ جس نے حسن عالم آشوب کے ساتھ سرد مہر زمانے نے یہ سلوک
کیا ہے اُس کے حسرت نصیب اور پیارے چہرے کو دیکھ کے دلون پر کیا گذر جاتی ہوگی
اس چہرے پر حسرتون اور اندوہون کے ہجوم مین کہین کہین گذشتہ حسن کی جھلکیان
نظر آجاتی ہین جن مین اُن قدیم جذبات کی جگہ اب یہ اثر پیدا ہوگیا ہے کہ جسکی آنکھ پڑجاتی
ہے ایک جانگداز اور روح فرسا الم مین مبتلا ہوجاتا ہے - افسوس دنیا کی جانب سے
ایسے ہی نمونے دیکھ کے نفرت ہوجاتی ہے -
آہ - یہ بھی ایک اسی بات کا نمونہ تھا کہ گذشتہ نعمتون پر کوئی حسرت ظاہر کرتے دیکھا
گیا - مگر ابھی اس سے بھی زیادہ اس امر کے نمونے دیکھنا باقی ہین - ہم تو پہلے ہی کہہ
چکے کہ ساری دنیا اس مرض مین مبتلا ہے -
ہم نے ہمارے عالم و فاضل مہربان مولوی شبلی صاحب پروفیسر محمڈن کالج کو اسلامی
تعلیمی کانگرس مین نہایت ہی پر درد آواز سے یہ شعر پڑھتے سنا تھا ؟

یاد آن رونق بازار ہنر در بغداد　　یاد آن گرمی ہنگامۂ فن در شیراز

خدا نے جو نعمتین مسلمانون کو دی تھین چاہے ہمین بھول جائین مگر زمانے کو نہین بھول

سکتیں۔ مگر اصل یہ ہے کہ سوا اُس خاص گروہ کے جنہیں بلا واسطہ تعلیم نبوت نصیب ہوئی تھی بعد بہت کم ایسے مسلمان ہوئے جنہوں نے اُس دولت عظمیٰ کی قدر کی ہو جو خدا کی طرف سے اُن کو مرحمت کی گئی تھی۔ بنو امیہ اور عباسیہ دونوں خاندانوں سے دو بین حسن افراط سے خدا کی نعمتیں مسلمانوں کے ہاتھ لگی تھیں اسی قدر بے پروائی اور بے قدری سے وہ تلف بھی کی گئیں۔ بعض کی قدردانی اور زرقیاں بھی مشہور ہیں مگر عموماً ان نعمتوں کی ایسی قدر نہیں ہوئی جیسی ہونا چاہیے تھی۔ افسوس ناشکر اور غافل فرمانرواؤں نے ان دولتوں کو کھو دیا۔ ہماری غرض سلطنت سے نہیں ہے۔ بلکہ اُن پاک نفسیوں۔ آزادیوں۔ فیاضیوں اور قدیم اسلامی علمی ترقیوں سے ہے جو رب خدا نے ہم کو مرحمت کی تھیں۔ خیر وہ تو گئیں مگر افسوس اب بھی ہم جہاں تک غور کرتے ہیں مسلمانوں کو اسی میں مبتلا پاتے ہیں کہ گذشتہ نعمتوں کے زوال پر ہر لحظہ افسوس کرتے ہیں کسی کو اسطرف توجہ کرتے کم دیکھا کہ پھر اپنے آپ کو خدا کی نعمتوں کا مستحق بنالے۔

کوئی روکنے والا نہیں ہے۔ آزاد گورنمنٹ نے ترقی کے راستے کھول دیے ہیں۔ علمی مدارس جابجا کھلے ہوئے ہیں۔ ہمارے قومی اسکول بھی کھولے جاتے ہیں مگر ہم لوگوں میں اب ایسے لوگ ہی نہیں جو سوا گذشتہ نقصانوں پر افسوس کرنے کے پھر ترقی کی طرف توجہ کریں۔ اور یہی حالات دیکھ کے مجبوراً ہمیں بھی اُن کا ساتھ دینا پڑتا ہے اور انتہا سے حسرت سے یہ مصرع زبان سے نکل جاتا ہے

"قدر ہر نعمت است بعد زوال"

اگلی فیاضیاں

عباسیہ اور بنو امیہ دونوں خاندانوں کی خلافت میں اکثر فرمانروا ایسے گذرے ہیں جنکی فیاضیاں زمانے میں ہمیشہ مشہور و معروف رہیں گی۔ اور حقیقت میں اُن لوگوں کی فیاضیاں سُن کے حیرت ہو جاتی ہے اگر ایسی نظیر ڈھونڈھیے کہ کوئی محتاج اور مفلس شخص ایک گھڑی بھر میں صرف کسی کی فیاضی سے اتنا بڑا دولتمند ہو گیا کہ دیگر امرا کا محسود ہو سکتا ہو تو صرف مسلمانوں ہی کی قدیم تاریخ میں ملیں گے۔ خلفا کے درباروں میں جو فیاضیاں ظاہر ہوتی تھیں ایک طرف وزراے خلافت ایسے ابر کرم ہوئے ہیں کہ پچھلی اور پہلی سلطنتیں

اسکا مقابلہ نہین کر سکتین —

ہارون رشید کے عہد مین خاندان برامکہ کا اقتدار بڑھ گیا تھا - اور گویا وہ تمام مملکت کے سیاہ و سپید کے مالک تھے - اگرچہ رشید نے اپنے زمانے ہی مین ایک بیجا ظلم سے دنیا کو اُن فیاضی و سیر دلی فرمانے خاندان سے خالی کر دیا مگر برامکہ نے اپنے عروج کے محدود زمانے مین جیسی فیاضیان دکھا دین اسوقت تک تاریخ کے صفحے اور کسی خاندان مین ایسی سخاوت کے نمونے نہین دکھا سکے عربیت کے قدیم کارنامون مین برامکہ کی داد و دہش کے سینکڑون واقعات نظر آتے ہین - مگر ہماری نظر سے اس وقت ایک ایسا واقعہ گذرا ہے کہ جسے اقتباس بھی چاہتا ہے اپنے شائق احباب کو بھی سنا دین —

ہارون رشید کا ایک خادم بیان کرتا ہے کہ ایک روز مامون خلاف عادت اپنے کمرے مین تنہا آیا - مین نے دیکھا تو صورت سے برہمی کے آثار نمایان تھے - مین دست بستہ کھڑا ہو گیا تو مجھ سے کہنے لگا - علی بن محمد اور دینار خادم کو اپنے ساتھ لو - اور تم تینون اُس مقام پر جاؤ جہان خاندان برامکہ کے کھنڈر پڑے ہوئے ہین - مین نے سنا ہے کوئی ضعیف العمر شخص ہر رات کو وہان آتا ہے - پہلے خاندان برامکہ کی تعریف مین کچھ اشعار پڑھتا ہے - پھر زار و قطار رویا کرتا ہے اور اُن کی مدح سرائی کے ساتھ اُن کے قاتلون کی مذمت کیا کرتا ہے - تم لوگ وہان چھپ کے بیٹھ رہو - جب وہ اپنا پورا کام کر چلے - اور صبح ہونے کو ہو اُس شخص کو فوراً گرفتار کر لو - اور میرے پاس لا کے حاضر کرو" یہ سن کے مین نے عرض کیا و بسر و چشم - اسی وقت ان دونون لوگون کو ہمراہ لے کے برامکہ کے کھنڈرون پر پہونچا - ہم تینون ایک جگہ آڑ مین بیٹھ رہے -

تھوڑی دیر مین وہ شخص آیا - ایک نہایت ہی باوقار اور صاحب جلال ضعیف العمر شخص تھا - پیچھے دو غلام آ کے ایک کرسی بچھا گئے پھر وہ اُس کرسی پر بیٹھ گیا - درد کے لہجے مین برامکہ کی تعزیت مین یہ دو شعر پڑھ کے رونے لگا —

وَلَمّا رَأیتُ السَّیفَ جَندَلَ جَعفَراً ✽ وَنَادیٰ مُنَادٍ لِلخَلِیفَۃِ فِی یَحییٰ ✽
بَکَیتُ عَلَی الدُّنیا وَزَادَ تَأَسُّفِی ✽ عَلَیہِم قُلتُ الآنَ لَا تَنفَعُ الدُّنیا

(یعنی جب تلوار نے جعفر کا سر جدا کیا اور خلیفہ (رشید) کے منادی نے وہ حکم سنا دیا جو یحییٰ کے بارے مین صادر ہوا تھا اُسوقت دنیا کے حال پر مین رویا اور اُن لوگون (برامکہ) کے حال پہ مجھے

اور بھی تاسف ہوا۔ اور میں نے کہا اب دنیا کسی کام کی نہیں رہی۔)

رات بھر یونہیں ہر ایک پر حسرت و افسوس کرتا رہا۔ اور صبح ہوتے ہی اُس کو تھا کہ ہم لوگوں نے جائے گرفتار کر لیا اور کہا "چلو تمھیں امیر المومنین بلاتے ہیں" امیر المومنین کا نام سنتے ہی وہ شخص کانپنے لگا۔ اور خوشامد کرنے لگا کہ اُسے نجات دیدی جائے۔ مگر ہم لوگوں نے نہ مانا آخر بڈھے نے مایوس ہوکے کہا "مجھے اتنا موقع دو کہ اپنے گھر ہوتا ہوا چلوں۔ کیونکہ اب مجھے زندگی کی تو کسی طرح امید نہیں۔ اپنے عزیزوں کو کچھ وصیت کروں"

الغرض اُس کے گھر ہوتے ہوئے ہم اُسے مامون کے پاس لے گئے۔ مامون نے پوچھا۔ "تم برامکہ کے کھنڈروں پر روز رات کو جاکے کیوں رویا کرتے ہو؟ تم پر اُن لوگوں کا کیا حق ہے؟"

ضعیف العمر: امیر المومنین۔ خاندان برامکہ کے مجھ پر بڑے بڑے احسان ہیں۔ ایسے احسان جن سے میں کبھی سبکدوش نہیں ہو سکتا۔ اگر اجازت ہو تو عرض کروں کہ اُنہوں نے میرے ساتھ کیسا سلوک کیا ہے"

مامون: بیان کرو"

ضعیف العمر: امیر المومنین۔ میرا نام ہے منذر بن مغیرہ۔ اور میں اُن لوگوں کی نسل سے ہوں جن پر زمانے نے ظلم کرکے تباہ کر دیا۔ خانگی مصارف کی وجہ سے مجھ پر قرض بڑھتا گیا۔ اور کوئی آمدنی نہ تھی جس سے ادائی کی صورت ہوتی۔ آخر مجبور ہوکے میں نے اپنے اور اپنے اہل وعیال کے کپڑے تک بیچ ڈالے۔ اور انتہا درجہ کا مفلس ہوگیا وہ گھر بھی بک گیا جس میں میں رہتا تھا۔ جب یہ سب چیزیں نذر ہوگئیں تو اب میں کیونکر بسر کرتا۔ فاقہ کشی بھی نہیں کیجاتی۔ اور یہ بھی نہیں بنتا کہ انسان ہاتھ پاؤں کاٹ کے بیٹھ رہے۔ اتفاقاً میری یہ حالت دیکھ کے کسی نے بتایا تم خاندان برامکہ میں سے کسی کے پاس جاؤ۔ وہ غالباً کچھ نہ کچھ ضرور تمھاری کفالت کریں گے۔ میں دمشق میں تھا۔ اور اہل وعیال کا شمار سب ملا کے تیس سے کچھ زیادہ تھا۔ امیر المومنین۔ بس اُن سب کو لیکے میں دمشق سے نکلا۔ اور بغداد کی راہ لی۔ اس زمانے میں ہم سب میں سے کسی کے پاس نہ کوئی ایسی چیز تھی جسکو ہم بیچ ڈالتے اور سفر میں کچھ سہارا ہوتا۔ غرض جوں توں کر کے میں بغداد میں آیا۔ یہاں ایک مسجد میں ہم سب آکے ٹھہر گئے۔ کپڑوں کا ایک جوڑا میں نے رکھ لیا تھا کہ اُس کو

پنے کسی کے پاس جا سکون۔ اب یہان آکے مین نے وہ کپڑے پہنے اور سب کو بھوکا
سے برامکہ کا پتہ پوچھتا ہوا چلا۔ ادھر ادھر سڑکون پر دیر تک بھٹکتا پھرا۔ آخر ایک
مسجد پر گذر ہوا۔ اُس کے دروازے پر دو خادم تھے اور ایک طرف ایک سن رسیدہ
آدمی کھڑا ہوا تھا جس کا لباس نہایت عمدہ اور پر تکلف تھا۔ اور مسجد کے اندر دیکھا تو بہت سے
آدمی بیٹھے ہوے تھے۔ میرے دل مین آئی کہ انھین لوگون مین جا کے مین بیٹھ جاؤن دیکھون
ان لوگون مین اور کیون بیٹھے ہین شاید کچھ کام نکل جائے۔ اس ارادے سے اندر گیا اور
لوگون سے آگے بڑھ گیا تھا اسوجہ سے مجھے بڑی غیرت معلوم ہوئی۔ اور میری پیشانی
سے پسینہ جاری ہوا۔ پھر تقدیر پر برات کر کے مین ان لوگون کے درمیان مین بیٹھ گیا۔
ایک خادم آیا اور کہنے لگا "آپ سب صاحب تشریف لے چلیین" سب کے
سب اٹھ کھڑے ہوے اور مین بھی اُن کے ساتھ ساتھ چلا۔ یہ سب لوگ یحییٰ بن خالد
کے مکان مین داخل ہوے اور مین بھی بے تکلف چلا گیا۔ یحییٰ باغ مین بیٹھا ہوا تھا
ہم سبھون نے جاتے ہی سلام کیا۔ وہ ہم سبھون کو شمار کرتا جاتا تھا۔ کل ایک سو
ایک نکلے۔ اور دس آدمی اس کے اعزا و اقارب مین سے اُس کے پاس بیٹھے ہوے
تھے۔ ہم سب بیٹھ گئے۔ چارون طرف عالیشان محل بنے ہوے تھے۔ ناگہان ایک محل سے
ایک نہایت خوش رو نوجوان برآمد ہوا۔ یہ نوجوان سبزہ آغاز تھا۔ آگے آگے غلام سونے
کے پٹکے باندھے اور ہاتھون مین سونے کی انگیٹھیان لیے چلے آتے تھے۔ ہر پٹکہ کا وزن
ہزار مثقال سے کم نہ تھا۔ اور ہر انگیٹھی مین ایک ایک ٹکڑا عود کا پڑا ہوا سلگ رہا تھا۔
نوجوان یحییٰ کے پہلو مین آکے بیٹھ گیا۔ اب یحییٰ ہم لوگون مین سے ایک ذی وقار شخص کی
جانب متوجہ ہوا جس کی نسبت اب مجھے معلوم ہوا کہ قاضی تھا۔ اور کہنے لگا "قاضی صاحب۔
میرے اس بھتیجے کے ساتھ میری بیٹی عائشہ کا عقد کر دیجیے۔ قاضی نے خطبہ نکاح
پڑھا نکاح ہو گیا۔ کل حاضرین شاہد قرار پائے۔ اسکے بعد ہر طرف سے لوگ ہم پر مشک
کے ڈلے پھینکنے لگے۔ امیر المومنین خدا کی قسم صرف مین نے اس قدر لوٹے تھے کہ میری
آستینون مین گنجائش نہین رہی۔*

* عرب اور نیز سرزمین شام مین آستینین بڑی بڑی ہوتی تھین اور جیب کا کام دیتی تھین۔ جسکو جو کچھ رکھنا ہوتا تھا اپنی آستینون مین رکھ لیا کرتا تھا۔

اس وقت یحییٰ کے پاس ہم اور اُس کے اعزا و اقارب ملا کے ایک سو تیرہ شخص تھے۔
ناگہان ایک سو تیرہ خادم آئے۔ ہر خادم کے ہاتھ مین ایک چاندی کی صینی تھی اور ہر
صینی مین ہزار دینار رکھے ہوئے تھے۔ خادمون نے سب صینیان ہم سبھون کے
سامنے لاکے رکھدین۔ اب مین نے دیکھا کہ قاضی اور کل حاضرین نے دینار
تو اپنی آستینون مین بھر لیے اور صینیان بغل مین دبا لین۔ اور ایک ایک کرکے اُٹھنے
لگے۔ یہان تک کہ سب اُٹھ گئے اور صرف مین باقی رہگیا۔ اور مجھے کسی طرح صینی اور
دینار لینے کی جرأت نہ ہوتی تھی۔ مجھے صینی کو ہاتھ لگانے مین تامل ہوا تو خادم نے اشارہ
کیا "لے لو۔ نہ لینا گستاخی ہے" یہ دیکھ کے مین نے ڈرتے ڈرتے دینار اپنی آستین
مین بھر لیے صینی اُٹھا کے بغل مین دبا لی اور اُٹھ کے چلا۔ مگر خوف کے مارے مین بار بار
پلٹ کے دیکھ لیتا تھا کہ کوئی آکے چھین نہ لے۔ اسی وضع سے جاتے جاتے مین باغ سے
گذر کے محل کے صحن مین پہونچا۔ یحییٰ میرے اس اضطراب کو دیکھ رہا تھا۔ اور آخر
تب اس قدر ترقی کر گیا کہ اُس نے خادم کو حکم دیا اس شخص کو بلا لاؤ۔ خادم مجھے دوڑ کے
لیگیا اور اُس کے سامنے لیجا کے کھڑا کر دیا۔

یحییٰ "یہ کیا ہے کہ تم گھڑی گھڑی ادھر اُدھر دیکھ لیا کرتے ہو"

مین نے اپنی ساری داستان یحییٰ کو سنا دی یحییٰ نے میرا حال سنکے اپنے بیٹے موسیٰ
کو بلوایا۔ اور اُس سے کہا تو انھین لیجاؤ۔ اور اپنے ہمراہ رکھو۔ یہ نہایت ہی غریب
شخص ہین۔ اپنے ذاتی اخلاق اور اپنی دولت سے ان کی دلجوئی کرو۔ موسیٰ میرا ہاتھ
پکڑ کے اپنے ساتھ لے گیا۔ ایک نفیس مکان مین لے جا کے مجھے رکھا۔ اور میری نہایت
ہی تعظیم و تکریم کی۔ ایک دن اور ایک رات موسیٰ کے ساتھ مین نے نہایت ہی عیش و راحت
مین بسر کی۔ صبح کو موسیٰ نے اپنے بھائی عباس کو بلایا۔ اور کہا تم جانتے ہو مجھے
آج دربار مین جانا ہے آج تم انھین اپنے پاس رکھو۔ یحییٰ نے حکم دیا ہے کہ انکے
ساتھ عمدہ طور پر سلوک کیا جائے۔ اس روز ایک دن اور ایک رات یہان اُسی عیش
و عشرت مین بسر ہوئی۔ دوسرے روز تیسرے بھائی احمد نے مجھے اپنے گھر مین رکھا
یونھین دس روز تک برامکہ مین سے روز ایک نیا شخص میرا متکفل ہوا۔ اور مین نے
نہایت ہی لطف و راحت سے زندگی بسر کی۔ مین ایسی عشرتون مین پڑ گیا کہ بچے

اپنے اہل وعیال کی بالکل فکر نہین رہی ۔
گیارہوین روز ایک خادم آیا اُسکے ہمراہ اور بھی بہت سے خدام تھے ۔ آتے ہی مجھسے کہنے لگا " تشریف لے چلیے " اس وقت مجھے اپنے اہل وعیال یاد آنے ۔ اور مین رونے لگا ۔ آہ ان دونو لڑکون اور عشرتون مین مین نے وہ دینار اور صینی بھی کھودی ۔ اب کیا کرون اہل وعیال سے جاکے کیا کہونگا ۔ گریہ وزاری کرتا اُٹھا اور اُس کے ہمراہ روانہ ہوا ۔ یہ خادم مجھے ایک عالیشان محل کے قریب لے گیا ۔ دروازے پر پردہ پڑا تھا ۔ خادم پردہ ہٹا کے اندر لے گیا ۔ پھر دوسرا دروازہ ملا اور اسکے پردہ کو بھی ہٹا کے ہم آگے بڑھے ۔ تیسرا دوارہ بھی یونہین طے کیا ۔ جب مین چوتھے دروازے پر پہونچا خادم نے بڑھ کے پردہ اٹھا لیا تو عود اور مشک کی خوشبو کی لپٹین آرہی تھین ۔ اور میرا دماغ معطر ہو گیا تھا ۔ ان خادم نے مجھے اندر جانے سے روک کے کہا " مجھے حکم ہوا ہے کہ آپ کی تمام ضرورتین پوری کر دون ۔ آپ اس وقت جو ارشاد فرمائینگے فوراً تعمیل ہوگی " میری زبان سے کچھ نہ نکلا ۔ خادم نے میری وہ صینی اور وہ دینار جو اُس مین تھے اور مشک وعنبر کے نمد جو اس سے ہوتے کے جمع کیے تھے سب نکال کے میرے حوالے کر دیے ۔ اس کے علاوہ دس ہزار دینار ایک لاکھ درہم اور ایک فرمان جسکی رو سے بطور معافی کے دو گاؤن میرے قبضے مین دیے گئے تھے یہ سب سامان لا کے میرے سامنے رکھ دیا ۔ مین حیرت زدہ ہو کے خادم کی صورت دیکھنے لگا ۔ اُس نے فوراً پردہ اُٹھا دیا ۔ دیکھتا ہون کہ ایک عالیشان قصر ہے جسکی رفعت تک میرا حوصلہ بھی ہرگز نہ پہونچ سکتا ۔ اور اُس قصر مین میرے تمام اہل وعیال اور بال بچے دیبا و اطلس کی قبائین پہنے ادھر اُدھر ٹہل رہے ہین ۔ اس کے ساتھ ہی مجھے معلوم ہوا کہ یہ مکان مجھے رہنے کو دیا گیا ہے ۔ امیر المومنین ۔ آپ بھی تصور کر سکتے کہ اسوقت جوش مسرت سے میری کیا حالت ہو گئی ہوگی ۔
اسکے بعد مین تیرہ برس تک برامکہ کے ساتھ اس قدر و منزلت سے رہا کہ کوئی یہ بھی نہ کہہ سکتا تھا کہ مین برامکہ مین سے ہون یا کوئی غیر شخص ہون ۔ آخر الامر جب برامکہ پر مصیبت آئی ۔ اور رشید کے ہاتھون اُن کی قسمت مین جو لکھا تھا وہ ظاہر ہوا عمرو بن سعد نے مجھپر سختی کی اور اُن گاؤن پر محصول باندھ دیا ۔ اور اتنا محصول باندھا کہ اُن گاؤن سے اُسقدر آمدنی ہرگز نہین ہو سکتی ہے ۔ زیادتی محصول نے مجھے بھی مبتلاے آفت کر دیا ۔

اب میرا کوئی مربی نہ تھا۔ اور اس مصیبت کے عالم مین مجھے برامکہ کی فیاضیان یاد آ آ کر بیتاب کر دیا کرتی تھین۔ صرف دل کی بھڑاس نکال ڈالنے کے لیے مین نے یہ معمول کر لیا کہ آخر شب برامکہ کے گرے پڑے اور منہدم کھنڈروان پر جا کے رو لیا کرتا ہون۔ اور اُن کے احسانات کو یاد کرتا ہون"

یہ سن کے مامون نے عمر بن سعد کو بلایا۔ اور پوچھا "تم اس شخص کو جانتے ہو؟" اُس نے کہا "امیر المومنین یہ برامکہ کے آدمیون مین سے ہے۔ اور دو گاؤن اس کی زمینداری مین ہین"

مامون "اُن گاؤن پر تم نے کیا محصول باندھا ہے؟" سعد نے بتایا کہ اسقدر محصول لیا جاتا ہے۔ مامون نے حکم دیا کہ محصول کے بابت ان سے تم نے جس قدر رقم آج تک وصول کی ہے سب واپس کرو۔ اور آیندہ سے اُن گاؤن کا محصول معاف کر دو۔ یہ گاؤن ہمیشہ اس پر اور اس کی نسل پر وقف رہین" یہ سن کے وہ ضعیف العمر شخص زار و قطار رونے لگا۔

مامون "اب کیا ہے؟ ہم نے یہ احسان کیا اور تم روتے ہو!"

ضعیف العمر "امیر المومنین۔ یہ بھی ایک برامکہ ہی کی فیاضی ہے۔ نہ اُنکے کھنڈرون پر آکے مین روتا نہ امیر المومنین کے دربار تک رسائی ہوتی اور نہ اس انعام و اکرام اور اس رحم کا مستحق قرار پاتا"

اتنا سننا تھا کہ مامون کی آنکھون سے بے اختیار آنسو جاری ہو گئے۔ اور کہنے لگا۔ "بیشک۔ مین قسم کھا کے کہتا ہون کہ یہ بھی برامکہ ہی کی فیاضی ہے۔ اچھا جاؤ۔ اُن پر روؤ۔ اُن کا شکریہ ادا کرو۔ ان کے حق کو پورا کرو۔ اور اُن کے احسانون کو یاد کرو"

آدھی رات

یون تو امیر اللغات مین یہ ایک لغت قایم کیا گیا ہے مگر نظر سے گزرتے ہی آنکھون تلے قدرت کا وہ عجائب خانہ پھر گیا جو روز آدھی رات کو سجا جاتا ہے۔ گرمی کا موسم اور آدھی رات کا وقت ہے شام ہی سے شعبان المعظم کی چھبیوین شروع ہو چلی ہے

اس لیے قدرتی لمپ ابتک نہین روشن کیا گیا ہے البتہ تارے آنکھین پھاڑ پھاڑ کے دیکھ رہے ہین کہ دنیا مین کیا ہوتا ہے - شبنم گر رہی ہے اور رات بھیگ گئی ہے کبھی کبھی جھونکا ہوا کا آجاتا ہے جو نہ خوب ٹھنڈا ہی ہوتا ہے نہ بہت گرم در و دیوار کے پھیکے اور زمین سے آنچون کے نکلنے پر بھی اوس پڑ گئی ہے - لوگ اپنے اپنے کوٹھون آنگنون اور چوپالون مین یا اپنی اپنی دکانون کے نیچے لب سڑک سو رہے ہین گھری نیند نے دین و دنیا کے دھندون سے اس وقت آزاد کر دیا ہے کھٹمل - پسو - مچھر غافل پاکے مزے سے خون پی رہے ہین اور سونے والے کھجا کھجا کے رہجاتے ہین ادھر سے ادھر اور ادھر سے ادھر کروٹ بدل لیتے ہین -- بالکل سناٹا پڑ گیا ہے ہان کبھی کبھی پہرے والے اپنی معمولی بھیانک آواز سے چیخ اٹھتے ہین " جاگو او سونے والو " روشنی کی چہرون کا جوبن اسوقت شباب پر ہے گرچہ سڑکون پر نئی روشنی حال مین پھیلی ہے ان پر نقلی ہنکس اور ہریکین لالٹینین اپنی اندھی روشنی سے چراغ سحری معلوم ہوتی ہین یا ہندوستان کی مجموعی ترقی کا اندازہ - کہین بیٹے کی شادی رچی ہے اندر طرح طرح کی عورتون کا ہجوم ہے ڈھول پر ڈھول لوٹ رہے ہین پی توڑ توڑ کے سہرے گائے جاتے ہین باہر محفل آراستہ ہے نوشاہ نارنجی جوڑا پہنے کسی امنگ سے رنگ مین ڈوبا اور آتش شوق تیز تر کردو کے مضمون مین مبتلا مسند پر گاؤ تکیہ لگائے بیٹھا ہے سامنے ایک نازنین زہرہ جبین ناچ رہی ہے عزیز احباب جمع ہین عطر الائچی حقے پان کا دور ہے ہر شخص کے دل مین خوشی اور بیفکری کا جوش ہے جو چہرون سے پھوٹ نکلا ہے -

کسی گھر مین اکلوتی بیٹی کا ماتم ہے بیس برس کی عمر مین جوان دنیا سے اٹھ گئی ہے اس کے ننھے ننھے بچے بلک بلک کے روتے ہین وہ کیا جانین کہ مرنا جینا کیا ہے انکو تو یہی ضد ہے کہ امان پاس جائینگے ہائے جوانا مرگ بیٹی کی لاش پر چادر پڑی ہے مان زمین پر بیٹھی پٹی پر سر اور سر پر ہاتھ رکھے دھاڑین مار مار کے روتی ہے - ہائے مری نازون کی پالی ہائے میری چاند سی بیٹی مجھے دھوکا دے گئی بیچارہ باپ ضبط مین بہت پامردی کر رہا ہے مگر پھر بھی اولاد کا غم غالب آہی گیا ہے اور آنکھون نے نکلکر منہ دھونے والے گرم گرم آنسو کے ساتھ اسی بھاری مردانی آواز مین ہائے افسوس کے نعرے دیکھنے سننے والون کے

کلیجے ٹکڑے کیے دیتے ہین -
دُکھ درد والے کراہ رہے ہین تنکی آہ آہ اور ارے اللہ سے بیمارداروں کو بھی سکتا ہو گیا ہے - کسی کو کھانسی چین نہین لینے دیتی اُٹھ کے بیٹھ گیا ہے -
کوئی پڑھتے پڑھتے کتاب ہی پر سر رکھکے سو گیا ہے - جج صاحب کے ہان بہت سے مقدمات تجویز لکھنے کو باقی ہین سامنے لیمپ جل رہا ہے اب تک کرسی پر بیٹھے میز پر باتین ہاتھ کی کہنی ٹیکے اور ہتھیلی سے پیشانی تھامے ہین - سامنے مثل رکھی ہے داہنے ہاتھ مین قلم ہے جو فلسکیپ کے تختون پر سرپٹ جا رہا ہے - چوک کے کمرون پر اب تک گھنگرو کی چھاچھم اور طبلہ کی گمک ہے - کہین شطرنج اور گنجفے کے شوقین جُٹے ہین -
کوئی رنگیلا جوان کہین سے اس وقت گھر آیا ہے اور دھیمی آواز سے دروازہ کھلوا رہا ہے کہ کھوسٹ بڈھے بوڑھے سب جاگ نہ پڑین - کہین میان بی بی ایک پلنگ پر لیٹے گھر کے انتظام اولاد کی تعلیم اور اُن کے شادی بیاہ کی صلاحین کر رہے ہین - کوئی کسی کے گلے مین باہین ڈالے چین سے سو رہا ہے - ایک گھر مین کوٹھے پر چور پہنچ گئے ہین ایک نے نیچے اُترنے کو رسّی لٹکائی ہے دوسرا کوٹھری کی چھت کاٹ رہا ہے تیسرا ابھی تاک جھانک کر رہا ہے کہ مال کہان رکھا ہے - سامنے والے کمرے کے دروازے کھلے ہین بی بیوون بلا کا نکھار کر رہی ہین کسی پر چڑھائی ہے اور چیتونین کہے دیتی ہین کہ آج کوئی اللہ کا بندہ نہ بچے گا - کسی چھوٹے سے مکان کے صحن مین تختون پر مکلّف فرش بچھا ہے وصل کے عیش کا سامان جما ہے ایک دلدادہ آہٹ پر کان اور در پر نظر لگائے کسی کا منتظر بیٹھا ہے - اور ہم اپنی کیا کہین آدھی رات ہو یا پچھلا پہر اس عالم ہی مین نہین رہتے - افسوس ؎

نہ اس پہلو مین ہو کوئی نہ اُس پہلو مین آ فرقت ادھر دیکھو ادھر خالی اُدھر دیکھو اُدھر خالی

سرگزشت

یہ اخبار جس وقت سے نکلا اُس وقت سے آج تک ہم نے اس کی نسبت اپنے خیالات نہین ظاہر کیے - اس کی کئی وجہین تھین - ایک تو یہ کہ منشی سراج الدین صاحب سے ہمکو جو قریبی تعلق ہے اس کے خیال سے لوگون کو گمان ہوتا کہ انصاف نہین کیا بلکہ حق دوستی

۔۔ ایا ہے ۔ دوسرے یہ خیال ہمین ہمیشہ بے پروا کرتا رہا کہ ہندوستان مین ریویو کا ش
ر دلعت حق دوستی ادا کرنے یا تعصب و دشمنی پورا کرنے سے زیادہ نہین ہے ۔ کیا ضرورت
ہے کہ ہم یا کوئی شخص قلم اُٹھائے ۔ سرمور گزٹ ایسا اعلی درجہ کا اخبار نکلا ہے جب
ب ہی نہین ہندوستان بھر کو فخر کرنا چاہیئے ۔ اگر وہ فی الحقیقہ عمدہ اور قابل قدر ہے
ہمارے لکھنے کی ضرورت کیا ہے ۔ وہ خود ہی پبلک کو اپنی دلچسپیون مین محو کر لیگا ۔
ہمین اسوقت تک وہ الفاظ یاد ہین جو سرمور گزٹ کے اشتہار مین منشی سراج الدین صاحب
نے لکھے تھے ۔ صرف اشتہار دیکھ کے کسی کو خیال بھی نہ ہوا ہوگا کہ ملک مین ایک ایسا عمدہ
اور پرچہ جاری ہو جائے گا ۔ کیونکہ عموماً ہر اخبار کے اشتہار مین اسی قسم کا مبالغہ
ہوا ہے اور انہین شاعرانہ مبالغون نے اہل اخبار کا اعتبار کھو دیا ۔ کتنے پرچے نکلے
نکلتے ہین اور سب کی خیر مقدم اور آمد آمد مین ایک ہی انداز ایک ہی قسم کی تعلّی
الفاظ صرف کیے جاتے ہین مگر اُن مین سے ایک آدھ بھی ایسا نہیں ہوتا جو اپنے وعدون
کو پورا کرتا ہو ۔

سرمور گزٹ ایک بے مثل اور زوردار پرچہ نکلا ہے ۔ آج ہندوستان مین کم اخبار ہین جو
اُس کی وقعت کو پہونچتے ہون ۔ وہ ہندوستان کے بہت بڑے بڑے اہم معاملات
پر نہایت عمدگی سے بحث کرتا رہا اور کر رہا ہے ۔ حیرت یہ کہ برٹش گورنمنٹ کی آزاد قانون
کی عملداری مین اخبارات کی اردو دنیا سرمور گزٹ کے ایسے زوردار اور آزاد اخبار کم پیش
رکھے گی جو ایک دیسی مہذب ریاست مین ہے ۔ سمجھدار اور اہل نظر سمجھ سکتے ہین کہ یہ اخبار
اس بات کی دلیل ہے کہ ریاست ناہن نہایت ہی اعلی اور مہذب اور خوش انتظام ریاست
ہے اور اُس کے مدبر کے خیالات اُس انتہا آزادی اور ترقی کو پہونچ گئے ہین جو
ہندوستان کو ایک روز تہذیب کی معرکہ مین دیگر ممالک کے مقابل مین کامیاب کرائے گی ۔
چھ روپیہ سالانہ دینے سے ناظرین اخبار کو فقط اخبار ہی نہین ملتا بلکہ دلکش نام کا ایک
ناول بھی ملتا ہے جو دلگداز کے قدر دانون کے نزدیک ایک قیمتی چیز ہوگا کیونکہ اُسی
قلم سے لکھا گیا ہے جس نے دو دلچسپ ،، اور ناول " ملک العزیز ورجنا " کو لکھا
تھا ۔ علاوہ برین اکثر عمدہ سوانح عمریون اور مختلف قسم کے رسالون کا بھی وعدہ کیا
گیا ۔ یہ سب چیزین مفت نذر ہون گی ۔ ہندوستان بڑا کم نصیب ہے اگر با وجود ان

سب دعدون کے اس اخبار کو نہ ہے ۔ دلگداز کے ناظرین کا فرض ہے کہ ہمارے دوست منشی سراج الدین کے طرز تحریر اور اُن کے آزادانہ خیالات کو ملاحظہ فرمائین۔

معزز ناظرین

آپ خیال فرمائین کہ آپ کے ذمہ کس قدر قیمت باقی ہے ۔ اپنے شیدائی اپنی قوم کے فدائی دلگداز کے ساتھ ایسی غفلت کا برتاؤ ہرگز نہین اچھا ہے ۔ اگرچہ اس مرتبہ دلگداز کی اشاعت مین بہت دیر ہوئی مگر آپ کا قرضہ پورے طور پر ادا کر دیا گیا۔ اب کوئی پرچہ نہین باقی ہے ۔تینون پرچہ ایک ساتھ آپ کو ملتے ہین ۔ ستمبر کا پرچہ اس کے بعد آپ کو ملے گا ۔ اور عنقریب ۔کیونکہ وہ بھی قریب لیا ری ہے۔ بہ نسبت سابق کے آپ ہی کی قدردانی اور عنایتون سے دلگداز پر اب بہت سے بار ہو گئے ہین ۔ پریس الگ اور گذشتہ جلدون کی تیاری الگ ۔ ہم بکمال ادب اور نہایت التجا سے عرض کرتے ہین کہ جس قدر جلد ہو سکے دلگداز کی قیمت بیباق کیجیے ۔ اکثر حضرات کے ذمہ ۱۸۹۸ء کی قیمت بھی باقی ہے اور محض دوستانہ خیال سے اُن کے نام پر اب تک پرچہ جاری رکھا گیا۔ اس مقام پر اُن قدردانون سے شرمندہ کر دینے والی شکایت ہے جنھون نے اب تک ۱۸۹۸ء کی بھی قیمت باقی رکھی ہے ۔

مہتمم دلگداز

صبح امید

پروفیسر مولوی شبلی صاحب کی مثنوی صبح امید جو پہلی طبع مین تبرک کیطرح ہاتھون ہاتھ نکل گئی تھی مکرر چھپ کے تیار ہوئی ہے اور ایسی نادر اور پرجوش مثنوی ہے کہ ہمین امید نہین زیادہ عرصہ تک رہ سکے ۔جن صاحبون کو خریداری منظور ہو فوراً درخواست بھیجین ۔قیمت مع محصول ڈاک چار آنے ہے ۔ درخواست باجازت دیلیو پے ایبل پیکٹ آئے ۔

المشتہر۔ شیخ احمد علی کامل ۔ لکھنؤ۔ نوبستہ

دلگداز

نمبر ۹ بابت ماہ ستمبر ۱۸۹۹ء جلد ۳

باہتمام

خادم قوم محمد عبد الحلیم شرر مہتمم "دلگداز"

دلگداز پریس مین چھپکر

لکھنؤ جھوائی ٹولہ سے شائع ہوا

ضوابط

۱- دلگداز کوشش کرتا رہے گا کہ اردو مین ایک نئی روح پھونکے اور اسکے جذبات بڑھائے اسکے ذریعے سے اعلےٰ رنگ کے لٹریچر کے نمونے یا کبھی کبھی نازک اور نئے خیالات ظاہر ہوتے ہین -

۲- ہر انگریزی مہینے مین ایک نمبر شائع ہوتا ہے -

۳- قیمت عام سے دو روپیہ سال مع محصول اور روساء سے ۲ روپیہ سال والیان ملک سے ۵ - بے وصول قیمت سالانہ پرچہ نہ روانہ ہوگا - نمونہ کے لیے ۴ بھیجنا چاہیے -

۴- اشتہارات ۴ سطر کے حساب سے درج ہونگے - زیادہ کے لیے خط کتابت سے فیصلہ ہوگا -

۵- جواب طلب خطوط کے لیے ٹکٹ یا جوابی کارڈ آنا چاہیے -

الملتمس محمد عبدالحلیم شرر مہتمم دلگداز

جہانگیر

شیکسپیر کے مشہور ڈرامے ہملٹ کا ترجمہ جس کے ذریعے سے جناب منشی محمد امتیاز علی صاحب بی اے نے اپنی اعلی لیاقت کو ظاہر کیا ہے اور ترجمہ کا نام لیکر نہایت بامحاورہ سلیس اور فصیح اردو ملک کے سامنے پیش کی ہے بہت سخت ضرورت ہے کہ موجودہ مذاق کا ہندوستان اس کتاب کو غور سے دیکھے - یہ کتاب نہایت عمدہ کاغذ پر اور بہت خوشنمائی کے ساتھ چھاپی گئی ہے - علاوہ ٹیٹل کے سو صفحہ پر تمام ہوگئی ہے قیمت مع محصول ڈاک ایک روپیہ - نقد یا ویلیو پے ایبل کی درخواستین مشتہر کے نام آئین -

المشتہر محمد امداد علی - لکھنؤ - ڈاکخانہ امین آباد -

البرٹ بل

نیا ڈراما - انوکھا ناٹک - جذبات کا دریا خیالات کا چشمہ - جس مین بل کی پوری ابتدائی کیفیت - اس کی درجہ بدرجہ ترقی - ممبران کونسل کی اسپیچین - یوروپین کی مخالفت اور بنہ زوری بنگالیون کی واویلا - اور فریاد - انگلش طلبائن کی رایٹنگ اور شورش گورنمنٹ کی توجہ - اور اہل ہند کی واں آزادی ویسرائے کی کریم النفسی اور فیاضی - رعایا کی وفاداری اور نمک حلالی - انگلش مین وغیرہ کا غصہ - بعض ہندوستانی نمک حرامون کی قوم کے ہاتھون سزا - اور بل کے آخری فیصلہ کو بڑے مذاق اور ظرافت کے مختلف سین مین نہایت سلیس اور اردو بامحاورہ زبان مین لکھا ہے قیمت ۱۰ مع محصول -

المشتہر مہتمم دلگداز

فیروز گلنار

خاص شیکسپیر کے مشہور ناٹک رومیو جولیٹ کا ترجمہ عشق کی امنگ کا پورا اپیرا - جس کی زبان کی پاکیزگی - محاورات کی شستگی - بول چال کا بیساختہ پن دیکھنے سے تعلق رکھتا ہے - یہ پہلا ڈراما ہے جو اردو مین اس خوبی سے ترجمہ ہوا - قیمت مع محصول ڈاک ۱۰

آزاد

ملکی معاملات اور عام امور کا آئینہ پولٹیکل اور سوشیل خیالات کا ریفارمر - اردو لٹریچر اور زبان دانی کا اعلی نمونہ ناظرین پرچے کے نمونہ سے خود تصفیہ کر سکتے ہین سالانہ قیمت عوام سے ۱۲ خواص سے ۱۸ درخواست منشی احمد علی صاحب شوق مالک اخبار آزاد کے نام آنا چاہیے -

ہمارا لٹریچر

اردو زبان کی تاریخ پر عمدہ طور پر غور ہو چکا ہے اُسکی اگرچہ اسی زمانے مین ابتدا ہوئی جبکہ مسلمانون کا قدم پہلے پہل ہندوستان مین آیا مگر اس بات کو کہ یہ بولی ایک زبان اردو نے ایک مستقل صورت اختیار کرنے کی تاریخ نسل ہوتے ... ابتدا شہنشاہ شاہجہان کے عہد سے شروع ہوتی ہے۔ حسب قاعدہ فطرت ... اب تک صرف اخلاقی صحبتون اور کی دلچسپیون مین فرسے وٹھارہی تھی ... تک اہل شعراے اردو یا اردو کے بچپن کے قدردانون نے علمی اہم ... مین اس نہرلو زبان سے کچھ کام نہین لیا۔

... دو ڈھائی تین صدی پہلے تک کا زمانہ اسلام کا آخری دور تھا۔ ایسے لوگ ... تھے جو کسی بچے کے تیور دیکھتے ہی اُسکے ہونہار ہونے یا نہ ہونے کا اندازہ ... اسی غلطی نے عرصے تک اردو کو کسی قسم کی معتدبہ وقعت نہ حاصل کرنے ... مگر ہوتا تقدیر نے تو یہ نیکنامی فاتحان مغرب کی قسمت مین لکھ دی تھی ... برٹش حکومت نے اردو کو عدالت کی کرسی تک نہین پہونچایا بلکہ یون ... چاہیے کہ خاک سے اُٹھایا اور آسمان پر پہونچا دیا مگر دیکھنا یہ ہے کہ قبل اسکے ... اس زبان مین اپنا بابرکت ہاتھ لگائین اردو کی کیا حالت تھی کیونکہ انگریزون نے اردو کی قدر و منزلت بڑھانے مین چاہے جسقدر مبالغہ کیا ہو مگر اسمین شک نہین کہ مسلمان ... کوششون سے اس زبان کو بہت منضبط اور شائستہ بنا چکے تھے انگریزون کو مسلمانون کے ہاتھ سے یہ زبان نفس ایک زبان ہونے کی حیثیت سے پوری اور کمال کے درجے پر پہونچی ہوئی ملی۔ لہذا ظلم ہوگا اگر اردو کی اصلیت اور ترقی پر بحث کرتے ... مسلمانون کی کوششین قدردانی کی نظر سے نہ دیکھی جائین۔

ظاہر ہے کہ اردو کا پہلا وطن دہلی ہے۔ اور ترقی کی دنیا مین دہلی کی جو رفتار تھی وہی رفتار
زبان اردو کی رہی۔ شاہجہان اور عالمگیر کے زمانے البتہ ترقی کے زمانے تھے مگر ان
دنون گویا اردو کا عالم ہیولانیت تھا۔ شائستہ اور لائق صحبتون مین کوئی اردو کی
بات بھی نہ پوچھتا تھا۔ ہان بعد کے دور اپنی ہمت اور طاقت کی موافق اردو کی قدر
کرتے رہے۔ اگرچہ طوائف الملوکی اور بے استطاعیون نے دہلی کو اس قابل ہی نہین
رکھا تھا کہ وہ اردو کے لیے ایک آزاد طبع اور فارغ البالی چاہنے والے بچہ کی پرورش
کر سکے مگر باوجود اس نا قابل ہونے کے اہل دہلی سے اردو کی ترقی مین جو جو کوششین
ظاہر ہوئین قابل تحسین ہین۔ مگر افسوس ان کوششون کی بھی دہلی کبھی قدر نہ کر سکی
دہلی مین جتنے نامور اور معجز بیان شعرا ہوے زمانے نے انکا قدم بھی وہان جمنے نہ دیا
میر سودا انشا یہ ایسے لوگ نہ تھے کہ اگر دہلی مین ذرا بھی صلاحیت ہوتی تو انھین اپنی
شہر پناہ سے بھی نکلنے دیتی۔ سودا جنھین وطن سے بڑی محبت تھی اور انکے ابتدائی
تیور کہ رہے تھے کہ دلی چھوڑ کے کہین نجائینگے مگر وہان کی ناقدردانیون سے آخر انکے
استقلال مین بھی فرق آگیا۔ ان تمام باتون سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ اردو کو صرف
وطن ہونے کے سبب سے دلی کے ساتھ ایک قسم کا انس تھا ورنہ دلی والون مین اسکی
ترقی کے متعلق کوئی صلاحیت نہ تھی۔ اگر بعض پچھلے شاہان دہلی شعراے اردو کی قدردانی
کی طرف متوجہ بھی ہوے تو اسوقت زمانہ انکے خلاف تھا۔ اپنی حیثیت سے انھون نے
بہت کیا مگر اصل مین پوچھیے تو کچھ نہ تھا۔ خلاصہ یہ کہ اردو کو جہان تک تعلق دلی سے رہا
وہ فلسفیانہ طور پر باعث تنزل ہو سکتا ہے نہ باعث ترقی۔ کیونکہ خود دہلی کی حالت
رو بہ تنزل تھی۔

یہی سرد مہری اور دلی کی یہ بے استطاعتی دیکھ کے اردو کو بھی آخر دلی چھوڑنا ہی پڑی
لکھنؤ کا دربار اگلے شاہان دہلی کے مقابلے مین چاہے کتنا ہی چھوٹا ہو مگر اس زمانے
کے شاہان دہلی کے دربارون سے بدرجہا بڑھا ہوا تھا۔ زمانہ تصدیق کر رہا تھا کہ جو دلی
سے جاتا ہے لکھنؤ مین ہاتھون ہاتھ لیا جاتا ہے۔ کمالون کی قدر ہوتی ہے اور طبع آزمائیون
کی داد دیجاتی ہے۔ اردو کے وہ تمام لائق اور سخن سنج شعرا جنکی گود مین اردو پرورش
پا رہی تھی اپنے ہونہار بچے کو بغل مین دبائے ہوے لکھنؤ آئے۔ جہان انکے

…ے شوق مین ہر میر و غریب کی آنکھیں کھل گئین۔ لکھنؤ پہونچ کے اُس
…ے نکلہ کھولی۔ دیکھا تو دلی کے خلاف جہان تجارت پیشہ لوگون کو اپنے
…سے اسکی طرف متوجہ ہونے کی مہلت نہ تھی یہان کی تمام صحبتین اطمینان
…ت سے طبع آزمائی مین مصروف ہین۔ فی الحقیقت ایک ایسی زبان کی لیے
…ن کرنا چاہتی ہو یہ صحبتین نہایت مدد و مربی ہوسکتی تھین ۔۔ دو کو سبھون نے
…و مسرت سے قبول کیا اور اس نتیجے نے کہ اُس فصاحت و بلاغت سے اپنے
…تمام شہر کی زبان کھول دی کہ گویا ہر بچہ لکھنؤ والے ہر گھر مین بلبل ہزار داستان
…چہک اٹھا۔

…لکھنؤ کی آخر نوبت کیا حالت تھی اور با عتبار ترقی اسکی کیا زمانہ تھی لکھنؤ
…تو تنزل بھی نہین کر رہا تھا اُسکا دربار ایک ہی حالت پر ٹھہرا ہوا تھا۔
…کے ... اب بھی ایسے حوصلے اور ایسی قدرت رکھتے تھے کہ خود شہنشاہ
…دہلی بھی اُنکی حوصلہ مندیون کا مقابلہ نہین کر سکتے تھے … ماہوار رقم بادشاہ دہلی کو
…تھی وہ یہان کی بہت سی چھوٹی چھوٹی سرکارون کا خرچ تھا۔ لکھنؤ کو جو یک بیک
…گیا اُسکی وجہ لکھنؤ کا تنزل نہ تھا بلکہ یہان کے بادشاہون کی غفلتین اور
…حرکتین یا انگریزی قوت کا یک بیک بڑھ جانا تھا الغرض صاف ظاہر ہے کہ
…ن کی قدردانی اور اردو کی تربیت مین دہلی لکھنؤ کا ہرگز مقابلہ نہ کرسکتی تھی
…اردو اگرچہ دلی مین پیدا ہوئی مگر اسکی ترقی اُسکا نشو و نما جتنی باتین ہین
…لکھنؤ مین ہوئین۔ اردو پر دلی کے جسقدر احسان ثابت کیے جائین مگر لکھنؤ
…احسانات اُنسے بڑھے ہی تسلیم کرنا پڑینگے۔

…زبان اردو کی بحیثیت زبان تاریخ بھی باقی رہے خیالات جو اس زبان کے
…سے ظاہر کیے گئے ہین۔ ہمین شک نہین کہ دہلی والے عموماً قدیم سے دلی
…کے اُبھارنے اور تخیر کا سمان دکھانے کی طرف متوجہ رہے اور تھوڑی بہت
اب بھی ہین۔ بخلاف لکھنؤ والون کے جو ہمیشہ سے بلند پروازی اور مضمون آفرینی
کی طرف جاتے ہین۔ اس محل پر ہم دلی کے رنگ کو لکھنؤ کی خیالی معرکہ آرائیون پر
ترجیح دیتے ہین۔ اور یہ ہر کیا منحصر ہے انگریزی جو جو ترقی کرتی جائے گی دلی والون کا

رنگ ہر دلعزیز ہوجائے گا - انگریزی تعلیم سے شیکسپیر ورگولڈسمتھ کے پڑھنے رنگ
سے دلون کو ایک خاص قسم کا لگاؤ ہوجاتا ہی اور انسان اُسی قسم کا رنگ ہر بیان
ڈھونڈھنے لگتا ہی - اردو کی دنیا مین ایسے شخص کو صرف دلی والون کے شاعری
مین اپنے مذاق کی کچھ پھیکی پھیکی باتین نظر بھی آجاتی ہین مگر لکھنؤ والونکی شاعری
مین اُسکو ایسی ایک بات بھی نہین نظر آتی اور اسی سبب سے دلی کی شاعری لکھنؤ کی
شاعری کو اب کسی قدر زک دینے لگی ہی - لیکن اول تو اس سے دلی والون کی زبان کی
ترجیح کا کوئی موقع نہین مل سکتا دوسرے جو خیال مین اب ظاہر کرتا ہون ہر شخص یہ
تسلیم کریگا کہ یہ امر بھی لکھنؤ والون کے لیے ایک ایسی حجت ہی جسکی بنا پر وہ اپنی زبان کی
خوبیون کا سب سے اعتراف کرا لین -

شاعری کا قاعدہ ہی کہ فطرتی طور پر ہر زبان مین خود بخود پیدا ہوجاتی ہی - شاعری جس زبان مین
پیدا ہوتی ہی اُس زبان کے علمی اور مضبوط زبان ہونے کا انتظار نہین کرلیتی - مگر ہر زبان
کی ابتدائی حالت اور اُس زبان کے بولنے والونکا مذاق چونکہ سیدھا سادہ ہوتا ہی
اسوجہ سے اُسکے پہلے شعرا انھین چیزون اور انھین خیالات سے کام لیتے ہین جو بالکل
سامنے کے اور پیش پا افتادہ ہین - اور قدرتی طور پر بے ارادہ انکے کلام سے نیچرل
جھلکیان نظر آنے لگتی ہین - مگر وہ زبان جوں جوں علوم و فنون اور قواعد و ضوابط کی
دنیا مین قدم رکھتی جاتی ہی شعرا اور زباندانون کا مذاق بھی بدلتا جاتا ہی - جن لوگون نے
عربی کے پہلے اور پچھلے کارنامے دیکھے ہونگے انھین اس خیال کے تسلیم کرنے مین ذرا
عذر نہ ہوگا - جاہلیت کے کلام مثلاً سبعۂ معلقہ اور دیوان حماسہ کے مرثیون کے سامنے
دیوان متنبی یا دیگر مولدین کے کلام کو لا کے رکھیے تو معلوم ہو کہ پچھلے شعرا صرف علوم کی
چاشنی پا کے کہان سے کہان جا پڑے ہین - یہ بات کچھ عربی ہی پر منحصر نہین دنیا کی تمام
زبانون کی ابتدائی اور انتہائی حالت کا جب اندازہ کیجیے گا صاف معلوم ہوجائے گا کہ
علوم نے بے تکلف نیچرل مذاق کو تدریجاً کسقدر بدل دیا ہی - ہان انگریزی زبان کی
شاعری اس سے مستثنی ہی کیونکہ انگریزی جوں جوں ترقی کرتی گئی ووہ اُسکا نیچرل مذاق
اور نکھرتا گیا - اور انگریزی شعرا روز بروز زیادہ جلا دیتے گئے - اسکی وجہ یہ تھی کہ انگریزون
نے شاعری کی ماہیت غور کر کے فیصلہ کر لیا تھا کہ شاعری صرف انسان کے دل پر

تر چڑھا لینے اور واقعے کی تصویر دکھا دینے کا نام ہے اسی خیال نے نہ انھین علم کے عالیشان ہوشربا ایوانون پر چڑھنے دیا اور نہ تمدن کی پیچیدہ بھول بھلیون مین قدم رکھنے دیا۔ مگر اردو شعرا نے شاعری کا کوئی مسلم الثبوت اصول نہین قرار دیا تھا لہذا اردو انگریزی کی طرح ترقی السنہ کے تمام قاعدے برتنے سے نہین سکتی تھی۔

قاعدہ کلیہ بیان کر کے ہم صاف صاف کہتے ہین کہ اردو جب تک دہلی مین رہی بچہ ہی تھی اسکے شعرا بھی ٹوٹی پھوٹی بچون کی سی زبان مین بچون ہی کے ایسے سیدھے سادے خیالات نظم کرتے تھے۔ مگر لکھنو مین آنے کے بعد اردو نے ترقی کی علمی اور اخلاقی دنیا مین قدم رکھا۔ یہان اسکی تدریجی ترقی اور اصلاحات کے ساتھ شعرا کے خیالات مین بھی بلند پروازی اور نازک خیالی پیدا ہوگئی۔ قطع نظر اسکے جن لوگون نے انگریزی علم عروض اور انگریزی شعر و سخن کو غور سے دیکھا ہے وہ بخوبی سمجھ سکتے ہین کہ اردو نظم مین جسقدر سختی کی گئی ہے اسی قدر انگریزی مین سہولت سے کام لیا گیا ہے۔ اردو شاعری مین صدہا قیدین اور ہر قسم کی پابندیان ہین اور ترقی کرتی جاتی ہین بخلاف اسکے انگریزی مین بہت کم قیود کا لحاظ رکھا گیا ہے۔ اس سے زیادہ کیا ہوگا کہ باوجود اس ترقی کے ابتک انگریزی مین قافیے کی ضرورت نہین اور اردو مین جب تک قافیہ کی پابندی نہو شعر ہی نہین ہو سکتا۔ اردو مین غزل اسقدر سخت چیز ہے جسکی نظیر انگریزی کیا معنی عربی مین بھی نہین ملتی۔ اب غزل کی قیود کا لحاظ کر کے اردو کے مقابل مین انگریزی نظم کو دیکھیے تو کسقدر آسانی معلوم ہوتی ہے۔ ہمارے مشہور نیچرل مذاق کے مجدد جناب حالی انگریزی رنگ کی طرف جھکے تو مجبوراً انھون نے اپنے آپ کو عموماً نظم اردو کی قیود سے آزاد کر لیا۔ یہ کون کہہ سکتا ہے کہ حالی اصول شعر سے واقف نہین۔ مگر اصل یہ ہے کہ ان مجبوریون نے انھین قدیم شاعری کی تقلید سے الگ کر دیا۔

نفس زبان کے متعلق ہمنے جو لکھنو والون کے حق مین فیصلہ کر دیا ہے اس سے ہو سکے مین یہ نہ سمجھ لین کہ انکا کلام قابل نکتہ چینی ہی نہین۔ اپنے خیالات کی نسبت انکو دلی کے شعرا سے سبق لینا چاہیے۔ لکھنو والے کچھ ایسے زلف و کاکل اور لب و مژہ بلند پروازیون مین پڑ گئے ہین کہ انکی شاعری روز بروز بیکار اور فضول ہوتی جاتی ہے۔ اگرچہ اس زمانے مین کچھ لوگ ایسے پیدا ہوگئے ہین جنکو میر اور مومن کے پُر درد مذاق کی طرف

آوجہ ہی مگر عام شعراے لکھنو ابھی اپنے اُسی رنگ پر ہین - اگرچہ زبان کے اعتبار سے
شعراے لکھنو کو بیشک اپنے حریف دہلی والون پر ترجیح ہے مگر اُنکے پھیکے مذاق نے
ایسی خرابیان پیدا کر دین کہ آج لکھنو والونکے دیوان عام طور پر ہون مین بے مزہ
ہوتے ہین اور دہلی والونکا کلام ایک بیتابی کے اثر کیے ساتھ ہر شخص کو مزہ دیجاتا ہے
مگر اسسے یہ نتیجہ نکالنا ظلم ہوگا کہ دہلی والونکے نفس زبان کے لحاظ سے کچھ کیا ہی نہین - اگرچہ زبان اردو کو
آخر زمانے مین لکھنو سے خاص تعلق ہو گیا تھا لیکن دہلی مین بھی اسکا چرچا باقی تھا مومن
غالب اور ذوق ایسے شعرا ہین جنھون نے ترقی زبان اردو مین بہت کوششین کین
اُنکا کلام آج لکھنو اور دہلی دونون شہرون کے استادان زبان کے نزدیک قبولیت
کی سند پا چکا ہے - ان لوگون کا کلام دیکھنے سے بخوبی سمجھ سکتے ہین کہ مومن خان تو دہلی
کے قدیم رنگ پر جا رہے تھے اُنکی طبع آزمائیون نے زبان کو اُسی حالت پر رکھا مگر
درد اور سوز و گداز کے پیدا کرنے کی حیثیت سے سچ پوچھیے تو اپنے وقت کے گویا لڈا سمجھے تھے
جو بیتابیان اور عشق کی پرجوش اُمنگین اُنکے کلام مین نظر آتی ہین اور کسی کے کلام مین
ممکن نہین - غالب کی طبیعت مین ایجاد اور جدت پسندی کا مادہ بہت تھا علاوہ برین
فارسی کے قدیم مذاق کی طرف وہ بڑے ذوق و شوق سے متوجہ تھے - دری بلکہ ژندکی
زبان کی طرف وہ موجودہ فارسی کو کھینچے لیے جاتے تھے - اور چونکہ اُس زبان مین نیچراور
قدرت کے محسوس منظرون کی طرف زیادہ تر توجہ کی گئی ہے اسلیے اُنکی طبیعت مین دو باتین
کمال کی پیدا ہو گئین - طبیعت کی اصلی جدت پسندی نے مضمون آفرینی پیدا کی - اور قدیم
زبان ژند کے ذوق نے نیچرل خیالات پیدا کر دیے - اگرچہ فارسی کی طرف زیادہ متوجہ
رہنے سے اُنکی اردو شاعری مین تھوڑا سا نقص پیدا ہو گیا یعنی فارسی بندشون مین اعتدال سے بڑھ گئے لیکن
جو مذاق اور جو خیالات اُنھون نے اردو مین پیدا کیے اُسمین اپنا جھنڈا گاڑ دیا اور لکھنو والون کے
عام رنگ سے علحدہ ہو کر جس خوبصورتی سے غالب نے مضمون آفرینی کے ساتھ
نیچرل مذاق کو نباہا ہے وہ اُنھین کا حصہ تھا اور اُسپر دہلی والے جسقدر ناز کرین
زیبا ہے - باقی رہے ذوق - صرف ذوق ایک شخص ہین جو لکھنو والون کی طرح ترقی
کی عام رفتار مین پڑ کے دھوکا کھا گئے - جو رنگ شعراے لکھنو نے اختیار کیا تھا وہی
رنگ ذوق نے دہلی کے آخر عہد مین اختیار کیا - انمین اور شعراے لکھنو مین کوئی فرق

تھا۔ اگر تھا تو اسی قدر جسقدر ہر شاعر اپنے خاص طبعی جذبات کے لحاظ سے
دوسرے شاعر سے ممتاز ہوتا ہے۔ خود لکھنؤ کے شعرا میں باہم ایسا ہی فرق نکل آئیگا جیسا
ذوق مین اور لکھنؤ کے کسی شاعر مین ہو۔ مگر زمانے کی رفتار ترقی کے ساتھ شاعری
کے مذاق کے بدلنے کا جو تمنے دعوی کیا ہے اُسکا اس سے زیادہ کیا ثبوت ہوگا کہ
ذوق جو نیچر کے رنگ کو چھوڑ کے مضمون آفرینی اور بلند پروازی کی طرف جھکے تو
دلی والون نے بھی اُنکی تقلید کی شعرا سے دلی سے زیادہ کی۔ آج دلی کی زیادہ آبادی
ذوق کو استاد مان رہی ہے۔ اور بیچارے غالب و مومن کا نام لینے والے آجکل
یہی تین شعرا ہین جنھین دلی کا سرمایہ ناز کہنا چاہیے۔ اور گذشتہ شعرا اگرچہ اردو
زبان کے محسن سب سے زیادہ ہین مگر اُنکو لکھنؤ اور دہلی دونون مقامون سے برابر کا تعلق تھا
اگر وہ دلی کے لیے ذریعۂ فخر ہین تو ہون لکھنؤ کو اُن دنون اہل زبان ہونے کا دعوے
تھا۔ دلی کیطرح لکھنؤ بھی اُنکے عہد مین انھین پر ناز کر رہا تھا۔

اردو شاعری اور اردو زبان کی یہ سچی تاریخ تھی اور اس سے صاف ثابت ہوگیا کہ دلی
کو اردو سے وطن ہونے کا اور لکھنؤ کو مقام نشو و نما و تربیت اور ذریعۂ ترقی ہونے کا
تعلق ہے۔ دلی والون کو لکھنؤ کا احسان ماننا چاہیے تھا کہ جو ہونہار بچہ اُنکے شہر مین
پیدا ہوا تھا اُسکی وہ ذرا تربیت نہ کر سکتے تھے لکھنؤ کے رؤسا اور بادشاہون نے اُسے
اپنی گود مین اُٹھا لیا اور پوری ترقی دلا دی۔ مگر بخلاف اسکے اکثر دیکھا گیا کہ حضرات
دہلی اپنی تحریرون اور کارسازیون کے ذریعے سے لکھنؤ پر حملہ کر جایا کرتے ہین۔ اگرچہ
لکھنؤ کے شعرا جو ہمارا سرمایۂ ناز ہین اُنکو ان رکیک حملون کی ذرا پروا نہین ہوتی مگر
کچھ نہ کچھ ضرور لکھنا چاہیے۔ تاکہ پبلک کو اصلی حالات بخوبی معلوم ہو جائین۔

لکھنؤ پر سب سے زیادہ عنایت جناب مولوی محمد حسین صاحب آزاد نے کی۔ اُنکی کتاب
آبحیات بتا رہی ہے کہ اگر اُنکا بس چلتا تو وہ لکھنؤ کے مٹا دینے مین کوئی دقیقہ اُٹھا نہ
رکھتے۔ شعرا کی سوانح عمری لکھتے وقت اُنھین یہ کسنے صلاح دی تھی کہ ناسخ و آتش
کے حالات بھی لکھین۔ شاید صرف یہ غرض ہوگی کہ ابتدا سے آخر تک جتنے شعراے
اردو ہوے ہین سب دلی کے تھے صرف یہ دو شخص البتہ لکھنؤ کے ہین۔ مگر اُس
مجمع کے آگے ان دو کا کیا شمار۔ اس دھوکے مین شاید کوئی ناواقف آگیا ہو تو

آگیا ہو ورنہ جاننے والے جانتے ہین کہ لکھنؤ مین ناسخ و آتش کے علاوہ بہت سے شعرا ہین جنکی وقعت ناسخ و آتش سے کسیطرح کم نہ تھی بلکہ وہ زیادہ وقعت رکھتے تھے خواجہ وزیر وزیر میر وزیر علی صبا رند رشک اسیر یہ سب لوگ ایسے تھے جنپر لکھنؤ کی شاعری کا دارومدار ہے۔ انکے دیوانون کو دیکھ کے انسان آتش و ناسخ کو بھی بھول جاتا ہے ہم یہ کہنا تو گستاخی سمجھتے ہین کہ ہمارے حضرت آزاد نے ان لوگون کا کلام نہین دیکھا مگر انکے حسن نیت کے ہم البتہ بہت بڑے معتقد ہو گئے۔ مثنوی کے اعتبار سے جو ناموری اور قبول عام قلق اور حلیم نواب مرزا شوق اور مصنف گلزار نسیم کو نصیب ہوئی اسپر بہشتیون کو رشک ہے۔ جناب آزاد نے لکھنؤ والون کے ساتھ جو سلوک کیا تھا اُسکا نعم البدل انھین یہ ملا کہ دلی مین آج اُنکو کوئی نہین مانتا۔ چاہے اپنے گھر مین بیٹھے ادعاے استادی کیا کرین۔ مگر وہ دل شکستہ ہون ہم اُنکے حسن عبارت کی داد دیتے ہین۔ اور لطف یہ کہ ہمارے جناب مولانا محمد حسین صاحب آزاد دہلوی نے اردو کی پوری تاریخ لکھی اور ہر عہد کے تغیرات پر غور فرمایا مگر اس کا نہ خیال کیا کہ سودا اور میر جسوقت دلی چھوڑ کے لکھنؤ آئے ہین اُسکے بعد سے دلی کو ترقی کا کوئی موقع نہ ملا حالانکہ لکھنؤ ترقی کر رہا تھا جس سے لکھنؤ کی خوبی زبان کا عقلی نتیجہ نکلتا ہے۔

میرے نزدیک اب یہ امر بوضاحت ثابت ہو گیا کہ باعتبار زبان لکھنؤ کو دلی پر اور باعتبار مذاق وخیال دلی کو لکھنؤ پر ترجیح ہے۔ زمانہ اب دور دور کے مقامات کو ملا رہا ہے۔ لکھنؤ والون کی باتین روز دلی والے اور دلی والون کی نغز و غزلخوانیان لکھنؤ والے سن لیا کرتے ہین ایسے وقت مین مناسب ہے کہ دلی اور لکھنؤ والون کی باہمی بحثین اُٹھا رکھی جاوین اور دونون مقامون کے لوگ یونہی اپنی مادری زبان کی اعانت پر کمر باندھین کہ جسکو جس امر مین ترجیح ہو اُس سے دوسرا سبق لے۔ اگر لکھنؤ والون کی زبان اچھی ہے تو دلی والے اُن سے سیکھین۔ اور اگر دلی والون کا رنگ دلچسپ اور موثر ہے تو لکھنؤ والے اُنکی شاگردی اپنا فخر سمجھ کے اختیار کرین اور اپنے مذاق سخن کی اصلاح کرین۔

ہمنے یہ اپنی راے ظاہر کر دی ورنہ ہمکو نہ دلی سے تعلق ہے اور نہ لکھنؤ سے۔ ہمسے جیسی عبارت بن پڑتی ہے لکھ لیتے ہین اسمین بھی کسی بات کا دعوی نہین۔ ملک مین ایک سے ایک بڑھکر لکھنے والا پڑا ہے۔ مگر پھر بھی اتنا کہتے ہین کہ جو لوگ اردو کے اہل کمال ہین

نزدیک ہماری وقعت کچھ اُن لوگون سے زیادہ ہی ہوگی جو خود بخود پکارتے پھرتے ہین دیکھیے پڑھکے سلنے والا کوئی دنیا بھر مین نہین ہے۔

ہم اور ہمارے خیالات

اس بات پر غور طلب ہین کہ اب ہمین تبدیلی ہوتی جاتی ہے۔ یون تو یہ شعر بچپن سے کتابون مین پڑھا یا جاتا ہے کہ دنیا متغیر ہے۔ مگر تغیر عالم پر غور کرنے کی ہمکو سبت ضرورت ہے اسقدر کسیکو نہین ۔ کامیاب قومون اور مقصد ور لوگون کو نہین سوجھتا کہ ہماری زندگی کیسی تھی جب ہم ان کامیابیون کی آرزو مین تھے ۔ مگر ہان تغیر عالم کا مسئلہ ٹھیک اُسی کی سمجھ مین خوب آتا ہے جسے نامرادیون سے سابقہ پڑا ہو۔
ہجر مین یاد آتا ہے کہ وصل مین کیا مزے تھے اور کس خوشی مین گذرتی تھی سفر مین پردیس مین معلوم ہوتا ہے کہ یاران وطن کی خوش بیانیان اور بچپن کے دوستون کی صحبتین کیسی باندا‌ق اور سراپا لطف تھین۔ اس سے بھی زیادہ وضاحت کی ضرورت ہو تو یون سمجھیے کہ جب پیاس لگتی ہے تب پانی کی قدر ہوتی ہے اور جب بھوک کی شدت سے ہاتھ پاؤن سنبھل نہین سکتے ہین تب کھانے کا مزہ یاد آتا ہے۔ جب چلتے چلتے تھک جائیے تب ذرا ٹھہر کے دیکھیے کہ ستانے مین کیا آرام ہے۔ جب مفلسی اور تنگدستی پریشان کرے اسوقت گذشتہ دولتمندی کی طرف خیال دوڑائیے تو فوراً معلوم ہو جائے گا کہ گذشتہ دولت کتنا خوشگوار ہوتا ہے۔
مگر عام انقلابات زمانہ سے کیا غرض۔ دیکھنا تو یہ ہے کہ ہمارے خیالات مین کیا تغیر ہوا ہم کس خیال اور کس طبیعت کے لوگ تھے اور کیا ہو گئے۔ لوگ کہتے ہین کہ ہندوستان کی آب و ہوا ہمارے مناسب نہ تھی اسلیے ہمارے خیالات پر بہت خراب اور نالائق اثر پڑا۔ اگر ایسا ہے تو دیگر ممالک کے اہل اسلام اپنے خیالات کے لحاظ سے بھی تو بہت اونچے درجے پر معلوم ہوتے ہین۔ آخر کیا خرابی آئی۔ وہ کیون پست حوصلہ اور بے ہمت ہو گئے۔ دنیا مین کوئی اتنی عمر کا بوڑھا ہے جسنے ہمین ہر رنگ اور ہر وضع مین دیکھا ہو۔ آہ کوئی نہین ہے۔ ہان ایک شخص ہے زمانہ۔ اسکی عمر بہت زیادہ ہے۔ یہ بہت پرانا افسانہ گو

اور اسکی زبانی ہمنے بہت سی اگلی داستانین سُنی ہین۔ وہ دوسری بڑھیا جسکی گود مین
سب نے پرورش پائی ہو جسے لوگ زال دنیا کہتے ہین۔ انقلابات عالم کے سب نمونے
یقیناً اسکو بھی یاد ہونگے لیکن نہین معلوم کیا سبب ہے کہ ہمنے اکثر لوگون کو ان
دونونکے ہاتھ سے نالان اور گالیان ہی دیتے سنا۔ دیکھیو وہ مصیبت کا مارا آدمی
اپنی تمام کوششون مین تھک کے پیر فلک یعنی زمانہ اور زال دنیا دونون کو کوس
رہا ہے۔ خیر۔ اگر وہ گالیان دیتا ہے تو دینے دو ہم تو ان گالیونکا مستحق خود اُسی
شخص کو پاتے ہین۔

اگر اپنی داستان ہمکو سننا ہے اور اپنے تغیرات اور اپنی تبدیلیون پر غور کرنا ہے تو آؤ ہم
بوڑھے جہاندیدہ سے پوچھین کہ اُسنے ہمکو کن کن حالتون مین پایا اور ہم مین کیسی
کیسی تبدیلیان دیکھین۔ تواریخ کے صفحات پر جو کچھ لکھا ہے وہ زمانے ہی کی بیان کی
ہوئی کہانی ہے۔ اگرچہ ان کہانیون کا زیادہ حصہ ناقدردانیون اور بے توجہیون سے
ہاتھون دنیا کے پردے سے غائب ہو گیا مگر پھر بھی جو کچھ باقی ہے وہ دلچسپی سے
خالی نہین۔

اُن باتون کو تو جانے دیجیے جو ہماری جہالت اور بت پرستیون کی باتین تھین کہ
وہ اسلام سے بھی پیشتر کا زمانہ ہے۔ ہان بعد بعثت کے زمانے کو لیجیے۔ آہ یا تو وہ ہماری
کا زمانہ تھا کہ ایک نبی امی کی تبلیغ رسالت سے ہم سب ملکے ایک ہی سادی طبیعت کے
لوگ تھے۔ فلسفیانہ چون و چرا کا مادہ ہم مین نہین پیدا ہوا تھا۔ ہم سب ایک ہی دُھن
مین مدہوش اور ایک ہی خیال سے وابستہ تھے۔ ترقی اور عروج کی منزلین ہماری
نگاہ کے سامنے تھین اور اُن سادے خیالات کو لیے ہوے ہم ہر طرف بڑھے اور اس
جوش و خروش سے بڑھے کہ کسیکو مڑ کے دیکھنے کی جرات نہوئی۔ اگرچہ غیاباد اور بے علمی کی تہمت
سے چلے تھے مگر کل مہذب اور آباد دنیا کو اس شائستگی سے آناً فاناً طے کر گئے کہ کل حکما اور فلسفیون
کو بھی حیرت ہو گئی۔ اُن دنون جو خیالات ہمارے دلون مین تھے وہ ہمارے اصلی
خیالات تھے۔ اُنکا منشا صرف یہ تھا کہ ہم تمام دنیا مین تبلیغ رسالت محمدی کر دین مشرق
سے مغرب تک اور جنوب سے شمال تک جو کوئی ہو اُسی توحید کا قائل ہو جائے جو ہمارے
پیغمبر برحق کی ہدایت تھی اور جسکو اب بڑی فلسفیانہ نکتہ سنجیون کے بعد یورپ تسلیم

کرتا جاتا ہی - ہمارے خیال مین ہماری (یعنی تمام آدمیون کی) مخلوقیت کی فطرت زبان حال سے اسی مسئلہ توحید کی تبلیغ کررہی ہو اور ہر انسان کا فرض ہو کہ عملی و اعتقادی دونون حیثیتون سے اس مسئلہ کا پابند ہو - اسی ابتدائی جوش توحید مین سےنے یہان تک ترقی کی کہ ہمارے حرکات و سکنات ہماری رسوم و عادات ہمارے غم اور ہماری خوشیان سب مسئلہ توحید کا آئینہ ہوگئین - ان کوششون سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ ہمنے خدا کی جتنی بڑی خدمت کی وہ ہمارا ہی حصہ تھا - ایسی خدمت کہ ہمارے مقابلے مین کوئی اور خدا کی خدمت کا دعوی کرے یہ تو درکنار کوئی توحید کا نام ہی نہین لے سکتا - جب ہمنے خدا کے کام مین ایسی سرگرمی اور ایسی جانفشانی دکھائی تو خدا نے بھی اپنی برکتون اور اپنی رحمتون کو ہم پر عام کردیا - اگر یہ دیکھنے کے قابل بات ہو کہ سادگی کے زمانے مین ہم کیسے تھے اور ہمارے خیالات کیا تھے - ہم تو ایسے تھے کہ ہماری خوشیان بالکل محدود تھین اور ہماری زندگی کے لیے بہت کم چیزون کی ضرورت تھی جو اور خرما ہماری غذا تھی بھیڑون اور اونٹون کے گلے ہمارا اسرمایہ تھا - ریگستان ہمارا بچھونا تھا آسمان ہماری چھت تھی - کشادہ اور کھلے ہوے صحرا ہمارے صحن تھے - اور آسمان کے جگمگاتے ہوے تارے ہمارے گھرون کے چراغ تھے - رہا یہ کہ ہمارے خیالات کیا تھے انکا حال سنیے - ہم اپنے اور بدوت کی نعمتون کو بقدر تنبر پاتے تھے نہ ہماری نظر مین یونان و روم کی وقعت تھی اور نہ سکندریہ اور مدائن کے علوم کی کچھہ ہستی سمجھتے تھے - ہادی برحق کے احکام کو سننا اور سننے سر جھکا دینا ہمارا کام تھا - اپنے سچے نبی کے وعدون کی طرف یقین اور اعتقاد سے بقت کرتے دوڑنا ہمارا فرض تھا - تمام دنیا اپنی بے فکریون کے آگے ہمین ہیچ معلوم ہونے لگی - ہماری اس لاپروائی نے یہان تک ترقی کی کہ آخر زمانہ اپنی دولت اپنے خزانے اپنے بیش بہا ہدیے ہمارے سامنے لا لا کے پیش کرنے لگا اور ہم اپنے بے مثال استغنا سے ان چیزون کو آنکھہ اٹھا کے نہ دیکھتے تھے -

علامہ واقدی لکھتے ہین کہ جسوقت جناب فاروق اعظم رضی اللہ عنہ بیت المقدس پہونچے تو اس وضع مین تھے کہ اونٹ پر سوار تھے جسکو ساربانی کی خدمت تھی ایک منزل اونٹ کو وہ لے جاتا تھا آپ سوار ہوتے تھے اور ایک منزل آپ

اونٹ کو لیجاتے تھے اور وہ سوار ہوتا تھا۔ کرتے اور دامن بہت سے پیوند تھے زادِ راہ یہ تھا کہ ایک تھیلی مین ستو اور ایک مین خرمے بھرے ہوے تھے۔ ظروف مین صرف ایک لکڑی کا کٹھرا تھا جو اس کام آتا تھا کہ منزل پر پہونچکے اُترتے تھے۔ زمین پر بیٹھ کے اُس کٹھرے مین ستو گھولتے تھے اور تمام ہمراہیون کی طرف خطاب کرکے ارشاد فرماتے تھے کلوا رحمکم اللہ یہ اُس شاہنشاہ کی وضع تھی جسنے مصر و عجم و شام و روم کا فتح کیا تھا۔ الغرض جب حضرت فاروق رضی اللہ عنہ بیت المقدس کی دیوارون کے نیچے پہونچگئے تو وہانکے بڑے راہب نے شہر کے دروازے کھولدیے۔ اور صاف کہدیا کہ ایسے اہل تقوی اور بے نفس لوگون کی روکنے والی کوئی قوت نہین۔ مگر اہل بیت المقدس نے اسپر بھی اکتفا نہ کیا بلکہ مسلمانون کی بے نفسی کا ایک اور امتحان لینا چاہا۔ مسلمانون نے شہر مین داخل ہونے کی جو تاریخ معین کی تھی اُس تاریخ تڑکے ہی سے اہل روم اور اہل شام راستے مین دونون طرف کے مکانات آراستہ کیے۔ تمام مال و دولت اور جواہرات لاکے زمین پر بچھا دیے۔ حسین و نازنین لڑکیان جو اپنے حسن و جمال سے حوران جنت کا خیال بھی بھلائے دیتی تھین خوب بنا اُڑھا کے اور زیور سے آراستہ کرکے دونون طرف دکانون مین بٹھا دین۔ انہین یہ امتحان مقصود تھا کہ مسلمان جواب امان دے چکے ہین اور حفاظت جان و مال کا وعدہ کر چکے ہین دیکھین یہ دولت اور یہ صورتین دیکھ کے اُنکی نیت قائم رہتی ہے یا بدلجاتی ہے۔ جسوقت مسلمان شہر مین داخل ہوے سب کے آگے آگے جناب عمرؓ تھے۔ حضرت عمرؓ نے شہر کی یہ رونق اور یہ سامان دیکھ کے زور سے تکبیر کہی اور فرمایا یہ کفار ہمین دہوکا دیتے ہین اور جانتے ہین کہ اُنکا دنیاوی سامان اور اُنکی مہ جبین لڑکیان دیکھکے ہماری نیتین بدلجائینگی۔ حالانکہ ہم مین سے ہر شخص کی نظر مین ان دنیاوی سامانون سے زیادہ ذلیل کوئی چیز نہین ہے۔ بس اسکے بعد پھر کسی مسلمان نے اُدہر نگاہ اُٹھا کے بھی نہ دیکھا۔ نہ جناب فاروقؓ نے اور نہ کسی اور شخص نے۔ ہمارے اُس زمانے کے خیالات کا اندازہ بس اس واقعہ سے ہو سکتا ہے کہ دنیا کی دولت ہماری لونڈی تھی اور ہم اُسکی طرف متوجہ بھی نہوتے تھے۔

مگر پہلا تغیر اسی وقت سے شروع ہوا جب خدا نے اپنی نعمتین ہمارے لیے عام کردین دفعۃً ہم ایسے بدلے کہ یا تو ہمسے زیادہ جفاکش کوئی نہ تھا اور ہر مصیبت اور ہر محنت کو

زے صبر و استقلال سے ہم جھیل جاتے تھے یا ایک ایسا زمانہ آیا کہ وہ عالیشان
محل وہ نفیس عمارتین ہمارا عشرتکدہ تھین دنیا دکھا کر آج ہماری اوغیر قوموں کی تواریخ
بے ہمالی اور افسانہ معلوم ہوتا ہے یورپ کے قصہ ہمر الغداد کے قصر زبیدہ اور ہندوستان
کے دیوان خاص و دیوان عام جیسے محل ہمارے عشرت کدہ تھے۔ جامع دمشق اور
دلی کی جامع مسجد ہماری عبادتگاہون کا نمونہ تھین۔ زندگی تو زندگی مرنے کے بعد
بھی ہم دائمی خواب مرگ کے لیے ایسے پر تکلف خوابگاہ بنا گئے ہیں کہ زمانہ حیرت کر رہا ہے
تاج بی بی کا روضہ ہمارے مقبرون کی ایک مثال ہے اس عشرت کے ابتدائی زمانے
میں تو ہم اچھے رہے اور ہمنے بھی یہی کیا جو ایک لائق صاحب ثروت کے شایان
شان ہے علوم کی طرف توجہ کی تو ان کا رتبہ آسمان کو پہونچا دیا۔ قدردانی اپنے کاسے خود
بھی صاحب کمال بنے یہانتک کہ دنیا نے ہماری عام شاگردی قبول کر لی اور ہمکو استاد مطلق
مان لیا۔ فنون اور صنعتون کی طرف متوجہ ہوئے تو کویا ذہانت اور ایجاد صرف
ہمارا ہی حصہ تھا۔ ہماری اس زمانے کی دولتمندی کے افسانے کون ہے جسے یاد نہ
ہون ہمارے ہی قصون میں وہ مزہ تھا کہ ایشیا کی تمام آبادی کو فقط ہماری ہی کہانیاں مزہ
دیتی تھین۔ اور ایشیائی تھیٹر ہمارے گذشتہ حالات کی تصویرین دکھایا کرتے ہیں
زمانہ اور دنیا دونون ان واقعات کا تذکرہ ہی نہیں سنا رہے ہین بلکہ ہماری اس
قبا اسدی کی مٹی کی یادگارین بھی پیش کر رہے ہین۔ قدرتی سبزہ زارون یا
پہاڑون سے دنیا کو جو کچھ خوبصورتی نصیب ہوئی ہو اُسکا ذکر نہیں۔ مگر فی الحقیقت
اول خلقت مین دنیا برہنہ تھی۔ سب سے پہلی ترقی یافتہ قومون نے اُسے لباس پہنایا تھا
مگر ہمنے ایک عمدہ فیشن کی طرح اُسکے لباس مین نہایت موزون ترمیم کی۔ صرف اتنا ہی
نہیں کیا بلکہ اُس لباس دنیا کی زیبا اور شائستہ قطع و برید کے علاوہ ہمنے دنیا کو اپنی چکتی ہوئی
عمارتون۔ سنہرے گنبدون۔ ضو شمس پر چشمک زنی کرنے والے کلسون کا خوشنما زیور
پہنایا تھا۔ پہلے دنیا ہرگز اتنی حسین نہ تھی جیسی اب ہے۔ مگر دیکھو کتنا بڑا تغیر ہوا!
یا ہمین وہ تھے جنھون نے دنیا کو کبھی شوق اور دلچسپی کی نظر سے نہ دیکھا یا ہمین وہ تھے
تو دنیا پر ایسے عاشق ہوے کہ اپنی عمر کا سارا سرمایہ دنیا ہی کی ناز برداری اور اُسی کی
زیبائشون مین صرف کر دیا۔

یہ عشرت پسندی جب مدت سے گذر چلی تو پھر زمانہ کی تغیر پسند طبیعت نے دوسرا پہلو بدلا۔ ترقی کی ابتدا اور انتہا جب دونون اپنا اثر ہماری صورتون اور ہمارے حرکات وسکنات سے دکھا چلین تو سوا ادبار اور بدقسمتیون کے کون بات باقی رہگئی تھی۔ اور ہم کیونکر اس خمار کے صدمون سے بچ سکتے تھے جو ہر ترقی یافتہ قوم کے لیے لازمی ہین افسوس اگویہ دنیا ہی بدلگئی اور ہم وہ تھے ہی نہین جنھون نے چار دانگ عالم مین کامیابی کا پھریرا اڑا دیا تھا۔ جسطرح ہندوستان مصر کی استادی کرکے خود بالکل جاہل نظر آیا تھا۔ جس طرح ایران کی سطوت وجودت کو یونانی سیلاب نے محض ایک خیال یا نقش برآب ثابت کر دیا تھا جسطرح مصر والے یونان کی تعلیم وتربیت کے لیے نیک نامی اور شہرت حاصل کرکے ناموری کی شہ نشین سے غائب ہوگئے تھے جسطرح یونانی علم وحکمت مین صداے انا ولا غیری بلند کرکے تباہ ہوگئے تھے جسطرح روما کے اولوالعزم تمام مغربی دنیا مین شائستگی اور لیاقت پھیلاکے راحت طلبی اور عیش پسندی کے ہاتھون مورد ادہام ہوگئے تھے۔ اور جسطرح ہر نامور اور مشہور قوم دنیا مین خوب نام پا کے گمنامی کے دھندلکے مین گئی تھی۔ اسیطرح ہم بھی جب خوب اچھی طرح کامیابی کا نعرہ اٹھا چکے جب ناموری کی دنیا مین سب کو شکست دے چکے جب علمی اور اخلاقی دونون حیثیتون سے شہرۂ آفاق ہو چکے اسوقت نیکنامی کی شہ نشین سے ایسے نکلے۔ پھر ابھرنے یا ترقی کرنے کی کوئی صورت نہ نظر آئی۔

اسوقت ہمارے خیالات بھی کچھ ایسی پستی اور زوال کی طرف مائل ہوگئے کہ ترقی کی کوششین کیسی کبھی خیال مین بھی نہین آتا تھا کہ ہم کچھ کرسکین گے۔ گذشتہ عشرتون نے ہمکو انتہا سے زیادہ راحت طلب بنا دیا تھا۔ اور موجودہ افلاس نے وہ سب سامان راحت ہمسے چھین لیا تھا۔ ایک ایسے عالم مین گذر ہوا جسمین دلچسپیان ہر طرف بلاتی تھین شوق بار بار تمسے قریب جانے کا تقاضا کرتا تھا۔ دل کھنچا جاتا تھا اور طبیعت کہتی تھی کہ بے سواری کے کون جائے اور کیونکر جائین۔ غرض کہ ملین جتنی باتین تھین سب اسی قسم کی تھین۔ رہنے سہنے اٹھنے بیٹھنے غرض کل معاملات مین اسی قسم کی وقتین نظر آئین اگرچہ یہ پست ہمتی ان دنون بھی تھی جب ہم عیش دنیاوی کے لطف اٹھا رہے تھے۔ مگر ان دنون اسکا ضرر چندان محسوس نہوتا تھا۔ کیونکہ ہم

نہ سے پر ارکان دولت ہر کام کا سامان کر دیا کرتے تھے - مجال نہ تھی کہ ہماری زبان سے کوئی کلمہ نکلے اور کوئی ٹال جائے لیکن اب معلوم ہوا کہ اپنا ذاتی محتاج ہونا اپنی مضر تھا اب ہم گویا خدام کے منتظر بیٹھے ہین اور فارغ البال ہین کہ وہ وقت کے کام ہم مین ہمارے احکام کو انجام دیدیتے ہیں اور زمانہ کھڑا ہنس رہا تھا کہ اس خیال مین ہین لوگ ہماری اسی ذلت کی پاشکستگی اور طفلانہ رعونت کو جنون سے تعبیر کرنے لگے -

دو روزہ زندگی جو اب ہم لندن رہے ہین وہ یہی زندگی ہے افسوس بہتون کو یہ خیال نہ رہا ہوگا کہ یہ ہمارا ہی حال ہے - مگر ہم زیادہ زور روے سے کہتے ہین کہ ٹہیک تمہارا ہی حال ہے - اسی جنون اسی پست ہمتی اور اسی بیدردی مین تم بہی مبتلا ہو - لوگ سمجھتے ہین کہ زمانہ قدر نہ کرنے والا ہے اور اسکی عمر کی نسبت بہی یقین ہے کہ ابہی بہت باقی ہے - سے خیال ہوتا ہے کہ علمی یا اخلاقی دنیا مین شاید ہم پھر کبھی سنبھل سکین - جس کو دیکھتے ہین کوئی امید نہین باقی اگر کبھی کسی قسم کی امید بندہی ہے تو دو ہی چار روز نہایت بری طرح سے مایوس کرکے دل سے رخصت ہوگئی ہے - اب کون ہے وہ اس پاک خدا کے سوا جس کے سامنے ہم اپنی التجائین لیجائین - اے پاک پروردگار تو ہماری سن لے بس اب صرف تیرا ہی آسرا ہے -

---

قدر دانان دلگداز

آپ کی ہمدردی اور آپ کی قدر افزائیون سے دلگداز آجتک جاری رہا - اور انشاءاللہ آئندہ بہی جاری رہیگا - مگر اتنا خیال رہے کہ دلگداز جہان آپ کی دلچسپی مین کوشش کرتا ہے وہان آپ کے قومی جوش کو ترقی دلاتا ہے وہان آپ کی فیاضیون سے وہ سالانہ ایک خفیف رقم کا بہی مستحق ہوجاتا ہے آپ سمجھ سکتے ہین کہ اسکے تمام مصارف صرف اسی چندے پر چلتے ہین جو آپ سے وصول کیا جاتا ہے - مگر آپ خیال تو کرین کہ اداے زر چندہ مین آپ کیسی غفلت کرتے ہین ہمین افسوس معلوم ہوتا ہے کہ جن حضرات نے زر سال قیمت مین اسوقت تک تامل کیا ہے انکی سستیونکے اثر سے ان صاف معاملہ اور سچے دل قدردانون پر بہی ظلم ہوجاتا ہے جو ہمیشہ عین وقت پر قیمت ادا کر دیا کرتے ہین

ہم کس سے کہین کہ ہمارے احباب ہی مین بعض ایسے ہین جنکے ذمہ سنہ ۶ کی قیمت باقی ہے سنہ ۶ کی قیمت نہ ادا کرنے والون کا شمار انسے بہت زیادہ ہے جو باقی رہتے وہ حضرات جنھون نے ہنوز سنہ ۶ کی قیمت نہین ارسال فرمائی انسے تو اگر ہم شکایت کرین تو وہ اشاعت کی بے انتظامیون کا الزام اُلٹے ہم ہی پر قائم کرینگے۔ اگرچہ انکو پرچے پہونچینگے اور پہونچتے جاتے ہین لیکن افسوس اس بات کا ہے کہ ہمارے احباب کو ادائے قیمت کا خیال بہت مشکلون سے آتا ہے

یہ خیال کرنے کی جگہ ہے کہ قیمت ہی کتنی رکھی گئی ہے جو ہر ہر خریدار کے نام متعدد خطوط روانہ کرنے کا بار بھی اپنے سر لیا جائے۔ اگرچہ اسکا بار کسی خاص خریدار کو نہ معلوم ہوتا ہوگا کیونکہ باسانی ہر شخص کہہ سکتا ہے کہ ایک پیسہ کے کارڈ مین بھی خسّت۔ مگر اُس ناظم سے اسکا حال پوچھیے جسے صرف کارڈ ہی روانہ کرنے مین روزانہ دو ایک روپیے خرچ کرنا پڑتے ہین۔ ان دنون بعض معزز حضرات کی خدمت مین بطور درخواست ادائے قیمت کے کارڈ روانہ کیے گئے۔ بعض ایسے بے رحم قدردان ہین کہ انھون نے اُن الفاظ کا بھی خیال نہ فرمایا جو اُن کارڈون مین لکھے گئے تھے۔ اور ہم نہایت نرمی سے کہتے ہین کہ ہمنے سوا کسی خاص صورت کے معمولی طور پر بذریعہ خطوط تقاضا کرنا جائز نہ رکھا لیکن کیا کرین کہ ہمارے دوستون کی تغافلین روز بروز ہمین مجبور کرتی جاتی ہین۔

معزز ہمدردان دلگداز۔ مین یقین کرتا ہون کہ یہ تحریر آپ کو یہ قدر رنج پہنچا دیگی اور رسالہ کی قیمت سالانہ پر آپ فوراً آمادہ ہوجائینگے اور اگر ایسا نہ ہوا تو مین یہ تو نہین کہہ سکتا کہ آپکے لیے مگر ہان ہمارے لیے۔ ہمارے دلگداز کے لیے۔ ہمارے ملک کے لیے اور خصوصاً ہمارے قومی ہموطن مسلمانون کے لیے نہایت افسوس کا مقام ہے۔ یہ بہت تھوڑی رقم ہے شاید کسی وقت کسی صاحب پر گران نہین گذر سکتی۔ ہان اسکا نہ ملنا بوجہ اسکے کہ مجموعی تعداد بقایا ہزارون کے شمار تک پہونچ گئی ہے ہمپر نہایت گران گذر رہا ہے۔

خادم قوم — محمد عبدالحلیم شرر مہتمم دلگداز

دلگداز

نمبر ۱۲ بابت ماہ دسمبر ۱۸۸۹ء جلد ۳

باہتمام

خادم قوم محمد عبد الحلیم شرر مہتمم "دلگداز"

دلگداز پریس مین چھپکر

لکھنؤ جھوائی ٹولہ سے شائع ہوا

ضوابط

۱- دلگداز کوشش کرتا رہے گا کہ اردو مین ایک نئی روح پھونکے اور اسکے جذبات بڑھائے اسکے ذریعے سے اعلیٰ رنگ سے لٹریچر کے نمونے یا کبھی کبھی نازک اور نئے خیالات ظاہر ہوتے رہین۔

۲- ہر انگریزی مہینے مین ایک نمبر شائع ہوتا ہے

۳- قیمت عام سے دو روپیہ سال مع محصول اور روساسے پانچ روپیہ سال والیان ملک سے عہ - بے وصول قیمت سالانہ پرچہ نہ روانہ ہوگا نمونہ کے لیے ۴ر بھیجنا چاہیے۔

۴- اشتہارات ۴ر سطر کے حساب سے درج ہونگے - زیادہ کے لیے خط وکتابت سے فیصلہ ہوگا۔

۵- جواب طلب خطوط کے لیے ٹکٹ یا جوابی کارڈ آنا چاہیے۔

المشتہر محمد عبد الحلیم شرر مہتمم دلگداز

جہانگیر

شیکسپیر کے مشہور پلے ہملٹ کا ترجمہ جس کے ذریعے سے جناب منشی محمد امتیاز علی صاحب بی اے نے اپنی اعلیٰ لیاقت کو ظاہر کیا ہے - اور ترجمہ کا نام لیکر نہایت بامحاورہ سلیس اور فصیح اردو ملک کے سامنے پیش کی ہے بہت سخت ضرورت ہے کہ موجودہ مذاق کا ہندوستان اس کتاب کو غور سے دیکھے - یہ کتاب نہایت عمدہ کاغذ پر اور بہت خوشنمائی کے ساتھ چھاپی گئی ہے - علاوہ ٹائٹل کے سو صفحہ پر تمام ہوگئی ہے قیمت مع محصول ڈاک ایک روپیہ - نقد یا ویلیو پے ایبل کی درخواستین مشتہر کے نام آئین -

المشتہر محمد امداد علی - لکھنؤ ڈاکخانہ امین آباد -

البرٹ بل

نیا ڈراما - انوکھا ناٹک - جذبات کا دریا خیالات کا چشمہ - البرٹ بل کی پوری ابتدائی کیفیت - اُس کی درجہ بدرجہ ترقی - ممبران کونسل کی اسپیچین - یوروپین کی مخالفت اور [illegible] بنگالیون کی واویلا - اور فریاد - انگلش طبائع کی برانگیختگی اور شورش - گورنمنٹ کی توجہ - اور اہل ہند کی دلی آزادی - وائسرائے کی کریم النفسی اور فیاضی - رعایا کی وفاداری اور نمک حلالی - انگلستان وغیرہ کا غصہ - بعض ہندوستانی نمک حرامون کی بدولت ہاتھون سزا - اور بل کے آخری فیصلہ کی کیفیت - مذاق اور ظرافت کے مختلف سین ہین تمام سلیس اور اردو بامحاورہ زبان مین لکھا ہے - قیمت ۸ر مع محصول -

المشتہر مہتمم دلگداز

فیروز گلنار

خاص شیکسپیر کے مشہور ناٹک رومیو جولیٹ کا ترجمہ عشق کی امنگ کا پورا چربہ - جس کی زبان کی پاکیزگی - محاورات کی شستگی اور خیال کا مبالغہ پن دیکھنے سے تعلق رکھتا ہے - یہ پہلا ڈراما ہے جو اردو مین اس خوبی و ترجمہ ہوا - قیمت مع محصول ڈاک ۔۔ ۱۰

آزاد

ملکی معاملات اور عام رای کا آئینہ پولیٹکل اور سوشل خیالات کا ریفارمر - اردو لٹریچر اور زبان دانی اعلیٰ نمونہ ناظرین پرچہ کے نمونہ سے خود فیصلہ کر سکتے ہین سالانہ قیمت عوام سے عہ خواص سے عــــہ ورنہ اسے منشی احمد علی صاحب شوق مالک آزاد کو نام آنا چاہیے -

انجام

[illegible] کہتے سنا ہوگا کہ خدا انجام بخیر کرے" مگر جب اُن کہنے والون کے دلون کو [illegible] اُنکے خیالات کا انداز دیکھیے تو صاف معلوم ہوجاتا ہے کہ ہر شخص نے اپنے مذاق [illegible] اس جملہ سے کچھ اور ہی معنی مراد لیے ہین - اور اُسکے ذہن مین انجام کوئی [illegible] افسوس دنیا کا یہی عام مغالطہ ہے جسنے ملکون اور قومون مین باہم عداوتین پیدا [illegible] لیکن وہ صحرا نشین سند ہوگی جسنے دنیا کو ہر پہلو سے آزمالیا ہے اور اہل دنیا کے [illegible] کا اندازہ کرکے [illegible] فساد سے نفرت ظاہر کی ہے - اور تمام دنیاوی سامان [illegible] بے پروائی اور ذلت کی لات مار کے اُس تنہائی کے مقام مین آکے بیٹھ رہا ہے جہان تک [illegible] خلوت نشین اپنی روزی حاصل کرتے وقت اگرچہ وہ دیکھتا ہے کہ اُسکے شوق کی [illegible] نہایت افراط سے موجود ہین - اور پھر لطف یہ کہ کوہسار گویا اپنے دامن اُسکی [illegible] کہہ رہے ہین کہ یہ ہدیہ قبول کیجیے - اور تختۂ صحرا جیسے اپنی نعمتین ایک وسیع خوان مین [illegible] سامنے پیش کر رہا ہے کہ لیجیے خدا نے یہ آپ کے پاس بھیجا ہے - انھین مین وہ کفایت شعاری [illegible] اور جسقدر ضرورت ہوتی ہے اُسیقدر لے لیتا ہے - اسی کی تقلید مین اُس [illegible] دنیا کی تمام لذتین اپنے اوپر حرام کرلی ہین - دنیا کا حسن و دولت کے سامان اپنی [illegible] دکھا دکھا کے اُسکے دلمین ایک طمع پیدا کرتے ہین لیکن اُسنے ان سب چیزون کی طرف [illegible] بے پروائی سے دیکھا ہے کہ لوگون کو اس پر حسد آتا ہے - یہی بے پروائی اور لذائذ دنیوی [illegible] وہ مسلمان صوفی دکھا رہا ہے جسنے گویا عالم کو چھوڑ دیا ہے اور صرف ایک ذات مطلق کے خیالات مین اپنے آپ کو سب طرف سے بے حس بنا کے گوشۂ تنہائی مین بیٹھ رہا ہے - یہ سب لوگ [illegible] خیال [illegible] ایک ہی دُھن مین محو ہو رہے ہین - دنیا کے لوگ جو روز روز کی امید و بیم [illegible] کے صدمے اُٹھا کے عاجز آگئے ہین انکی اس بے پروائی کو اچھا بھلا سمجھتے ہین اُنکے خیال مین ان لوگون سے زیادہ کوئی حق پسند اور راہ راست پر چلنے والا نہین - کیا عجب کہ اپنے خیال مین وہ انھین لوگون کی حالت کو وہ حالت تصور کرتے ہون جس سے اپنے عمل کے

"خدا انجام بخیر کرے" مین لفظ "انجام" سے مراد لی ہے۔ اُنکا دل چاہتا ہے کہ خود اُنکا بھی یہی انجام ہو۔ اور وہ بھی دنیا کو یونہین چھوڑنے پر قادر ہو جائین۔

اگرچہ انجام کا لفظ ہر اُس مقام پر صادق آتا ہے جہان کسی کام یا کسی واقعہ کا خاتمہ ہو جاے مگر چونکہ حقیقی اختتام معاملات وہی ہے جسے لوگ موت کہتے ہین۔ اور جو دنیا کے تمام تعلقات قطع کر دیا کرتی ہے۔ اس خیال سے اکثر لوگ جب کبھی کہتے ہین "خدا انجام بخیر کرے"، اُس سے یہی مراد ہوا کرتی ہے کہ مرتے وقت انسان اچھی حالت مین ہو۔ "اچھی حالت"، کیا چیز ہے؟ عموماً لوگ جسکی نسبت کہتے ہین کہ یہ اچھی حالت مین ہے اُس سے یہ غرض ہوتی ہے کہ تندرستی ہے اور دنیاوی خواہشین پوری کرنے مین اُسے تھوڑی دقت ہوتی ہے۔ لیکن موت ایک ایسی چیز ہے کہ اُسوقت جب جان نکلتی ہے دولتمندی اور بڑے دولتی عشرت، و عسرت۔ اطمینان و تنگدستی سب برابر ہوتے ہین اسی وجہ سے تمام دینی مقدس لوگ اُسوقت کا بخیر ہونا اس مراد لیتے ہین کہ انسان کی اخلاقی حالت اور روحانی خوبیان ترقی پر ہون اور اس خیال کا پرجوش معتقد ہو جو افسوس کرنے والون کے اعتقاد مین حق اور ذریعہ نجات ہے افسوس! کچھ ایسا تفرقہ پڑ گیا ہے اور اختلاف مذاہب نے موت کے اسطرف کے حالات بیان کرنے مین ایسا اختلاف کیا ہے کہ جملہ نکلتا تو ہر شخص کی زبان سے ہے لیکن غرض ہر شخص کی جدا ہوتی ہے۔ ایک مسلمان ایک اپنے خوش اطوار مسلمان مرنے والے دوست کی نسبت کہتا ہے "کیا اچھا شخص تھا! توحید کا معتقد تھا اور رسالت محمدی پر ایمان رکھتا تھا"۔ اُدھر دوسرا عیسائی اپنے داخل بحق مسیحی دوست کی نسبت کہہ رہا ہے "کیا اچھی موت ہے! مسیح کا خون ایسے ہی لوگون کی نجات کے لیے ہے"۔ وہ یہودی اپنے رخصت ہونے والے دوست کی لاش کے سرہانے افسوس اور درد کے لہجے مین کہہ رہا ہے "کیا خوش نصیب تھا۔ حامل اسرائیلی شریعت اور موسوی تعلیم پر گیا"، قدیم اصول ژند کا معتقد اور خوش خیال موبدان فارس کا پیرو اپنے کسی دوست کو دخمہ مین رکھنے کو لیے جاتا ہے اور آنسو بہا بہا کے کہہ رہا ہے "کیا خوب آدمی تھا خدا مغفرت کرے۔ ہمارے حق شناس خشوردن (پیمبرون) کے آئین کا کس استقلال سے پابند رہا"۔ یہ تو دخمہ مین غائب ہو گیا اور اسکی جگہ چند برہمن اپنے کسی ہوکا دیہانت والے عزیز آشنا کو لیے چلے آ رہے ہین۔ دریا کنارے جلانے کو لیے جاتے ہین اور کس حسرت سے آپس مین باتین کرتے جاتے ہین کہ "سیدھا بیکنٹھ جاے گا۔ دیوتا اور مہاتما اسے اپنی برکتون مین لے لین گے" اور

… ہم اُنکے لیے جنت کا فردوس دیگا" ان سب کی زبان سے جتنے جملے سُنے گئے سب ایک شرح
… ہیئت سے تھے جنکا متن یا خلاصہ یہ قدر تھا کہ "خدا نے انجام بخیر کیا"

… کو معلوم ہے مگر پھر بھی کسیکو نہین معلوم کہ اصل مین انجام بخیر ہونا کیا چیز ہے کیا خوب لیا ہو

کس ندانست کہ منزلگہ مقصود کجاست — این قدر ہست کہ بانگ جرسے می آید

… بانگ جرس سے مراد بانیان مذاہب کا فرمانا ہے ان لوگون نے اپنی روحانی تجربے سے جو کچھ بتایا دنیا اُسی کو حق سمجھتی ہے اور اُسی پر مذاہب کی بنیاد قائم ہو گئی … لیکن ہمین اس مسئلہ پر زیادہ بحث کی ضرورت نہین ہمین یہی کہدینا ہے کہ ٹھیک ٹھیک انجام اچھا ہونا اسی امر کا نام ہے کہ لوگ اُسے اچھا سمجھین اور وہ دنیا سے نیکنام جائے اور حقیقت یہی ہے کہ ان سب لوگون کا انجام اچھا ہوا جنپر ابھی آپ نے انکے ہم مذہبون کو خوش ہوتا اور حسن ظن قائم کرتے دیکھا تھا۔

… اس مسئلہ کو چھوڑ کر سر دست یہ دیکھنا چاہیے کہ ہر کام کا انجام اچھا ہونا کیسا ہوتا ہے جو کام … تمام ہو جائے جسکے نتیجے پر کوئی خوش ہو اور غیرون کو حسد معلوم ہو جانیے اُسکا انجام اچھا ہوا۔ دنیا مین روز سیکڑون امور کی ابتدا ہوتی ہے اور خدا جانے کتنے اہم معاملات انتہا کو پہونچ جایا کرتے ہین۔ لیکن چونکہ اُنکا اثر خاص اور مختص ہوتا ہے اسلیے نہ عام کو اُنکے نتیجے کی خبر پہونچتی ہے اور نہ عام طور پر اُنپر دلچسپی ظاہر کیجاتی ہے۔

دیکھو جو لڑکا پندرہ بیس برس ہوے پڑھنے کو بٹھایا گیا تھا اُسنے آج ایم اے کی ڈگری پاس کر لی۔ اسی کی طرح ایک اُسی کے ہم عمر طالب علم نے اپنی مشرقی تعلیم سے فراغت پائی ہے اور آج اُسکے سر پر علما و فضلا کے مجمع عام مین فضیلت کی پگڑی باندھی جا رہی ہے۔ دیکھو وہ خوش ہے کہ وکالت مین پاس ہو گیا۔ بلکہ اور آگے خیال دوڑاؤ دیکھو وہ پریشان حال جو خدا جانے کب سے دوڑ دھوپ رہا ہے اور کتنے لوگون کی سفارش اُٹھا چکا ہے آج خوش ہے کہ اُسے … نصفی کی معقول جگہ مل گئی۔ دیکھو وہ جسنے ایک عرصے سے عشق خانہ خراب پر لطف زندگی … سے پھیر لیا تھا اور جسکی آرزوئین اور تمنائین روز ایک نئے حیلہ اور ایک عجیب طرح آمیز چھیڑ چھاڑ سے ٹالی جاتی تھین آج وہ اپنی مراد مین کامیاب ہوا۔ اور کسی وفا فراموش جفا شعار … نے اقرار کرتے کرتے وعدہ پورا کیا ہے۔ واہ! کیا خوش نصیب شخص ہے۔ اور اُسکے عشق کا انجام کیسا اچھا ہوا۔ اس سے بھی زیادہ توضیح کے ساتھ مختصر باتین کیون نہ سُنیے۔ ہمارے

شفا پائی - وطن آوارہ کو سواد وطن نظر آئی - بچھڑے ہوئے خوش خوش ملے ہین چلتے چلتے تھک جانے والے منزل پر پہونچے - صبح سے جان پر کھیلنے والے سپاہیون کو عین وقت شام کو فتح نصیب ہوئی طوفان کی مصیبت اُٹھائے ہوے جہاز کو دور سے ساحل کی صورت ایک سیاہی مارنے والے خط کی وضع مین دکھائی دی - یا اپنی تمناؤن صاف نقشہ دکھا دین کرانے کوششون کے بعد ہمین مسلمان شریف گھرانون مین ایک ہونہار لڑکا نظر آیا یہ سب وہ باتین تھین اور وہ معاملات تھے جنکا انجام بخیر ہوا لیکن یہ تمام باتین صرف "انجام بخیر ہونے" کی اصلیت ظاہر کرنے کے لیے بیان کر دی گئی ہین ورنہ زمانہ تو کچھ ایسی نامرادیون سے دوچار کرتا ہو کہ یہ سب واقعات ہماری نظر مین وہی اثر رکھتے ہین جو کسی گوری پریوش کی تصویر اہل حبش کے دلمین پیدا کریگی - کیونکہ جو چیز شاذونادر ہی نظر سے گذرتی ہو اسکا بیان قصہ اور کہانی سے زیادہ ہرگز وقعت نہین رکھتا -

ہماری عام تمناؤن کا وہی انجام ہوتا ہو جو مجنون کے عشق - لیلی کی بیتابیون اور فرہاد کی کوہکنی کا انجام ہوا تھا - صاف معلوم ہو رہا ہو بلکہ آنکھون سے دکھائی دیتا ہو کہ اب ہمین تمام معاملات مین اسی قسم کے نتیجون کا امیدوار رہنا چاہیے - جسنے کہا ہے خوب کہا ہو ؎ صورت یاس بھی بن بن کے بگڑ جاتی ہو" آرزو کرنا تمناؤن مین کامیاب ہونا - اور کسی مراد انجام بخیر ہونا کیسا -

ہم اگلے واقعات اور گذشتہ تاریخ مین دیکھتے ہین کہ عموماً مصیبتین اور نامرادیونکے حالات چونکہ بہت کم پائے جاتے تھے لہذا دلون مین ایک درد کا اثر پیدا کرنے کے لیے وہ صرف داستانون اور بے اصل قصون کے ذریعے سے بیان کر دیے جاتے تھے - بخلاف اس کے آج وہ زمانہ ہے کہ ہمین اپنی قوم مین دراصل تو ہر طرف سے نامرادی ہی نظر آتی ہے ہان بعض اوقات دل کی تسلی کے لیے ہم کامیابی کی داستانین بیان کرکے جی خوش کر لیا کرتے ہین - واقعی اب ایسا زمانہ آگیا ہو کہ ہمین اپنی کوشش مین اچھے انجام کا امیدوار ہی نہونا چاہیے - اگر ہمکو جستجو ہو اور ہم تلاش کرتے ہین کہ ہمین ایسے معاملات اور ایسے موقع ملین جنکا انجام اچھا یا خاتمہ بخیر ہوا ہو تو ہمین اپنے شہر کے قدیم داستان گویون کی طرف توجہ کرنا چاہیے - ہمارے اکثرون نے سُنا ہوگا کہ ہمارے داستان گو جنھون نے اپنے

اپنی قوم کے دیکھے ہوئے دنوں سے فراموش کرلے کے لئے ٹریجڈی کا پارٹ چھوڑ دیا ہے اور رات دن ٹریجڈی ہی بیان کرتے رہتے ہین اُنکے بیان مین ہمین کیسی کیسی بے دردیان کہ دنیا بیان اور کیسی کیسی دلفریب آرزومندیان نظر آتی ہین ہمارے دہقان کو جسوقت کوئی واقعہ بیان کرنے کو بیٹھ جاتے ہین اُسوقت اُنکی زبان جن واقعات کا بیان کہاتی ہے اور جن حالتون کی تصویرین آنکھون کے سامنے کھینچتی ہے اُنکو اگر کوئی تعلق تہا تو صرف اُس زمانے سے جسے یورپ عہد وسطیٰ کہتا ہے اور جسمین ہمارے سوا کوئی نام اور نشان تھا ہی نہین اور جو کوئی نظر اُٹھاکے دیکھتا تھا اُسے دنیا بھر مین ہم ہی ہم نظر آتے تھے مگر افسوس ہماری تاریخی داستان اب داستان گویون کی گپ ہوگئی۔ قاعدے کی بات ہے کہ جو امر ذہن کو مستبعد معلوم ہوتا ہے اُسکو انسان کا دل بڑی مشکل سے اور بڑی دقت سے قبول کرتا ہے۔ چونکہ اب ہم دنیا بھر سے زیادہ پست ہمت اور ادنے درجہ پر معلوم ہوتے ہین لہذا ہمارے حالات بالکل ویسی ہی داستان یا کہانی خیال کرلیے گئے ہین جسکی صحت پر سننے والے درکنار خود بیان کرنے والے کو بھی وثوق نہین ہوتا۔ خیر یہ گذری ہوئی باتین دا کے ہمین اپنی موضوع بحث سے ہٹا لیجایا کرتے ہین ورنہ ہماری غرض اس مقام پر صرف اتنی تہی کہ وہ دن گذر گئے جب ہمین کسی معاملہ کا انجام بخیر نظر آتا تھا۔ اب تو یہ حال ہے کہ دنیا تو دنیا ہمین اسکی بھی امید نہین کہ عقبیٰ مین خاتمہ بخیر ہو۔

جب کاروان شہر مدینہ لُٹا ہوا
پہونچا قریب شام کے قیدی بنا ہوا

یہ شعر ہونے کو تو اکثر نگاہون مین ایک معمولی شعر ہوگا مگر جو لوگ اس شعر سے فرہ اُٹھانا چاہتے ہین اُنھین چاہیے کہ دو حیثیتون سے اسے دیکھین۔ یا تو اسے دینی نظر سے دیکھنا چاہیے کہ اُس مظلوم امام پر جو صرف راہ خدا مین اپنے اہل وعیال اور خاص دوستون کو لیکے نکلا تھا اُسکے اُس چھوٹے مگر پُرجوش اور خدا ترس قافلے پر کیا گذر گئی۔ یا اگر دینی حیثیت سے دیکھنے کی آنکھین نہ ہون تو یہی خیال کرلیا جاے کہ اُس بیکس قافلے پر جو ارض نینوا کے کھنڈرون کے قریب کربلا کے میدان مین پڑے

جور و تشدد سے محصور کیا گیا تھا اور اگرچہ ساحل دجلہ پر تھا اور دیکھتا تھا کہ وحوش اور
طیور تک اُس خدا کے جاری کیے ہوے چشمے سے سیراب ہوتے ہین مگر وہ اور اُسکے
ہمراہیون بے لیسے خدا شناس محروم کردیے گئے ہین جی چاہتا ہے کہ ہم اس شعر پر دونون
حیثیتون سے غور کرین - پہلے تو یہی بیان کرنا چاہیے کہ اس شعر کی جانب ہمین متوجہ کسنے
کیا - یہ ایک سلام کا شعر ہے جسکو ہمارے بعض دوستون اور ہماری صحبت کے خاص احباب
نے ایک ایسے موقع پر سنا کہ وہ یہ شعر نہین سن رہے تھے بلکہ اسکا سین نظر کے سامنے پھر رہا تھا -
بلکہ یون کہنا چاہیے کہ اثر مجسم ہو کے آنکھون کے سامنے آگیا تھا - ہم اس سے زیادہ نہین کہسکتے
کہ وہ سمان جیسا تھا اُسکی تصویر دکھانا ہماری قوت اور ہمارے امکان سے باہر ہے ہان ایک
بگڑی ہوئی اور مٹی مٹی تصویر شاید ہم دکھا سکتے مگر افسوس بعض ایسی مجبوریان ہین کہ ہم اسکی
جرأت نہین کرسکتے - مگر آہ! خیال کرنے کی جگہ ہے - پچھلے کا وقت ہو - تارون کی آنکھین
جھپک چلی ہون - رات کا سناٹا اپنے انتہائی سکوت کا نمونہ پیش کر رہا ہو اور کیسا سناٹا -
جیسا سمان کسی شہر کی سڑکون اور گلیون مین نہین بندھا ہے بلکہ ایک ایسے صحرائی مقام مین جہان
جھاڑیون کی آواز بھی نہین آتی ہو کہ اُس پچھلی رات کے سکوت مین کوئی تنہائی کے عالم سے گھبرا
اُٹھنے والا اپنے دل کی تسلی کرتا جسطرح اسوقت کے تارون کی آنکھون مین نیند بھر آئی ہے
اُسی طرح اُسکے کان رات بھر کی اُلجھن ملی ہوئی بیداری کی وجہ سے اسوقت لچہ بجیں سے ہو گئے ہون -
یہ کان رات بھر چارون طرف لگے رہے تھے کہ شاید کسی کی آواز آجائے مگر اسوقت ناامید
ہو کے یا تاریکی اور اُس مقام کے بھیانک پن سے اُنکی قوت سب طرف سے سمٹ کے اپنے
اصلی مرکز دماغ کی طرف متوجہ ہو گئی ہو اور ناگہان اس عالم مین ایک طرف سے کوئی سُریلی اور
غیر قابل غرق ولہتیام آسمانون کو بہاتی ہوئی باٹ دار آواز آئے اور وہ رات بھر کا دہشت زدہ
چونک کے آنکھین مل مل کے اِدھر اُدھر دیکھنے لگے کہ ہائے کسی پر کیا گذر گئی - اُسی سناٹے
اور تنہائی کے عالم مین پہلے تو حیرت ہو کہ یہ آواز کدھر سے آئی - اور آہ کون ستم زدہ ہے کہ
آواز دل و جگر دونون مین پیوست ہوئی جاتی ہے - مگر جب وہ ذرا خیال کر کے اور ہوش
سنبھال کے سوچے تو معلوم ہو کہ یہ کوئی خاص مومنہ غم سید الشہدا علیہ السلام پر درد رہی ہے
اور اس سلام کو اپنی پُر درد آواز سے پڑھ رہی ہے - آواز چونکہ خالص اعتقاد اور خاص
درد بھرے دل سے نکلتی ہے لہذا دل ہی مین پیوست ہوئی جاتی ہے اب وہ شخص اپنی

سیلا علاقمی پڑنا دم ہوتا ہو۔ اور جب خیال کرے کہ یہ شعر تو صاف صاف ظاہر کر رہا ہے
حقیقت مصائب امام مظلوم مین کہا گیا ہی تو اُسے اپنی غلطی اور گذشتہ محویت پر افسوس
آئے۔ مگر آواز اسقدر موثر ہو کہ وہ شخص بیتاب ہو کے اٹھے اور آواز کی طرف دو چار قدم
بڑھ کے دیکھے تو معلوم ہو کہ محرم کا زمانہ ہی اور کوئی عفت مآب عورت اپنی دو چار ہاتھ والیون
کے ساتھ حسن اعتقاد سے وہ تعزیہ دفن کرنے کو کربلا لیے جاتی ہی جسے اُسنے اپنی منت پوری کرنے
کے لیے رکھا تھا اور جسکے سامنے کھڑی ہو کر پورے چالیس روز تک دل پر درد اور چشم اشکبار سے
ماتم کرتی رہی تھی۔ ان سب کی صورت غم زدگی ہی۔ سیاہ آستینین شانون پر بکھری ہوئی ہین ورد و
ورد اور عالم غریب چہرہ گرد آلود ہو گیا ہی۔ آہ! اندھیری مین ٹھوکرین کھانے کے خوف سے
لالٹین ساتھ لے لی ہی مگر وہ روشنی اُسکے کم کام آتی ہی کیونکہ غم امام مظلوم کی محویت انہین
کچھ سجھائی ہی نہین دیتا۔ ہان روشنی یہ اندھیر البتہ کر رہی ہی کہ وہ سوگوارانہ وضع
وہ حسرت و اندوہ کا سمان۔ وہ اظہار غم کے لیے کلائیون مین سیاہ ریشمی سیلیان۔ اور وہ
مانگ وہ چوٹی اور پھر اسکے ساتھ ادھر اُدھر کسی نامحرم سے چار آنکھین ہو جانے پر جھجک جھجک
کے ڈھنا جس کسی کی نظر سے گذر جاتا ہی اسکی آنکھون مین دنیا اندھیر ہو جاتی ہی۔ وہ شخص ذرا
قریب جا کے اور کان لگا کے سنے۔ اور یہ شعر درد کے لہجے مین اور وقت کے مناسب
دھن مین پڑھا جائے ؎

جب کاروان شہر مدینہ لٹا ہوا پہونچا قریب شام کے قیدی بنا ہوا

بجے اور دھن اور پچھلی رات کے سمان کے علاوہ یہ بات اسپر اور اثر کر جائے کہ کاروان
لٹ کے پہونچنے کا یہ وقت کسقدر مناسب ہی اور یہی خیال اسپر اسقدر شدت طاری کر دے کہ تھوڑی دیر
کے بعد وہ ہوش مین آکے دیکھے تو بیابان مین تنہا کھڑا ہوا ہی۔ اور چارون طرف وہی سکوت
اور خاموشی کا عالم ہی جو پہلے تھا۔ اور اُسکے مشتاق کان بیتابی کے ساتھ تقاضا کرین
جہان سے بن پڑے اور جسطرح ممکن ہو وہی شعر پھر اُسی دھن اور اُسی آواز سے سُنا۔
مجبور اور وہ شخص خواب کے واقعہ کی طرح اُس گذشتہ سمان کو خیال کی آنکھون سے دیکھتا ہوا
اور اُسی شعر کو خیالی شوق کے کانون سے سنتا ہوا اپنے مقام پر واپس آیا ہو۔
اب تنہائی مین بیٹھے بیٹھے گھبرایا ہو۔ اور اُس عالم اضطراب مین اُسکا خیال پھر اُسی شعر کی طرف
متوجہ ہوا ہو۔ ایسے وقت مین اُسکا دل پہلے تو بہت افسوس کریگا کہ آہ وہ پڑھنے والی

نہین رہی جسکی زبان اور جسکی آواز بلکہ جسکی صورت مین تاثیر تھی اور آخر اس شعر کے مفہوم کی طرف متوجہ ہوگا - اب اُس کا خیال جناب سید الشہدا علیہ السلام کے مصائب پر تدریجاً ایک تفصیلی نگاہ ڈالیگا - وہ دل مین کہیگا آہ! کس بیکسی کا عالم تہا جسپر دنیا آج تک رو رہی ہے اور ہمیشہ روئیگی - وہ عفت مآب معصومہ زنان اہلبیت کی بیتابی و بیقراری وہ خود جناب امام مظلوم کا دل ہی دل مین مایوس ہو ہو کے رہجانا - وہ نونہالان باغ امامت کا دنیا سے نامراد جنت کو سدہارنا - اور پھر اس بیکسی کی موت مین ایسا استقلال و جراءت دکہانا - وہ معصوم بچون کا پیاس کی شدت مین تڑپنا اور وہ بلک بلک کے رونا - اور وہ اُنکی ماؤن کا اُنکی صورت دیکھ دیکھ کے رہجانا اور کچھ نہ کرسکنا وہ کنار فرات وہ قریب ہی دریاے فرات کا لہرا لہرا کے بہنا اور وہ تمام ہمراہیان سید الشہدا کا ترس ترس کے رہجانا - اور آہ وہ شہادت امام مظلوم سے کچھ پیشتر کا سین یعنی جناب امام حسین علیہ السلام کا اپنے معصوم بے زبان بچے کو ظالمون کے سامنے گود مین اُٹھا کے لیجانا - اور زبان پاک سے ارشاد فرمانا کہ تمہارا گنہگار مین ہون اس بچے نے کیا خطا کی جو اسے دو قطرے پانی سے ترسا رکہا ہے - افسوس مان کا دودہ بھی عطش کی شدت سے خشک ہوگیا اور اسکے جواب مین اُدھر سے ایک تیر کا آنا اس بچہ کے حلقوم پر پڑنا اور اس بے زبان کا تڑپ کے جان دیدینا - افسوس کون سنگدل تھے جنسے یہ ظلم کیے گئے اور کیسے شقی تھے جنھون نے اُس بیکس و بے یار قافلہ پر ایسی مصیبت ڈہائی اس خیال مین اُسکے آنسو نکل آئے ہون اور دیر تک روتے رہنے کے بعد آنکھ لگ گئی ہو -

یہ سین دیکھ کے ممکن نہین کہ ناظرین کے آنسو نہ نکل پڑے ہون - ہماری غرض اس سین کے دکہانے سے اسیقدر تھی کہ ہر شعر کے لیے ضرور نہین کہ ہر مقام اور ہر موقع پر ایک ہی قسم کا اثر پیدا کرے - کیا خوب کہا ہے کوئی اگلا سخن سنج ع ہر سخن موقع و ہر نکتہ مکانے دارد + یہ شعر اگر ہمارے احباب کی نظر مین یون موثر نہ ثابت ہو تو کوئی تعجب نہین آہ! ای ہمارے دور دور کے احباب آپ نے اس شعر کو اُس محل پر نہین سنا جس محل پر اُس شخص کے گوش زد ہوا جسکا حال ہم ابہی بیان کرچکے ہین -

لیکن ہم تو یہ کہتے ہین کہ اُس گذشتہ حالت اور اُس موثر موقع کو جانے دیجیے - امام مظلوم کی مصیبت ایسی نہ تھی کہ کسی کو یاد آئے اور اُسکی آنکھون سے آنسو نہ ٹپک پڑین -

دنیا نہین جو اس وقت اور اس نالہ وزاری کو عبادت سمجھتا ہی بلکہ ہر وہ شخص بھی جسے
ماہ مظلوم سے کوئی دینی تعلق نہین - رحم اور انصاف انسان کے دلمین فطری
طور پر پیدا کر دیے گئے ہین - چاہے وہ اُن پر عمل نہ کرے - مگر اُسکا دل ہمیشہ انصاف
اور رحم کی طرف اُسے متوجہ کرتا رہیگا - یہ تو شاید کوئی نہ کہتا ہوگا کہ جناب سید الشہدا پر
جو زیادتیان ہوئین وہ جائز تھین اور ظلم نہ تھین - جب ظلم تسلیم کر لیا گیا اور ہر
شخص نے مان لیا کہ پیغمبر اسلام کے لخت جگر پر اہل عرب کے ہاتھون جور و زیادتی
ہوئی تو اُسے چاہیے کہ اُن زیادتیون اور سنگدلیون پر کتب تواریخ سے دریافت
کرکے غور کرے کہ اعتدال بلکہ نہایت شقاوت کے درجے سے کس قدر زیادہ
بڑھ گئی تھین -

اے وہ لوگو جنکے دلمین درد ہی اور جو مظلوم کی آہ وزاری سے ڈرتے ہین
سنو کہ یہ قافلہ جو ارض کربلا مین لوٹا گیا تھا آخر اسکی کیا حالت ہوئی - آہ ! جسوقت
مائدہ ساز یعنی امام مظلوم کا سر کاٹ لیا گیا - اور دیگر مشاہیر اہل بیت کے سر اُنکے
پاک جسمون سے جدا کر لیے گئے اُسوقت حکم ہوا کہ سب سر نیزون پر بلند کر لیے جائین
خیمون کی بیٹھنے والی خاندان نبوت کی بیبیون کی ردائین تک لوٹ لی گئی تھین وہ بھی
اسیطرح سر برہنہ اور بے برقع وچادر اونٹون پر سوار کرائی گئین - افسوس وہ قافلہ
جو مدینہ سے خوش خوش آرہا تھا اور جسکو دغاباز اہل کوفہ کی فریب دہیان تباہی
کی طرف کھینچے لیے آتی تھین یا تو وہ کس شان سے یہان تک پہونچا تھا اور یا اب
وہی قافلہ ارض کربلا سے روانہ ہوا ہی تو کس شان سے کہ آگے آگے ظالمان کوفہ کے
نیزون پر یادگاران نبوت کے سر ہین اور پیچھے پیچھے اہل بیت نبوت کی بہو بیٹیان
کھلے سر بال کھولے ہوے آنسوؤن سے کرتے بھگوتی ہوئی اور بے پردگی کی وجہ سے
دریاے ندامت مین ڈوبتی ہوئی اونٹون پر سوار چلی جاتی تھین - صد افسوس -
اس قافلے کو یون جانا چاہیے تھا - یہ قافلہ تو دنیا بھر کو جنت کی راہ مین آسانی سے لے
جا سکتا تھا یا آج اسی قافلے کو سنگدل اور ظالم اہل کوفہ یون لیے جاتے ہین -
ہاے ہاے - پہلے یہ قافلہ کوفہ مین پہونچا - تمام کوفے کی سڑکون مین یہ سراور مظلومہ
اور پاکدامن بیبیان اُسی بے عزتی کے ساتھ پھرائی گئین اور جناب سجاد حرم کے

اونٹون کی مہار ہاتھ مین لیے آگے آگے تھے - فریبی اور ناحق شناس اہل کوفہ اپنے مکانوں سے عمدہ اور پرتکلف لباس پہن پہن کے آتے تھے اور اس لٹے ہوئے قافلہ اور اونکے سرون اور اُنکی حرم محترم کو دیکھہ دیکھہ کے خوش ہوتے تھے - جب والی کوفہ ابن زیاد کے شقیانہ حوصلے پورے ہوچکے اور ان لوگون کی مظلومیت وتباہی دیکھہ کے اپنا دل ٹھنڈا کرچکا تو حکم دیا گیا کہ خلیفہ وقت یزید کے دربار مین پیش کیے جانے کے لیے یہ لوگ اور یہ سر یونہین اسی صورت سے ارض شام کی جانب روانہ کیے جائین - ان مظلوم بیبیون اور یادگار خاندان نبوت جناب امام زین العابدین کو اب معلوم ہوا کہ یہ مصیبت ابھی کٹی نہین ہے - افسوس اسی صورت سے ابھی شام بھی جانا ہے -

جب سواران کوفہ ان سب کو لے کے جانب دمشق روانہ ہوے تو راستے مین جو شہر پڑتا تھا وہان پیشتر سے اطلاع کردی جاتی تھی کہ ہم لوگ یزید کے بہت بڑے دشمنون کا سر اور اُنکی عورتون کو گرفتار کیے ہوے لاتے ہین - تم لوگ تزک و احتشام سے استقبال کو نکلو اور شہر کو آراستہ کرو تاکہ خلیفہ یزید کی سطوت اور اُس کا جبروت ظاہر ہو - جن لوگون کو اہل بیت نبوت سے محبت تھی اُنھون نے اپنے شہرون کے دروازے بند کرلیے اور کہین راستے مین بھی سامنا ہوگیا تو آنکھین بند کرلین کہ شریک معصیت نہ ہوجائین - اور جنھین یزید کی خوشی اور خدا و رسول کی ناراضی گوارا تھی اُنھون نے حسب درخواست سامان کیا اور بڑے اہتمام سے اپنی نوجون کو لیے ہوے استقبال کو نکلے -

الغرض یہ قافلہ یونہین منزلین طے کرتا ہوا سرزمین شام مین داخل ہوا - اور دارالخلافت دمشق کا سواد دور سے نظر آیا - افسوس اُن مظلوم بیکسون پر اُسوقت کیا گذر گئی ہوگی جب یہ خیال آیا ہوگا کہ ہاے کمبخت یزید کا اب سامنا ہوگا - اہل کوفہ سے زیادہ ہماری ذلت و رسوائی پر یہان خوشیان ظاہر کیجائینگی - اور بازاری لوگ ہمین یون برہنہ اور بے نقاب و ردا دیکھہ دیکھہ کے خوش ہونگے - سب تو سب وہ مظلوم امام اور بیکس یادگار فاطمہ اپنے دلمین کیا کہتا ہوگا جو پابرہنہ اونٹ کی مہار اپنے ہاتھہ مین لیے اس قافلے کو شہر دمشق کی طرف لیے جاتا تھا - اُسکی رگون مین مرتضوی خون اور ہاشمی شجاعت تھی - جناب امیر کی فصاحت اور نسل رسالت مین ہونے سے اعلے درجہ کی آزادی بھی اُسکی طبیعت مین موجود تھی - ایسا شخص اس بے عزتی سے یزید کے سامنے جا رہا ہے -

...ون ہی دلیں یاد کرکے گھبرا جاتا ہے کہ خدا جانے یزید کیا کہے اور جوش غضب میں ہماری زبان سے کیا نکل جائے - ہمیں کوئی شک نہیں کہ ان بیکس اور پابزنجیر مظلومین کے لیے بڑا نازک وقت تھا -

غرضیکہ لٹا ہوا کاروان اس حالت سے دمشق میں داخل ہوا - لوگوں کا ہجوم اور اپنی برہنگی دیکھ دیکھ کے عصمت مآب زنان اہلبیت رلعنوں اور بالوں سے اپنے نورانی چہروں اور پاک وصاف جسموں کو چھپاتی تھیں اور آہ نہیں چھپ سکتے تھے - دلوں سے بڑی بیتابی اور انتہاد جذبے کے جوش و خروش سے آہ کا دھواں اٹھتا تھا مگر روک دیتی تھیں کہ کوئی بے صبر نہ کہے - خود بخود دل امڈا آتا تھا اور جی چاہتا تھا کہ خوب دل کھول کے اپنی مصیبت اور امام مظلوم کی بیکسانہ شہادت پر، لیکن مگر آواز نہ نکالتی تھیں کہ نامحرم سنینگے و غیرون کے کان تک جائیگی - مگر اسکو کیا کرتیں کہ جابر سواران کو نہ اشان نشان لیے جاتے تھے - اور یزید کی منحوس صورت دیکھنے سے نجات نہ مل سکتی تھی - آہ صبح اور انہی مظلوموں کے ساتھ یہ قافلہ یزید کے دربار میں پہونچا -

اس شعر میں خاص اس وقت کا سمان دکھایا گیا ہے کہ جسوقت یہ مظلوم شام کے قریب پہونچے اس وقت ان پر کیا گذری تھی اور انکی کیا حالت تھی - آہ! یہ اس غم کی داستان ہے جس کا سمان ایک شعر سے ہرگز نہیں ظاہر ہو سکتا - شعر نے کیا بتایا؟

جب کاروان شہر مدینہ لٹا ہوا پہونچا قریب شام کے قیدی ہوا

کیا یہ الفاظ اس غم کی داستان کے لیے کافی ہوے؟ ہرگز نہیں - آہ کوئی ان مظلوموں کی صورت - انکی گرفتاری اور بیکسی کی وضع بھی تو دیکھے - اور پھر اس امر کا بھی خیال کرے کہ یہ کوئی معمولی اہل مدینہ نہ تھے - ہاے! خاندان نبوت کے باقیات الصالحات تھے - دو نیز تو دنیا کے ہر عصر اور ہر دور کو ناز کرنا چاہیے تھا مگر ہاے انکا عہد بھی انکی قدر نکر سکا - اب ہمیں اس سے غرض نہیں کہ یزید کے سامنے جانے کے بعد نہیں کیسی کیسی ذلتیں اور مصیبتیں برداشت کرنا پڑیں کیونکہ ہمارے مرثیہ گو شاعر نے بھی اس سے تعلق نہیں رکھا - یہ شعر جسقدر مضمون کو بتانا چاہتا ہے اسکا سمان ہمنے دکھا دیا -

مگر ہاں ہمیں ابھی یہ بتانا باقی ہے کہ جنھیں سید الشہدا علیہ السلام سے کوئی دینی واسطہ نہیں انکے لیے یہ شعر کیونکر موثر ہو سکتا ہے - مختصراً تو اسکی طرف ہم پہلے ہی اشارہ کر چکے

مگر تھوڑا بہت اور بھی بیان کرنا چاہیے۔
آہ۔ کون دل ہی جسمین درد نہ ہوگا۔ اور کون دردمند دل ہوگا جو کسی بیکس کی مصیبت کا حال سنکے بیتاب نہوجائے گا اور خصوص جب وہ یہ خیال کرے کہ حضرت امام حسین علیہ السلام کیسے شخص تھے اور اُنکو اُن ظالمون کے ساتھ کیسا اور کیا تعلق تھا۔ مختصر یہ کہ وہ اُس نبی کے نواسے تھے جسکا کلمہ عموماً پڑھا جا رہا تھا اور خود وہ ظالم بھی اپنا فخر اُسی کلمہ کو خیال کرتے تھے - مین سچ کہتا ہون اس واقعہ پر صرف اسلامی مورخ اور دیندار لوگ نہین روئے بلکہ اسپر انگریز مورخین بھی بہت روئے ہین۔ گبن ہسٹری آف رومن امپائر کو پڑھیے۔ دیکھیے سید الشہدا علیہ السلام کے مصائب بیان کرتے وقت اُسکے قلم مین بھی کیسا درد پیدا ہوگیا ہی۔ اور وہ کس سوز و گداز کے لہجے مین یہ داستان غم اپنے اہل وطن اور عموماً اہل یورپ کو سنا رہا ہے۔
اب زیادہ ضرورت نہین۔ جسقدر لکھا ہی قدر کافی ہی۔ آہ محرم کا زمانہ گذر گیا اور محبان حسین مین اس سے زیادہ سننے کی تاب نرہی ہوگی۔ لہذا خاتمے پر پھر ہم اُسی شعر کو ایک ایک بار یاد کرکے یہ مضمون تمام کرتے ہین۔

جب کاروان شہر مدینہ اُٹھا ہوا ۔۔۔ پہونچا قریب شام کے قیدی بنا ہوا

ہمارے مذہبی جھگڑے

افسوس جب سے شروع ہوئے اُسوقت سے آجتک طول ہی کھینچتے گئے بلکہ روز بروز ترقی کرتے جاتے ہین۔ اسلام کے فرقون مین جو باہمی مخالفتین ہین انکا ذکر تو اب صرف قصہ یا کہانی کی حیثیت رکھتا ہی مگر ہان شیعون اور سُنیون کی عداوت نے ایسا استقلال پکڑ لیا ہی کہ اس سے پیچھا چھُٹنے کی امید نہین۔ اس سے زیادہ صلاحیت کا کون زمانہ آئے گا۔ اسکا بھی تو امتحان ہوگیا کہ دشمنان اسلام سڑکون پر کھڑے ہوکر علے الاعلان نبی ہاشمی اور پیغمبر عربی کی توہین کرتے ہین مگر ہمارے پابندان دین ہم انکی طرف بھی نہین متوجہ ہوتے اور باہمی نزاعون ہی مین پڑے ہوئے ہین۔
یہ مخالفت صرف ایک پولیٹکل کارروائی سے شروع ہوئی۔ بعد جناب رسالتماب صلعم

جن لوگون نے عنان خلافت ہاتھ مین لی اُنکی نسبت حضرات امامیہ کا خیال ہے کہ
غاصب اور ناجائز فرمان روا تھے کیونکہ انکے نزدیک داماد رسول اور زوج بتول
حضرت علی مرتضی کرم اللہ وجہہ کو خلیفہ ہونا چاہیے تھا۔ ہم اس بحث مین پڑنا نہین
چاہتے کہ کون حق پر ہے اور کس کا دعوی باطل ہے۔ مگر اتنا دریافت کرلے مین
ہمین دونون معذور رکھین کہ کیا جناب صدیق اور جناب علی مرتضی کی بیعت آپ ہی
ہی ہوئی ہے کہ حضرت رسول علیہ السلام پر جو بحث اور شرمناک حملے کیے جاتے ہین
انکو بھی سُن لین حضرات امامیہ سے اتنا پوچھنے کی ہم بھی اجازت چاہتا ہون
کہ وہ جھگڑا اسطرح ہونا تھا ہوا۔ خواہ جائز یا ناجائز طور پر حضرت صدیق خلیفہ ہوگئے
اب تیرہ سو برس کے بعد آپ لڑکے کیا جناب امیر کے حقوق مغصوبہ واپس کرلے
سکتے ہین؟ اگر آپ وہ مغصوبہ حقوق لے سکتے ہون تو ہم آپ کو اجازت دیتے ہین
انحقوق سے چھین لیجیے۔ اُن حقوق کے واپس لینے کے متعلق جو کچھ کارروائی آپ
کیجیے ہمین آپکی مزاحمت نہ کیجائے گی۔

اور اسطرح ہمین سنیون سے پوچھنا چاہیے کہ آپ اسقدر بگڑتے کیون ہین جو چیز جناب
صدیق اور حضرت فاروق کو ملی تھی اُنھین کے پاس رہی اور تمام مورخین کے نزدیک
انھین کے پاس رہیگی۔ آج شیعہ چاہے لاکھ زور دین مگر خلافت آپ سے نہ چھین سکیگی
شیعہ اور سنی دونون عبرت کی آنکھ کھولکے دیکھین کہ جس چیز کے لیے وہ مدتون سے
جوش وخروش کے ساتھ لڑتے آتے ہین وہ اسلام ہی سے چھن گئی۔ خلافت آج نہ سنیون کے
ہاتھ مین ہے اور نہ شیعون کے ہاتھ مین۔ کاش اب اسی کی کوشش کی جاتی کہ روس جو
ممالک شام وعراق سے قریب ہوتا جاتا ہے اُسکو زک دینے مین شیعہ اور سنی دونون جان
لڑا دیتے اور کسی صحیح النسب یادگار نسل بنو فاطمہ کو خلیفہ بنا کے۔ اسلام کو بھی تقویت ہوتی۔
وہ جھگڑا بھی چک جاتا جو صدہا سال سے چلا آتا ہے۔ اور شیعون کی بھی یہ آرزو پوری ہوتی
کہ حق بحقدار رسید یعنی خلافت بنو فاطمہ کو پہونچ گئی۔ اور سنی بھی خوش ہوتے کہ ایک
باعزت وعظمت اسلامی قوت دنیا مین قائم ہوئی۔ مگر نہین ہمارے شیعون اور
سنیون کی لڑائیان کچھ حاصل کرنے یا فائدہ اُٹھانے کے لیے نہین ہین بلکہ اور
نئے اپنے پاس سے کھودینے اور دین کو نقصان پہونچانے کے لیے ہین۔

[illegible]ھ کے پرچون مین ہمنے زوال اور تباہی بغداد کا حال لکھا تھا اُس سے ناظرین کو معلوم ہو گیا ہو گا کہ بغداد کا ایسا باوقعت اور مشہور شہر صرف سنیون اور شیعون کے ہاتھون غارت ہوا۔ کوئی ذی فہم اور لائق شخص کتب تواریخ کی طرف توجہ کر کے دیکھے تو اُسکی سمجھ مین آئے کہ سنیون اور شیعون کے جھگڑے نے اسلام کو کیسا ضعیف بلکہ غیرون کی نظر مین ذلیل کر دیا۔ آہ! ان جھگڑون نے بغداد ہی نہین بہت سے شہر تباہ کیے۔ جاننے والے جانتے ہونگے کہ اگلے دنون نیشاپور نہایت ترقی یافتہ شہر تھا محدثین اور طبقات علما کی طرف توجہ کرنے سے معلوم ہو سکتا ہے کہ نیشاپور باعتبار علوم کے ایسا شہر تھا جسکے مقابل مین روما اور ایتھنز کی بھی کوئی وقعت نہین۔ آج وہان بڑے بڑے کھنڈر پڑے ہوئے ہین اُنپر کھڑا ہو کے زمانے دالانہ جانتا ہو گا کہ وہ کن عمارتون کے کھنڈر ہین مگر ہم اُسے بتاتے ہین کہ آہ یہ نہ شاہی محل تھے نہ وزرا و امرا کے دولتکدے تھے یہ مدرس اور دارالعلوم کے گرے پڑے آثار ہین۔ انمین ایک وقت علما اور فضلا بیٹھکے درس دیا کرتے تھے۔ اور دنیا کے ہر کونے سے طالبان علوم آ آ کے انکے سامنے مودب بیٹھتے تھے اور حلقہ درس مین شریک ہوا کرتے تھے۔

ہمارے اہل لکھنؤ کو اسی قدر معلوم ہو گا کہ نیشاپور اودہ کے خاندان شاہی اور دیگر شہر کے بزرگون کا وطن تھا۔ اور اُنھون نے یہان کے معززین کا نسب نامہ دریافت کرنے کے جواب مین سنا ہو گا کہ یہ لوگ نیشاپوری ہین۔ مگر اسکو نہین جانتے کہ نیشاپور کیسا شہر اور قدیم تاریخون مین وہ کس وقعت کے ساتھ یاد کیا گیا ہے۔

نیشاپور کی آبادی اور وقعت اور اُسکی علمی ترقیون کا حال دریافت کرنے کے لیے جسقدر کتب تاریخ کی طرف توجہ کرنے کی ضرورت ہے اُسکا عشر عشیر حصہ بھی اس وقت ہمسے ممکن نہین۔ مگر ہان ہم بعض خاص واقعات بیان کرتے ہین جنسے ہمین اس مسئلہ مین مدد ملیگی جسپر ہم بحث کر رہے ہین۔

[illegible]ھ مین پہلا فتنہ یہ ہوا کہ کرامیہ اور اہل سنت مین ایک بہت بڑا جھگڑا شروع ہوا جسمین کرامیہ فریق کے لوگ ایک طرف تھے اور حنفیہ و شافعیہ دوسری طرف۔ شافعیہ کے مقتدا ابوالقاسم بن امام الحرمین ابوالمعالی الجوینی تھے۔ اور حنفیہ کے سرگروہ خاص محمد بن احمد بن صاعد تھے۔ یہ دونون اتفاق کے ساتھ کرامیہ کی مخالفت پر آمادہ ہوئے۔ آخر فیصلہ

لوگون کو کامیابی ہوئی - نیشاپور مین کرامیہ لوگون کا زور تہا - اُنکے بہت سے مدرسے دارالعلوم اور کتب خانے موجود تھے - جب حنفیہ اور شافعیہ غالب آگئے پھر کیا تھا - مذہبی تعصب بھڑک اٹھی اور کوئی بات نہ تھی جو اٹھا رہی ہو - کرامیہ لوگون کے تمام مدارس کتب خانے مکانات سب منہدم کردیے گئے - اور اتنا بڑا فساد ہوا کہ شہر نیشاپور کا بہت بڑا حصہ تباہ و برباد کر دیا گیا - خیر کرامیہ پر اگر ظلم کیا تو ظاہر مین اسکا کوئی اثر نہ ہوا کیونکہ اسکے بعد پھر فرقہ کرامیہ کو دنیا مین کبھی سر اٹھانے کا موقع نہ ملا کہ اپنی شکستون کا انتقام لیتے -

شافعیہ اور سُنی یہ دونون فرقے موجود تھے انکی عداوتون کی وجہ سے اگرچہ اسکے بعد نیشاپور پر اکثر تباہی آگئی مگر ۵۵۳ھ مین ایک بہت بڑا بلوہ ہوگیا - اُن دنون سلطان محمود خان فرمانروائے خراسان تہا اور اس سے اور بلخ والون سے برابر لڑائیان ہو رہی تھین - فقیہ موید بن حسین الموفقی سنفی شافعیہ تھے اور علوئین (جنھین شیعہ ہی کہنا چاہیئے) کے سردار زید بن حسن الحسینی تھے - اتفاقاً ایک شافعی شخص نے مار ڈالے جانے پر اتنا بڑا بلوہ ہوا کہ نیشاپور پر حسرت برس گئی - پہلے دونون گروہون مین لڑائی ہوئی اور لڑائی کے انجام مین جب شافعیہ کو زک ملی تو علوئین کی بن آئی - انھون نے تمام شہر پر تلوار بلند کر دی - بازارو مین آگ لگا دی گئی - اور بڑی بڑی عالیشان عمارتون سے شعلہ بلند ہونے لگے - فقیہ موید نے اس شکست کے بعد اہل طوس اور دیگر قرب و جوار کے مقامات سے لوگون کو فراہم کرکے ایک فوج مرتب کی اور دوسرا مقابلہ ہوا - اس لڑائی مین علوئین کا مقدمۃ الجیش شافعیہ کے ہاتھ سے مارا گیا جسپر علوئین کو ایسا طیش آیا کہ انھون نے پھر شافعیہ کو منتشر کر دیا - اور نیشاپور پر دوبارہ تلوارین بلند ہونے لگین - تمام بازار بمساجد - اور مدرسے سب مین آگ لگادی گئی - ہزارہا شافعی مار ڈالے گئے - فقیہ موید نے طوس مین بھاگ کے اپنی جان تو بچالی مگر نیشاپور مین گویا شافعیہ کے مدارس اور انکی تعلیم کا سلسلہ موقوف ہوگیا - مگر نہین ہمین شافعیون کے نکلنے کا افسوس نہین ہی - ہمین تو یہ صدمہ ہی کہ اُنکے ساتھ نیشاپور کی رونق اور علمی ترقی سب جاتی رہی - وہ نیشاپور کو تباہ کرکے نکلے -

مگر ابھی تباہی نیشاپور کا قضیہ باقی تہا - شاہ خراسان کے وزیر نے یہان یہ نکلے ۵۵۴ھ مین ابو القاسم نقیب علوئین کو گرفتار کرلیا اور کہا کہ تمھارے ہی سبب سے یہ فساد ہوا اور

تمام جوا بیان ہوئین - بازار قتل پھر گرم ہوا - اور علوییں مین سے ہزار ہا آدمی تہ تیغ ہوے اور نیشاپور بالکل تباہ و برباد ہوگیا - بلکہ یون کہنا چاہیے کہ اینٹ سے اینٹ بجگئی اس خونریزی کے زمانے مین جامع عقیل جسمین بڑے بڑے مشاہیر علما کا مجمع تھا تباہ کر دیگئی - خاص اسی مسجد مین کئی کتب خانے تھے - اور انھین کتب خانون کی وجہ سے نیشاپور اُن دنون مشہور تھا - علاوہ برین اس شہر مین بہت سے نامور مدرسے بھی اس فتنہ مین برباد ہوے - آٹھ مدرسے خاص حنفیون کے لیے اور سترہ مدرسے شافعیون کے جنمین ہزارہا طالب علم درس پا رہے تھے اور نیشاپور کی برکتین تمام دنیاے اسلام مین پھیلا رہے تھے ایسے برباد ہوے کہ نام بھی نرہا - اس شہر مین بارہ بہت بڑے جلیل القدر کتب خانے تھے - اُنمین سے پانچ مین تو آگ لگا دی گئی اور جلکر خاک سیاہ ہوگئے اور سات اس بیرحمی سے لوٹے گئے کہ بالکل پتہ نہ لگا اور وہ قیمتی اور بے مثل کتابین ایسی کم قیمت اور بے دامون خراسان کے بازارون مین بکین کہ علم کی اُس سے زیادہ توہین ممکن نہین ہے - یہ کتنا بڑا عظیم الشان نقصان تھا اور عام نظرون مین یہ تباہی کسقدر زیادہ معلوم ہوتی ہے مگر مورخین کے نزدیک یہ واقعہ اس سے بدرجہا زیادہ بڑا ہوا تھا - علامہ ابن اثیر فرماتے ہین کہ نیشاپور اس فتنہ مین اسکے علاوہ اور جو نقصان پہونچا اُسکا شمار اور اندازہ غیر ممکن ہے -

بہرحال ہکو ز مانہ جانتا ہے کہ نیشاپور کے علوم و فنون کو شیعون اور سنیون نے لڑجھگڑکے خود آپ اپنے ہاتھہ سے کھویا - وہ تو جو ہونا تھا ہوا - کہنے والے کہدینگے کہ خدا کی مرضی یہی تھی - افسوس صد ہزار افسوس - ہکو کوئی کیا کرے کہ آج بھی یہ دونون فریق اُسی جہالت اور اُسی حماقت سے لڑے جاتے ہین - اے خدا تو انہین کیا چشم بینا نہ دیگا؟

ضرور ملاحظہ ہو

ہمارے بعض احباب معمولی پوسٹ کارڈون کو باہم منسلک کر کے جوابی کارڈ بنا لیا کرتے ہین - اور یہ نہین جانتے کہ ایسے کارڈون کو ڈاکخانہ بیرنگ کر دیتا ہے - دو مہینے مین ہم ایسے تین چار روپیہ کا نقصان اُٹھا چکے ہین - اب مجبور ہو کے عرض کرتے ہین کہ جوابی کارڈ بھیجنا ہون تو ہمارے احباب خاص جوابی کارڈ بازار سے منگوا لیا کرین - ورنہ آئندہ ہم واپس کر دیا کرینگے -

مہتمم دلگداز -

قصائد سنجر

جسکی تعریف ہمارے ناظرین سن چکے ہین اب وہ تیار ہے - ہمارے دوست جناب نواب محمد فضل اللہ خانصاحب بہادر رئیس بھیکن پور ضلع علیگڈھ کے نام درخواستین وانہ کرین

شرر

دلگداز

نمبر ۱۱ بابت ماہ نومبر ۱۸۹۹ء جلد ۳

باہتمام

خادم قوم محمد عبد الحلیم شرر مہتمم "دلگداز"

دلگداز پریس مین چھپکر

لکھنؤ جھوائی ٹولہ سے شائع ہوا

ضوابط

۱- دلگداز کوشش کرتا رہے گا کہ اردو میں ایک نئی روح پھونکے اور اسکے جذبات بڑھائے اسکے ذریعہ سے اسپالڈنگ کے لٹریچر کے نمونے یا کبھی کبھی نازک اور نئے خیالات ظاہر ہوتے ہیں۔

۲- ہر انگریزی مہینے میں ایک نمبر شائع ہوتا ہے۔

۳- قیمت عام سے دو روپیہ سال مع محصول اور روساء سے ۳ روپیہ سال والیان ملک سے ۵۔ بے وصول قیمت سالانہ پرچہ نہ روانہ ہوگا نمونہ کے لیے ۴، بھیجنا چاہیے۔

۴- اشتہارات ۴ سطر کے حساب سے درج ہونگے۔ زیادہ کے لیے خط کتابت سے فیصلہ ہوگا۔

۵- جواب طلب خطوط کے لیے ٹکٹ یا پوسٹ کارڈ آنا چاہیے۔

المشتہر محمد عبد الحلیم شرر مہتمم دلگداز

جہانگیر

شکسپیر کے مشہور پلے ہملٹ کا ترجمہ جس کے ذریعے سے جناب منشی محمد امتیاز علی صاحب بی اے نے اپنی اعلیٰ لیاقت کو ظاہر کیا ہے۔ اور ترجمہ کا نام لیکر نہایت بامحاورہ سلیس اور فصیح اردو ملک کے سامنے پیش کی ہے بہت سخت ضرورت ہے کہ موجودہ مذاق کا ہندوستان اس کتاب کو غور سے دیکھے۔ یہ کتاب نہایت عمدہ کاغذ اور بہت خوشنمائی کے ساتھ چھاپی گئی ہے۔ علاوہ ٹیٹل کے سو صفحہ پر تمام ہوئی ہے قیمت مع محصول ڈاک ایک روپیہ۔ نقد یا ویلیو پے ایبل کی درخواست مشتہر کے نام آئیں۔

المشتہر محمد امراؤ علی۔ لکھنؤ۔ ڈاکخانہ امین آباد۔

البرٹ بل

نیا ڈراما۔ اردو کا ناٹک۔ جذبات کا دریا خیالات کا چشمہ جس میں بل کی پوری ابتدائی کیفیت۔ اس کی [illegible] ترقی۔ ممبران کونسل کی [illegible]۔ یوروپین کی مخالفت اور [illegible] بنگالیوں کی واویلا۔ اور فریاد۔ انگلش طلبا کی [illegible] اور [illegible] کی توہین اور اہل ہند کی [illegible] ویسرائے کی [illegible] ریاکی [illegible] حال۔ [illegible] وغیرہ کا قصہ۔ بعض ہندوستانی [illegible] کی [illegible] ہاتھوں سے۔ اور بل کا آخری فیصلہ [illegible] سلیس اور اردو [illegible] زبان میں لکھا ہے۔ قیمت ۱۰ مع محصول

المشتہر مہتمم دلگداز

فیروز گلنار

خادم شکسپیر کے مشہور ناٹک رومیو جولیٹ کا ترجمہ عشق کی امنگ کا پورا دریا۔ جس کی زبان کی پاکیزگی۔ محاورات کی شستگی۔ بول چال کا بیساختہ پن رنگینی سے تعلق رکھتا ہے۔ یہ پہلا ڈراما ہے جو اردو میں اس خوبی سے ترجمہ ہوا۔ قیمت مع محصول ڈاک ۱۰

آزاد

ملکی معاملات اور عام رائے کا آئینہ پولٹیکل اور سوشیل خیالات کا اظہار ہر سال اردو لٹریچر اور زبان دانی کا اعلیٰ نمونہ ناظرین پرچہ کے نمونہ دیکھ کر تصفیہ کر سکتے ہیں۔ سالانہ قیمت عوام سے [illegible] خواص سے [illegible] درخواست منشی احمد علی صاحب شوق مالک اخبار آزاد کے نام آنا چاہیے۔

مسلمان و عیسائی

یہ بہت زیادہ ضرورت ہے کہ ان دونوں قوموں کے قدیم اور جدید تعلقات پر عمدہ طور سے غور کیا جائے - تعصب اور مذہبی غلو کا زمانہ گذر گیا اور روز بروز گذرتا جاتا ہے وہ باتیں قدیم ارسطو اور افلاطون کے فلسفہ کی اقلیدسی تعلیم کے ساتھ ہی چلی جاتی ہیں جنہوں نے آجکل کے بہت بڑے بڑے دہریوں کی نظر میں مذہب ہی کو تمام مظالم اور خونریزیوں کا باعث قرار دیدیا ہے - اور جسکے جواب میں شاید مذہب عام تک کو ساکت ہو جانا پڑا - اب روز بروز زیادہ وضاحت کے ساتھ معلوم ہوتا جاتا ہے کہ اصلی مذہب ان الزاموں سے بری ہے - اور جسقدر اعتراض کیے گئے ہیں یا ہو سکتے ہیں وہ صرف بعض اہل مذہب کے جاہلانہ تعصبات پر ہیں - مگر پھر بھی ہمیں تھوڑا بہت غور ضرور کرنا چاہیے اور دیکھنا چاہیے کہ عیسائیوں نے قدیم زمانہ میں مسلمانوں کے ساتھ کیسا برتاو کیا - اور مسلمان مسیحیوں سے کس طرح پیش آئے -

نبی ناصری یا حضرت مسیح کے بعد دین مسیحی نے ایک فوری ترقی کی اور تھوڑے ہی عرصے میں تمام مغربی دنیا کو گھیر لیا - قیاصرہ روم کے دربار نے بڑے ذوق و شوق بلکہ جوش و خروش سے اس مذہب کو قبول کیا جنکی وجہ سے یورپ کے وحشیوں سے بت پرستی اور انکے مجنونانہ خیالات چھوٹے ادھر اس دین نے جسکی روحانیت کا بہت بڑا دعوے کیا جاتا ہے مصر سے بڑھکر افریقہ کا بھی بہت زیادہ حصہ فتح کر لیا - مغربی ایشیا کے ممالک یعنی ایشیاے کوچک شام و ارض فلسطین داخل تھے وہ سلطنت روم ہی میں شامل تھے - یہاں بھی یہود پر دست درازیاں کی گئیں اور عیسائیت روز افزوں ترقی کرتی رہی - صرف زرتشتی سلطنت نے جو مشرق کی طرف نہایت مضبوط حد بندی کیے ہوئی

اُسنے دین مسیحی کو مشرقی دنیا مین قدم نہ بڑھانے دیا۔

مسیحیون نے اپنی اس ترقی اور تمدن کی رفتار مین دیگر اقوام کے ساتھ جو برتاؤ کیا اُسکے بیان کرنے کی ہمین کچھ ضرورت نہین کیونکہ ہم دین مسیحی کو مقابلہ مین اسلام کے دیکھنا چاہتے ہین نہ دیگر اقوام کے مقابل مین۔ دنیا جانتی ہے کہ اُسوقت مسیحیون مین کسی قسم کی شائستگی نہ تھی اور اگر تھی تو ایسی کہ فلسفہ کی کتابین مضر اور لامذہب بنانیوالی تصور کرکے کلیسیا کی کوٹھریون مین مقفل کر دی گئی تھین اور انپر متعصب متعدیان مذہب مسیحی کا پہرہ بٹھایا گیا تھا اسکا ثبوت اس سے زیادہ کیا ہو سکتا ہے کہ جب ساتوین صدی مین دولت عباسیہ کی جانب سے قیصر روم کو لکھا گیا کہ فلسفہ اور حکمت کی کتابین جسقدر ہمکو دی جا سکین بھیجی جائین اسوقت دولت روم کے تمام علماے مسیحی نے یہ آخری فیصلہ کیا کہ یہ کتابین مسلمانون کو ضرور دی جائین۔ اسلیے کہ تھوڑی ہی مدت مین ان کتابون سے اُنکا جوش مذہبی فرو ہو جائیگا۔ الغرض یہ ثابت ہوا کہ ان دنون فلسفہ کی نسبت یورپ کے خیالات تھے اور اسی وجہ سے انکی جانب جیسے تعصبات اور جیسی زیادتیان مذہب مسیحی مین جائز تصور کیجاتی تھین۔ اور اسی کا یہ نتیجہ تھا کہ یہود پر بڑے سخت ظلم ہوے۔ اُنکی عورتین پکڑ کے لونڈیان بنائی گئین اور وہ خانمان برباد کر دیے گئے۔ یہود تو یہود خود مسیحیون نے بعض اپنے ہی مغلوب فرقون پر ایسے جور کیے کہ انکو کہین ٹھہرنے اور قدم جمانے کی جگہ نہ ملتی تھی۔ عرب جہان کے صحراؤن اور کوہستانون مین ٹھوکرین کھانا اور بت پرستون کے پڑوس مین بے امن کے ساتھ زندگی بسر کرنا کوئی با اطمینان اور مہذب شخص نہین گوارا کر سکتا تھا وہان بھاگ بھاگ کے یہودی اور مغلوب مسیحی فرقے پناہ گزین ہوے تھے۔ تمام تاریخین درکنار خود عیسائی مورخون کو اعتراف کرنا پڑا ہے کہ اُنکے قدیم اہل مذہب کے ہاتھون نے دنیا پر بڑے بڑے ظلم کیے اور حضرت مسیح کا قول سچ ہوا کہ مین امن و امان لے کے نہین آیا ہون بلکہ قتل اور خونریزی لے کے آیا ہون۔ جناب مسیح کی یہ پیشین گوئی چھٹی صدی تک پوری ہوتی رہی۔

یہان تک کہ وہ وقت آگیا جو اُن خونریزیون کا انتقام لینے کے لیے معین کیا گیا تھا۔ جناب رسالتمآب پیدا ہوے اور آپ کی تعلیمات آہستہ آہستہ جزیرہ نماے عرب مین پھیلتی رہین۔ آخر تمام اہل عرب اُس حکم نبوی کے تابع ہو گئے اور سرزمین عرب کے ہر ہر گوشے سے کلمۂ توحید کی آواز اس جوش و خروش سے بلند ہوئی کہ ظالم درباردارانِ روم اور

نخوت شعار تاجداران عجم یک بیک چونک پڑے - اُس آواز حق کے دبانے کی کوششین
... ... یا وہ سرگرمیان دکھائی جانے لگین مگر ؎

چراغے را کہ ایزد برفروزد ... ہر آن کو تف زند ریشش بسوزد

... کے جھنڈے کے نیچے یونانیون کو پیہم شکستین ... نے لگین مسلمانون نے موقع
... پا کے سرزمین عرب سے قدم باہر نکالا اور اُن ذون کی سلطنتین جو مذہب کی
کاست مین آ گئے ... ... کے خون سے پیاسے بدخواہون کی تلوارین زنگ آلود ہو
... ہونا ... قرار پا گئین مسلمانون کی متواتر فتوحات نے ... حوصلے اور ... لیے ...
... ان و شام کی مہمین سر کر کے ملک مصر مین گئے اور قبطیون کی سلطنت کو پامال کرتے
... ایسے بڑھے کہ تمام براعظم افریقہ کو طے کر کے سواحل بحر غرب تک پہونچ گئے
... تھا کہ ... وقت مسلمان عیسائیون کی آمد ... کے مالک بنے تھے ... زیادہ تر یہی
دیکھنا ہے کہ مسلمانون نے اُسوقت عیسائیون کے ساتھ کیسا برتاؤ کیا مسلمانون کو جتنی
... لڑنا پڑین با تقاضاے بلاد عجم کے سب ... ون سے تہین - اُنکو زبان حضرت رسالت
... ... ہو چکا تہا کہ عیسائی لوگون مین یہود کی سی قساوت نہین ہے - بے شک اُن خیالات سے
... عیسائیون کو ستاتے مگر کیا کرتے جبکہ اُنکی بیخ کنی کے لیے سلطنت روم مین بڑے ترک و
... شام سے فوجین جمع کی جا رہی تہین اور اگر خلیفۂ اول جناب صدیق اپنی طرف سے فوجین
... روانہ کرتے تو بے شک یونانی سپاہی حدود عرب مین آ کر بازار جنگ گرم کر دیتے اور
... طائف مین پہر بہی آ جاتی جو اُسی وقت ندامت کے ساتھ اپنے ارتداد سے تائب
... ہی تہین قیصر روم کے حملہ روکنے کے لیے مسلمانون نے بہی سرگرمی سے مستعدی
ظاہر کی

باوجودیکہ رومی فوجین مسلمانون کی پوری دشمن تہین اور اہل حجاز کو اُنسے کسی رعایت کی
امید نہ تہی مگر جو احکام اور نصائح حضرت صدیق رضی اللہ عنہ ہر سردار کی روانگی کے وقت
ارشاد ... کرتے تھے اُنسے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ مسلمان صرف اپنی حفاظت یا کلمۂ توحید
رواج دینے کی غرض سے بڑہے تھے - کوئی دنیاوی طمع یا خونریزی کا شوق یا متعصبانہ
جوش اُنکے دل مین نہ تہا - یہ ہدایات کہ بار آور اور سایہ دار درخت نہ کاٹے جائین -
کہیتیان پامال نہ کی جائین - عورتین بچے - بوڑہے اور ضعیف و مریض ہرگز نہ قتل کیے

جائین۔ اور سب سے زیادہ بے تعصبی کی وضاحت اس علم سے ہوتی ہے کہ وہ گوشہ نشین راہب اور مقتدایان دین مسیحی جو گرجون مین عزلت گزین ہوگئے ہین اُنپر ہرگز تلوار بلند کی جاوے۔ یہ نصیحتین نہ تہین بلکہ یہ وہ واجب التعمیل احکام تھے جنکو ہر مسلمان سپاہی اپنے بازو پر باندھ کے چلا تہا۔

سید صاحب جنہون نے مسلمانون کو الزام دینے کی بڑی بڑی کوششین کی ہین ہی اپنے تذکرہ پیغمبر اسلام کے دوسرے حصے مین لکھتے ہین کہ رسول اللہ نے بنی حارث اور بنی نجران کے اسقف اعظم اور دیگر اساقفہ کو اور نیز انکی پیروی کرنے والون اور راہبون کو اس مضمون کا خط لکہا تہا کہ ہر چیز خواہ قلیل ہو خواہ کثیر جس حیثیت سے اب تمہارے کنیسون اور خانقاہون مین ہے اسی حیثیت سے وہ تمہارے قبضہ مین رہیگی۔ اور تم اسی طرح اُسے اپنے کام مین لاؤ جسطرح اب لاتے ہو۔ خود خداوند عالم اور اسکا رسول عہد کرتا ہے کہ کوئی اسقف اعظم اپنی علاقہ سے اور کوئی راہب اپنی خانقاہ سے اور کوئی اسقف اپنے عہدے سے برخاست نہ کیا جاویگا اور انکی حکومت اور اُنکے حقوق مین کسی قسم کا تغیر و تبدل نہ کیا جائیگا اور نہ اس بات مین کچھ تغیر ہوگا جو اُنمین مرسوم اور مروج ہو۔ اور جب تک وہ صلح و آشتی اور تدین کو اپنا شعار رکھینگے اُنپر کسی قسم کا ظلم و جور نہ کیا جائیگا نہ وہ کسی پر ظلم و جور کرنے پائینگے۔

اس سے بہی زیادہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی وہ منصفانہ اور غیر متعصبانہ کارروائی ہے جو شہر بیت المقدس مین داخل ہونے کے وقت اُنسے ظاہر ہوئی۔ ۶۳۷ء مین جب حضرت عمر بیت المقدس مین گئے تو گہوڑے پر سوار سفرونیوس اسقف اعظم سے بیت المقدس کی عمارات قدیم وغیرہ کا تذکرہ کرتے ہوئے شہر کے اندر چلے گئے اور جب نماز ظہر کا وقت آیا تو خلیفہ نے اُس کلیسائے بزرگ مین نماز پڑہنا نہ منظور کیا جہان اُسوقت کہڑے ہوئے تہے بلکہ ایک اور کلیسا کے زینے پر فریضۂ ظہر ادا کیا۔ اور اسقف اعظم سے مخاطب ہو کر فرمایا اگر مین اس کلیسائے بزرگ کے اندر نماز پڑہتا تو آیندہ مسلمان اُس معاہدے کے خلاف کرتے جو ہمسے اور تمسے ہوگیا ہے اور یہ حیلہ کرتے کہ جب خود خلیفہ نے اس گرجا مین نماز پڑہی تو پھر ہمکو کون مانع ہے۔

ان تمام نظائر اور شواہد سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ اہل اسلام کا برتاؤ مسیحی راہبون کے ساتھ کیسا تہا۔ اُنکو پوری آزادی دی جاتی تہی اور اُنکے حقوق کی نگہداشت کی جاتی تہی

جو عہد کر لیا جاتا تھا اُسپر ہر مسلمان عملدرآمد کرتا تھا بلکہ اس سے بھی زیادہ یہ پختگی ہی کہ جانشینان خلافت اسلام جنہون نے شخصی حکومت قائم کر کے نئی زبانون کو قانون بنا یا تھا وہ بھی اُن عہدنامون کی پوری پوری تعمیل کرتے تھے - عہد کا پورا کرنا اور باوجود اپنے نقصان کے اُسپر قائم رہنا مسلمانون ہی کا حصہ تھا جسکی نظیر اُس وقت کی دیگر اقوام تو درکنار شاید اُنسے پہلے اور بعد بھی کسی قوم مین نہ پائی گئی ہوگی -

اکثر راہبون اور کلیسیا کے گوشہ نشینون نے مسلمانون کے ساتھ دغا کی اُنکو فریب دیے مگر نتیجہ یہ حاصل ہوا کہ اُن راہبون پر دانت نکلتا کٹکٹا کے رہجاتے تھے اور کچھ نہ کرسکتے تھے دشمن لڑنے والون کو بھی جان بچانے کا یہ نہایت عمدہ پہلو دیدیا گیا تھا کہ جزیہ کے نام سے ایک سالانہ رقم ادا کرین جو سلطنتون کے معمولی خراج سے بہت کم تھی اور جسکی ادائی کے بعد اُن لوگون کا خون بھی ویسا ہی حرام ہوجاتا تھا جیسا کہ کسی مسلمان کا خون حرام ہوتا ہے وہ قوم تھی جسپر مسلمان اپنی حفاظتی یا حسب بیان الزام دینے والے مورخین کے اپنی حملہ آوری کی کارروائیون کا اختتام کیا کرتے تھے مسیحیون کو اُن کے بعد اپنے گرجون مین جانے - اپنی نماز ادا کرنے - اپنے مذہبی مراسم بجا لانے کا اختیار دیدیا جاتا تھا -

جس تہذیب کے ساتھ مسلمانون نے فوجی زیادتیون اور سپاہیون کی دست درازیون کو روکا اور تاخت و تاراج کی کارروائیون کو ضابطہ کے ساتھ ایک مہذب قانون کا پابند بنا دیا ہے وہ شاید انہین کا حصہ تھا - اور کوئی فاتح قوم اس امر مین اُنکی برابری کا دعویٰ نہین کرسکتی - ہر حملہ آور کو الزام دیدینا نہایت آسان ہے مگر اُسکی حالت اور اُسکی مجبوریون کا لحاظ کیا جائے تو وہ کوئی معمولی تہذیب نہ تھی جو نبی عربی پر ایمان لانے والون اور پیروان اسلام سے ظاہر ہوئی -

مسلمانون کے اُس فتحمندی کے سیلاب نے قبطیون اور آتش پرستون کا خاتمہ کردیا - عیسائی مذہب البتہ اس زور و شور سے دنیا پر حاوی تھا کہ مسلمانون نے اگرچہ سلطنت روم کو تباہ کر دیا مگر دین عیسوی کو زک نہ دے سکے -

اب یہ زمانہ گذر گیا اور وہ زمانہ آیا جب بنی امیہ اور خاندان عباسیہ کی فرمان روا خلافت کے نام سے دنیائے اسلام پر حکومت کر رہے تھے - اُن دنون اگرچہ وہ اگلے خلفا کے باندھے ہوئے اصول ٹوٹ گئے تھے اور اسلام مین ایک نمایشی شان و شوکت

ظہور پذیر ہوئی تہی جس سے کم امید ہو سکتی تہی کہ مسلمان فرمانروا اپنی دینی وقعت اور غرت کے خیال سے کسی غیر قوم والے کی بہی کچہہ وقعت کرینگے مگر نہین انکی عدل پروری سے عیسائیون بلکہ عموماً دیگر اقوام کے لیے ترقی کے دروازے کہل گئے تہے۔ سیکڑون عیسائی اور مجوسی نکلین گے جو پچہلے خلفا کے درباروں مین بڑی عزت و وقعت سے بگہ پاتے تہے انکے علوم کی قدر ہوتی تہی انکا داب و وقار مانا جاتا اور نہایت فخر کے ساتھ انکی شاگردی کی جاتی تہی۔ علوم وفنون کی دنیا مین اگرچہ خاص مسلمانون نے بہت بڑی نمایان ترقی ظاہر کی مگر عموماً انکی شاگردی کا اعتراف کر رہے ہین۔ اب اس سے زیادہ کیا ہوگا کہ تعلیم مین گو کہ زیادہ حصہ دینیات کا تہا مگر بعض مدارس کے پرنسپل عیسائی حاکم مقرر کیے گئے۔ بیت الحکمۃ جو مسلمانون کی ترقی علم کا پہلا سرچشمہ تہا اسمین اکثر مترجم اور علما عیسائی ہی تہے۔ جنسے کبہی بوجہ مخالفت مذہب کے ناراضی نہین ظاہر کی گئی۔ بلکہ اور خاطر داری کا برتاو رہا انمین سے بعض نے دین اسلام قبول بہی کر لیا اور بعض آخر تک اپنے مذہب پر قائم رہے۔

خلفاے بنو امیہ مین سے ولید بن عبد الملک نے جامع دمشق کی تعمیر کے وقت ارادہ کیا کہ ایک گرجے کو جو اسکے پڑوس مین تہا منہدم کر کے مسجد مین ملا لے۔ اگرچہ ولید کوئی منصف مزاج خلیفہ نہین مانا گیا ہے مگر اس کارروائی مین بہی اسنے مسیحیون کی یہ رعایت کی کہ اس گرجے کو انسے مول لے لینا چاہا۔ عیسائی جسقدر قیمت طلب کرتے وہ دینے کو موجود تہا مگر مسیحیون نے شاہی رحمدلی کی بالکل قدر نہ کی اور صاف انکار کر دیا جسپر ولید نے ناراض ہو کر حکم دیدیا کہ وہ گرجا زبردستی توڑ کے جامع دمشق مین ملا دیا جاے۔ اسوقت مسیحی لوگ روپیہ لینے پر راضی ہو گئے مگر ولید کا مزاج برہم ہو چکا تہا اسنے ذرا پروانہ کی روپیہ دینے سے بہی اب انکار کر دیا اور وہ گرجا بہی منہدم کرا کے مسجد مین شامل کر لیا۔ جو عیسائی طبائع اس واقعہ سے غضب آلود ہوئی ہونگی آخر خلیفہ عمر بن عبد العزیز نے انکے آنسو پونچہے اور حاکم دمشق کے نام فرمان جاری کیا کہ ولید نے گرجے کو توڑ کے جسقدر مسجد مین اضافہ کر لیا تہا وہ حصہ ڈہا دیا جاے اور عیسائیون کو اجازت دیجاے کہ وہان اپنا گرجا بنالین اسکے علاوہ اور بہی بہت سے ایسے واقعے نکلین گے جنسے مسلمانون کی اعلی فیاضی اور رحمدلی ثابت ہوگی۔ مصر کے گرجون کے ساتھ بہی اسلامی حکومت نے ایسا ہی برتاو کیا

بھی وہان کے پہلے ایک گورنر نے تمام گنیسے مسمار کرا دیے تھے مگر پھر اُسکے بعد ایسا انصاف پسند اور رحمدل حاکم آیا جسنے وہ تمام گنیسے شاہی خزانے پر بار ڈالکے تعمیر کرا دیے۔ غرضکہ سلطنتون مین ہمیشہ ہوتا رہا ہے کہ کبھی کچھ ہوا اور کبھی کچھ۔ اسی وجہ سے اس قسم کی مختلف کارروائیان ہوتی تھین۔ بخلاف عیسائیون کے جو گویا رحمدلی کو بالکل بھول گئے تھے۔ انھین رحمدلی کی خاصیت بالکل نہین رہی تھی انکی عام حالت ظلم و جور کی تھی اور دیگر مذاہب کے حق مین) ہر ایک بڑے سے بڑا بادشاہ ہوا جنکی وجہ سے یورپ مین خونریزی کا ایسا مسلسل قانون جاری ہو گیا تھا جسکی کوئی انتہا ہی نہ تھی۔

اس موقع پر وہ واقعہ بھی نقل کرنے کے قابل ہے جو مولانا شبلی صاحب نے اپنی کتاب المامون مین بیان کیا ہے کہ عبدالمسیح بن اسحق کندی جو ایک عیسائی عالم اور معزز عہدے پر تھا مامون کے ایک عزیز کا دلی دوست تھا اس ہاشمی نے عبدالمسیح کو نہایت نرم لفظون مین ایک دوستانہ خط لکھا کہ اگر آپ مذہب اسلام قبول کرلین تو خوب ہو مجکو افسوس ہے کہ ایک ایسے سچے مذہب کی طرف جیسا اسلام ہے آپ ابتک مائل نہین ہوے۔ اس خط کے جواب مین عبدالمسیح نے جو کچھ لکھا جب تک کوئی شخص خود نہ دیکھ لے اسکا اندازہ نہین کرسکتا۔ اس برگزیدہ رہنماے خلق یعنے محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن مجید و صحابہ کی نسبت وہ الفاظ لکھے کہ سنکر دل کانپ جاتا ہے اسکی نسبت مولوی شبلی صاحب کا فیصلہ نہایت عمدہ ہے کہ عبدالمسیح اگر اس زمانہ مین ہوتا تو تعزیرات ہند کی حدود مین ضرور آجاتا۔ مگر مامون ہی ایسا شخص تھا جسنے عبدالمسیح کی متعصبانہ تحریر کو انتقام یا جوش مذہبی کی نظر سے نہ دیکھا۔

اس زمانہ کے بعد جب صلیبی لڑائیان شروع ہوئین اُن دنون مسیحیون کے ساتھ جیسے برتاو اہل اسلام کی جانب سے کیے گئے ہین تمام کتب تواریخ اُنکی شائستگی کی شہادت دے رہی ہین۔ خود سلطان صلاح الدین جسکی سطوت اور شجاعت کو یورپ کا ہر بچہ جانتا ہے اُسنے اگرچہ عیسائیون ہی کے مقابلہ مین زندگی گذاری اور ہمیشہ کامیاب ہوتا رہا اگرچہ عیسائیون نے اسکی اشتعال طبع کے متعلق کوئی کارروائی نہین اُٹھا رکھی تھی مگر وہ ہمیشہ اسی شریفانہ برتاو سے پیش آیا جو ایک مہذب دلیر کے شایان شان ہے گبن اور دیگر منصف مزاج مورخون نے تسلیم کرلیا ہے کہ صلاح الدین کے شریفانہ چال چلن کے آگے وہ شیر دل شاہ رچرڈ

جیسپر انگلستان کو آج تک ناز ہے اور ہمیشہ رہے گا کوئی چیز نہ تھا۔ رچرڈ کی طبیعت مین ظلم و جور تھا جو سچی بہادری اور اصلی شجاعت کے بالکل خلاف ہو۔
وہی بیت المقدس جسمین تھوڑی ہی مدت پہلے اسی ہزار مسلمان تہ تیغ کیے گئے تھے جب صلاح الدین نے اُسے فتح کیا ہو تو وہ مسیحیون سے قدیم مظالم کا پورا بدلہ لے سکتا تھا اور خود عیسائیون کو اسکا یقین تھا۔ ہر عیسائی عورت اور بچہ اُسوقت دل ہی دل مین کانپ رہا تھا کہ دیکھیے اب مسلمان کیا کرتے ہین۔ مگر صلاح الدین نے رحم سے کام لیا۔ اور اُسنے ایسی رحمدلی ظاہر کی کہ لوگون کو حیرت ہوگئی اُسنے حکم دیا کہ ہر مرد اپنی طرف سے دس دینار اور ہر عورت پانچ دینار اور بچون کی طرف سے ایک دینار چالیس دن کے اندر داخل کر دیا جاے۔ اور جو لوگ نہ ادا کر سکین گے وہ مسلمانون کے غلام ہو جائینگے اور اُنکو آزادی کا کوئی حق نہ ہوگا۔ باوجود اسکے کہ یہ بہت کم رقم تھی اسپر بھی ہزارہا مسیحی نہ ادا کر سکے۔ جنکی حالت دیکھ کے اُسکا دل نرم ہوگیا اور آخر اُسنے سب کو چھوڑ دیا۔ جسوقت یہ لوگ نکلے ہین صلاح الدین کی آنکھون سے آنسو جاری تھے۔ یہان کا عیسائی بادشاہ پہلے ہی مسلمانون کے ہاتھ مین گرفتار ہوگیا تھا جب صلاح الدین اُسکی ملکہ سے ملا ہو تو اُسکی آنکھین نم تھین۔ وہ روتا جاتا تھا اور باتین کرتا جاتا تھا۔
یہ وہ تمام فیاضانہ برتاو تھے جو مسلمانون کی جانب مسیحیون کے ساتھ کیے گئے۔ ہمکو یہ دعوی نہین ہو کہ عیسائیون پر مسلمانون نے کبھی ظلم کیے ہی نہین۔ بے شک بعض اوقات بعض جاہل اور متعصب حکمرانون نے اس قسم کے جور کیے کہ اُنکے معابد اور کنیسے ڈھا دیے اور مذہبی توہین کی۔ لیکن تاریخ ہی بتا دیتی ہے کہ ہمیشہ اُن مظالم کا نہایت عمدہ معاوضہ ہوگیا۔ اور اُس دلشکنی کے عوض ایسی دلدہی کی گئی کہ عیسائی اپنی مظلومیت کو بھول گئے درمیانی زمانہ جسوقت کہ یورپ مین کروسیڈ کا جوش رہ رہ کے اُبھرتا تھا اُن دنون یہ عام قاعدہ تھا کہ یوروپین جہاز جب کبھی مسلمانون کے قبضہ مین آجاتا تھا تو اُسکے تمام مسافر زن و مرد بلا امتیاز و استثنا مصر و شام کے بازارون مین لا کر بیچ ڈالے جاتے تھے اہل اسلام کے جہازون کے ساتھ فرانس کے لوگون کا برتاو اس سے زیادہ سخت ہوا کرتا تھا یعنی جو مسلمان گرفتار ہوتے تھے شاید انہین سے وہی چار بچا لیے جاتے ہون ورنہ عموماً اکثرون کی بڑے بڑے کنیسون اور گرجون پر قربانی چڑھا دیجاتی تھی

جب تاریک زمانہ مین میڈیٹرینین سی (بحیرہ روم) کی لہرین ایسی ظالمانہ شوخیان کر رہی
تہین اور وہ ہمہ تن ان قزاقیون کا اکہاڑا بنا ہوا تہا اُسکو ابہی زیادہ زمانہ نہین گذرا
ہے تا ہنوز کے دو تک یہ مظالم موجود تہے اس سے کوئی انکار نہین کرسکتا ہے کہ
عیسائیون کا برتاؤ اُس دریا کی رہزنی مین مسلمانون کے اعتبار سے بہت زیادہ ظالمانہ
تہا۔ ہان یہ تقدیری یا مسلمانون کی بہادری کا نتیجہ تہا کہ زیادہ جہاز عیسائیون ہی
کے گرفتار ہوے۔ چونکہ اُن دنون قوت کے اعتبار سے مسلمان بہت زیادہ تہے
اور یورپ پر اُنکا ایک رعب بیٹھ گیا تہا اور اکثر عیسائیون نے بے لڑے بہڑے
اپنی قسمت مسلمانون کے سپرد کردی اسی وجہ سے مسلمان کامیاب ہوے۔
دولت عثمانیہ جسکی عداوت پر اب سارا یورپ آمادہ ہے۔ اور جسکے ضعیف کرنے اور جسکے
تہ و بالا کرنے کے لیے سیکڑون برس سے پوشیدہ سوسائٹیان قرار دی جا رہی ہین اور
جسکی الامنس کا جال تمام عیسائی دول یورپ پر ڈالا گیا ہے جسکی رعایا اُس سے باغی کی
جاتی ہے اور بڑی بڑی کوششون سے بغاوت کے جہنڈے بلند کرلیے جاتے ہین اُسکی
جانب سے بہی عیسائیون کے ساتہ ایسی ایسی فیاضانہ رعایتین کی گئی ہین کہ اگر مسلمان
عیسائیون کے زیر فرمان ہوتے تو ہرگز ایسی رعایتون کے امیدوار نہ ہوتے۔ وہ زبردست
فاتح جسکی تلوار نے سارے یورپ کو لرزا دیا تہا اور جسکی حوصلہ مندیون نے کروسیڈ والون کے
حوصلے بہی پست کردیے تہے وہ کون؟ سلطان محمد ثانی۔ جسنے قسطنطنیہ کو فتح کیا اور
اُس شہر پر ہلالی جہنڈا اُڑا دیا جسکے گرد مسلمانون کی بہت سی زبردست قوتون کو زک
مل چکی تہی اور جسکی دیوارون کے نیچے عبد اللہ بن ابی ایوب انصاری (رضی اللہ عنہ)
کا ایسا جلیل القدر صحابی چہہ سو برس تک ایک گمنام لحد مین خواب عدم کی نیند مین
پڑا رہا۔ اُسی زبردست مجاہد اور فاتح کا ذکر ہے کہ جب سنہ ۱۴۴۴ء مین ہنیاڈس وائووڈ
نے شہر ... کا محاصرہ کیا جو محمد ثانی کے قبضے مین تہا اُسوقت جارج برنکووش نے
جو گریک چرچ کا معتقد تہا ہنیاڈس سے پوچہا کہ "اگر آپ کو فتح حاصل ہوئی تو کیا کیجیے گا؟" تو
ہنیاڈس نے جواب دیا کہ "اگر فتح ہوئی تو مین جبرًا وقہرًا تمام رعایا کو رومن کیتہولک طریقہ
کا پابند بناؤنگا اور کسی شخص کو اس سے مفر نہوگا" یہ جواب پا کے برنکووش سلطان محمد ثانی
کے پاس گیا اور اُس فتح مند سلطان سے بہی یہی سوال کیا سلطان محمد ثانی بولا کہ "اگر خدا نے

تھے فتح دی تو مسجد کے پاس ایک گرجا بنواؤن گا اور لوگون کو اجازت دونگا کہ بجائے
مسجد کی محراب کے آگے سر جھکائین اور چاہین صلیب کے آگے ۔ اور اسی جواب نے
سرپادرون کو خود بخود ترکون کا مطیع کر دیا - یہ ایک ایسا غیر متعصبانہ ارادہ تھا جو شاید ہی
قدیم مسیحی بادشاہ کے دل مین بھی نہ گذرا ہوگا - موجودہ تہذیب کا زمانہ جسمین حکومت مذہب
سے بالکل جدا کر دی گئی ہے اور جبکہ مذہبی جوش اور دینداری کے تعصب کی جگہ قومی اور
ہموطنی کا تعصب پیدا ہوگیا ہے یہ بھی اس خیال کے فرمان روا نہین پیش کر سکتا - ہما
زمانہ کے فرمانرواون کو ہم ہرگز یہ الزام نہین دے سکتے کہ اُنکے طرز حکمرانی مین کسی مقام پر
بھی عیسائیت کی بو آتی ہے - لیکن ہمین شک نہین کہ اب اُس مذہبی تعصب کی جگہ قومی
جوش اسقدر ترقی کر گیا ہے کہ باوجود بڑی انصاف پسندی کے دعوون کے انگریزی عدالتین
در کنار انگریزی قانون بھی قومی تعصب کے لگاؤ سے خالی نہین اور جب انگریزی قانون
کا یہ حال ہے تو دیگر یورپین سلطنتون کا کیا ذکر جو آزادی مین ہنوز برٹش گورنمنٹ سے پیچھے
ہین - مگر اس زمانے سے ہمین چندان سروکار نہین - کیونکہ یہ شائستگی کا زمانہ ہے اور
قدیم مسلمانون کا اندازہ اس زمانہ کے مقابل مین اُسی طرح نہین ہوسکتا جسطرح رومیون
اور یونانیون اور مصریون کی تہذیب کا اندازہ مسلمانون کی ترقی کے دور کے مقابل
مین نہین کیا جاسکتا - یہ تجربہ کا سکھایا ہوا تجربہ ہے کہ "نقاش نقش ثانی بہتر کشد ز اول"
یہان تک ہمنے جو کچھ بتایا وہ صرف اسی قدر تھا کہ مسلمان عیسائیون کے ساتھ کس فیاضانہ
خلق سے پیش آئے - یہ ابھی باقی ہے کہ مسیحیون نے مسلمانون کے ساتھ کیا برتاؤ کیا افسوس
اس موقع پر باستثنا سے موجودہ زمانے کے اور کوئی ایسی نظیر نہین مل سکتی جس سے ثابت
ہو کہ کبھی عیسائیون نے مسلمانون کے حال پر رحم کرنا تو کیسا دست ظلم کو روکا بھی تھا
اول تو تواریخ سے یہ ثابت ہی نہین ہوتا کہ کبھی مسلمان رعایا مسیحیون کے زیر فرمان رہی ہو
یا مسیحی اُس ملک پر حکمران ہوئے ہون جسمین کسی قدر مسلمان بھی آباد تھے - فتوحات اسلام
کے بعد سے آخر تک ایشیا اور افریقہ کے ممالک پر عموماً اہل اسلام ہی حکمران رہے اور یہی وہ
مقامات ہین جنمین مسلمانون کی آبادی ہے - سرزمین شام پر صلیبی لڑائیون نے کچھ دنون
کے لیے مسیحیون کو مسلمانون کی قسمت کا مالک بنا دیا تھا - مگر شاید بخت نصر تاجدار نینوا کے
بعد اُس سرزمین کو ایسے مظالم کبھی نہ برداشت کرنا پڑے ہونگے جیسے کہ اُس چند روزہ کی

عیسائی حکومت نے کیے۔ تمام مورخین اُس زمانے کو یاد کرکے روتے ہین۔ یوروپین مورخ جنکے قلم اُن ظالم مسیحیون کی عیب پوشی کرتے کرتے گہس گئے اُنکو بہی آخر مجبور ہوکے اُن ظلم و تسلیم ہی کرنا پڑتے ہین آہ! جس مقام پر جو مسلمان ہاتھہ لگا قتل کر ڈالا گیا اور ایسی بے رحمیان کی گئین جنکو یاد کرکے آج تک لوگون کے رونگٹے کہڑے ہوجاتے ہین مجاہدین دین مسیحی نے جب بیت المقدس پر قبضہ پایا تو مسلمانون کے خردسال بچون کو دیوارون سے ٹکرا ٹکرا کے اُنکے سر پہاڑ ڈالے اور نیچے نکال لیے چہوٹے چہوٹے شیرخوار بچون کو فصیل شہر سے نیچے پہینک پہینک کے مار ڈالا۔ جوانون کو آگ مین زندہ بہون ڈالا اور بعضون کے پیٹ پہاڑ ڈالے کہ دیکہین سونا تو نہین نگل گئے ہین۔ مسلمان تو خیر مجرم ہی تہے یہود کو اُنکے معبدون مین بند کرکے زندہ جلادیا۔ اور لطف یہ کہ پوپ روم کا نائب خود ان مظالم مین شریک ہوا عربی مورخین کا بیان ہے کہ چالیس دن کے محاصرہ کے بعد ماہ ۴۹۲ھ مین شعبان کی ۲۳۔ تاریخ فرنگیون نے بیت المقدس کو فتح کیا تو کامل ایک ہفتہ تک مسلمانون پر قتل عام ہوتا رہا۔ صرف مسجد اقصی کے اندر ستر ہزار مسلمان مارے گئے جنمین بڑے بڑے امام اور عابد اور زاہد اور بقیہ برکت اور بجوش دینداری گوشہ نشین ہو رہنے والے مسلمان شامل تہے۔ مسجد اقصی مین تمام نجاستین ڈالکے اُسے ناپاک کردیا۔ اور مسلمانونکی تمام مسجدین منہدم کردین۔ یہ کارروائی تہی جو دور روز کی حکومت مین کی گئی۔ اور یورپ کے مسیحیون کے دامن پر یہ دہبے ہین جنکو مٹاکے اب پاکدامن بنتا ہی۔

اطراف شام مین بہی جن جن شہرون پر عیسائیون کا قبضہ ہوا وہان کے عام اہل اسلام کے ساتھہ بہی اسی قسم کا برتاؤ ہوا اور تمام سرزمین شام ان ظلمون سے بہر گئی اب اسکے بعد سلطان صلاح الدین کے اُس برتاؤ کو دیکہیے جسکو ہم بیان کرچکے ہین کہ بیت المقدس کو فتح کرکے اُسنے کیسی رحمدلی ظاہر کی۔ اسی زمانے مین عیسائیون کو مصریون کے مقابل بہی ایک فتح نصیب ہوئی تہی اگرچہ ہفتہ ہی بہر کے بعد پہر مسلمانون نے زک دیدی مگر اُس ایک ہفتہ مین کون ظلم تہا جو اُٹہا رکہا گیا۔

یورپ مین اسپین کو مسلمانون نے فتح کرلیا تہا خود یوروپین تاریخین گواہ ہین کہ وہان آٹہہ سو برس تک مسلمانون نے عیسائیون کے ساتھہ کیسی مراعات جاری رکہی اور اُنکو کیسی آزادی حاصل تہی اور بنوامیہ کا دربار اُن کو کس عزت کے ساتھہ اپنے تقرب کی

عزت دیتا رہا لیکن جب وہان مسلمانون پر زوال آیا اور حکومت مسلمان فرمانروا ؤن کے ہاتھہ سے جاتی رہی تو جیسا برتاؤ مسیحیون نے وہان کی مسلمان رعایا کے ساتھ کیا ہے اُسکو دنیا کبھی بہول نہین سکتی۔ اُسوقت غریب مسلمانون کو کسی شہر کسی گاؤن کسی قریہ بلکہ کسی پہاڑ اور کسی جنگل مین بہی پناہ نہین ملتی تہی مسیحیون نے ملک بہر مین اپنی شینلٹی قائم کرنے کے لیے کسی مسلمان کو بہی تو نہین چھوڑا جسکا نتیجہ یہ ہے کہ آج وہان ایک متنفس بہی نہین جو خدائے واحد کا نام لینے والا ہو۔

ابہی کل کا ذکر ہے کہ بلغاریہ سرویہ وغیرہ مین مسلمان بچے پاؤن کی گو. سے چہین چہین کے قتل کیے گئے۔ عورتین بے حرمت کی گئین مسجدون مین آگ لگا دی گئی ہزارون مسلمان ذبح کر ڈالے گئے۔ اُسکا کسی نے نام بہی نہ لیا۔ سارا یورپ ہولی الائنس کی رسمیون مین جکڑا بیٹہا رہا اور جب ترکون نے ان مظالم کے انتقام اور بغاوت کے فرد کرنے کے لیے اپنی فوجین روانہ کین تو سارا یورپ چیخ اُٹہا۔ روس جرمن اور آسٹریا کی طرف سے ظالم باغیون کی اعانت کی گئی۔ روپیہ اور اسلحہ سے مدد دی گئی خیر دب تو نالائق بنائے جاتے ہین ہمارا انگلستان جسکا آزادی اور انصاف پسندی کا نام لیتے لیتے پیپھڑا پھولا جاتا ہے اُسمین بہی ہر چہار طرف دُہائی مچ گئی اور مسٹر گلیڈسٹون لبرل بلکہ ریڈیکل خیالات کو خیرباد کہکے چلا اُٹھے کہ "ترکون کو مع اُنکے پاشاؤن اور قائم مقامون کے یورپ سے نکال باہر کرو اور کہدو کہ اب اپنا اختر ابختر اسنبہالین" قدیم جہالت کے زمانون کو جانے دیجیے۔ یہ اُس زمانے کا ذکر ہے جو تہذیب کا زمانہ ہے۔ اور اُن لوگون کا حال ہے جو تہذیب و آزادی کے سرتاج خیال کیے جاتے ہین۔ اگر وزارت انگلستان کی کرسی پر وہ لائق اور غیر متعصب شخص نہ ہوتا جسکی رگون مین بنی اسرائیل کا خون دوڑ رہا تہا یعنی لارڈ بیکنسفیلڈ اور قسطنطنیہ مین سفارت برطانیہ کو سر ہنری ایلیٹ کا ایسا راست باز انگریز نہ رونق دے رہا ہوتا تو بے شک انگریزی فوجین بہی ترکون کے مقابلے مین صف آرا ہوتین۔ اور تین عظیم الشان دول یورپ یعنی روس جرمن آسٹریا کا اتحاد ثلثہ اربعہ ہو جاتا۔ اور یورپین قوتون کے چارون زبردست عناصر اُسمین شامل ہوتے۔ دنیائے اسلام عموماً لارڈ بیکنسفیلڈ اور سر ہنری ایلیٹ کی ممنون ہے۔ ورنہ یورپ اور مسیحیون کی دنیا سے نہ اسلام کو کبھی ہمدردی کی امید ہو ئی

ورنہ ہو سکتی تھی۔ بخلاف اسکے آج بارہ سو برس کا زمانہ ہوا کہ مسلمان ایشیا کے بہت سے ملکون مین عیسائیون پر حکومت کر رہے ہین انکی رعایا مین لاکھون نہین کرورون کا مذہب عیسائی رہا اور ہے لیکن انکے ساتھ جیسا برتاؤ رہا جس بیدار مغزی سے انکے جان و مال کی حفاظت کی گئی جس آزادی سے وہ اپنے مذہبی ارکان اور آداب بجالائے ہین اور لاتے رہے اسکی ہم ایک مثال بھی عیسائی نہین پیش کرسکتے۔ اور پھر کتنی بڑی ستم کی بات ہے کہ الٹے مسلمانون کو الزام دیا جاتا ہے وہ ظالم ہین۔ وہ جلاد ہین۔ وہ ذہبی سرکار کے وفادار نہین۔ انکا مذہب جہاد ہے۔ انسے سلطنت کو ہمیشہ ڈرنا چاہیے" شرافت یہ ہے وہ جو کہتے ہین مسلمان جلاد ہین نہین بلکہ انمین اتنا ضرورت سے زیادہ رحم تھا کہ انھون نے جلادون سے ظلم وستم کا بدلہ نہین لیا اور معاف کر دیا۔

عالمِ بے خبری طرفہ بہارے بوداست
حیف صد حیف کہ ما دیر خبردار شدیم

واقعی عجب عالم تھا۔ کیسی کیسی بہارین نظر سے گذر رہی تھین اور کیا کیا لطف حاصل ہو رہے تھے۔ آہ! کس کی صحبت مین تھے اور کون پہلو مین تھا۔ آرزوئین کس اطمینان سے پوری ہو رہی تھین۔ نظر کے سامنے کیسا دلچسپیون کا سامان تھا مگر افسوس! صد ہزار افسوس! آنکھ کھلی تو کچھ نہین! وہی ہم اور وہی گوشۂ تنہائی۔ وہی دل پُر آرزو اور وہی نہ برآنے والی تمنا! آہ! روئے گل سیر ندیدیم و بہار آخر شد! کسی نے کیا خوب کہا ہے

یہ کس نے عین مزے مین جگا دیا ہمکو؟ ابھی تھے خواب مین انکو گلے لگائے ہوئے

خواب اور از خود رفتگی کا عالم عجب دنیا ہے۔ اس خیالی دنیا مین جو سمان نظر آجاتا ہے تازہ لطف دکھانے کے ساتھ دل مین ایک نئی حسرت پیدا کر دیتا ہے۔ یہی ایک ایسا عالم ہے جسمین بے دولت اور بے ثروت کے انسان دنیا کی اعلے سے اعلے لذائذ پر کامیاب ہوتا ہے اعلی اور ادنے بادشاہ اور فقیر سب اس عالم مین برابر ہین۔ دنیا کے مختلف اور حد سے زیادہ متضاد طبائع اسی عالم کے ذریعہ سے اعتدال پر لائی جاتی ہین۔ بادشاہ افلاس و احتیاج کا خواب دیکھتا ہے اور فقیر خواب مین بادشاہ ہو جاتا ہے۔ واقعی جسنے یہ شعر کہا ہے

انسان کی طبیعت کا بہت اچھا اندازہ کیا ہی۔ وہ عالم تو ایک فوری حسرت پیدا کر ہی دیتے ہین جنہین انسان کسی عالم مدہوشی یا بیخبری کی حالت سے چونک کے وہ سخت صدمہ اُٹھاتا ہے جو کسی دلربا اور حور وش کے چھُٹ جانے یا شب وصل مین سپیدۂ صبح کے نظر آجانے سے پہونچا ہو تو پہونچا ہو۔ زیادہ افسوس اُس موقع پر ہوتا ہے جب انسان اپنی واقعی اور حقیقی مسرتون کا خیال نہین کرتا اور اُنکی دلچسپیون مین محو رہتا ہی مگر جب وہ سامان عیش چھین لیا گیا اُن گذشتہ راحتون کو اسی طرح یاد کرتا ہے جسطرح اُس جاگ پڑنے والے نے خواب کی باتون کو یاد کرکے آہ کھینچی تھی۔

دیکھو عالم شباب کن امنگون اور کامیابیون کا زمانہ ہے اس زمانے مین بھلا کسے خیال آیا کہ قدرت نے ہمین کتنی بڑی دولت دی ہی۔ ہاتھہ پاؤن کی قوت اور ذہن کی تیزی سے اُسکے حوصلون مین جو ترقی ہوگئی ہے وہ درکنار حسن و عشق کی دنیا نے کیسے بھلاوے دے رکھے ہین سیمین معشوق جنکی آرزوئین زمانے کو تباہ کیے ہوے ہین وہ اپنی خودپسندی کو بہول کے اسکے چاہنے والے بنے ہین۔ یہ کتنا بڑا ترقی کا زمانہ ہے اور ایسی مقصد وریون مین گذر رہی ہے۔ عالم شباب کی مزیداریون مین محو رہنے والا اُس عیش و سرور کے زمانے مین تو کچھ خیال نہین کرتا مگر جب یہ زمانہ ہاتھ سے نکلجاتا ہی اور دل بیکار بیٹھنے سا لگتا ہے اور ولولے فرو ہوجاتے ہین اُسوقت اُن گذشتہ عشرتون کو ایک خواب کی طرح یاد کرتا ہی اور نہایت حسرت کے ساتھ دردمندی کے لہجے مین کہہ اُٹھتا ہے ''آہ اے

عالم بے خبری طرفہ بہارے بودست! حیف! صد حیف!! کہ ما دیر خبردار شدیم

جسطرح انسان کی عمر کا عمدہ زمانہ اُسے ناکام کرکے اُسے حسرتمند اور اندوہناک بناتا ہے اُسی طرح قومون کی کامیابی و ترقی کا سمان اُن دنون دلون مین ایک داغ حسرت پیدا کر دیتا ہے جب وہ ترقی دامن چھڑا کے ہاتھ سے نکلجاتی ہی اور قوم کی قوم پچھلے سرور کی خودرفتگی سے چونکتی ہے بعض عربی مورخین نے کیا خوب کہا ہی کہ جسطرح انسان کیا معنی ہر دنیاوی چیز کی عمر ہوتی ہے اُسی طرح قومون کی بھی ایک عمر ہوتی ہے۔ جو قومین کہ اپنی ابتدائی ترقی ہی مین تباہ ہوگئین وہ وہ تھین جنکی عمر خدا نے تھوڑی ہی رکھی تھی۔ اُنکی نسبت یہ کہنا چاہیے کہ بچپن ہی مین مرگئین۔ اور جو خوب ترقی کرکے اور دنیا مین اپنی ناموری کے پھریرے اُڑا کے تباہ ہوئین وہ وہ قومین ہین جنکو

خدا نے پوری عمر دی تھی اور اپنی عمر سے کامیابی کا پورا لطف اُٹھا کے برباد ہوئین
تاریخ ایسی بہت سی قومین دکھاتی ہے جو ناموری کے میدان مین اپنی اپنی باری کے وقت
کوس لمن الملکی بجا رہی تہین۔

وہ پرانی قوم جو ہندوستان مین آریہ کے لفظ سے یاد کی جاتی ہے اُسکے قدیم عروج کو
یاد کرو جسکی سطوت اور جبروت کے خیال سے دوسرون کے اعضا مین لرزہ پڑ جاتا تھا۔
جو نیستان کو انسان دیوون اور جنون کو اپنا شکار خیال کرتی تھی اور جسکے ایک ایک بہادر نے
تن تنہا صدہا دیوزادون کو خاک مین ملا دیا اور جسکی بہادرون کی تاریخ دنیا مین آج ایک
رزمیہ کہانی معلوم ہوتی ہے۔ اُسکی اُس زمانے کی آن اور اولوالعزمیون کو دیکھو اور پھر خیال کرو
کہ بعد زوال یا مسلمانون کے حملے کے بعد جب اُسنے اپنی گذشتہ ناموریون کو یاد کیا ہوگا تو
اُسکو اپنی اولوالعزمیان کیسا دلفریب کا خواب نظر آتی ہونگی اور اولوالعزم قوم آریہ کا ازخود رفتہ
بہادرون کو اس عشرت کے خواب نے یاد آکے کیسا پریشان کیا ہوگا اور اُنکے دلون پر
کیا گذر گئی ہوگی جب یاد آیا ہوگا کہ افسوس وہ لطف وعشرت اور وہ آزادی وناموری ہاتھ
اختیار سے جاتی رہی اُنکی اُسوقت کی حسرت ناکی کا اندازہ ہو۔ قوم اپنی اُس حالت سے کرے
سبب اصلی ناموریان بہی ایک خواب پریشان بن گئی ہون۔

مصریون کا دربار بہی کچہ اس سے زیادہ نیکنامی کی خبر دے رہا ہے۔ اہل مصر نے اپنے عروج کو
اس انتہائی ترقی پر پہونچا دیا تہا۔ اب اس سے زیادہ کیا ہوگا کہ عشرت ومقصدوری جو ایک
بالکل بے استقلال چیز ہے اُسنے انہین اس درجہ ازخود رفتہ بنا دیا تہا کہ خدائی کے دعوے
ہونے لگے اور فرعون کے دربار نے شاہی دربار سے گذر کے خدائی دربار کی حیثیت اختیار
کرلی۔ مگر غرق فرعون کے بعد اُنہین معلوم ہوا کہ وہ کس خواب مین تہے اور زمانے نے انہین
دہوکا دیکے کہان سے کہان پہونچا دیا تہا۔

یہی معاملہ یونان وروم اور بنی اسرائیل کے ساتھ پیش آیا ان سبہون نے باری باری وہی
دولتمندی کا خواب دیکہا ہے جو ہر کامیاب اور مجتمند قوم دیکہا کرتی ہے۔ انمین سے کون
ہے جو اپنے عشرت کے خواب سے نہین چونکا اور اُن ناپائدار یا خیالی عشرتون کو یاد کرکے
نہین بیتاب ہوا۔ اُن لوگون کو خواب سے اُنہین لوگون نے جگایا جو اُنکی عشرتون کے
چھیننے والے اور اُنکے سامانِ راحت کے لوٹنے والے تہے۔ رومیون نے یونانیون کی

مسرتون پر دست تعدی دراز کیا اور جب خوب جی بھر کے انہیں تباہ کر چکے تب انکو انکی غفلتون سے جگا دیا کہ گذشتہ مسرتون کو یاد کر کے روئین - بنی اسرائیل کی طرف سے بھی راحت طلبیان حد سے گذر چلی تھین - خدا ترس اور حق شناس پیغمبر قتل ہونے لگے خونریزیون کا بازار گرم ہو گیا - زنا اور عیاشی انکے نوانی اوصاف پر غالب آگئی تو خدا نے نینوا کے بادشاہ بخت نصر کا ایسا ظالم فتحمند انپر بھیجا جسنے انکو قید کر کے اپنا غلام بنا لیا اور نسل اسرائیل کی تمام شرافتون پر ذلت و غلامی کی خاک پڑ گئی -

ان سب کے بعد اہل اسلام نے جو ترقی کی وہ شاید سب سے زیادہ تھی - اسکا خواب جسقدر دلچسپ اور دلفریب تھا اُس قدر دلفریب کسی کا خواب نہین ہو سکتا - اپنی کامیابیون کے دہوکے مین انپر سب سے زیادہ غفلت طاری ہوئی اور اسی وجہ سے انکا خواب نوشین جس بہار کا سمان دکھا رہا تھا اور آرزوون کے باغ پر انہون نے جو رونق اور تروتازگی دیکھی تھی وہ دنیا مین اور کسی کو نصیب نہین ہوئی - اُس عالم محویت مین گویا قوم اسلام کے ہر فرد کی زبان پر یہ شعر جاری تھا ؎

فلاطون طفلکے باشد بیونانے کہ من دارم — مسیحا رشک میدارد ز دہانے کہ من دارم

کسی قوم نے اپنے ابتدائی نشو و نما کے وقت ایک ہی قوم کو تباہ کر کے اسکے خزانون پر دسترس پایا ہوگا مگر اہل اسلام نے اُن تمام قومون کے خزانون پر قبضہ کر لیا جو انکے سامنے آئین - تھوڑی تھوڑی دولتون نے تو قومون کو از خود رفتہ بنا دیا تھا یہ تو بہت بڑی دولت کا سامان تھا آخر مسلمان بھی اُس نیند مین سو گئے جسمین سب قومین سوئی تھین - اور جیسی وہ اعلے دولت تھی ویسی ہی انکی نیند بھی غافل تھی - اب مدت کے بعد قوم کے بعض بعض لوگ جاگنے لگے ہین افسوس عرصے تک تو ان جاگنے والون پر ایک حیرت طاری رہی کہ آہ یہ کیا تھا اور اب کیا ہے ہم کیا تھے اور کیا ہو گئے - اور اب قوم کے بہت سے جاگنے والون نے اپنے گذشتہ عروج کو خوب اچھی طرح یاد کر کے یہ شعر زبان سے نکالا ہے ؎

عالم بے خبری طرفہ بہارے بود است — حیف صد حیف کہ ما دیر خبردار شدیم

دلگداز

نمبر ۱۲ بابت ماہ دسمبر ۱۸۸۹ع جلد ۳

باہتمام

خادم قوم محمد عبد الحلیم شرر مہتمم "دلگداز"

دلگداز پریس مین چھپکر

لکھنؤ جھوائی ٹولہ سے شائع ہوا

ضوابط

۱- دلگداز کوشش کرتا رہے گا کہ اردو میں ایک نئی روح پھونکے اور اسکے جذبات جو پائے اسکے ذریعہ سے اعلیٰ رنگ کے لٹریچر کے نمونے یا کبھی کبھی نازک اور نئے خیالات ظاہر ہوتے ہیں۔

۲- ہر انگریزی مہینے میں ایک نمبر شائع ہوتا ہے

۳- قیمت عام سے دو روپیہ سال مع محصول اور رؤسا سے ۶ روپیہ سال والیان ملک سے عـہ۔ بے وصول قیمت سالانہ پرچہ نہ روانہ ہوگا۔ نمونہ کے لیے ۴؍ بھیجنا چاہیے۔

۴- اشتہارات ۴؍ سطر کے حساب سے درج ہونگے۔ زیادہ کے لیے خط وکتابت سے فیصلہ ہوگا۔

۵- جواب طلب خطوط کے لیے ٹکٹ یا جوابی کارڈ آنا چاہیے۔

الملتمس محمد عبد الحلیم شرر مہتمم دلگداز

۱۹۰۹ء

آہ! آئی قدح شکست وآن ساقی نماند۔ سچ کہتے ہین "مرا برق ہے" دنیا ایک ایسی رفتاروی مین جارہی ہے کہ ہزار روکو لاکھ زور لگاؤ۔ اور دامن پکڑے رہو مگر جو جانے والا ہے وہ ایک جھٹکے مین دامن چھڑا کے چلا ہی جاتا ہے۔ کون رہا ہے؟ اور کون رہ جائے گا؟ روز ہی یہ سامان نظر آیا کرتا ہے کہ جیسے جاتا ہے آہستہ سے رسکوت منہ پر لگائی اوسیطرح خموشی سے چلا گیا کہ کسیکو خبر ہی نہوئی۔ خیر یہ تو سب ہی کو معلوم ہے کہ جو دنیا مین آیا ہے وہ ایک دن جائے گا بلکہ جانے ہی کے لیے آیا ہے۔ زیادہ غور کے قابل تو یہ امر ہے کہ زمانہ جو دنیا پر حکمرانی کرتا ہے جسکے چلانے سے یہ گورکھ دھندا چل رہا ہے اُسکو بھی قدرت کے اس عام قانون سے نجات نہین۔ دیکھو یہی ۱۹۰۹ء پورے ایک سال ہمارے کاروبار کا کفیل رہا۔ ہماری زندگی مین اسکی کارفرمائیون سے کتنی بڑی برکت ہوگئی۔ پورے تین سو ساٹھ دن تھوڑے ہوے۔ اسکے اس احسان کو ہم کیا معنی تمام زندہ دنیا مان رہی ہے۔ مگر اب کھٹکا لگا ہے کہ افسوس یہ چل چلاؤ مین ہے۔ اور اسکی واپسی کا وقت آگیا جانتے ہین کہ ہم غفلت ہی مین پڑے رہینگے اور یہ چپکے سے چل دیگا۔ اسوقت بڑے بڑے بادشاہ۔ بڑے بڑے فلسفی اور بڑے بڑے علما و فضلا پڑے ہین سب ہی کو اس سے چھوٹنے کا تھوڑا بہت ملال ہوگا۔ مگر بھلا کوئی روک تو لے کسی کی مجال نہین سب یونہین دیکھتے رہجائینگے بلکہ حیرت زدہ ہونگے اور جب دوبارہ ہوش مین آکے خیال کرینگے تو اسے نہ پائین گے۔

دنیا مین کون ہے جسے زندگی پیاری نہین۔ اور کون نہین چاہتا کہ اُسکی عمر مین ترقی ہو۔ سب ہی اسکے آرزومند ہین۔ اگرچہ سوا بعض خاص مقامون کے عام طور پر یہ شوق اور یہ آرزو ایک قسم کا جنون ہے۔ اگر بچے خوش ہوتے تو تعجب نہ تھا کیونکہ زندگی سے

ابھی اُنھین نفع اُٹھانا ہے - جوان ایسی آرزو کرتے تو زیبا تھا کیونکہ وہ اپنی عمر کے بہترین حصہ سے نفع اُٹھا رہے ہین اور بڑھاپے کے مصائب سے دوچار ہونے کی ہنوز نوبت نہین آئی - علما و فضلا یا کسی فن کے کامل بھی اگر اس ترقی عمر کے خواستگار ہوتے تو ایک بات تھی کیونکہ دنیا اُنکی ذات سے کچھ نہ کچھ نفع اُٹھا رہی ہے - اور سب ایک طرف اُن حوروشون اور دلبرون کا آرزوے شباب اور حسن کے نکھار کی تمنا ایک سال کی اور زیادتی چاہنا حق بجانب تھا اسلیے کہ وہ یہ سُن چکے ہین اور ڈرتے ہین کہ حسن دو روزہ ہے - اور شباب ناپائدار بلکہ یون کہا جاے کہ خود اُنکی طرح بے وفا اور یہ کس کا ایمان نہین کہ حسن ہی دنیا مین ایک دلچسپی کی چیز ہے اور ان پریوشون کی صورت دیکھ دیکھ کے حرمان نصیب یا دیدار کے ترستے ہوے اپنا غم غلط کرتے ہین آہ! اُن دلدادون کا کیا ذکر بہت ایسے ہونگے جو اُنکی پیاری صورتون سے تنہائی کے خیالی عالم مین دل بہلایا کرتے ہین - افسوس دنیا بے مروت ہے ورنہ اُسے تو اُن نغز صورتون پر ناز کرنا چاہیے تھا - ان سب لوگون کے سوا اور کوئی اگر زندگی کی ترقی کا خواستگار ہو تو بے شک مجنون ہے - بوڑھے جو قبر مین پاؤن لٹکائے بیٹھے ہین کہیے اپنی ایڑیان رگڑنے کی زمانے مین ایک سال اور بڑھا لینگے تو اُنہین کیا فائدہ ہوگا مگر نہین - انکو بھی دیکھیے تو ترقی عمر کی خواہشون سے خالی نہین ہین - افسوس یہ سنہ ۹ء جاتا ہے اور ان سب آرزومندون کو بے آس کیے جاتا ہے - ہمکو اگرچہ خاص خاص لوگون ہی کی تمنا سے ہمدردی ہے مگر خیال کیجیے کہ کسکو افسوس نہین -

مگر سب سے بڑھ کے اُن بے وقوفون کی لاپروائی ہے جنکا نمبر زیادتی عمر کی تمنا مین تو سب سے بڑھا ہوا ہے مگر اس موقع پر نئے سال کی خوشی مین پھولے نہین سماتے کہ آج ہمین نیا برس شروع ہوا - اسمین کوئی شک نہین کہ جو سالگرہ کی تقریبون مین رتجگے اور خوشیان کرتے ہین وہ گویا ایک زندہ شخص کو کفنانے کیلیے ہین کہ موت کے سپرد کرین - انقضاے عمر کا قانون اپنی فطری منزل کی جانب لوگون کو اس دلچسپی اور بہلاوون کے ساتھ لیجاتا ہے کہ بہت کم کسی کو اپنی زندگی کے نقصان کا خیال آتا ہے جوانی کی راتین اور مرادون کے دن کسی کو کب اتنا موقع دیتے ہین کہ وہ اپنی تیز رو زندگی کی بے وفائیون کا خیال بھی کرے -

آہ! یہ زمانہ عجب بے وفا شہر ہے۔ یہ کسی کی نہیں سنتا۔ وہ بے وفا اور وہ سنگ دل جنکا بے وفا ہونے کے لیے عاشق کو کوئی شباب چاہیئے وہی جو کبھی نہ کبھی تھما ہی ہے نہ بیان سے یا کسی پر ترس کھا کے چون نہیں تو جھوٹون ہی ہی تھوڑا بہت وعدہ وفا پورا ہو جاتے ہین۔ وہ ظالم اور جابر بادشاہ جنکے ظلم سے کوئی شہر کوئی ملک نہین ہوتا دنیا مین غوغا مچگیا ہو اسکو بھی کبھی ترس آہی جاتا ہے آہ۔ نہین آتا تو اس ظالم اور بیدرد کو جسے لوگ زمانہ کہتے ہین۔

ساعت سے آج تک ہمنون نے اور کیسے کیسے دل والے ہو سے لوگون نے اس آرزو دل اور تمناؤن سے دعا مانگی ہو کہ الٰہی آج کی شب جو کسی بے وفا وعدہ فراموش دلربا کے انتظار مین بسر ہوتی ہے زیادہ نہین تو تھوڑی ہی بڑھ جاسے مگر آج تک ہمین کسیکی شب وصل مین ایک منٹ بھی تو اضافہ نہین ہوا۔ بلکہ الٹے یہ ہوتا رہا کہ بات کہتے رات گذر گئی۔ اسکے عکس پر خیال کیجیے کہ شب ہجر ان کے تڑپنے والون نے اس طولانی شب غم کے مختصر ہونے کے لیے کیسی کیسی التجا مین کی ہین۔ دعائین ہی مانگتے مانگتے ان آفت زدون کی زبانین گھس گئین مگر یہ نہوا کہ ان آفت کی گھڑیون مین سے ایک گھڑی بھی کم ہو جاتی۔ زمانے سے کس کی امید بر آئی ہے جو ہمین کچھ امید ہو۔

آہ! یہ سنہ ۹۹ع جو عالم کے کاروبار اور دفاتر عالم کی نظارت کے عہدے پر بھیجا گیا تھا۔ اس غریب نے کون برائی کی تھی جواب اس سے بے خطا اور بے جرم دنیا کا چارج لیا جاتا ہے اور اسی پر کیا منحصر ہے اسکے تمام ساتھی جو اس سے پیشتر دنیا کا کاروبار عمدگی سے انجام دے گئے ہین وہ بیچارے بھی تو بے خطا اور بے قصور ہی بلا لیے گئے۔ جو بات ایک معمولی ہوتی ہے اور جس سے معمولاً سابقہ پڑتا رہتا ہے اسکا اثر دنیا پر بہت کم ہوتا ہے ورنہ خیال کرنے کی بات ہے کہ ایک شہر کا انتظام بدل جائے یا اس کی حکومت کے تغیر سے دنیا پر کتنا بڑا اثر پڑ جاتا ہے اور ہر طرف کیسا شور وغل مچ جاتا ہے اور یہ سال پلٹنے کا انقلاب جو تمام دنیا کے دفاتر اور کاروبار بدلے دیتا ہے اسکا کسی کو بھی خیال نہین اور سب ہاتھ پر ہاتھ رکھے خاموش بیٹھے ہین۔

کیا انکو یہ بھی خیال نہین آتا کہ دو روز کے بعد یہ اس لفظ سنہ ۹۹ع کو چھوڑینگے اور یہ زبان پر ایسا چڑھا ہوا ہو گا کہ بار بار یہی یاد آئے گا۔ جسطرح کسی نئے مرنے والے

دوست کا خیال ہر وقت دلمین موجود رہتا ہے اور اُس کی تصویر ہر گھڑی نظر کے سامنے آجاتی ہے اسی طرح یہ سنہ ۹ء کیا جاتے ہی بھول جائے گا؟ نہین بھولتے بھولتے بھولے گا۔ اور بھلاتے بھلاتے بھولین گے افسوس۔ اگرچہ سنہ ۹ء ہمین بڑی مشکلون سے بھولے گا مگر اب اسکا شمار نہین سنین مین ہوگا جنکا نام تاریخ کے صفحات کے سوا اور کہین نہین نظر آتا۔

سنہ ۹ء کیسا تھا اب اسکا کیا ذکر جانے ہی دو۔ ہم مسلمان ہین اور ہمارے مذہب مین حکم ہی کہ مرنے والے کا ذکر ہمیشہ خوبی ہی سے کرین۔ اسکے افعال و اعمال کا معاملہ خدا کے ہاتھ ہی ہمین تو جہان تک ہو سکے اُسکی خوبیون ہی کا ذکر کرنا چاہیے اور سنہ ۹ء تو سچ یہ ہے کوئی بُرا سال نہ تھا۔ ہم تو جانتے ہین کہ بہت کم کوئی ایسا ہوگا جسکو اس کی شکایت ہو اور یون تو دنیا کا انتظام ہی یون جاری ہی کہ کوئی مرتا ہے کوئی جیتا ہے۔ کوئی تباہی مین پڑتا ہے اور کوئی دولتمند ہوتا ہی۔ دنیا کے یہ ایسے تبدل معاملات ہین جنکا سلسلہ برابر آخر تک چلا جائے گا۔ اس قسم کے واقعات پر خدا کی ناشکری تو نہ کرنا چاہیے مگر شکایت سچ پوچھیے تو بیکار ہی۔

زیادہ تر غور طلب یہ امر ہے کہ خاص ہمارا اور ہمارے دلگداز کا تعلق سنہ ۹ء سے کیسا تھا لوگ کہتے ہونگے کہ یہ سنہ ۹ء کی طرفداری کیون کر رہے ہین۔ کیونکہ اس سال دلگداز کی اشاعت کا انتظام جیسا خراب رہا کبھی نہ تھا۔ اور لطف یہ کہ پریس اپنے گھر کا تھا۔ اور سب پر طرہ یہ کہ پریس جب سے جاری ہوا خدا کے فضل سے آجتک اسکا کام ایک دن کے لیے بھی نہین رُکا۔ واقعی اب اختتام سال پر ہم بھی جو اپنی اس بے انتظامی پر غور کرتے ہین تو تعجب ہوتا ہے۔ ہمارے بہت دوست ہمسے خفا بھی ہوگئے۔ جنکے سامنے بخیال "عذر بدتر از گناہ" ہمسے معذرت بھی نہین کیجاتی۔ ہمنے پورے بارہ پرچے اپنے ناظرین کی نذر کر دیے مگر اسطرح جسطرح کوئی نادہند قرضدار روپیہ ادا کرتا ہے۔ اسکی وجہ سوا اسکے کہ ہجوم کار اور ہماری مختلف بیماریون نے ہمین پریشان رکھا اور کچھ ہم بیان نہین کر سکتے۔ زیادہ افسوس اس بات کا ہی کہ ہمارے دوست اب ہمارے کسی وعدہ کو بھی بمشکل تسلیم کرینگے اسلیے کہ اس گذشتہ سال مین ہمنے بہت سے ایسے وعدے کیے جنمین سے ایک بھی نہین پورا ہوا۔ مگر بہت بڑی جرأت کر کے اس دفعہ پھر کہتے ہین

نمایان چہتے ہین کہ اب ہمنے ایسا انتظام کرلیا ہے کہ دلگداز انشاء اللہ آئندہ ماہ شائع ہوجایے گا۔ جسکا تجربہ دو ہی تین مہینے مین لوگون کو ہوجایے گا۔ اور یہ سمجھ لہ ہمارے دوستون کو اب کوئی شکایت کا موقع نہ ملیگا۔ مگر اس بات پر ہمین فخر ہے کہ باوجود ان بے انتظامیون کے لوگون کو دلگداز کا شوق ایسا ہی ہے جیسا عمدہ انتظام کے ساتھ شائع ہونے والے پرچہ کا ہوتا۔ بلکہ جو کسی عمدہ اہتمام سے شائع ہونے والے پرچے کو بھی نہین نصیب ہے۔ اسپر ہمین فخر ہے

ہمارے مضامین کے اعتبار سے دلگداز کیسا تھا۔ ناشکری کرنا چاہیے اور اسکو ہمارے ناظرین دلگداز ہی تسلیم کرینگے کہ اس حیثیت سے دلگداز برا نہین رہا۔ اپنے قومی نفس الامر جس سرگرمی سے اور جس موثر لہجے مین دلگداز نے ادا کیے اسپر ہمین دعوی ہے کہ اگر کوئی مقابلہ کرے تو دلگداز کو ہندوستان کے تمام رسالون اور اخبارون سے اول درجہ پایے گا جو مضامین دلگداز کے صفحون پر شائع ہوے وہ ایسے نشتر تھے کہ کا اثر آجتک دیکھنے والون کے دلون پر باقی ہو جن لوگون نے دلگداز کو دیکھا ہے وہ قومی شور ہے اور قومی مصائب پر جو آنسو انکی آنکھون مین بھر آئے تھے وہ بہت دنون تک خشک نہ ہوے ہونگے۔ ان مضامین کی زیادہ تفصیل کرنا بیکار ہے کیونکہ انپر بہت کم کسی کو نکتہ چینی کا موقع ملا۔ اور انصاف کے دربار سے ہمین بغیر استدلال کیے عمدگی کی ڈگری مل چکی ہے۔ اور اگر ایسا نہ تھا تو باوجود اشاعت کی بے انتظامیون کے ہمارے پاس خریدارون کی درخواستین بکثرت کیون چلی آتی ہین۔

دلگداز کے ساتھ اس سال جو ناول شروع کیا گیا تھا وہ بھی اب پورا ہوگیا۔ جسکا نام "شاہزادہ حسن اور انجلینا" ہے۔ ہمارے خیال مین جسطرح ناول "ملک العزیز اور ورجنا" کو عام لوگون نے پسند کیا تھا اسی طرح اسکو بھی عام پبلک سے مقبولیت کی سند ملی۔ اس ناول کے ذریعہ سے زیادہ اسی امر پر زور دینا مقصود تھا کہ شیعون اور سنیون کے باہمی تعلقات کا نمونہ دکھایا جایے اور انکی خرابیان ظاہر کرکے موقع دیدیا جایے کہ ہر شخص اس ناول کے ملاحظہ کے بعد اپنے باہمی مذہبی تعلقات کو عمدہ اور شائستہ بنا لیے۔ اس امر مین ہمکو بیشک کامیابی ہوئی اور ہمنے بتا دیا کہ ایک دوسرے کی عداوت سے کیسے خراب نتیجے پیدا ہوتے ہین۔ لیکن یہ کامیابی کس کام کی۔ کامیابی تو ہم اس روز خیال کرین

جس روز ہمین معلوم ہو کہ ہمارے ہم مذہب سنیون اور شیعون پر اسکا کیا اثر ہوا۔ ورنہ بلے نتیجہ تحریر کو دنیا مین کون کہہ سکتا ہے کہ کسی کام کی ہے۔

بہرحال اس سے غالباً کسی کو انکار نہو گا کہ سوائے انتظام اشاعت کے کسی کو اور کسی بات کی شکایت کا موقع نہین مل سکتا۔ ولگداز دیر کو پہنچا مگر اسکے مضامین اور اسکی تحریرون کو پبلک نے اسی ذوق سے ملاحظہ کیا جس ذوق سے کہ اور دنون میں کے ابتدائے دلگداز کو ملاحظہ فرماتے تھے آئندہ سال انشاءاللہ انتظام نہایت عمدہ رہے گا اور ہمارے دوست وہ شکایت بھی نہ کر سکینگے جسکو سنکے ہمین نادم ہو جانا پڑتا ہے غالب ہماری اس تحریر نے ہمارے دوستون اور کرمفرماؤن کو اطمینان دلا دیا ہوگا۔ اب ایسے مطمئن ہو جانے کے بعد ہمین مناسب ہے کہ اپنے سال بھر کے دوست سنہ [illegible]ع کو ہنسی خوشی رخصت کرین۔ اگرچہ دل بھر آتا ہے اور بیتابی کے کلمے بے تحاشا زبان پر آنے لگتے ہین مگر اس غم کو اپنے دوستون کے خوش کرنے پر ٹالتے ہین۔ اور یہ امید ہمارا اور بھی غم غلط کر رہی ہے کہ آئندہ ہمارا پرچہ پابندی و استقلال سے اور خوش انتظامی کے ساتھ شائع ہوگا۔

صبح چمن

آخری دور خواہ کسی امر مین ہو لوگون کو پسند نہین ہوتا۔ بدمستان خرابات جو بڑے ذوق و شوق سے جام لنڈھاتے ہین اور ساقیۂ پریزاد کی منت و سماجت کر کے اسکے نازک ہاتھون سے جام لیتے ہین مگر کیا بات ہے کہ پچھلا جام جسمین دُرد کی آمیزش کا خیال ہوتا ہے اسکو نہین بلانوش مے کشون مین سے ہر ایک ایک دوسرے پر ٹالنے لگتا ہے یہ اور جام مے گلگون سے انکار کرین! مگر وجہ یہ ہے کہ وہ جام دور کے خاتمے پر ہوتا ہے۔ زندگی کیسی پیاری سی چیز ہے۔ کس کو درازی عمر کی تمنا نہین۔ کون نہین چاہتا کہ دنیا یونہین گذرتی جائے اور وہ ہمیشہ یونہین جیتا جاگتا بنا رہے۔ بلکہ یہ اور لطف کیا کہ جو جو زندگی بڑھتی جاتی ہے ویسے ویسے اُس کی ہوس بھی بڑھتی جاتی ہے۔ مگر دیکھئے یہی بوڑھا جسکو اگرچہ اپنی زندگی کے متعلق خدا جانے کیسی کیسی تمنائین ہین مگر حیرت کی

ہے کہ اسکو اپنی زندگی اجیرن معلوم ہوتی ہے اور کبھی کبھی جھنجھلا کے اپنی موت کی دعا مانگنے لگتا۔ اسکا بھی یہی سبب ہے کہ بڑھاپا زندگی کا آخری دور ہے۔ وہی ... قہ ابتدائے عمر بکمال ناز برداری مین گذرا کرتی تھی اب آخر مین بار سے جان آگئی ہے سب طول طویل زمانہ کی باتین تھین تھوڑی دیر بھی جس صحبت مین زیادہ بیٹھے ہیے آخر دل گھبرانے لگتا ہے۔ ان سب سے طبیعت کو اسیلیے وحشت اور نفرت ہوئی کہ آخری دور آگیا تھا۔

ہان صبح مین کیا بات ہے کہ جلوہ ہاے جانان مین رات بھر رہنے والون کے لیے اور سب کو اسوقت عجب لطف حاصل ہوتا ہے۔ انکا تو ہمین بھی افسوس ہے جنسے کوئی چھوٹ رہا ہے اور وہ کسی دلربا سے بچھڑ رہے ہین۔ لیکن دنیا کی عام حالت پر نظر ڈالیے تو انسان ہی صبح کا دلفریب سمان دیکھ کے تو حیرت نہین ہوجاتا ہے صبح تو انسان عام طور پر دلفریب ہوتا ہے نہ کہ خاص صبح چمن۔ اسوقت کا سمان دیکھنے سے تعلق رکھتا ہی مگر افسوس اس سے لطف اٹھانے والے بہت کم ہین۔

پھر ان نصیبون کی رات بھر تڑپتے تڑپتے اسوقت آنکھ لگ گئی ہے۔ زاہد جاگا ہے مگر وہ مسجد مین فریضۂ صبح ادا کرنے کی تیاری کر رہا ہے۔ پابندان دین مین سے جن جن کی آنکھ کھل گئی ہے انکو ذوق عبادت مین یہ توفیق کہان کہ صحن چمن کی زیارت کرنے جائین۔ رؤساے قوم اور دولتمند دنیادار جو بظاہر دنیاوی سامان راحت کے زیادہ مشتاق معلوم ہوتے ہین آہ! ان کی آنکھون پر بھی کچھ ایسی غفلت کے پردے پڑے ہین کہ ابھی تک انکی نیند نہین ٹوٹی۔ بے خبر پڑے خراٹے لے رہے ہین۔ اگر بعض جاگ کے اٹھے تھے۔ مگر انہین بدخوابی یا تبان دیر کی زیارت سے اتنی مہلت بھی نہین نہ ذرا دو قدم چلکے پریزادون کے اس جھرمٹ کو دیکھ لین جو آر دن کی چھان بین دریا کے کنارے کی طرف بڑھتا چلا جاتا ہے۔ جب ان اصلی بتون اور دلفریب مورتون کی زیارت نہ کی تو وہان کیون جانے لگا تھا جہان صبح چمن نے ایک نیا سمان باندھ رکھا ہے۔ مسافر تڑکے اٹھے تھے اور جس اصرار و تاکید سے انہون نے سراؤن کے پھاٹک کھلوائے ہین اس سے خیال تھا کہ بس یہی صبح چمن کا لطف دیکھین گے۔ مگر افسوس یہ بھی ان لمبی بے انتہا سڑکون پر پڑ لیے جو زلف جانان

کی طرح اپنی پیچیدگیون مین رکہنے کے سوا کبہی منزل مقصود پر پہونچنے ہی نہین دیتین
آہ! اُن قافلون کو بہی اسوقت کی قدرتی بہار سے کوئی حظ نہین ملتا جو جہلی راتے
چلے ہین اور ریگستان کے ٹیلون یا سنگستانی درون مین برابر چلے جا رہے ہین
اُن کے مسافرون پر تو نیند سوار ہی۔ اونٹون کی مستانہ رفتار سے جو جہکولے پہونچتے
ہین اگرچہ وہ بار بار چونکا دیتے ہین مگر نیند ایسی غالب ہی کہ پہر فوراً آنکھ لگ
جاتی ہے۔ ساربان جسے ہوشیار رہنا چاہیے وہ بہی اونگھ اونگھ کے گرگر پڑتا ہی۔ ایسی
ایسی حالت مین اگر اس قافلہ کا کسی چمن کی طرف گذر بہی ہو تو یہ خمار آلود مسافر کیا
خاک لطف اُٹھا سکتے ہین۔ دنیا کے کاروباری اپنی محنت مزدوری کی طرف متوجہ ہوکے
جسکے خیال مین رات کو اکثر اُنہین بدخوابی ہوگئی تہی۔ کسان جو معمولاً تڑکے اُٹھتے ہین
اور ہرے ہرے کہیتون پر گذرتے ہین جنپر صبح چمن کا سمان نہین تو ایک قسم کا
دہوکا ضرور ہوتا ہے مگر اُن غریبون کو نہ اتنی سمجھ ہے کہ ان کیفیتون سے لطف
اُٹھائین اور نہ اتنی مہلت ہے کہ ان سامانون کو غور سے دیکہین وہ تو اپنے ہل کندہے
پر رکہے نیند کے خمار مین جہونکے لیتے ہوے چلے جاتے ہین۔
صبح چمن کا سمان اور اسکی بہار دیکہنے کے قابل تہی مگر افسوس کوئی نہین جو اُس کی
دلچسپیون سے حظ اُٹہائے۔ اُس مقام کی بہار واقعی دل پر بہت بڑا اثر ڈالتی ہی جہان
قدرت نے مخلوق کے محظوظ کرنے کے لیے اپنی پوری کوشش صرف کر دی ہی۔ یہی وہ خوشنما
منظر ہے جسکی خوبصورتی نے اجرام فلکی کو شرمندہ کر دیا ہی جو رات بہر اپنے حسن اور اپنی
دلفریبیون پر ناز کرتے رہے تہے۔ ماہتاب کا چہرہ ماند ہو گیا ہے اور اُسکی گوری رنگت
پر ایک ایسا پہیکا پن حاوی ہو گیا ہے کہ دیکہنے والون کا دل ہٹا جاتا ہی۔ تارے جگمگاتے
جگمگاتے جہلملانے لگے ہین اور اب جہلملانا بہی موقوف ہوا بلکہ اُنکے نور مین کچہ ایسی کمزوری
پیدا ہو گئی ہے کہ اپنی آخری صورت صبح کے آسمان کی ملگجی رنگت مین چہپانا چاہتے ہین
اور کسی طرح نہین چہپتی۔ بزم عالم بالا مین یہ برہمی جس چیز نے پیدا کی ہی وہ دنیا کی دلفریبیان
ہین جو چار پہر تک گویا اپنا سنگہار کرنے کے لیے رات کے سیاہ پردے مین چہپی رہی ہین
یون تو عموماً دنیا عجب ناز فروشی کے عالم مین ہی مگر صحن چمن پر جہان عروس بہار ہزارون
ناز و ادا سے جلوہ آرا ہی ایسا عالم ہے کہ دیکہنے والے محو حیرت ہوے جاتے ہین

سپیدۂ صبح کے ساتھہ آفتاب کی گرمی کا اثر پاتے ہی وہ برودت اعتدال پر آئی جسنے
رات بہ وصلت گزیدون کو لپٹا لئے رکھا تھا - وہ نہر جو صحن چمن مین لہرا رہی ہو اُسکے کنارون
کی جگہ اب صبح کی روشنی پہونچی ہے اور اُسکی لہرین نسیم سحر کے خرام ناز کے ساتھہ ساتھہ
کنارون تک جا جا کے اُن سرنگون جھاڑیون کو تھپیڑے دے رہی ہین جو پانی کے آئینہ
مین صبح کی پیشانی کے عکس کو اصلی خیال کر کے بوسہ دینے کے لیے جھک گئی ہین - نیچے
پھیلنے لگے ہین - اور اُنکے ٹپکنے کی آواز نے مرغان چمن کو بیدار کر دیا ہے جنھون نے اپنے
نشیمنون سے آنکھہ کھولتے ہی صبح کی بہار دیکھی ہو اور اسوقت کی قدرتی بہار نے ایسا
اُنھین وارفتہ بنا دیا ہے کہ رہ رہ کے چہک اُٹھتے ہین اور ان لوگون کو پکارنے لگتے ہین جو
...ین اور عروس بہار کی مدح سرائی مین انکا ساتھ دین - پھول کھلا کھلا کے مسکراتے جوش
سرور مین زیادہ ہنس پڑے ہین - اور خندۂ گل کی آہٹ پر نسیم بڑے ذوق و شوق سے
اس تڑکے کے اندھیرے مین اندھون کی چال چلنے لگی ہو کہ قدم قدم پر معشوقان
چمن یعنی نونہالون کو ٹھکراتی ہو اور گھڑی گھڑی گستاخی کر بیٹھتی ہے - اور اس گستاخی پر کچھہ ایسی
نادم ہوتی ہے کہ چلتے چلتے ٹھٹک کے رہجاتی ہے -

آفتاب نسیم سحر سے بھی زیادہ صحن چمن کی زیارت کا مشتاق تھا - افق مشرق کی طرف سے
اُسکی روشنی نمایان ہوئی اور وہ سیاہ چادر دفعتہ چاک ہوگئی جسے حیادار معشوقان چمن پر
اوڑھے ہوے تھے اب دیکھیے تو وہ بہار اور وہ کیفیت نظر آرہی ہے جو دنیا بھر مین کہین
نظر نہ آئے گی - یہی وقت صحن چمن کی سیر کا تھا مگر افسوس دیکھنے والا کوئی نہین - اس قدرتی
تھیٹر کے ہیرو خود ہی اپنا تماشا دکھلا رہے ہین اور خود ہی دیکھ رہے ہین -

مسافر جو تڑکے چلے تھے آبادی سے دور نکل گئے ہین - قافلہ والے کسی پہاڑی کے درے
مین فریضۂ صبح ادا کرنے کے لیے ٹھیرے ہین - اہل مسجد اپنے اعتقاد مین خشوع و خضوع
کے ساتھہ خداے واحد کے سامنے دست بستہ صف باندھے کھڑے ہین - اہل دیر بتون کے
سامنے مصروف عبادت ہین اور بڑی مستعدی اور سرگرمی سے ناقوس اور گھنٹے بجا
رہے ہین - جو تارون کی چھان مین کبھی کی مانی ہوئی منت پوری کرنے کے لیے مسجد کے
طاق بھرنے آئی تھین وہ قیامت خرامی کے ساتھہ بیداری شب کے خمار مین جھومتی ہوئی
اندھیرے ہی مین اپنے گھرون کو نکل گئی ہین - آہ! نازک بدن نہانے والیون کا غول

جنکے نازک جسمون کے ساتھ دریا کی لہرون نے کسی شوخ طبع عاشق سے بھی زیادہ دست درازیان کی تھین وہ بھی منہ اندھیرے واپس گیا۔ یہی وہ لوگ تھے جو صحن چمن کی زیارت کرکے یا اُسکی رونق دوبالا کرتے تا اسطرف کسی نے توجہ نہ کی۔ آہ اصبح چمن کی دیکھنے مین جو دلفریب کیفیت ہے اُسکا دیکھنے والا کوئی نہین۔

آفتاب کی نازک نازک کرنین سبزۂ خوابیدہ کو اُسی طرح جگا رہی ہین جسطرح کوئی نازبردار دلدادہ اپنی محو خواب دلربا کو جگائے۔ یہی کرنین صحن چمن کے سبز مخملی فرش پر لوٹتی ہوئی اُن نازک اور سادگی کی بہار دکھانے والے پھولون پر پہونچی ہین جنھون نے ابھی تھوڑی ہی دیر ہوئی اپنے حسن نظر فریب پر اترا کے مسکرانا شروع کیا تھا معشوقان چمن یعنی مسکرانے والے غنچون کو ادہر تو یہ شوخ اور گستاخ کرنین چھیڑ رہی ہین اُدہر نسیم سحر بار بار آتی ہے اور پہلو مین گدگدا دیتی ہے اور ان چھیڑخانیون کا یہ نتیجہ ہے کہ اُن غنچون کی ہنسی جو ابھی جوش سرور اور خودنمائی کی ہنسی تھی اب ندامت و شرم کی ہنسی ہوگئی ہے۔ ان پھولون کے وہ رنگین لباس جو قدرت نے پنہا دیے ہین کچہ اس بہار اور اس لطف پر ہین اور انہ مین جو ہے گویا انہین کے جمال جہان آرا پر متحیر ہوکے دم بخود کھڑا ہوا رہا ہے۔ بیلین جو پیچ و تاب کھانے والے بیتاب عاشقون کی طرح سرو قدان چمن سے لپٹی جاتی ہین انکی ان بیتابانہ ادائون نے حسن و عشق کی دنیا مین ایک نیا جوش پیدا کر دیا ہے۔ پھولون کا گہنا جو نونہالان باغ کو قدرت کی کاریگری نے پنہا دیا ہے اس سے دنیاوی پرتکلف زیورون کی توہین ہوئی جاتی ہے۔ نہر جو نازفروشان باغ کے دامنون کے نیچے لہراتی چلی جاتی ہے اُسنے اپنے ہجوم شوق کی اداد کھانے کے علاوہ چمن کے ہر نازفروش کے نیچے ایک آئینہ خانہ بنا دیا ہے کہ اپنے حسن عالم آرا کو دیکھیے اور شوق نازمین اور جدت دکھائے۔ یہ عالم دیکھ کے اُن سن رسیدہ بڑے بڑے درختون سے بھی نہین رہا جاتا جو مدتون سے کسی کے گلے لگانے کے لیے گویا آرزو کی گود پھیلائے کھڑے ہین نسیم سحر کی رفتار مستانہ کے ساتھ اُنکے دلمین واقعی ایک اُمنگ پیدا ہوتی ہے اور جھوم جھوم کے ایک دوسرے سے بغلگیر ہونے لگتے ہین اور ایک دوسرے کی شاخون کو چومنے لگتے ہین انکی حرکت نے اُن طائرون کو بھی چونکا دیا جو ہنوز اپنے نشیمن ہی مین بیٹھے نغمہ خوانی کر رہے تھے یہ خود فراموشی کی گھڑی اُنپر بھی اثر کر گئی۔ اور آشیانون سے

ہم محل کے باغ کی دلفریبیون کا تماشا دیکھنے لگے اور عروسانِ چمن یعنی پھولون کو اُنکے حسن خداداد پر مبارکباد دینے لگے -

اسوقت صحن چمن کا لطف کچہ اس درجہ ترقی کر گیا ہے کہ تمام سامان کی مجموعی حالت پر نظر نہ ڈالیے بلکہ ہر چیز کو تنہا صرف اُسی کی دلفریبیون پر غور کیجیے تو بھی بیرا یک از خود رفتگی کا اثر پیدا ہو جائے گا - دیکھیے پھولون کی ہنسی اور غنچون کا چٹکنا اپنی اپنی جگہ پر کیا لطف دکھا رہا ہے - اس سے قطع نظر کرکے صرف اُن کے تر و تازہ رنگ ہی کو ملاحظہ فرمائیے جو آنکھون مین کھبا جاتا ہے - دنیا اُس قدرتی رنگ کا کوئی دوسرا نمونہ آنکھین تو آنکھین خیال کے سامنے بھی نہ پیش کر سکے گی - درختون کی شوخی کی بہار سب سے الگ ہے اور نظر فریبی مین نئی تاثیر رکھتی ہے - اور اُن آنکھون پر کس قیامت کا ستم کر رہی ہے جو کسی کو دھانی لباس مین دیکھ چکی ہین - نہر جو کسی کی بیچ چمن کا نقشہ دکھلاتی ہے یہی کیا کم ہے - وہ پہاڑی نہرین جنمین وہان کی سادہ مزاج دوشیزہ لڑکیان صبح و شام ہاتھہ منہ دھویا کرتی ہین اور جنکے حسن کی کشش آشفتہ مزاجون کو دور دور سے وہان کھینچ لیجاتی ہے اور اُن کوہستانی درون مین ٹھوکرین کھلواتی ہے اُن نہرون کو اگرچہ اپنی خوش نصیبی پر بہت بڑا ناز ہوگا مگر اسوقت تو اس نہر کو زیادہ دعوی ہے جو خوش قدان چمن کے پاؤن چومتی ہے اور اُن کے عکس کو اپنی گود مین لے لیکے بہا گئی ہے - یہ بیلین جو زلف مسلسل کا سمان دکھا رہی ہین اور کاکلِ جانان کی طرح دلون کو اپنے پیچ مین اُلجھائے لیتی ہین انکی بہار اور انکی یہ مستقل مزاجی کی داد کہ جس خوبرو کے گلے لپٹین بس اُس سے لپٹ کے رہ گئین کیا کم دلفریب ہے - مرغانِ چمن جو اپنے آشیانون مین نغمہ سرائی کرتے کرتے وجد مین آکے باہر نکل کھڑے ہوئے ہین اور ہر شاخ پر اور ہر پھول کے قریب بیٹھہ کے جی بھر کے اپنا اشتیاق ظاہر کر لیتے ہین تو آگے بڑھتے ہین - یہ بھی لطف سے خالی نہین - یہی وہ نالہ کشان چمن ہین جو آشفتہ مزاجون اور دلدادگان یار کی طبیعت برہم کر دینا کیسا اچھے خاصے مطمئن اور عشق سے آزاد رہنے والون کو بھی مبتلاے عشق کر لیا کرتے ہین - نرگس کو یہ تو تمنے سنا ہی ہوگا کہ لطف چمن کو آنکھون ہی آنکھون مین دیکھا کرتی ہے - مگر ہمارے کہنے سے ذرا اس امر کا تو خیال کرو کہ کس نازو ادا سے دیکھتی ہے - شبنم نے

گلاب کو کیا دہو دہو کے اور صاف کر کے آراستہ کر دیا ہے کہ وہی خوبرو جنکے رخسار دن گلرنگ گلاب نے اڑایا ہے اُن کو آراستہ و پیراستہ کر کے اور اُن کا منہ دہو کے جلوہ گاہ عالم میں بٹھا دیا ہے۔ ان تمام سامانون کی اصلی بنا عروس بہار ہے جو اندنون صحن چمن کی مہمان ہے اور جسکی دلفریبی کے لیے مجلس چمن کا ہر ممبر زندہ دلی سے اپنا لطف ہر آنے جانے والے کے پیش نظر کیے دیتا ہے

افسوس یہ سب سامان اچھے تھے مگر اُس حال مین جب کوئی سیر دیکھنے والا ہوتا یہان قومی باغ کی پژمردگی نے دلون کو کچھ ایسا متفکر اور افسردہ بنا دیا ہے کہ اگر اتفاقاً اسطرف کسی کا گذر بھی ہو جاتا ہے تو اُسے ان سامانون مین کوئی مزہ نہین آتا ہمارے ہم قومون کی افسردہ دلی اس درجہ بڑہی ہوئی ہے کہ ڈر ہے کہین اُنکی بیدلی کا اثر ان شوخ طبعان بزم چمن پر نہ پڑ جائے اور وہی قول صادق آئے جو اکثر سنا جاتا ہے کہ افسردہ دل افسردہ کند انجمنے را۔

شد پریشان خواب من از کثرتِ تعبیرہا

مشہور ہے کہ اگلے دنون اگر کوئی بادشاہ کوئی مہیب خواب دیکھتا تھا تو تمام کاہن اور نجومی طلب کیے جاتے تھے اور اُنسے اُس خواب کی تعبیر پوچھی جاتی تھی۔ تعبیر کیا پوچھی جاتی تھی وہ ایک ایسی بلا مین مبتلا ہو جاتے تھے کہ کسی طرح مفر ہی نہین ہوسکتا تھا۔ صرف یہی نہین کہ تعبیر کہین بلکہ اُسکے ساتھ یہ بھی قیدین ہوتی تھین کہ بادشاہ کی مرضی کے ہرگز خلاف نہو۔ اگلی دنیا مین انھین خوابون کی وجہ سے بہت بڑی بڑی خونریزیان ہوگئی ہین۔ کبھی تو ایسا ہوا کہ شہر بلکہ ملک بھر کے تمام کاہن اور منجم بیدریغ تہ تیغ ہوے۔ اور کبھی منجمون نے کوئی فقرہ بنا کے اپنا پیچھا چھڑا لیا تو ملک پر ظلم ہونے لگا اسکی نظیر مین فرعون مصر کا خواب ہے جو ولادت حضرت موسےٰ علیہ السلام سے پہلے اُسنے دیکھا تھا۔ منجمون نے تو کہدیا تھا کہ ایک لڑکا بنی اسرائیل مین پیدا ہونے والا ہے جو زوال دولت کا باعث ہوگا۔ اس تعبیر نے غریب بنی اسرائیل کو غلامی کے سوا اس نئی مصیبت مین ڈال دیا کہ اُنکے بچے بے پرسش مان کے پیٹ سے پیدا ہوتے ہی قتل کروا دالے جاتے تھے

بھی اسی خواب پر منحصر نہین ہے اسی قسم کے سیکڑون خواب دیکھے گئے اور ہزارون بندگان
خدا پر آفت نازل ہوگئی۔

اب اس مہذب دنیا نے وہ مظالم تو موقوف کردیے مگر خواب کا اثر اب بھی مانا جاتا ہے
اور بڑے بڑے علما واذکیا کو اب بھی تعبیر کہنے کی تکلیف دیجاتی ہے۔ اس سے ہمین
زیادہ سروکار نہین کہ خواب کا فی نفسہ کوئی اثر ہے یا نہین اور تعبیر واقعیت سے کوئی
علاقہ رکھتی ہے یا صرف ایک قسم کی ضعیف الاعتقادی ہے۔ لیکن اتنا ہم بھی جانتے ہین
کہ جب کبھی کوئی غیر معمولی اور نیا خواب دیکھا ہے تو دل مین آگئی ہے کہ کسی سے اسکی تعبیر
پوچھئے۔ اور نہین تو دل مین ایک امید ہی پیدا ہوجاتی ہے۔ یا کسی قسم کا خوف پیدا
ہوتا ہے اور کسی برائی سے روکتا ہے۔

اسلام کے نزدیک خواب کیا چیز ہے اگرچہ اسکا فیصلہ کرتے وقت اکثر لوگ ہمسے خفا
ہوجائین گے مگر ہم صاف صاف کہنے مین ذرا تامل نہ کرینگے۔ ہمارے دین اسلام کے
نزدیک اصل مین خواب کوئی چیز نہین جو کچھ ہے تعبیر ہے اور وہ بھی صرف اسلیے کہ کسی
بزرگ سے کلمات تعبیر سُنکے ہر شخص اپنے دل مین ایک آیندہ خوشی کا امیدوار ہوجاسے
تاکہ اُسکے دل کو تقویت ہو اور اُسے ہمیشہ ایک اطمینان حاصل رہے۔ شارع دین اسلام نے
اس امر کا بہت سچا اندازہ کرلیا تھا کہ خواب انسان کے دل پر بہت بڑا اثر کیا کرتا ہے لہذا
ضرورت ہے کہ کوئی لائق اور مقدس مسلمان اُسکے خیالات کو بُری باتون سے پھیر کے
ایک عمدہ مقصدوری اور امید کی طرف لے آئے۔

اسکے سوا کہین ثابت نہین کہ اسلام نے خواب کو کوئی واقعی امر مانا ہے۔ اپنے دعوے
کے ثبوت مین ہم جناب رسالت مآب صلعم کا ایک فیصلہ پیش کرسکتے ہین جو صاف طور پر بتارہا
ہے کہ خواب صرف امیدداری کی پوری استعداد پیدا کردیا کرتا ہے۔ اور وہی استعداد
آخر مین فائز المرام بھی کرادیتی ہے۔ ایک عورت ہر سال جناب رسالت مآب صلعم کی خدمت مین
حاضر ہوکر ایک خواب بیان کرتی تھی اور آپ ہمیشہ تعبیر مین فرمادیا کرتے تھے کہ تیرے
ایک لڑکا ہوگا۔ اور ایسا ہی ہوتا تھا چنانچہ اُس عورت کے بہت سے لڑکے ہوے۔
ایک مرتبہ وہ عورت جب حاضر ہوئی تو جناب عائشہؓ تشریف رکھتی تھین اور خود آنحضرتؐ
نہ تھے۔ اُس عورت نے اپنا خواب حضرت صدیقہؓ کے سامنے بیان کیا اُنھون نے کچھہ

ایسی اُلٹی تعبیر کہدی کہ وہ عورت روتی ہوئی گھر گئی جب جناب رسالت مآب صلعم تشریف لائے جناب عائشہ نے اُس عورت کا واقعہ آپ کے سامنے دہرایا۔ آپ کو نہایت صدمہ ہوا اور فرمانے لگے کہ وہ ہر سال میرے پاس آتی تھی اور مین تعبیر مین کہدیا کرتا تھا کہ تیرے لڑکا ہوگا وہ خوش خوش جاتی تھی اور خدا اُسے لڑکا دیتا تھا۔ اب تم نے اُسکا دل توڑ دیا اور بیشک وہی ہوگا جو تمنے کہا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

جناب یوسف علیہ السلام نے قیدخانے مین جن لوگون کے خواب کی تعبیر فرمائی تھی اُنکی نسبت اکثر مفسرین اور عبداللہ بن مسعود کے ایسے فقیہ اور جلیل القدر صحابی کی راے ہے کہ اُن لوگون نے اصل مین کچھ خواب نہین دیکھا تھا بلکہ یوسف علیہ السلام کی آزمائش کے لیے اُنھون نے ایک ایک خواب بنا کے سُنا دیا تھا۔ اور جب حضرت یوسف کی زبان سے تعبیر سُنی تو وہ شخص جسکی نسبت قتل کا حکم لگایا گیا تھا اُسنے صاف کہدیا کہ مینے تو خواب واب کچھ نہین دیکھا تھا صرف تمھارے دہوکا دینے کے لیے مین نے ایک بات بنائی تھی جسکے جواب مین یوسف علیہ السلام نے کہا کہ "اب تو جو ہونا تھا ہوا مینے جو حکم لگایا تھا اُسمین سرمو فرق نہ آئے گا" چنانچہ صبح ہی کو وہ امر ظہور پذیر ہوا جو حضرت یوسف نے فرما دیا تھا۔

اِس سے بھی صاف ظاہر ہوتا ہے کہ خواب اصل مین کوئی چیز نہین ہان اتنی واقعیت ضرور ہے کہ انسان کے خیال اور اعتقاد پر کچھ ایسا اثر ہوجاتا ہے کہ وہ بڑے ہی ذوق اور شوق سے اپنی آیندہ آرزو کا امیدوار ہوجاتا ہے اور اپنے تئین اُس آرزو کے قابل بنالیتا ہے۔ یا اگر بُری تعبیر بتائی گئی ہے تو کسی بڑی خرابی سے بچنے کی کوشش کرتا رہتا ہے اور یہ دونون ایسے امور ہین کہ جب دلسے اور سچی ہمت سے ہونگے ممکن نہین کہ اُنکا اثر نہ ظاہر ہو۔ یا دوسرے الفاظ مین کہا جاے کہ خواب سچا نہو جائے۔

اب ایسا زمانہ ہے کہ تعلیم یافتہ طبائع خواب کو بالکل بے اصل اور لغو خیال کرنے لگی ہین اُنکی نسبت ہم اتنا ضرور کہین گے کہ اُنکی فلاسفی نے دنیا کو بالکل نا امید کردیا۔ وہ آرزومندی کا شوق دلون سے جاتا رہا جب سے یہ خیال پیدا ہوا کہ خواب صرف ایک ڈھکوسلا ہے اور اُسکی تعبیر نغلانی کی کہانی۔

مگر اسکا ضرر اگر کچھ ہوسکتا ہے تو یورپ پر بلکہ یورپ پر بھی نہین کیونکہ وہان کی طبائع مین

[illegible]تی کا ایک جوش ایسا پیدا ہو گیا ہے جو شاید اور کسی طرح ممکن ہی نہیں - اس [illegible]نیا ہے جو کچھ مصیبت بڑی صرف ان لوگون پر جو ایشیا مین پیدا ہوے اور مغربی تعلیم کے اثر سے بچا نہ سکے کہ خود ترقی کرین صرف ان قدیم مصلحت آمیز امور کا باطل [illegible] آیا -

[illegible] کی غفلت یا جہالت کے بعد جن لوگون کی آنکھ کھلگئی ہے اُنکو اپنا قدیم سطوت [illegible] اور اپنی اگلی ترقی و ناموری ایک خواب ہی معلوم ہوتی ہے - اس خواب کو وہ [illegible] اور عبرت آمیز الفاظ مین ہر بزرگ اور ہر مقتدائے قوم کے سامنے پیش کر رہے ہین اور پوچھتے ہین کہ اس خواب کی تعبیر کیا ہے - مگر تعبیر کون بتائے تعلیم یافتہ [illegible] تو مجنون خیال کر کے اُنکی بات بھی نہ سنینگے - ہان چند بڑے وقت کے جو باقی ہین جنپر زمانے نے اثر نہین کیا اور امید ہوتی ہے کہ اگر یہ تعبیر کہین گے تو اچھی [illegible]گی - مگر اُنمین باہم ایسے اختلافات پڑے ہوئے ہین کہ ہماری قسمت کا فیصلہ کرتے [illegible] یہ تو درکنار کہ ہمدردی اور غمگساری سے کام لین آپسمین لڑے مرتے ہین ایک [illegible] کہتا ہے تو دوسرا کچھ - ایک امید دلاتا ہے تو دوسرا مایوس کر دیتا ہے - ایک ہنسا دیتا ہے تو دوسرا رُلاتا ہے -

[illegible] اپنا خواب اس مقدس گروہ کے سامنے لے کے ہم گئے اور بہزار سنت و سماجت [illegible] کے سامنے اپنی مصیبت اور اپنی واجب الرحم حالت کو ظاہر کیا مگر اُنھون نے اپنی باہمی لڑائی اور رنجش کو اس حد تک طول دیا کہ ہمین اپنا خواب بھی بُرا معلوم ہونے لگا اور [illegible] دنیا سے جی ہٹ گیا - افسوس ان بزرگون کو ہماری بیکسی اور ہماری مظلومی پر [illegible] بھی نہ آیا - چاہے کسی اور کو اپنا خواب راس آیا ہو ہمین تو اپنا خواب خواب پریشان معلوم ہونے لگا - آہ! کیا خوب کہا ہے کسی نے ع شد پریشان خواب من از کثرت تعبیر ہا -

افسوس ان مقتدایان اسلام کے آپس کے فساد نے ہمارے اُس خواب عشرت کو پریشان تو کر ہی دیا ہے مگر اب ڈر ہے کہ کہین ایسا نہو دہ خواب کا سمان ہمارے ذہن سے بھی اُتر جائے - مدت کی بات کسے یاد رہی ہے جو ہمین یاد رہیگی -

حضرات ناظرین !

۱۹۰۵ء پورا ہوا۔ امیدون نے رخ پلٹا۔ سال بدلتے ہی نیا حساب شروع ہوا۔ اگرچہ اس جان بلب سال مین دلگداز کی اشاعت کا انتظام ایسا خراب رہا کہ آپ کو انتظار کی بار بار اور بہت زیادہ تکلیف اُٹھانا پڑی مگر امید ہے کہ اب آپ جنوری سے اُسے برابر ٹھیک وقت پر شائع ہوتے دیکھینگے۔ دنیا رفتہ رفتہ تجربہ کراتی ہے اور ہر کام سنبھالے سنبھلتا ہے۔ اگر ۱۹۰۶ء مین ہم اپنے ارادون مین کامیاب نہ ہوسکے تو کیا مضائقہ کہ ۱۹۰۷ء مین ہی کامیاب ہون۔ نہین انشاء اللہ ضرور کامیاب ہونگے۔ دنیا مین ترقی کی رفتار ہی ایسی رکھی گئی ہے۔

اور زمانہ کی یہی عام حالت ہر شخص کو بتاتی ہے کہ کسی مصیبت یا خرابی کے زمانے مین وہ بدحواس نہو۔ اگر آپ کو دلگداز کے انتظار مین زیادہ صدمہ پہونچا ہو تو آپ مطمئن رہین اب آپ اُس انتظار کے صدمہ سے بدرجہا زیادہ مسرت حاصل ہوگی۔ آپ آئندہ اسکے مضامین اور اسکے انتظام اور تمام امور کو نہایت عمدہ پائینگے۔

یہ ناول اس پرچہ کے ساتھ تمام ہوتا ہے اسکا ٹائٹل ہم تیار کرا رہے ہین جن صاحبون کو منگوانا ہو ۱۰ کا ٹکٹ ارسال فرمائین فوراً روانہ کردیا جائے گا۔ ۱۹۰۵ء کی جلد دلگداز اور جلد ناول دونون تیار ہین۔ قیمت ہر ایک کی فی جلد مع محصول ڈاک عہ ہے جن صاحبون کو ضرورت ہو درخواست روانہ فرمائین۔ جلدین تھوڑی ہی ہین۔ ابھی درخواست آئے تو فوراً روانہ ہونگی ورنہ طبع ثانی کا انتظار کرنا پڑے گا۔

قیمت سنہ ۱۹۰۶ء کی اب آنا چاہیے۔ ہم اپنے دوستون کی خدمت مین بکمال التجا عرض کرتے ہین کہ سنہ ۱۹۰۶ء کی قیمت بہت جلد ارسال فرمائین۔ اور جن حضرات کے ذمہ گذشتہ چندہ باقی ہے وہ روپیہ ارسال فرمانے مین زیادہ جلدی کرین تاکہ گذشتہ حساب بیباق ہوجائے اور ہمین بار بار کارڈ لکھنے کی نوبت نہ آئے۔ ہمین امید ہے کہ ہمارے دوست ارسال قیمت مین عجلت سے کام لے کے ہمین بہت جلد ممنون کرینگے۔

مہتمم دلگداز۔

[illegible] چکن کی تجارت لکھنؤ

[illegible] ہندوستان میں [illegible] چکن [illegible] سے [illegible] بہت عمدہ [illegible] دستکاری [illegible] ہوتا ہے [illegible] ہندوستان [illegible] کام [illegible] بنایا ہوگا [illegible] اور اس قسم کی [illegible] عمدہ معمولی قیمت [illegible] طلب فرما سکتے ہیں۔

نام اشیاء مع تفصیل و کام	طول	عرض	قیمت
تھان [illegible] تہمد بیل دار [illegible] کے دار [illegible] عمدہ	۱۰ گز	[illegible]	[illegible]
تھان [illegible] آنکہ گل بوٹون [illegible] کا کام	〃	〃	[illegible]
تھان چکن بیل [illegible] نہایت عمدہ	〃	〃	[illegible]
تھان [illegible] بوٹی [illegible]	〃	〃	[illegible]
تھان شربتی ساخت لکھنؤ	〃	〃	[illegible]
دوپٹہ [illegible] کے ستہرے [illegible] عمدہ [illegible]	[illegible] گز	[illegible] گز	[illegible]
دوپٹہ چکن [illegible] گل بوٹون [illegible]	〃	〃	[illegible]
دوپٹہ چکن بیل بوٹیدار [illegible]	〃	〃	[illegible]
[illegible] چکن بیل بوٹیدار	[illegible] گز	[illegible] گز	[illegible]
[illegible] چکن [illegible] بوٹیدار [illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible] سوتی و ریشمی چکن کے	معمولی	معمولی	[illegible]
[illegible] سوتی و ریشمی	〃	〃	[illegible]
[illegible] سوتی ریشمی [illegible] کے	〃	〃	[illegible]
کلاہ [illegible] کام [illegible]	〃	〃	[illegible]
کلاہ [illegible] سیاہ [illegible]	〃	〃	[illegible]
کلاہ چکن [illegible]	〃	〃	[illegible]
[illegible] جالدار [illegible] نہایت عمدہ	〃	〃	[illegible]
[illegible] بیلدار نہایت عمدہ	〃	〃	[illegible]
[illegible] بیلدار عمدہ	〃	〃	[illegible]
تھان [illegible]	〃	〃	[illegible]

[illegible] لکھنؤ کی [illegible] اشیاء جو حضرت طلب فرماتے ہیں [illegible] روانہ ہونگے

المشتہر [illegible] حسن [illegible] لکھنؤ [illegible]

مجرب [illegible] سود و مند [illegible] دوائین

[illegible] دواؤن کی فرضی تعریفون میں [illegible] اشتہارات [illegible] ایسا [illegible] کیا ہو کہ کسی دوا کا اصلی حال [illegible] معلوم ہوتا ہے [illegible] بہت [illegible] شکر [illegible] اللہ کی [illegible] ایک ہی [illegible] یہ دوائین [illegible] حصول صحت [illegible] قیمت [illegible] حکیم غلام نبی [illegible] سالہ حافظ صحت لاہور سے مل سکتی ہیں [illegible] ساتہ جاری ہے [illegible] فہرست [illegible] کارڈ [illegible] کرنے سے مل سکتی ہے۔

[illegible] دافع ان عوارض [illegible] کی خرابی [illegible] ہوکر [illegible] ضعف [illegible] تاریکی چشم [illegible] کثرت [illegible] ہون ایک [illegible] استعمال [illegible] مریض بہت جلد صحت پاتے ہیں [illegible]

حب [illegible] کرنے کی [illegible] ہوجاتا ہو [illegible] بیشاب [illegible] پیاس دور کرتا ہو [illegible] قائم مقام افیون [illegible] استعمال [illegible] چھوٹ جاتا ہے [illegible]

[illegible] کام [illegible] دور کرتا ہو اور بال سفید نہین ہونے دیتا [illegible] روغن [illegible] تیل [illegible] دور ہو جاتے ہیں [illegible]

[illegible] عرق النسا نامردی کو دافع [illegible] ہضم کرسکتا ہو [illegible] امراض [illegible] حافظ صحت [illegible] قیمت [illegible] المشتہر زبدۃ الحکما حکیم غلام نبی ایڈیٹر حافظ صحت

سامان حسن

(خاص [illegible] کے لیے) سرمہ اور مسی حسن کو [illegible] والی [illegible] اچھی [illegible] خوشبودار [illegible] بہت اچھی [illegible] خاص [illegible] بنائی جاتی ہو [illegible] ہندوستان [illegible] سرمہ [illegible] مسی [illegible] طلب [illegible] المشتہر [illegible]

دلگداز کی جلد بابت [illegible]

یہ جلد نہایت اہتمام سے مکمل اور مرتب کی گئی ہے اس کے دو حصے ہیں ایک حصہ میں دلگداز کے پورے سال کے بارہ پرچے ترتیب وار جمع کر دیئے گئے ہیں۔ اور دوسرے حصہ میں ناولوں کے اجزا مرتب کر کے پورا ناول ایک کتاب کی صورت میں کر دیا گیا ہے۔ اس سال کے پرچے مرتب کرنے کا ہمارا قصد نہ تھا مگر پبلک کے شوق نے مجبور کر دیا اور اسی وجہ سے ہم نے اہتمام سے جو پرچے کم پڑے ان کو از سر نو چھپوا کر ترتیب دیا۔ قیمت ہر حصہ کی [illegible] یعنی پوری جلد [illegible] کی قیمت [illegible] ہے۔ محصول ڈاک ہمارے ذمہ۔ جن صاحبوں کو ضرورت ہو فوراً طلب فرمائیں۔ درخواست کے ساتھ یا تو روپیہ آئے یا تصریح کے ساتھ ویلیو پے ایبل پیکٹ کی اجازت دی جائے۔

خادم قوم۔ محمد عبد الحلیم شرر مہتمم دلگداز

دلگداز کی جلد بابت [illegible]

یہ جلد دوبارہ چھپوا کے مرتب کی گئی ہے اور غلطی سے بہت کم جلدیں چھپوائی گئی ہیں قیمت مع محصول ڈاک [illegible] درخواست نقد یا باجازت ویلیو پے ایبل پیکٹ آئے۔

مہتمم دلگداز۔

جو منگوائے گا تو پچھتائے گا

یہ چیزیں لکھنؤ کے سوا کہیں نہ ملینگی جن صورتوں سے [illegible] کہیں تو چوگنے دام خرچ ہونگے لکھنؤ کی ان چیزوں کے ساتھ شہرت ہے اور یہی لکھنؤ کی چیزیں ایسا [illegible] ہیں کہ لکھنؤ کست گیا مگر انکے نام کو روشن

[illegible] چیزیں [illegible] نہایت [illegible] فوراً [illegible] ہو گی

جن کا نہایت عمدہ میکرین

مسی خوشبو دار۔ فی [illegible]

سرمہ۔ نہایت عمدہ فی تولہ [illegible]

سرمہ دانی۔ ساخت [illegible] کی فی [illegible]

ناک میں پہننے کی کیل۔ طلائی مرصع فی [illegible]

[illegible]

چاندی کی انگوٹھیاں۔ زنانی و مردانی نہایت نازک فی [illegible]

انگوٹھی یا اسیر۔ مجموعی فی [illegible]

قلعی کی کنڈیاں۔ [illegible] فی [illegible]

بیچک کی کنگھیاں زنانی مردانی فی [illegible]

سو ساتھی اور اخلاق کے لیے عمدہ میکرین

ٹوپی۔ ساخت [illegible] دوپلی ٹوپی [illegible] سے [illegible] پیمانہ آنا چاہیے

ٹوپی سیاہ مخمل گول [illegible] فی ٹوپی [illegible] سے لیکر دس روپیہ تک۔ پیمانہ آنا چاہیے۔

ساز قلمدان۔ جو لکھنؤ ہی کا حصہ ہے فی [illegible]

مہنال۔ [illegible] کی طرح اور [illegible] فی [illegible]

گولیاں تمباکو۔ فی تولہ [illegible]

پھا عطر دان۔ جس کی زنجیروں میں پان کی گلیاں لگی ہوئی ہیں فی [illegible]

چکن کے دوپٹے زنانی و مردانہ [illegible] سے [illegible] تک

کرتے چکن کے تیار [illegible] سے [illegible] تک۔

تھان چکن۔ بیل بوٹے دار نہایت خوش وضع [illegible]

قوام تمباکو۔ خوشبو دار فی تولہ [illegible]

عطر [illegible] اور [illegible] کا جس قدر جو خوشبو منگایا جائے

درخواست بنام عزیز الدین [illegible] لکھنؤ [illegible]

پہلا باب

حسن پاشا

ہم اپنے قصے کو سنہ ۷۷ع سے شروع کرتے ہین - شہر باطوم† سے دس میل شمالی جانب ایک گاؤن ہے - یہ گاؤن ایک نہایت عمدہ موقع پر واقع ہوا ہے - مشرق کی طرف سنگی بلند کرارون کے نیچے بحر اسود لہرین لے رہا ہے - جسمین ایک طرف دور پر بہت سے جنگی جہاز سلسلہ وار لنگر ڈالے ہوئے پڑے ہین اور اُنکے لمبے مستولون پر رنگین جھنڈیان جن پر ہلالی نشان بنے ہوئے ہین ہوا مین آڑ رہی ہین - مشرق کی طرف کوہ قاف کا سلسلہ اپنے اونچے اونچے دشوار گزار اور مہیب قلون سے آزادی نظر کی حد بندی کر رہا ہے اچھی زمین پتھریلی ہے مگر جا بجا سبزہ اُگا ہوا ہے اور باغبان قدرت کی معجز نما صناعی نے اس سنگستانی دشت کو بالکل ایک پُر بہار باغ کا نمونہ بنا دیا ہے - دور سے کھڑے ہوکے دیکھو تو اس گاؤن کی مختلف اُجڑے ہوئے مکانون اور منہدم آثار کی مجموعی وضع دل پر ایک پُر حسرت اثر ڈالتی ہے - کیونکہ ان صحرائی سادہ مزاج لوگون اور سیدھی سادھی بے تکلف زندگی بسر کرنے والے دہقانیون کو بھی زمانے نے کچھ ایسا ستایا کہ غریب ان کم حیثیت اور ذلیل مکانون مین بھی زندگی نہ بسر کر سکے -

گاؤن سے ملحق مغرب کی طرف ہٹ کے عین ساحل بحر اسود پر کوئی ٹوٹی ہوئی عمارت نظر آتی ہے - یہ عمارت بالکل شکستہ حال ہے اور گویا تھک کے اور مجبور ہو کے اب زمانہ کا ساتھ چھوڑا چاہتی ہے - محرابین اپنی وضع پر نہین رہین - پتھر ہر طرف سے گر گر کے چارون طرف ڈھیر ہو گئے - مگر قرینے سے معلوم ہوتا ہے کہ ضرورت کے لیے بالفعل یہ عمارت ایک مختصر سا قلعہ بنائی گئی ہے - کیونکہ روسی جھنڈا اسکی بلندی پر آڑ رہا ہے - ہر چہار طرف مورچہ بندی ہے - اور اُن دمدمون کی آڑ مین دو ایک توپین بھی آدھی آدھی

---

† یہ ایک چھوٹا سا خوشنما شہر بحر اسود کے مشرقی ساحل پر واقع ہے - یہ پہلے ترکون کی سرحد مین تھا اب روس کا قبضہ ہے -

نظر آتی ہین۔

وقت آخر ہو چلا ہے۔ کیونکہ آفتاب کی کرنین زرد ہو گئین۔ مغرب کی جانب نظر کی انتہائی حد پر ایک بدنما تیرگی نے آسمان کو بحر اسود کے پانی سے جدا کر دیا ہے۔ اور طیور اپنے آشیانون مین اطمینان سے بیٹھنے کی خوشی مین چہچہا چہچہا کے اڑنے لگے۔ کوہ قاف کے دامنون مین آباد ہونیوالے دہقانون کی دو ایک بڑی جمال اور سادہ مزاج لڑکیان جو اپنے مویشیون کو چراتی ہوئی اس چھوٹے سے قلعے کے دُہسون کے نیچے تک چلی گئی تہین وہ بہی پلٹے کے مشرق کی طرف روانہ ہوئین کہ آفتاب کے ڈوبنے سے پہلے اپنے گاؤن مین پہونچ جائین جسطرح آفتاب بحر اسود کے متلاطم پانی مین غوطہ زنی کے لیے جلدی کر رہا ہے اسی طرح یہ نازک بدن لڑکیان اپنے گلّون کو جلد جلد مار مار کے کوہ قاف کی طرف بہگا لیے جاتی ہین شعاعین کچھہ دیر تک سمندر کی لہرون پر شوخی کے ساتھہ مچلین آخر تاریکی نے ان سنہری کرنون کو غائب کر دیا۔ آفتاب غروب ہو گیا۔ صحرائی وسیع سینہ پر تیرگی کا نقاب پڑنے لگا۔ اور دہندلی نظر آتے آتے کوہ قاف کی بلندیان نظرون سے غائب ہونے لگین۔ ادہر اُدہر جگنو چمکتے نظر آنے لگے۔ اب بالکل اندہیرا ہو گیا۔ قدرت کی ہر چیز رات کے پردے مین چہپ گئی۔ اور پہاڑون کے دامن مین پہاڑیون نے دور دور بیٹھہ کے ہاتہ پاؤن گرم کرنے کے لیے جو آگ جلائی اُس کے شعلے غول بیابان کا دہوکا دینے لگے۔ ناگہان اُس تاریکی مین ایک روشنی نمایان ہوئی۔ کسی صحرا نورد نے متحیر ہو کے چارون طرف نظر دوڑائی دیکہا تو اُس قدیم عمارت پر جو قلعہ بنائی گئی تہی شعلے بہڑک رہے ہین۔ اور آگ چارون طرف بڑہتی جاتی ہے۔ شور غل اور ہنگامے کی آوازین بہی آنا شروع ہوئین۔ آگ ساعت بساعت ترقی کرتی جاتی ہے اور صحرا کی دور دور کی چیزین جو نظر سے غائب ہو گئی تہین آشکارا ہوتی جاتی ہین۔ آگ کے شعلے روسی پہریرے تک بہی پہونچ گئے اور دفعتاً وہ جل کے خاک ہو گیا۔ اس نشان کے جل جانے نے غالباً طبیعتون مین بہی اشتعال پیدا کر دیا ہو گا۔ اور یہی ہوا۔

فوجی لوگ قلعہ سے باہر نکلے اور اگرچہ بے ترتیبی سے پہیلے ہوئے تھے مگر سبہون نے بندوقین سر کین۔ بندوقون کی آوازین کہلے میدان سے گذر کے کوہ قاف کے قلون سے ٹکرائین اور ایک گونجنے کی آواز پیدا ہو گئی۔ اور اُن کا کثیف دہوان اس قدر پہیلگیا کہ

آگ کے شعلے اگرچہ پیشتر سے زیادہ تیزی پر تھے مگر دھندلے نظر آنے لگے - ادھر ان لوگون کا یہ یقین سرگرما تھا کہ ترکی جہازون نے اپنی توپون سے جواب دیا - دو ترکی جہاز بیچ سے آگے بڑھ آئے اور قلعہ کے اردگرد گولے برسانے لگے - قلعے والون کو اب قلعہ مین پناہ نہین مل سکتی تھی اور نہ توپین پاس تھین کہ ترکی جہازون کا جواب دیتے - گھنٹہ بھر تک تو وہ اودھر اودھر میدان مین باڑھ پر باڑھ مارا کیے اور آخر صف باندھ کے سبھون نے شہر طفلیس* کا راستہ لیا جہان روسی فوج کا صدر مقام تھا -

جب ادھر سے بندوقون کی آواز موقوف ہوئی تو ترکی جہازون نے بھی گولہ باری سے ہاتھ روکا - اب پھر اس صحرا مین سناٹا ہوگیا - اور وسیع سبزہ زار پر حسب معمول خموشی طاری ہوگئی - مگر قلعہ کی آگ ہر لحظہ ترقی پر نظر آتی تھی - بلیان اور شہتیر رہ رہ کے چٹختے تھے جنکی وجہ سے سکوت جاتا رہتا تھا - اور یہ مہیب آوازین کوہسار مین دیر تک گونج اٹھتی تھین - آگ جون جون بڑہتی جاتی تھی وہ لق ودق صحرا روشن ہوتا جاتا تھا -

اسی روشنی مین فاصلہ پر کچھ لوگ آتے نظر آئے - یہ تیزی اور سرگرمی کے ساتھ بڑھتے آتے تھے - باہم کچھ ایسی دلچسپی کی گفتگو کرتے آتے تھے کہ آتے آتے خود بخود ٹھہر جاتے تھے اور ایک جملہ کہکے پھر آگے بڑہتے تھے - یہ لوگ اب قریب آگئے اور ان کی آوازین بھی سنی جانے لگین - قلعہ کی خوفناک آگ کی روشنی مین ان لوگون کی صورتین صاف نظر آتی تھین - اپنی وضع کے لحاظ سے یہ لوگ ترکی فوجی سپاہی معلوم ہوتے ہین -

دو شخص ان لوگون کے آگے آگے ہین - جن مین سے ایک تو سن رسیدہ اور بوڑھا شخص ہے اور دوسرا ایک حسین کشیدہ قامت نوجوان ہے - یہ نوجوان ایک سکوت اور متانت کے ساتھ سر جھکائے ہوئے اپنے ساتھی کے برابر برابر آتا ہے مگر بوڑھا شخص گویا بڑے جوش مین ہے اور بہت بڑھ بڑھ کے باتین بنا رہا ہے - ایک بڑی سی ترکی ٹوپی سر پر ہے - نیلگون فوجی کوٹ بدن مین ہے - سیاہ پتلون کے پائنچے بوٹ پر پڑے ہوئے ہین - اور بوٹ مین کانٹا لگا ہوا ہے - جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اسے اکثر گھوڑے پر سوار ہونے کا اتفاق ہوتا ہے لمبی سفید ڈاڑھی تمام ساتھیون سے ایک خاص قسم کے رعب وداب کے ساتھ جدا کر رہی ہے -

* طفلیس گرجستان کا دار السلطنت اور پرانا شہر ہے - زیادہ تر ارمنی اور چند خاندان مسلمانون کے سکونت پذیر ہین - دو مسجدین ہین اور تیس ہزار آدمیون کی آبادی ہے -

یہ ضعیف العمر شخص آتے آتے پھر اپنے ساتھیون کی طرف مڑا اور کہنے لگا "ابھی میری چالاکیون کا تمہین تجربہ نہین ہوا۔ جب یونانیون سے لڑائی ہوئی تھی ان دنون اگر تم میری کارستانیان دیکھتے تو تمہاری سمجھ مین آتا کہ مین کیسا آدمی ہون۔ مین نے بڑی بڑی چالاکیان کر کے انہین شکست پر شکست دی"

یہ سُن کے اُس کے ساتھیون مین سے ایک شخص بولا "مگر رومیون کو یونانی نہ سمجھو۔ یہ بڑی بہادری سے لڑتے ہین۔ اور اُن کے نان کے افسر بھی بڑے تجربہ کار اور ہوشیار ہین"

دوسرا "مگر ہمارے سردار کے مقابلہ مین اُن کی تجربہ کاری اور ہوشیاری نہین چل سکتی"

بوڑھا شخص۔ (اپنے اوپر ناز کرنے کے لہجے مین) "تم نے دیکھ ہی لیا"

یہ سُن کے نوجوان نے سر اُٹھایا اور کہنے لگا "بیشک اسوقت تو البتہ رومیون کو بہت فاش زک لی۔ شکست تو شکست اُن کا نقصان بہت زیادہ ہوا۔ اصل یہ ہے کہ اس بارے مین ہماری تدبیر خوب کارگر ہو گئی۔ اول تو اتنی بڑی کامیابی کہ اُن کے قلعہ مین آگ لگا دی۔ اور پھر اس خوبی سے کہ صاف نکل آئے انہون نے لاکھ بندوقین سر کین اور چارون طرف فیر کئے مگر ہمارا کچھ نہ کر سکے۔ جب خدا کو بچانا ہوتا ہے تو یون بچاتا ہے"

بوڑھا شخص "لیکن اگر مین تدبیرین نہ بتاتا تو تم لوگون سے کچھ نہ ہو سکتا۔ میری چالاکیون سے عمر پاشا بھی خوب واقف ہین۔ ایک بار رومانیہ مین نصارا نے بلوہ کر دیا۔ وہ ایک قلعہ مین ایسے محصور ہو گئے کہ باہر سے رسد تک نہ پہونچ سکتی تھی۔ پھر مین نے جن جن تدبیرون سے رسد پہونچائی تھی کوئی اُنہین کے دل سے پوچھے"

ضعیف العمر شخص نے جس وقت ان باتون کا سلسلہ شروع کیا نوجوان نے اپنا سر جھکا لیا اور آہستہ آہستہ اپنی اُسی معمولی متانت سے چلنے لگا۔ اُس نے دیر تک انتظار کیا کہ اُس کے سن رسیدہ ساتھی کا قصہ تمام ہو مگر کسی طرح تمام نہ ہوتا تھا۔ آخر اُس نے قطع کلام کر کے کہا "اب یہ تو کہیے کہ ہم کو یہان سے کہان جانا چاہیے۔ روسی لوگ صبح کو پھر اس مقام پر آ جائین گے کیونکہ ترکی فوج یہان سے دور ہے۔ اور جب تک ہم اپنی فوج مین نہ پہونچ جائین ہمین مطمئن نہ ہونا چاہیے"

ضعیف العمر "سوا اِسکے اور کیا ہو سکتا ہے کہ ہم سیدھے باطوم کو چلے چلین"

نوجوان ۔ مجھسے تو اسوقت اتنی دور نہ جایا جائے گا۔ ایک تو مین پاپیادہ سفر کرنے کا عادی نہین ہون دوسرے زخمون نے مجھے چور چور کر دیا ہے۔ میرے زخم ابھی تک اچھے نہین ہوئے ہین۔ مجھ مین چلنے کی طاقت نہین ۔

ضعیف العمر ۔ پھر اس کے سوا اور تو کوئی بات ذہن مین نہین آتی۔ اس سرزمین پر تمہین تو روسیون ہی کا خوف نہین بلکہ ہمارے کم بخت دشمن ایرانی بھی یہان سے قریب ہین۔ روسیون سے زیادہ وہ ہمارے دشمن ہین ۔

ایک سپاہی ۔ کیا کوئی ایرانیون کی فوج بھی یہان پڑی ہوئی ہے؟ ۔

ضعیف العمر ۔ نہین۔ اُن کی فوج تو نہین ہے مگر اس ملک مین اُن کے گروہ کے گروہ اکثر آیا کرتے ہین اور گرجستان کے دیہاتون سے خوبصورت لڑکیان پکڑ لیجاتے ہین اگر اُن کا کوئی گروہ ہمین دیکھ پائے گا تو ہم بیشک مار ڈالے جائینگے ۔

نوجوان ۔ (غصے سے) ہم مار ڈالے جائینگے! کون مار ڈالے گا! ایرانی! اُن کی بھلا کیا مجال کہ ہمارا سامنا کر سکین۔ مین تو اُن کی کچھ ہستی نہین سمجھتا۔ یہ ہماری ذلت ہے کہ ہم اُن کو اپنا دشمن کہین۔ ہم خود اُن کے دشمن ہین۔ کہین ہمارا اُن کا سامنا ہو جایا چاہے پھر گھڑی بھر کی بھی تو انہین مہلت نہ ملے۔ ایک چشم زدن مین مین تنہا سب کو چن چن کے مار ڈالون ۔

بوڑھا شخص ۔ خیر چاہے کچھ ہو مگر مصلحت اسی مین ہے کہ ہم سب باطوم مین پہونچ جائین۔ یہان جنگل مین ہم چند آدمیون کا رہجانا اور خصوص اس لڑائی کے زمانے مین ہرگز مناسب نہین ہے۔ اور باطوم کچھ ایسا بہت دور بھی نہین ہے۔ یونہین باتون باتون مین پہونچ جائینگے۔ تم میری باتین سُنتے جاؤ۔ تجربہ کاری نے مجھے ایسی بہت سی باتین بتائی ہین کہ تم سے نوجوانون کو اُن سے فائدہ بھی ہوگا اور اُن مین دل بھی لگے گا۔ بس تم سُنتے جاؤ ۔

یہ کہکے بوڑھے نے پھر اپنی چالاکیون کی داستان شروع کی۔ نوعمر سپاہیون مین اور بوڑھے تجربہ کار سپاہیون مین بس اسی قدر فرق ہے کہ نوجوان ضبط اور تحمل کے ساتھ مناسب موقع کا انتظار نہین کر سکتے اور بوڑھے سپاہی خوب سوچ سمجھ کے لڑتے ہین اب تم کو تو بھاگنا یا اپنی جگہ خود بخود چھوڑ کے غنیم کے قبضے مین دیدینا کبھی نہ پسند آئے گا۔ لیکن بوڑھون سے یہ بات ہر وقت ممکن ہے۔ ایکبار کا سکون سے اور ہم سے لڑائی ہوئی۔

ہمارے ساتھ چار ہزار ارمن کے مسلمان تھے اور کاسکون کی تعداد خدا جھوٹ نہ بلوائے کم سے کم دس ہزار ہوگی۔ ہمارے سامنے ایک ٹیلہ تھا اور اُس پر کاسکون نے قبضہ کر لیا۔ یہ دیکھ کے ہمارے ساتھیون کے اوسان جاتے رہے۔ آخر مین نے اپنی فوج کے پیچھے جا کے دیکھا تو ایک نہایت گہری گھاٹی نظر آئی۔ اُسکے ادھر اُدھر دو پہاڑیان تھین اور اسطرف بھی زمین بلند تھی۔ بس مین نے بلا تامل اپنی فوج کے دو رسالون کو چپکے سے اُن دونون پہاڑیون پر بھیجدیا۔ وہ لوگ وہان جا کے چھپ رہے اور مین نے اپنی فوج کے آگے جا کے پہلے تو زور سے حملہ کیا اور کوئی آدھ گھنٹے لڑنے کے بعد شکست کھا کے بھاگا۔ کاسکون نے تعاقب کیا اور بڑھتے بڑھتے اُس گھاٹی مین آ گئے۔ اُن کا وہان پہونچنا تھا کہ دونون پہاڑیون والے سوارون نے دونون طرف سے ایک ساتھ باڑھ ماری اور خود مین نے بھی اپنے ہمراہیون کو روک کے فیر کرنا شروع کر دیا۔ گھنٹہ ہی دو گھنٹے مین آدھے سے زیادہ کاسک گر پڑے اور باقی بھاگ کھڑے ہوئے۔ اصل یہ ہے کہ بعض جگہ ہوشیاری بڑا کام دیجاتی ہے۔"

اسوقت یہ لوگ اندھیرے مین تھے۔ کیونکہ اُس قلعہ کے شعلے بھی سست پڑ گئے تھے اور یہ لوگ بھی اب دور نکل آئے تھے۔ اگرچہ تاریکی نے ان سب سوارون کو ایک دوسرے کی نظر سے چھپا دیا تھا مگر سب بوڑھے داستان گو کی باتین سنتے سہولت سے چلے جاتے تھے۔

باتین کرتے کرتے بوڑھے سپاہی نے پکارا "حسن پاشا!" یہ اُس نوجوان کا نام تھا۔ جواب نہ پا کے اُس نے اندھیرے مین آنکھین پھاڑ پھاڑ کے دیکھا اب بھی کچھ نہ معلوم ہوا تو ٹٹول کے دریافت کرنے کی غرض سے ہاتھ بڑھایا مگر بے سود۔ ساتھیون کی طرف متوجہ ہو کے پوچھا "حسن پاشا کہان ہین؟"

ایک سپاہی "حضور ابھی آپ ہی کے ساتھ تھے۔ ہونگے۔"

ضعیف العمر "وہ ہوتے تو جواب نہ دیتے۔ آخر چلتے ہی چلتے کہان غائب ہو گئے۔"

سب سپاہی "ہم تو آپ کی باتون مین مشغول تھے۔ ہمین بالکل نہین خبر کہ وہ کب اور کہان چلے گئے۔"

ضعیف العمر "تو پھر اب کیا کیا جائے؟ بے اُن کے ہم سب لوگون کا جانا بیکار ہو جائے گا۔ اول تو جب عمر پاشا کو ہمارے پہونچنے کی خبر ہوگی وہ پہلا سوال یہی کرین گے کہ حسن پاشا

کہان ہین - اور پھر اس بارے مین تو باب عالی سے بھی باز پرس ہوگی "
ایک سپاہی "اب تو بے اس کے کہ آج شب کو اسی میدان مین قیام کیا جائے اُن کا پتہ لگنا دشوار ہے - اور حقیقت مین بے اُن کے ہمین ہرگز نہ جانا چاہیے "
ضعیف العمر "آخر یہ جانے کا کون وقت تھا - اور سمجھ مین نہین آتا کہ کیا سمجھ کے اُنھون نے ہمارا ساتھ چھوڑ دیا - اصل پوچھو تو اتنی بڑی جرأت کہ روسیون کے قلعہ مین آگ لگا دی اور احتیاط کے ساتھ نکل آئے یہ اُنھین کے نکال لانے کے لیے ہم نے کیا "
ایک اور سپاہی "میری راے یہ ہے کہ ہم سب اس وقت تو سیدھے باطوم چلے چلین اور اگر کوئی اور گاؤن قریب مل جائے تو سبحان اللہ - رات وہان بسر کرین اور صبح کو سب یہان آکے اُنھین تلاش کرین - جب وہ مل جائین اور اُن کو اپنے ہمراہ لے لین تو باضابطہ اپنے اعلی افسر سے ملین - ورنہ بے شک تنہا ہمارا جانا خرابی کا باعث ہوگا "
ضعیف العمر "یہی تدبیر میرے نزدیک بہی نہایت مناسب ہے - ہان یہان میدان مین پڑے رہنے کو تو کوئی بہی نہ پسند کرے گا - لیکن حسن پاشا نے غضب کر دیا - جس وقت قسطنطنیہ مین اُن کی گرفتاری کی خبر پہونچی ہوگی ایک قیامت بپا ہوگئی ہوگی - اور صرف اسی خیال ہم اپنی جان پر کہیل کے اُنہین نکال لائے - مگر انہون نے ہماری ساری کارگذاری اور نیکنامی خاک مین ملا دی - اُنھون نے کچھہ یہ ہمارے ہی حق مین بُرا نہین کیا بلکہ خود اپنے اوپر بہی ظلم کیا - اب اس پرخوف صحرا اور مخدوش مقام مین تنہا رہجانا کوئی عقلمندی کی بات ہے ؟ خیر آؤ ہم سب تو چلین اور جہان بن پڑے قیام کرین - صبح دیکھا جائیگا "
یہ کہہ کے سب لوگ باطوم کی طرف روانہ ہوئے -

دوسرا باب

حسن و عشق

صبح ہوا چاہتی ہے - تارے جھلملا کے سفید پڑ گئے ہین - اور شب کی تیرگی سمٹ سمٹ کے گھنے درختون کے دامنون مین چھپنے لگی ہے - آفتاب کی شعاعین دور تک سلسلہ وار پھیل کے کوہ قاف کی ایک گھاٹی سے نمایان ہوئی ہین - مرغان خوش الحان نے ابھی نواسنج زبان کھولی ہے - اور شکر گذاری وجوش کے لہجے مین اُس ایک پیدا کرنے والے کا

شکریہ ادا کر رہی ہین - مشرقی ہوا پہاڑیون کی چوٹیون سے اُترکے اور گھاٹیون سے نکل کے آتی ہے اور کھلے ہوئے سبزہ زار پر آزادی سے چکر لگاتی ہے - یہ ایک وسیع صحرا ہے جسکی حدبندی ایک طرف سے کوہ قاف اور دوسری طرف سے بحر اسود کر رہا ہے - سمندر کی موجین سنگی ساحل سے ٹکر کھاکے اُلٹی پھرتی ہین اور اُس افق کی طرف دوڑتی ہین جہان سمندر آسمان سے ملگیا ہے - گویا زمین کے مقابلہ سے تھک کے آسمان پر حملہ کرنے کا ارادہ کرتی ہین - بیباک موجون کا باہم لڑنا اور ایک دوسرے کو تھپیڑے دے کے پیچھے ہٹا دینا موجودہ اہل اسلام کا ایک سچا اور صاف نمونہ دکھا رہا ہے -
آخر آفتاب نکلا - اور صبح کی نازک نازک خوشگوار کرنین مشرقی پہاڑیون کی چوٹیون کو سنہرے رنگ مین رنگتی ہوئی نیچے اُترین - یہ سنہرا رنگ آناً فاناً خدا کی اُس تمام مخلوق پر پھیر گیا جو اس وسیع منظر کے ہر چہار طرف پھیلی ہوئی ہے - درختون اور چھوٹے چھوٹے پودہون نے سونے کا زیور پہن لیا - سمندر کی لہرون پر ہر جگہہ جگنو سے چمکتے نظر آنے لگے - اور چند ساعت کے مہمان قطرہاے شبنم سے ایک نظر فریب آب تاب نمایان ہوئی - درختون کی شادابی اور مرغان صحرائی کی پھرتی اور چالاکی نے اس مقام کو نہایت ہی لطف اور فرحت کی جگہ بنادیا ہے - آفتاب کا طلائی رنگ کچھہ انہین چیزون کے حسن کے ساتھہ مشاطۂ قدرت کا کام نہین کر رہا ہے بلکہ اُن ہزارہا سیاہ و سفید بھیڑون کو بھی سنہرا ثابت کر رہا ہے جو گویا خود بخود دامن کوہ مین پیدا ہوگئی ہین - اور اپنی زبان مین ہر طرف سے آوازین لگاتی اور صحرائی خودرو تر و تازہ گھانس کو چرتی بڑہی چلی آتی ہین - ان بھیڑون کی بہت سی گلے مختلف اطراف سے چلے آتے ہین - جنکو کوہستانیون کی نازک بدن پری جمال اور سادہ وضع والی بے تکلف لڑکیان ہنکاتی آتی ہین - اس وقت کی خوشگوار ہلکی ہلکی دہوپ جس چیز کو زیادہ خوشنما اور دل فریب بنا رہی ہے وہ ان حوروش لڑکیون کی دلربا صورتین ہین - ان کے سیاہ لمبے لمبے بالون کو آفتاب نے اپنے رنگ مین رنگ کے سنہرا بنا دیا ہے - جس کی وجہ سے بالکل یہ معلوم ہوتا ہے کہ گویا ان کے چہرے بھی آفتاب ہین جن مین سے ہزارہا کرنین نمایان ہو رہی ہین - ان کے کندنی رنگ پر سادہ اور میلا لباس بھی طلائی نظر آرہا ہے - افسوس آفتاب ان کی پشت کیطرف ہے ورنہ ان کے چہرے کے آتشین رنگ اور گلابی رخسارون پر عجب عالم نظر آتا - کاش یہ اپنے

اُن چیزوں کو جنہیں ابھی اُنہوں نے پہاڑ سے گرنیوالی ایک چھوٹی سی نہر کے کنارے بیٹھ کے دیکھا ہے مشرق کی طرف کر کے وہ سامان دکھاتی ہیں جس سے یہ ہمیشہ دلون کو فتح کر لیا کرتی ہیں۔

سامنے وہ قلعہ ہے جس مین شب کو آگ لگی تھی۔ جلی ہوئی لکڑیون اور منہدم عمارتون کے ڈھیر نظر آرہے ہین۔ اسی قلعہ کے پھاٹک سے ایک شخص نکلا جو باہر نکل کے کسیقدر ٹھہرا ہے اور صبح کی جانفزا ہوا کو چارون طرف نظر دوڑا دوڑا کے دیکھ رہا ہے۔ یہ ہوا اُسے کچھ ایسی پسند آئی ہے کہ دیر تک محو حیرت رہا ہے اور پھر خدا جانے کس ارادے سے مشرق کی طرف چلا ہے جدھر پہاڑیان بہت قریب ہین۔ جاتے جاتے ایک پہاڑی کے دامن مین پہونچا اور اوپر چڑھنے لگا۔ پہاڑی کی چوٹی پر کھڑا ہو کے یہ قدرت کی شان دیکھ رہا ہے۔ اس کا جی اس سیر سے بھی اُکتا گیا اور اب یہ چل پھر کے کوہستان کی سیر کرنے لگا۔ ایک پہاڑی سے اترتا ہے اور دوسری پر جاتا ہے۔ کبھی نشیب مین ہوتا ہے اور کبھی بلندی پر۔ چھوٹی چھوٹی نہرین راستے مین پڑتی ہین اور انہین سہولت سے طے کرجاتا ہے۔

ناگہان ایک طرف کچھ آہٹ معلوم ہوئی۔ مڑ کے دیکھا تو معلوم ہوا کہ کئی شخص گھوڑون پر سوار ہین اور فاصلہ پر دامن کوہ مین آہستہ آہستہ ایک مرغزار کی سیر کر رہے ہین۔ ہمارا زندہ دل دوست بھی اُسی طرف کو روانہ ہوا۔ قریب جا کے دیکھنے سے معلوم ہوا کہ یہ سوار مرد نہین ہین بلکہ چند نوجوان عورتین ہین جو گھوڑون پر سوار ہو کے اس روح افزا وادی کی سیر کو نکل آئی ہین۔ اُن عورتون نے اس شخص کو دیکھا تو آپس مین مسکرا کے کچھ کہا اور پھر سیر مین مشغول ہو گئین۔ اب وہ کمسن عورتین اس شخص کی طرف متوجہ بھی نہین ہوتین اور یہ بڑھتا چلا جاتا ہے اور اُن سے قریب ہوتا جاتا ہے۔ آخر یہ شخص قریب پہونچ گیا۔ اور اُن کی باتین سُننے لگا۔ عورتین ارمنی زبان مین یہ باتین کر رہی ہین:

"مریم۔ تم تو اکثر ایسے مقامات کی سیر کرتی رہتی ہو۔ کیا تم نے اس سے بھی زیادہ کوئی دلچسپ مقام دیکھا ہے؟"

مریم۔ "ملک مین اور کہان گئی ہون۔ ہان اسی کوہ قاف کی اکثر سیر کی ہے۔ اس کے بعض مقامات بے شک نہایت تر و تازہ ہین اور وہان جا کے عجیب کیفیت نظر آتی ہے۔"

ملکہ "اب تم جب سیر کرنے کو جایا کرو مجھے بھی لے لیا کرو۔ میرے نزدیک وہ انسان نہین ہے جسے ان سبزہ زارون کی قدر نہو"

مریم "مین تو آپ کو لے لیا کرون مگر آپ کو میری طرح سے سر دریا پھرنا پسند نہ آئیگا"

یہ کہکے مریم نے ہمارے دوست کی طرف دیکھا اور متحیر ہوکے دیر تک غور کرتی رہی پھر ملکہ کی طرف متوجہ ہو کے کہنے لگی "دیکھو ملکہ یہ کون شخص ہے۔ مین جانتی ہون کہ یہ ہمارے وطن کا آدمی نہین ہے"

ملکہ۔ (دیکھکر) "ہان۔ یہ یہان کا رہنے والا نہین معلوم ہوتا۔ تو اُن ظالمون میں سے جو یہان پہاڑون کی سیر کرتے ہین اور یہان کی خوبصورت بھولی لڑکیون کو لونڈیان بنانے کے لیے پکڑ لیجاتے ہیں—"

شخص۔ (ارمنی ہی زبان مین) "نہین ملکہ۔ مین اُن ظالمون مین نہین ہون۔ میرے نزدیک وہ خدا کا بڑا گنہگار ہے جو ایسا ظلم کرے—"

جس وقت اس شخص نے یہ جملہ کہا ملکہ ایک شرمگین نظر سے اسکی طرف دیکھنے لگی۔ ملکہ حقیقت مین نہایت ہی حسین عورت تھی۔ زلفین شانون پر پڑی ہوئی تھین ا دونون طرف کی کاکلون کے درمیان مین پیارے پیارے رخسارے اور چمکتی ہوئی گوری پیشانی اپنی آب و تاب کی وجہ سے نظر کو جمنے نہین دیتی تھی۔ بڑی بڑی سیاہ آنکھون نے اُسے بالکل ایک ہرن بنا دیا تھا کیونکہ اسوقت کوہسار کی سیر مین بھی مشغول تھی۔ چھوٹے پیارے دہانے کے نازک سرخ ہونٹھ اور مسکرانے کے ساتھ اُن مین سے موتی کے ایسے دانتون کی جھلک نظر آجانا یہ حسن کی وہ دلربا ادائین تھین کہ ہمارے سیلانی دوست کا دل بالکل اُس کے قابو مین نہ رہا۔ اس نازنین کی صورت اور ادائین اُسکے دل پر استقدر اثر کر گئی تھین کہ پہلا مذکورہ جملہ زبان سے نکال کے کہنے لگا "وہ اور لوگ ہوتے ہین جو یہان ہو کسی کو لے جاتے ہین۔ مین تو کسی کے دام مین گرفتار ہونے کو آیا تھا"

اتنا کہنا تھا کہ اُن عورتون پر عجب اثر پڑ گیا۔ سب ساکت ہو گئین۔ اور تیز نگاہون سے ہمارے دوست کو دیکھنے لگین۔

آخر مریم نے اپنی حیرت کو خود وقع کیا۔ اور پوچھنے لگی "کیون۔ تم کس کے دام مین گرفتار ہونے کو آئے ہو"

شخص: ”کوئی ہوگا۔ افسوس یہ بھی تو نہیں معلوم کہ وہ ظالم کون ہے ؟“

مریم بالکل ساکت ہوگئی۔ اور گویا اُس سے بن نہ پڑتا تھا کہ اپنے مطلب کو کس پہلو سے بیان کرے۔ اپنی غرض حاصل کرنے سے عاجز ہو کر اُس نے یہ سوال کیا ”آخر آپ کا مکان کہاں ہے؟ اور یہاں کیونکر تشریف لائے ؟“

شخص: ”جو کسی ایسے کی زلف کا اسیر ہو جس کا پتہ نشان کچھ نہیں معلوم وہ کیونکر بتا سکے کہ کہاں رہتا ہے۔ یا صحرا اور کوہستان میں یا وہاں جہاں اُس دلربا کا عشرت کدہ ہو۔ رہا یہ کہ میں کیونکر آیا۔ وہی دل جب میں روسے زیبا کی نذر کر چکا وہی لایا تھا۔“

مریم (مسکرا کر) ”رہ جاؤ گے کیونکر؟ لیجانے والا تو تمہارے پاس رہا ہی نہیں۔“

شخص: ”اب جس کے پاس دل ہے جدہر وہ لیجاے گا اُدہر جاؤن گا۔“

یہ کہہ کر چلا گئے اور قیامت کردی۔ سب عورتین ایک دوسرے کا منہ دیکھنے لگین۔ آخر ملکہ نے ایک دلربا ادا سے کہا ”چلو بہن۔ کس کی باتون مین لگی ہو۔“

”مین جانتی ہی کو تھین کہ مریم نے ایک طرف اشارہ کر کے کہا ”دیکھو وہ کون لوگ آ رہے ہین؟“ دو سوار گھوڑا دوڑاتے آ رہے تھے۔ عورتین حیرت سے دیکھ ہی رہی تھین کہ آن واحد مین سر پر آگئے۔ ایک نے جو اپنے ساتھی سے آگے بڑھ آیا تھا اس نازنین کی صورت دیکھتے ہی چلا کے فارسی زبان مین اپنے ساتھی سے کہا ”ہمارا مقصد بر آیا۔ اب اس سے بہتر مین لڑکی یہان بہی نہین نہ مل سکے گی۔“

دوسرے نے خوش ہو کے کہا ”یہ دیر کیون کرتے ہو۔ بڑھ کے گھوڑے پر بٹھا لو۔“

سنتے ہی اُس شخص نے ہاتھ بڑہا کے نازنین کا ہاتھ پکڑ لیا اور کھینچنے لگا کہ اپنے گھوڑے پر بٹھا لے۔ ملکہ کا رنگ اسوقت زرد پڑ گیا تھا۔ اُس کے ہاتھ پاؤن کانپ رہے تھے۔ بڑی حسرت کی نظر سے چارون طرف کی پہاڑیون اور اس سرسبز سبزہ زار کو دیکھنے لگی۔ اور اسی عالم مین اُسکی نظر ہمارے دوست پر جا پڑی جو کچھ فاصلہ پر کھڑا کیفیت دیکھ رہا تھا۔ ملکہ نے اپنی جادو بھری حسرت آلود نظر سے خدا جانے کیا کہدیا کہ اُس کے دل پر سخت اثر پڑ گیا۔ دلی جذبات کے جوش سے مجبور ہو کے وہ آگے بڑہا۔ تلوار کھینچ لی اور للکارا۔ ”او بے رحم شخص تو کون ہے جو ایسا ظلم کرتا ہے۔ ایسی نازنین کی دلدہی و نازبرداری کرنا چاہیے یا اس سنگدلی سے پیش آنا چاہیے ؟“

اُس شخص نے غصہ کی نظر سے دیکھا۔ اور جھلا کے بولا" کیا تجھے اپنی جان وبال ہے جو بہادر ایرانیوں کے ارادے کی مزاحمت کرتا ہے ؟"

ہمارا اسلامی دوست " آہا ! تم لوگ ایرانی ہو۔ یعنی شیعہ۔ تمہارا قتل تو میرا فرض ہے ۔

یہ جملہ زبان سے نکلا تھا کہ وہ دوسرا ایرانی جو ذرا پیچھے رہگیا تھا اُس نے بڑھ کے تلوار کا ایک وار کیا۔ مگر ہمارے دوست نے اس پھرتی اور چالاکی سے وار خالی دیا کہ سوار حیرت مین آکے پوچھنے لگا " بتا تو کون شخص ہے ۔ تاکہ تیرے قتل سے پہلے تیرا حال معلوم ہو جائے "

ہمارا دوست " مین ایک ترکی شخص ہون ۔ کون ترک جنکی بہادری اور جرأت کو سارے دنیا مانے ہوئے ہے "

ایرانی " کیا تم لوگ ایرانیون سے بھی زیادہ بہادر ہوتے ہو ؟" اتنا کہا اور دوسرا وار کیا مگر چالاک اور جری ترک نے جھک کے اُسکی تلوار خالی دی اور اپنی تلوار گھوڑے کے پیٹ مین اس زور سے بھونکدی کہ گھوڑے نے بھڑک کے اپنے سوار کو پیٹھ سے پھینک دیا ۔ اُدھر ایرانی سوار کا گرنا تھا کہ بہادر ترک اُسکے سر ہی پر تھا ۔ اور ایک قاتل ہاتھ مین اُس کا فیصلہ کر دیا

دوسرا ایرانی جو ملکہ کا ہاتھ پکڑے ان دونون جنگ آزماؤن کی لڑائی دیکھ رہا تھا اپنے دوست کے قتل پر اس درجہ غضب آلود ہوا کہ اس کا ہاتھ چھوڑ دیا اور ہمارے دوست پر جھک پڑا ۔ اسکو اپنی طرف آتے دیکھ کر ترک بھی جھپٹا اور دونون نے ایک دوسرے پر نہایت طیش اور پوری قوت سے ایک ساتھ وار کیا ۔ ایرانی تلوار ترک کے سر پر پڑی اور کنپٹی پر ایک گہرا زخم ڈال کے دو ہی تین اُنگل اُترنے پائی تھی کہ ترکی تلوار ایرانی سوار کے گلے پر پڑی اُس کا سر الگ جا گرا ۔ اور وہ ہاتھ جو زخم کو گہرا کر رہا تھا سست پڑ گیا اور لحظہ ہی بھر مین وہ بھی ایک چٹان کے پہلو سے رگڑ تا ہوا گرا اور چند ساعت پھڑک کے ٹھنڈا ہو گیا ۔

اب اس کوہسار مین سناٹا سا ہو گیا ۔ نازک بدن ملکہ اور اُسکی پریوش ساتھ والیان بھی ایک حیرت مین تھین ۔ ملکہ کی نظر کبھی لاشون پر اور کبھی ترکی بہادر پر پڑتی تھی ۔ اور وہ ترک بھی گویا ایک سکوت اور سنجیدگی کے ساتھ اپنے غصہ کو فرو کر رہا تھا ۔ یہ سکوت دیر تک ہیبت اور خوف کی طرح ہر شخص پر طاری رہا ۔ اور کسی کو جرأت نہ پڑتی تھی کہ اس سکوت کو توڑے ۔ آخر ملکہ کی ساتھ والی شوخ طبع مریم نے ترک کی طرف خطاب کر کے کہا " کس کی زبان ہے کہ آپ کا شکریہ ادا کرے ۔ کون دل ہے جو ایسے موقع پر بھی

آپ کا احسان مند ہوگا"۔

ملکہ "بے شک میں اس ظالم کے ہاتھ میں گرفتار ہو چکی تھی۔ خدا اگر اس وقت آپ کو نہ بھیج دیتا تو میں اُسکی لونڈی ہوتی۔ مگر اب بھی میں لونڈی ہوں۔ پہلے اُس کی ہوتی اور اب آپ کی ہوں۔ ہاں اگر اُس کی لونڈی ہوتی تو ذلت سے اور آپ کی لونڈی فخر کے ساتھ ہوں"۔

یہ جملہ سن کے ترک سے ضبط نہ ہو سکا۔ بہت نیچی آواز سے گویا خود اپنی طرف خطاب کر کے کہنے لگا "جو میرے دل کی مالک ہے کیا وہ میری لونڈی ہے؟ ۔ نہیں ایسا نہیں ہو سکتا۔ وہ تو ایک ایسی صورت ہے جسکی پرستش کیجائے"۔

اتنا سُننا تھا کہ مریم نے مسکرا کے ملکہ کی صورت دیکھی اور ملکہ نے اُسکی طرف دیکھ کے شرم سے سر جھکا لیا۔

مریم "لیجیے۔ اپنی پیاری صورت کی قدر کیجیے جو ایسے موقع پر کام آئی"۔

ترک "بے شک بے شک۔ جو کچھ میں نے کیا وہ انھیں دلربا اداؤں اور اسی پیاری صورت کے لیے کیا۔ اگر کسی کو لونڈی بننا ہو تو اپنی ہی لونڈی بنے۔ مجھ میں یہ قوت نہ تھی کسی کے حسن نے میرے بازوؤں کو قوی کر دیا اور میرے دل کو بڑھا دیا"۔

یہ ترک ایک نوجوان شخص تھا عمر ابھی بیس بائیس برس سے زیادہ نہ ہوگی۔ قدرت نے اسے بھی کچھ ایسی دلربا صورت دی تھی کہ شاید بہتوں کو اس سے بھی بیوفائی کی شکایت ہوگی۔ میانہ قد۔ سبزہ آغاز۔ گورا اور روشن چہرہ۔ پیاری خوبصورت آنکھیں۔ گلابی رخسارے۔ لال لال ہونٹھ۔ سرخ و سفید رنگت۔ یہ سب ایسی چیزیں تھیں کہ سنگدلوں کے بھی دل بہت جلد اُس کے قبضے میں آجاتے تھے۔ نازک اور دلفریب چہرے پر ایک ایسی متانت اور سنجیدگی پائی جاتی تھی جس سے وہ کسی بہت بڑے معزز اور شریف خاندان کا شخص معلوم ہوتا تھا۔ وضع کے اعتبار سے بھی اُس میں ایک خاص قسم کی دلبری پائی جاتی تھی۔ چھوٹے چھوٹے بالوں پر عنابی ترکی ٹوپی تھی۔ جس کا پھندنا نہایت بانکپن سے پیچھے لٹک رہا تھا۔ بانات کا نیلا فوجی کرتا بدن میں تھا جس پر ڈاب لگی ہوئی تھی۔ سینے پر مجیدی تمغہ آویزاں تھا۔ جس میں ہلال بنا ہوا تھا۔ تمغے کے برابر ہی سینے پر ایک سونے کا خوبصورت ہلال لگا ہوا تھا۔ آڑا تسمہ شانے سے کمر تک پڑا تھا۔ کرتے کے

نیچے سیاہ پتلون تھا جس میں دونوں طرف ایک سفید تحریر کمر سے ٹخنوں تک چلی گئی تھی۔ اسلحہ کی قسم سے اس نوجوان کے پاس صرف وہی ایک تلوار تھی جس سے ابھی ابھی اپنے نہیں اپنی معشوقہ کے دو دشمنوں کو قتل کر چکا ہے۔

اسوقت چونکہ اس کے سر سے خون بہ رہا ہے اس وجہ سے نیلگوں کرتا اور پتلون دونوں بھیگے ہوئے ہیں اور شانے پر کسی قدر خون بہ کے جمگیا ہے۔ خون بہت سا بہ گیا ہے اور برابر جاری ہے۔ زخم نے نہایت ہی ناتوان کر دیا ہے اور ناتوان ہوتا جاتا ہے۔ مگر وہ کچھ اس بے پروائی اور استقلال سے کھڑا ہوا ہے کہ گویا وہ جانتا ہی نہیں کہ زخمی ہے۔ آخر مریم سے نہ دیکھا گیا۔ بے تحاشا کہنے لگی۔ "تمہارے زخم بہت گہرا پڑا ہے۔ خون کے روکنے کا کچھ بندوبست کرنا چاہیے ورنہ تم اس سے زیادہ ناتوان ہو جاؤ گے۔"

نوجوان۔ "میں یہاں کیا بندوبست کر سکتا ہوں؟"

یہ سن کے ملکہ نے اپنی جیب سے ایک رومال نکالا اور مریم سے کہا "لو اس سے خون پونچھ دو" اور اپنی ایک دوسری خادمہ کا رومال لیکے دیا اور کہنے لگی "اس رومال سے زخم کو باندھ دینا" مریم رومال لیکے خون پونچھنے کو بڑھی ہی تو نوجوان نے ہاتھ سے روک کے کہا "نہیں اس رومال سے میرا سر باندھنا۔ کیونکہ شاید کچھ تسکین ہو۔ خون پونچھنا ہے تو لو وہ دوسرا رومال دیتی ہیں"

یہ سن کے نازنین اور حور وش ملکہ نے ایک عجیب ناز و ادا کی نگاہ سے نوجوان کی صورت دیکھی اور نظر نیچی کر لی۔ اس نظر ناز نے جو کچھ کہدیا اُس کو نوجوان کا دل ہی کچھ خوب سمجھا ہوگا۔ مریم کے کہنے سے نوجوان ایک سطح چٹان پر بیٹھ گیا اور مریم نے خون پونچھ کے رومال سے کس کے سر باندھ دیا۔ ان امور سے فراغت کرکے مریم پوچھنے لگی "صاحب۔ آپ نے ہم لوگوں کی جان جس طرح بچائی ہے اُس کا شکریہ تو ہم سے کسی طرح نہ ادا ہوگا۔ مگر اتنا بتا دیجیے کہ آپ کون ہیں؟ اور اس مقام پر کس لیے تشریف لائے تھے؟"

نوجوان "اس کے جواب میں میں بس اسی قدر کہہ سکتا ہوں کہ اس صحرا کا سماں بھلا معلوم ہوا۔ سیر کرتا ہوا یہاں نکل آیا۔ مگر تمہارے حال دریافت کرنے کا میں تم سے زیادہ مشتاق ہوں"

مریم "جب آپ اپنا حال چھپاتے ہیں یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ ہم لوگ اپنے راز ظاہر کر دیں؟"

نوجوان ۔ میں اپنا حال نہیں چھپاتا ہوں ۔ بس صرف اسی قدر ہے کہ ایک ترکی سپاہی ہوں ۔ سیر کرتا ہوا ادھر نکل آیا ۔"

ملکہ ۔ اس لڑائی کے زمانے میں کسی کا اعتبار نہیں ہوتا ہے ۔ کاش آپ مجھے اپنا خیرخواہ سمجھتے تو میں درخواست کرتی کہ دو ایک روز کے لیے آپ میرے وہاں چلے چلیے ۔ اور میری میزبانی کو قبول کیجیے ۔ اگرچہ میں کسی قابل نہیں ہوں لیکن آپ نے ایسا احسان کیا ہے کہ اپنی جان فدا کرنے میں بھی تامل ــــــ"

نوجوان ۔ (بات کاٹ کے) "ایسا نہ کہیے ۔ میرے دل کو صدمہ ہوتا ہے ۔ جان فدا کرنا میرا کام ہے نہ کہ آپ کا ۔"

ملکہ (شرما کر) "اچھا یہ فرمائیے کہ آپ نے میری میزبانی قبول کی یا نہیں ۔

نوجوان ۔ " میں بسروچشم حاضر ہوں ۔ جہاں چاہیے لے چلیے ۔ مجھے انکار نہیں ہو سکتا ہے رشتہ در گردنم افگندہ دوست ÷ می برد ہر جا کہ خاطر خواہ اوست ۔"

ملکہ ۔ اچھا تو چلیے ۔" یہ کہہ کے ملکہ اسکی ساتھ والیاں اور ہمارا نوجوان ترکی دوست سب کے سب ایک طرف روانہ ہوئے ۔ ہمارے دوست کو اگرچہ زخم نے ازحد ناتوان کر دیا تھا ۔ مگر وہ فوراً اپنے ایرانی دشمن کے گھوڑے پر سوار ہو لیا ۔ اور اپنی دلربا کے ساتھ ساتھ سنگستانی راستہ کو طے کرنے لگا ۔

چند ہی منٹ میں یہ جماعت ایک درے سے نکلی جہاں سے میدان اور ساحل بحر اسود والا قلعہ اور سمندر کا متلاطم پانی سب چیزیں نظر کے سامنے تھیں ۔ ناگہاں ایک فوج نمایاں ہوئی جو شرق وشمال کی جانب سے قلعہ کی طرف جا رہی تھی ۔ وضع اور لباس سے پہچان کے یہ جماعت سامنے سے ہٹ کے ایک پہاڑی کی آڑ میں ٹھہر گئی اور نوجوان ایک پوشیدہ جگہ سے کھڑا ہو کے سیر دیکھنے لگا ۔

روسیوں کی بارہ ہزار فوج تھی جو اس وقت اس قلعہ پر قبضہ کرنے کی غرض سے آئی تھی ۔ اس فوج کے ساتھ دو توپ خانے بھی تھے ۔ ہنوز قلعہ ایک میل کے فاصلہ پر ہوگا کہ ترکی جہازوں نے لڑائی کا نشان اڑا دیا ۔ اور چار جہاز گولہ باری کرتے ہوئے ساحل کی طرف بڑھے ۔ ترکی گولے تباہ شدہ قلعہ اور روسی فوج کے سپاہیوں پر آ آ کے پھٹتے تھے ۔ کچھ دیر تو روسیوں نے کوشش کی کہ بے لڑے بھڑے اور بغیر اس کے

کہ ترکی جہازون پر گولہ باری کرین قلعہ مین داخل ہو جائین مگر جب ترکون نے اس ارادے مین کسی طرح نہ کامیاب ہونے دیا تو انھون نے اپنی توپین بھی ساحل پر لگا دین اور فیر کرنے لگے ۔ کامل دو گھنٹہ تک لڑائی رہی ۔ دھوان بڑھتا جاتا تھا اور سمندر کی سطح ہمارے ان دوستون کی نظر سے غائب ہوتی جاتی تھی جو پہاڑیون کی آڑ مین بیٹھے یہ تماشا دیکھ رہے تھے ۔ آخر باقی ترکی جہاز بھی بڑھ آئے اور انھون نے تھوڑے ہی زمانے مین روسی توپون کا منہ بند کر دیا ۔ اُن کی فوج حکمت عملی سے پوشیدہ پوشیدہ ساحل پر اتر آئی ۔ اور صف بندی کے ساتھ دو ہزار ترکون نے ایک ایسی غیر متوقع باڑھ ماری کہ روسی زخمی ہو ہو کے گرتے ہوے بھاگے ۔ اور ترکون نے بے تکلف بڑھ کے قلعہ پر قبضہ کر لیا ۔ تمام قلعہ درست کر کے ترکون نے اپنی توپین لگائین اور ان توپون کو بھی دمدمے سے لگایا جنھین روسی چھوڑ گئے تھے ۔ قلعہ کی بلندی پر ترکی جھنڈا چڑھا دیا گیا ۔ اور مسلمانون کی طرف سے خوشی کے نعرے بلند ہوئے ۔

اس لڑائی کی آخر تک سیر دیکھ چکنے کے بعد ملکہ اپنے دلدادہ مہمان کی طرف متوجہ ہوئی اور کہنے لگی "ترکون نے تو اس قلعہ کو بخوبی فتح کر لیا"

نوجوان "لڑائی اور سپہگری کے اعتبار سے تو ترک ہمیشہ روسیون سے غالب رہے ہین ۔ اور ان کو جو کچھ نقصان پہونچا ہے یا جب پہونچے گا صرف باہمی نااتفاقی اور افسرون کی بدنیتی سے ۔ کاش ترکی افسر اپنی سلطنت کے خیر خواہ دوست ہوتے ۔ اور صرف لڑائی کے اعتبار سے پوچھو تو ترکون پر کیا منحصر ہے جو قوم مسلمان ہوئی ہے ہمیشہ غالب آئی ہے"

ملکہ "بے شک اسمین شک نہین کہ مسلمان لوگ بڑی جان فروشی سے لڑتے ہین"

مریم "ملکہ یہ باتین گھر پر چل کے کیجیے گا ۔ اب اس کوہستان سے چلنا چاہیے ۔ لیکن اب ہم کس راستہ سے چلین ۔ ادہر تو ترکون کا قبضہ ہو گیا اور ان کے سپاہی ہر طرف پھیلے ہوئے ہین"

نوجوان "نہین ترک تو کسی قسم کی مزاحمت نہین کر سکتے ۔ مگر (کچھ سوچ کر) حتے الامکان یہ راستہ چھوڑ ہی دینا چاہیے"

ملکہ "اچھا ۔ کچھ مضائقہ نہین ۔ ہم ان پہاڑیون کے اندر ہی اندر جا کے اپنے گھر پہونچ سکتے

اگرچہ کسی قدر تکلیف ہوگی۔ کیونکہ اس سنگستانی راستہ مین اونچا نیچا بہت پڑیگا۔ اور آپ زخمی ہین"

نوجوان "اس کا خیال نہ کرو۔ مین چلا چلون گا"

یہ تجویز کرکے سب اُلٹے پھرے۔ اور ان پہاڑیون ہی مین غائب ہوگئے۔

تیسرا باب

مہمان داری

ایک عالیشان اور خوشنما عمارت بحرِ اسود کے کنارے بنی ہوئی ہے۔ چارون طرف ایک مختصر سا سبزہ زار ہے۔ اور اس سبزہ زار کی حد بندی تین طرف سے وہ پہاڑیان کر رہی ہین جو سلسلہ وار سیکڑون میل تک چلی گئی ہین اور چوتھی جانب یعنی مغرب کی طرف سمندر کی لہرین اس عمارت کے پشتون سے ٹکرا ٹکرا کے رہجاتی ہین۔ پہاڑیون سے کئی ایک صاف اور شفاف نہرین جاری ہوئی ہین جو سبزہ زار کے ہر حصے کو شاداب بنا کے اور کوٹھی کے گرد طواف کرکے بحرِ اسود مین گرتی ہین۔ طوفان خیز موجین دور سے دوڑتی ہوئی آتی ہین اور اس عالیشان مکان کو تھپیڑے دے کے ناکام واپس جاتی ہین۔ ایک نہایت خوبصورت چھوٹی سی کشتی ایک جانب ساحل پر بندھی ہوئی ہے جو غالباً بہت عمدہ طور پہ سیر دریا کے کام آتی ہوگی۔ عمارت کے شمالی جانب ایک چھوٹے سے قطعہ زمین پر ایک باغ تیار کیا گیا ہے۔ جسمین رنگ رنگ کے نازک نازک پھول کھلے ہوئے ہین۔ اور نظر کو اپنی دلفریبی سے اپنی قدرتی حسن وجمال کی طرف متوجہ کر لیتے ہین۔ کوٹھی سے نہایت ہی قریب کی ایک خوشنما پہاڑی تک سنگستانی چٹانین کاٹ کے سڑک نکالی گئی ہے۔ اور اُسی پہاڑی کے گرد چکر کھاتی ہوئی چوٹی تک چڑھ گئی ہے جہان ایک بہت ہی خوش قطع بنگلہ بنا ہوا ہے۔ جنوب کی جانب کوٹھی اور اُسکے گرد کے سبزہ زار کے بعد چند چھوٹے چھوٹے کم حیثیت مکان بنے ہین جنمین غالباً یا تو دہقانی اور یا اُس امیر کے ملازم رہتے ہون گے جو شاندار کوٹھی مین سکونت پذیر ہے۔

وقت تقریباً ٹھیک دوپہر ہے۔ کیونکہ آفتاب اگرچہ شمالی سرزمین ہونے کی وجہ سے جنوب کی طرف بہت ہٹا ہوا ہے مگر اُس انتہائی بلندی تک پہونچ گیا ہے جہان تک ہر روز جا کے

جھلک پڑتا ہے درختون اور پہاڑیون کا سایہ شمال کی طرف تو ذرا سی دور تک چلا گیا ہے اگرچہ دھوپ کچھ زیادہ گرم اور تیز نہین ہے مگر قدرت کی صناعیون کو دیکھ کے وجد مین آجانے والے طیور سرسبز اور گھنے درختون کی شاخون پر پتون کے سایے مین ساکت و صامت بیٹھے ہوئے ہین ہان بلند پرواز طیور اپنے حوصلون کی انتہائی بلندی پر پہونچ گئے ہین اور بلندی کی ٹھنڈی ہوا سے ایک سکون اور متانت کے ساتھ دلچسپیان اٹھا رہے ہین ۔

بادی النظر مین یہ مقام اور اس کے گرد کا سبزہ زار نہایت ہی آزادی و فرحت کا مقام معلوم ہوتا ہے ۔ ایسا مقام جہان تک دنیا کے فتنہ و فساد کا اثر نہ پہونچ سکتا ہو اور جہان انسان بڑی دلچسپی اور لطف کے ساتھ زندگی بسر کر سکے اس سے عمدہ اور کوئی نہ ہوگا کیونکہ بہت کم آبادی ہے اور جس قدر لوگ رہتے ہین وہ ضرورت کے مناسب ہین ۔

انہین مکانون کے قریب ہو کے ایک سڑک نکلی ہے جو جنوب کی طرف کی پہاڑیون کو قطع کر کے اس پار نکل گئی ہے ۔ سنگستانی مقام ہونے کے سبب سے یہ سڑک بہت سے پھیر کھا کے گئی ہے اور اسی وجہ سے دور تک کا دکھاؤ نہین ہے ۔ مگر اس روح افزا اور دلچسپ منظر مین یہ پختہ سڑک کچھ ایسا لطف پیدا کرتی ہے کہ نگاہ خود بخود اسکی طرف متوجہ ہو جاتی ہے ناگہان پہاڑیون سے چند سوار نمایان ہوئے جو اسی سڑک پر چلے آتے تھے ۔ یہ سوار خرامان خرامان آپس مین بڑے ذوق و شوق سے باتین کرتے آ رہے ہین ۔ شاید کسی دیکھنے والے کو ان کا کچھ انتظار کرنا پڑا ہو مگر یہ اپنی باہمی دلچسپ باتون مین ایسے محو ہو رہے ہین کہ یقیناً انہین کچھ نہین معلوم ہوا اور کوٹھی کے نیچے پہونچ گئے ۔

اب یہ لوگ قریب آ گئے تو غور کرنے سے معلوم ہوا کہ انہین سے ایک تو وہ نوجوان ترک ہے باقی برقع پوش عورتین ہین جن کے لیے اس موقع پر پردہ سینہ سپر ہوا تھا ۔

ملکہ نے دیکھو ۔ میرا مکان یہی ہے ۔ یہ بڑی فرحت کی جگہ ہے ۔ اور بڑی خوشی سے یہان زندگی گذرتی ہے "

ترک نے درحقیقت مین دنیاوی فکرین تو یہان تک پہونچنے ہی نہ پاتی ہون گی ۔ کیا بہار اور لطف کی جگہ ہے ۔ اگر خدا اطمینان دے تو انسان یہین زندگی بسر کرے ۔ یہ ہر طرف کا سبزہ زار یہ پہاڑیون کی حد بندی ۔ یہ دریا کا عین کوٹھی کے نیچے لہرین لینا ۔ یہ نہرون کا پہاڑون سے اترکے اس سبزہ زار مین اور اس کوٹھی کے گرد چکر لگانا اور پھر اسود مین

ماکے کرنا ایسی چیزین ہین کہ انسان اپنے پیار سے زیادہ خوشی حاصل کرے۔

ملکہ: اس لڑائی نے ہماری پہلی گذشتہ فکرین اور اگلے رنج والم پھر یاد دلا دیے ورنہ ہم تو اپنے تمام غمون کو اس پر فضا مقام مین سکونت اختیار کرکے بھول گئے تھے۔

ترک: ہان آج کل تو یہ نہایت خوف کی جگہہ ہوگی۔ اور اس پر کیا منحصر ہے جتنے مقامات ساحل پر واقع ہوئے ہین سب خوفناک ہین۔ اگر روسیون کا جی چاہے گا تو اپنا قبضہ کرکے قبضہ ہی کرلین گے۔ اور اگر ترکون کو خبر ہوگئی تو ان کے جہاز دم بھر مین آکے اس کوٹھی اور باغ کو تباہ و مسمار کردین گے۔

ملکہ: روسیون کے افسرون نے تو کئی بار ایسا قصد کیا مگر کچھ ایسا ہی سبب تھا کہ اب تک مکان ہمارے قبضہ مین رہے۔

ترک: روسی تو اکثر یہان آیا جایا کرتے ہون گے؟

ملکہ: ہمیشہ۔

ترک: تو میرے لیے خوف کی بات ہے۔ مگر کس کے لیے؟ میری جان کے لیے؟ وہ اب میری نہین ہے۔ چاہے جائے چاہے رہے۔

ملکہ نے یہ سن کے غور سے ترک کی صورت دیکھی اور مسکرا کے کہنے لگی "کوئی خوف کی بات نہین ہے۔ آپ یہان تشریف رکھین۔ یہ مقام لطف سے خالی نہین ہے۔ خدا کرے آپ کو میرے کہنے کا یقین آجائے۔ جب تک مین زندہ ہون ممکن نہین کہ آپ کو یہان کسی قسم کا صدمہ پہونچ سکے۔" اتنا کہہ کے ملکہ گھوڑے سے اتری اور ترکی نوجوان کا ہاتھ پکڑکے کوٹھی کے اندر لے گئی

جس کمرے مین یہ دونون صاف باطن دوست پہونچے ہین وہ ایک وسیع کمرہ ہے جہت پر پر تکلف اور منقش کام بنا ہوا ہے۔ بڑی بڑی تصویرین دیوارون پر لگی ہوئی ہین۔ اور زیب و زینت کے لیے جس قدر سامان کافی ہو سکتا ہے اس سے بہت زیادہ یہان موجود ہے جو قرینے سے مناسب موقعون پر آراستہ کیا گیا ہے۔ نازنین ملکہ نے پہلے اپنے دلدادہ مہمان کو ایک آرام کرسی پر لٹا دیا۔ پھر اسکے قریب ہی کرسی پر خود بیٹھ گئی اور دلدہی کے باتین کرنے لگی۔

ملکہ: مجھے بار بار آپ کے زخم کا خیال آتا ہے۔ اگر تکلیف ہو تو ڈاکٹر کو بلواؤن۔

ترک "میں پہلے ہی سے زخمی تھا۔ پرسوں میں نہایت سخت زخمی ہوا تھا اور بہت
بری حالت میں تھا۔ کل کا دن جسطرح گذرا خیر تنگر ہے۔ آج یہ دوسرا زخم پڑا اس نے
ناتوان کر دیا۔ مگر مجھے اس کی شکایت نہیں سپاہیوں کا یہ کام ہی ہے۔ ہم لوگ تو زخمی
ہونے ہی کے لیے پیدا ہوتے ہیں۔ افسوس جو زخم میرے دل پر پڑا ہے۔ آہ۔ تیر نظر کا
زخم۔ اس نے بہت بیتاب کر رکھا ہے۔ کیا کوئی ڈاکٹر اس کا علاج کر سکے گا؟ اگر ایسا
ڈاکٹر ہو تو ضرور بلوائیے"

ملکہ نے اس قسم کے بہت سے جملے مگر برابر ٹال جایا کی اور اس مرتبہ بھی اس نے یہی
کیا۔ اس ذکر کو ٹال کے پوچھنے لگی "آپ یہ کیوں نہیں بتاتے کہ آپ کون ہیں۔ اور یہ
ساتھیوں کو چھوڑ کے کیوں وہاں چلے آئے تھے"

ترک "سوا اس کے اور کیا کہوں کہ ایک ترکی سپاہی ہوں۔ اپنی فوج سے جدا ہو گیا۔
تنہائی میں اور کہیں دل نہ لگا تو یہیں پہاڑ پر سیر کرنے لگا"

ملکہ "یہ بات تو آپ جیسے کے قابل نہیں معلوم ہوتی۔ اچھا آپ پرسوں کہاں گئی کیونکر —"
ملکہ کی زبان سے اس قدر جملہ نکلنے پایا تھا کہ مریم آئی جسکی صورت دیکھتے ملکہ نے کہا "تم
تو راستے ہی سے غائب ہو گئیں!"

مریم "ملکہ۔ میں ایک ضرورت سے چلی گئی تھی" اس کے بعد مریم نے شہزادی کے
کان میں کچھ کہا جس کا اثر یہ ہوا کہ ملکہ کسی قدر متفکر ہو گئی تھوڑی دیر تک ساکت رہی۔ اس
کے بعد مریم سے کہنے لگی "اچھا تم تھوڑی دیر یہاں آپ کے پاس بیٹھو۔ میں جاتی ہوں"
یہ کہا اور نوجوان ترک سے اجازت لے کے چلی گئی۔ مریم بیٹھ کے ہمارے دل از دست دادہ
دوست کی مزاج پرسی کرنے لگی۔

مریم "اب فرمائیے۔ زخم کیسا ہے؟ کچھ زیادہ تکلیف تو نہیں؟"

ترک "افسوس تم کو اسی زخم کا خیال ہے جسکی مجھے کچھ پروا نہیں۔ آہ دل میں جو تیر نگاہ
کا زخم پڑ گیا ہے وہ کسی پہلو پر قرار نہیں لینے دیتا"

مریم "اس قسم کی باتیں نہ کیجیے۔ کیا ہماری جان لیجیے گا؟ ہماری ملکہ بڑی نیک
اور پارسا لڑکی ہے۔ آپکے احسان نے مجبور کر دیا کہ وہ آپ کو یہاں لے آئی۔ ورنہ
آپ ہی سمجھ سکتے ہیں کہ آج کل یہاں کسی کا رہنا ہم لوگوں کے حق میں کیسی خوفناک بات ہے"

ترک :- بے شک تمہاری نازنین ملکہ نے یہ بہت بڑا احسان کیا کہ مجھے یہان تک آنا نصیب ہوا - اور حقیقت مین مجھے ضبط کرنا چاہیے تھا - مگر کیا کیا جائے کہ اس دل سے کسی طرح ضبط نہین ہوسکتا - مریم - مین اپنے بس اور اپنے قابو مین نہین ہون "

مریم :- آپ کو کیا معلوم - ہماری ملکہ کا حال بہت رحم کے قابل ہے - آپ سنیئے گا تو بیتاب ہو جائیے گا - وہ بیچاری خود اپنے اختیار مین نہین ہین "

ترک :- خدا کے لیے کچھ تو بیان کرو - جس وقت وہ پہلی نظر پڑی تھی جس نے مجھے تمہاری ملکہ کے تیر نظر کا گھائل کیا تھا اُس وقت سے اسوقت تک مین اسی جستجو مین ہون کہ جس نے مجھے حسن کا جادو کیا وہ کون ہے - مجھ پر تمہارا اس سے زیادہ کوئی احسان نہ ہوگا کہ اپنی ملکہ کا کچھ حال بیان کرو "

مریم :- آہ ملکہ کا حال سننے کی کس دل مین طاقت ہے ! اُس کو تقدیر نے بہت ستایا "

ترک :- للہ جلدی بیان کرو - دیکھو میری بیتابی بڑھتی جاتی ہے "

مریم :- اگرچہ مناسب نہین ہے مگر مین مجبوراً بیان کرتی ہون - کیونکہ آپ نے ہم پر بہت بڑا احسان کیا ہے :-

---

چوتھا باب

داستان غم

سلطنت آسٹریا شمال کی طرف کوہ کارپیتھین کے نیچے گلیشیا ایک صوبہ ہے - ٹامس نام ایک تجربہ کار افسر وہان کا گورنر تھا - ٹامس نہایت ہی سن رسیدہ اور تجربہ کار شخص تھا - جن دنون پولنڈ* کو روس والون نے تباہ کیا ہے اُس زمانے مین اُس نے بہت بڑے بڑے کارنمایان کیے تھے - شاید اصل مین وہ پولنڈ ہی کا رہنے والا تھا - اور اسی سبب سے اپنے ملک کی ہمدردی مین بڑے جوش و خروش سے اُس نے سپہگری کے جوہر دکھائے - اکثر میدانون مین روسیون کو فاش شکستین دین - مگر پولنڈ کی قسمت مین تباہ ہی ہونا تھا - کچھ ملکی باہمی عداوتین پیدا ہوئین اور پولنڈ والے ایسے بے موقع آپس مین ایک دوسرے سے

---

* پولنڈ ایک قدیم سلطنت یوروپ مین قائم تھی جسکو روس نے تباہ کرکے اپنے ملک مین شامل کرلیا - یوروپ کے قدیم واقعات مین پولنڈ کا نام اکثر جگہہ ملتا ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ پولنڈ کی سلطنت بہت قوی تھی -

لڑنے لگے کہ روز بروز روسیون کا قدم بڑہتا گیا - اور آخر کار پولنڈ کی عظیم الشان اور قدیم سلطنت ٹوٹ گئی اور تمام ملک پر روس کا قبضہ ہوگیا - روسیون نے قبضہ کر چکنے کے بعد پولنڈ والون پر ایسی ایسی سختیان کین کہ اُن کو کسی جگہہ پناہ نہین ملتی تہی اور برابر گرفتار ہو ہو کے سابیریا* بہیجے جانے لگے - ٹامس ایسا ہوشیار شخص تہا کہ روسی افسرون کا ہاتہہ اُس تک نہ پہونچ سکا - اُس نے اپنی بی بی کو ساتہہ لیا اور حسرت سے اپنے وطن کو خیرباد کہی اور سلطنت آسٹریا مین جا کے پناہ لی - آسٹریا کے تخت پر ایک قدردان بادشاہ جلوہ افروز تہا اُس نے ٹامس کی بڑی قدردانی کی - اور نہایت عزت سے پیش آیا -

ٹامس نے چند ہی روز مین ایسے اولوالعزمی کے کام کیے اور اس خوبی سے شاہی خدمتین سرانجام دین کہ شہنشاہ آسٹریا کو اُس سے محبت ہوگئی - تدریجاً ترقی کرتے کرتے وہ گلیشیا کا گورنر ہوگیا - گورنری کے زمانہ مین اُسکے ہمراہ صرف ایک بی بی تہی یا پندرہ سولہ برس کی نوعمر اور حور وش لڑکی سوفیا اور اسکی کمسن خادمہ جین تہی - ٹامس کو اپنی حسین و نازنین بیٹی سے بڑی محبت تہی اور اُس کی تمام خوشیان گویا سوفیا ہی کی خوشی کے ساتہہ وابستہ تہین - سوفیا اپنے حسن و جمال کی مناسبت سے ہر قسم کی انسانی دلچسپیون کی شائق تہی - اسکی زندگی ایک سرسبز اور تروتازہ باغ مین گذرا کرتی تہی جسکے پہول اُس کے حسن و جمال کے آئینہ تہے اور جنکی تروتازگی اور لطافت اُسکی طبیعت کی کیفیت دکہایا کرتی تہی - وہ رنگ برنگ پہولون پر روز غور کرتی تہی اور اپنے لباس کے لیے کوئی ستہرا اور نظر فریب رنگ تجویز کرتی تہی - اُسکی سادی طبیعت مین ہنوز عشق کا خیال بہی نہین گذرا تہا - اور صرف اپنے حسن کی قدردانی ہی مین اپنے عیش و عشرت کے دن گذرا کرتی تہی - ٹامس روز اپنی بیٹی کو دیکہتا تہا اور ان جدتون کو دیکہہ کے جنکے ذریعہ سے سوفیا اپنے بانکپن کی وضع روز بدل بدل کے اپنی طبیعت داری ظاہر کرتی تہی خوش ہوتا تہا - سوفیا کبہی کبہی اپنے باپ سے اجازت

* سابیریا ایشیا کے بالکل شمال مین واقع ہوا ہے - ریگستانی ملک ہے اور ایشیائی روس کا بہت بڑا حصہ ہے - گورنمنٹ روس کے بڑے مجرم جنسے سنگین جرم ظہور مین آتے ہین وہ جلاوطن کر کے سابیریا مین بہیجدیے جاتے ہین - اور وہان کان کہودنے کا کام دیتے ہین -

سے بچے جاتی تھی اور کوہ کارپتھیین سے سترہ زار ون گھاٹ دان اور قلعون کی سیر کیا کرتی تھی۔ اکثر ہفتہ ہفتہ بھر اسکو انھین درون اور کوہساروں مین گذر جاتا تھا۔
سوفیا ایک روز انھین گھاٹ میدان کی سیر مین مشغول تھی کہ اتفاقاً اُسکی نظر ایک نوجوان پر جا پڑی۔ خدا جانے وہ کس جادو کی نظر تھی کہ اس نوجوان کی طرف جاتے جاتے سادہ دل سوفیا کے ہوش و حواس بھی اپنے ساتھ لیتی گئی۔ اور اُسکے معاوضہ مین نوجوان کی جو نظر سوفیا پر پڑی وہ گویا حسرت و الم اپنے ساتھ ہمراہ لیتی آئی تھی کیونکہ اُس گھڑی کے بعد پھر سوفیا کو وہ پہلی اطمینان اور غفلت شعاری کی سچی خوشی نہ نصیب ہوئی۔ خیر سوفیا نے بڑے دلی جوش سے اُس نوجوان کا استقبال کیا اور نہایت ہی بے صبری اور سرگرمی سے اُس نوجوان کی نازبرداری کرنے لگی۔ اُس شخص کے دل پر بھی سوفیا کا نشانہ پورا پڑا تھا۔ دونون دیر تک آپس مین باتین کرتے رہے۔ اور تھوڑی ہی دیر مین محبت کچھ مدرجہ ترقی کر گئی کہ نوجوان نے جسوقت آبدیدہ ہو کے رخصت ہونے کا نام لیا سوفیا زار و قطار رونے لگی اور نہایت ہی حسرت کے لہجے مین بولی "کیا تم کو نہین معلوم کہ تم سے جدا ہو کے میرا کیا حال ہوگا ؟"
نوجوان "ہاے۔ مین جس کے پاس رہون گا اُس کو ضرر پہونچاؤن گا۔ مین سرکاری مجرم ہون۔ آسٹریا کی زمین میری دشمن ہے۔ آسمان کی طرف دیکھ کے میرے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہین۔ ملک بھر کا ہر آدمی میرے خون کا پیاسا ہے اور میری جستجو مین ہے۔ پیاری سوفیا۔ تم اپنے ہان چھپا کے تم خود مجرم ہو جاؤ گی"
سوفیا۔ (آہ سرد کھینچکر) "مجھے مجرم ہو جانے سے کچھ خوف نہین۔ جو مصیبتین تمہارے سر پر نازل ہونگی انھین بڑی خوشی کے ساتھ مین اپنے سر پر لے لون گی"
نوجوان "نہین۔ نہین۔ مجھ سے نہوگا۔ (آنسو بہا کر) پیاری سوفیا۔ مجھسے نہوگا۔ اف۔ اپنی نازنین معشوقہ کو آفت مین پھنساؤن ! (کانپ کر) نہین ہرگز نہوگا"
سوفیا "مین وعدہ کرتی ہون کہ کسی کو خبر بھی نہوگی۔ کوئی کانون کان نہ جانے گا۔ میرے درمان کا حال باہر کسی کو نہین معلوم ہو سکتا۔ ابا جان کے رعب اور خوف سے اگر کسی کو خبر بھی ہو جائے تو کسی سے بیان نہ کرے گا۔ ابا جان گلیشیا کے گورنر ہین۔ اور تھوڑے دنون کے بعد اُن کے ذریعے سے مین تمہارے قصور بھی معاف کرا دون گی۔ کچھ خوف نہین۔ کوئی کچھ نہین کر سکتا۔ تم بس میرے ساتھ چلے چلو۔ آہ۔ تمہارا دامن مجھسے نہ چھوڑا جائے گا"

الغرض سوفیا مجبور کر کے نوجوان کو اپنے ساتھ لے گئی۔ اور اپنے باغ کی عمدہ پر تکلف کوٹھی مین ٹھہرایا۔ سوفیا شب و روز باغ ہی مین رہا کرتی تھی۔ اپنی بیٹی کے عاشق ٹامس کو خبر بہی نہ تھی کہ اسکی بیٹی کیون باغ مین رہا کرتی ہے۔ نازبرداری نے کبھی اسکو اپنی بیٹی سے اتنا بھی نہ پوچھنے دیا کہ اب وہ اُس سے کیون کم ملتی ہے۔ افسوس وہ بالکل غافل رہا اور زمانے کو اسکے ساتھ دشمنی کرنیکا پورا موقع مل گیا۔

سوفیا کو اپنے عاشق یا اپنے معشوق نوجوان کی خاطرداری اور دلدہی کرتے تقریباً دو برس گذر گئے۔ اتنے عرصے تک کبھی کوئی ایسا شخص نہ ملا جو نوجوان کی جستجو مین ہو۔ دونون عاشق و معشوق کو نہ کسی بات کا کھٹکا تھا اور نہ کسی امر کا خوف تھا۔ اُس پاکبازی کی صحبت مین سوفیا کے ساتھ اُسکی خادمہ جین بھی شریک تھی۔ جین ایک کمسن لڑکی تھی اور بچپن سے سوفیا کے ساتھ رہی تھی۔ کیونکہ جب دیانا† مین سوفیا پیدا ہوئی تھی اور اُسکی عمر کے دو چار سال گذرے تھے اُسی زمانے مین ٹامس نے جین کو پرورش کرنے کے وعدے پر ایک غریب عیسائی سے لیا تھا۔ کیونکہ جین کی مان کے مرجانے سے اُس غریب عیسائی کو اس کی پرورش نہایت دشوار تھی۔ دو چار برس کے بعد وہ بھی مر گیا اور جین کی پرورش بالکل ٹامس کے سر رہی۔ اسی وجہ سے جین اکثر ہر وقت پر سوفیا کے ساتھ رہا کرتی تھی۔ اور سوفیا کا کوئی راز اُس سے مخفی نہ تھا۔ سوفیا اسکو بالکل اپنی بہن کی طرح رکھتی تھی۔ اور یہی سبب تھا کہ اپنی پاکبازی کے عشق مین بھی اُسکو شریک کر لیا۔ جین چاہے کسی مزاج کی لڑکی ہو مگر اُس کے دل مین نمک حرامی کا خیال پیدا ہوا۔ خدا جانے کیا خاطر اُسے کسی بات کی تکلیف بھی نہین دی گئی تھی۔ جین نے ٹامس سے کہا کہ مین اپنی خالہ چار جنا سے ملنے کے لیے دیانا جاتی ہون۔ دو مہینے کے بعد واپس آؤنگی۔ فیاض دل ٹامس نے کچھ روپیہ دے کے رخصت کیا۔

جین نے سوفیا کے نوجوان عاشق سے اُس کا تمام حال دریافت کر لیا تھا اور اُسکی سب حالات سے مطلع ہو چکی تھی۔ دیانا پہونچ کے وزیر جنگ کے بیٹے سے ملی جسکی محبت کو شاید ایک عرصے سے دلمین چھپائے ہوئے تھی ۔ چونکہ اُس نوجوان کا پتہ لگانے والے کے لیے شہنشاہ آسٹریا کی طرف سے بہت کچھ انعام اور عزت کا وعدہ کیا گیا تھا لہذا جین نے وزیر جنگ کے بیٹے سے کہا کہ "اگر آپ میرے ساتھ شادی کرنے کا وعدہ کرین تو مین ایک ایسے سرکاری مجرم کا پتا لگا دون جس کی

† دیانا آسٹریا کا دارالسلطنت ہے۔ ایک زمانے مین ترکی فوج نے اس شہر کا محاصرہ کر لیا تھا ۔

وجہ سے آپ کو بہت کچھ انعام ملے گا اور آپ کی عزت مین بھی بہت ترقی ہوگی "
وزیر جنگ کا بیٹا " کون مجرم! "
مین نے نوجوان کا نام و نشان بتایا تو وزیر جنگ کا بیٹا بہت خوش ہوا اور فوراً شادی کا وعدہ کر لیا - غرض ظالم حسین کی اس گمراہی کا یہ نتیجہ ہوا کہ سرکار کی طرف سے اس مضمون کا ایک حکمنامہ وزیر جنگ کے نام صادر ہوا ہے -
"تحقیق طور پر معلوم ہوا ہے کہ شاہی مجرم سلیمان جس نے آشریہ مین سلطنت کے خلاف ایک باغیانہ سازش کی تھی اور ہماری رعایا مین ہماری عداوت کا جوش پیدا کیا تھا - اور جو دو برس سے روپوش ہے اسکو ہمارے گورنر گلیشیا نے اپنے یہان پناہ دی ہے - وہ دو برس سے وہ ٹامس گورنر مذکور کی بیٹی کے گھر مین چھپا ہوا ہے تم کو حکم دیا جاتا ہے کہ فوراً فوج لیکے جاؤ اور سلیمان کو مع ٹامس گورنر گلیشیا اور اسکی بیٹی سوفیا کے پا بزنجیر حاضر دربار کرو - اس بارے مین ہرگز طرح نہ دیجائے اور در صورت کوتاہی تم مجرم قرار دیے جاؤگے - تاوقتیکہ ہماری طرف سے کوئی باضابطہ انتظام کیا جائے اسوقت تک گلیشیا کی گورنری کا کام وزیر اعظم کے زیر نگرانی رہے "
اس حکمنامے کے آتے ہی وزیر جنگ نے اپنے بیٹے کی سرگروہی مین دو ہزار فوج اور ایک توپخانہ گلیشیا کی جانب روانہ کیا -
افسوس غریب سوفیا کی سادہ مزاجی نے اُس کے ساتھ ہی نہین اُس کے مہربان باپ کے ساتھ بھی بہت بڑی دشمنی کی - دو دن قبل اسکے کہ یہ فوج گلیشیا مین پہونچے ٹامس کو شاہی حکمنامے کی اطلاع ہوگئی اور یہ بھی معلوم ہوگیا کہ آج ہی کل مین اسکی گرفتاری کے لیے شاہی فوج آیا چاہتی ہے - وہ نہایت مضطرب ہوا بیتابی اور فکر سے اسکے ہوش و حواس ہی زائل ہوگئے - اسوقت اُسے اپنی تجربہ کاری اور ہوشیاری سب چیزین بیکار معلوم ہوتی تھین وہ آنکھون سے دیکھ رہا تھا کہ موت ایک دیو کیطرح سامنے منہ پھیلائے کھڑی ہے - اور اسی خوف اور مایوسی کے عالم مین خیال نے اُسے دکھایا کہ گویا موت کے دیو کے منہ مین جو پہلا لقمہ گیا وہ اسکی نازنین اور خوش خصال بیٹی سوفیا ہے - یہ دیکھتے ہی وہ کانپ اُٹھا اور یکایک گویا ہوش مین آکے چارون طرف حسرت سے دیکھنے لگا - دیکھا تو سوفیا سامنے کھڑی ہے اور پوچھ رہی ہے " ابا جان کیون ؟ آپ متفکر کیون ہین ؟ "

یہ جملہ سن کے ٹامس ایک سناٹے مین آگیا۔ اور ایک آہ سرد کھینچ کے گردن جھکالی۔ سوفیا جس نے اپنے ناز بردار باپ کو ایسی مایوسی اور حسرت کے عالم مین کبھی نہین دیکھا تھا گلے مین ہاتھ ڈال کے کہنے لگی "ابا جان کیون کیا ہوا؟ آخر آپ اسقدر کیون ملول ہین؟ کیا مجھ سے کوئی خطا ہوئی؟"

ٹامس نہایت ہی متین اور ضابطہ شخص تھا۔ کہنے لگا "نہین - تم کیا جانو ہمارے نام ایک سرکاری حکم ہوا ہے"

سوفیا "کیا حکم ہوا ہے!"

ٹامس نے بغیر اس کے کہ کسی قسم کی اپنی ناراضی ظاہر کرے سوفیا کو شاہی پروانے کا مضمون سنادیا۔ اتنا سننا تھا کہ سوفیا دم بخود رہ گئی۔ اسکی آواز رک گئی۔ اس کے گلابی رخساروں پر زردی چھاگئی۔ اس کے تر و تازہ ہونٹھ خشک ہو گئے۔ اس کی آنکھین حسرت و یاس کے ساتھ جھکین اور گویا اٹھنا بھول گئین۔ دیر تک اسکی زبان سے کوئی لفظ نہ نکلا۔ آخر دیر کے بعد کہنے لگی "افسوس مین عشق کو جرم نہین سمجھتی تھی۔ مجھے بالکل نہین خیال تھا کہ عشق نے اپنے مجرمون کو بہت سخت سخت سزائین دلوائی ہین۔ آہ اسکی کیا خبر تھی!۔ ہائے اپنے جرم مین مین نے اپنے پیارے باپ کو بھی شریک کر لیا۔"

اس کے بعد ٹامس کی طرف متوجہ ہوئی اور عاجزی کے لہجے مین کہنے لگی "ابا جان بیشک مین مجرم ہون۔ مگر صرف اسی قدر کہ آپ پر ظاہر نہین کیا۔ اور مین کسی بات کی مجرم نہین۔ مین خدا کی گناہگار نہین ہون۔ میرا دامن اسوقت تک پاک ہے۔ میری عصمت مین آج تک کوئی فرق نہین آیا۔ مین صرف اتنی ہی خطاوار ہون کہ اُس سے محبت کرتی ہون۔ اور کوئی تعلق نہین۔ مین اس تجویز مین تھی کہ موقع پاکے آپ سے اجازت لیکے شادی کرلون گی۔ مجھے معلوم تھا کہ وہ شاہی مجرم ہے۔ لیکن یقین تھا کہ آپ اُس کی خطا معاف کرالین گے۔ افسوس اب کچھہ نہین ہو سکتا۔ اور مین آپ کی گناہگار ہوگئی۔" گھٹنون کے بل کھڑے ہوکر اور ہاتھ جوڑکر "ابا جان مین آپ کی تقصیر دار ہون۔ قبل اسکے کہ عشق مجھے شاہی سزا دلوائے آپ میرا قصور معاف کر دیجیے" اور زار و قطار رونے لگی۔ پھر جوش کے لہجے مین کہنے لگی "ابا جان۔ صدقے میری خطا معاف کرکے مجھے رخصت کیجیے کہ اُس سے بھی رخصت ہولون جس نے مجھے

مجرم ٹھہرایا۔ اور جو خود بھی میری وجہ سے آفت میں پھنسا ہے"

ابی۔ (آنسو بہاکے) دیبٹی۔ مجھے تیرے کہنے کا یقین ہے۔ تو پیارا ہے۔ سوفیا۔

مجھے گنہگار کون کہیگا۔ صرف قسمت کی دشمنی ہے۔ میں بھول گیا تھا کہ پوسٹ کا رستہ

روکون۔ جو میرے سب ہم وطنون کے ساتھ ہوا وہی میرے ساتھ بھی ہونا چاہئے تھا۔

سوفیا۔ اب تو سب حال ظاہر ہوگیا۔ اور تھوڑی دیر میں فیصلہ بھی ہو جائے گا۔ اتنا تو

بتا وہ شخص کہاں ہے جس نے تجھ پر ایسا جادو کردیا"

سوفیا۔ اباجان۔ میں نے اسے اپنے باغ میں رکھا۔ اسوقت تک وہ وہیں ہے۔

افسوس یہ باغ عنقریب ہماری صحبتون سے ہمیشہ کے لیے محروم ہو جائے گا۔ آہ۔ آرزو

کی پوری ہوسکی!"

باپ۔ اچھا۔ سوفیا۔ اب تم جاؤ۔ میں سوچتا ہون۔ شاید کوئی نجات کی تدبیر ذہن میں

آجائے"

سوفیا اپنے باپ سے اجازت لے کے باغ میں گئی۔ اور ساری سرگذشت اور مصیبت رو رو کے

اپنے عاشق سے بیان کی۔ جو سنتے ہی ایک سکتے میں آگیا پھر بولا۔

سلیمان۔ سوفیا۔ میں نے تم سے پہلے ہی کہدیا تھا۔ مگر تمہارے تم نے نہ مانا۔ یہ دن میرے

لیے ایک روز ضرور پیش آنے والا تھا۔ لیکن اب تم اور تمہارے باپ بھی اس بلا میں پھنس

گئے"

سوفیا۔ آؤ ہم دونون اچھی طرح رخصت ہولیں۔ افسوس یہ آخری ملاقات ہے"

سلیمان۔ آہ۔ رخصت تو خواہ مخواہ ہونا ہوگا۔ لیکن مناسب ہے کہ اس وقت تم مجھے

یہان سے نکال دو۔ یہاں فوج آئے ڈھونڈے گی اور تمہارے یہان مجکو نہ پائے گی

پھر میں کسی دوسرے ذریعہ سے حاضر ہوکر کہدونگا کہ میں کسی اور مقام میں تھا۔ گلیشیا

میں گیا ہی نہیں۔ پیاری سوفیا۔ اس طرح تم بچ جاؤ گی۔ اور میں تو کسی طرح

بچ ہی نہیں سکتا۔ اگر مارا جاؤن تو صبر کر لینا"

سوفیا۔ نہیں۔ نہیں۔ چاہے کسی کا ساتھ چھٹ جائے مگر تمہیں نہ چھوڑون گی۔ تم پوشیدہ

پوشیدہ اب تک نکل گئے ہوتے۔ مگر میری وجہ سے تم نے آج یہ دن دیکھا۔ ہان یہ

ہوسکتا ہے کہ ہم دونون یہان سے چلے جائیں۔ اباجان کو شاید اسطرح نجات مل جائے"

سلیمان "جب تم غائب ہوگی تو سب کو یقین ہو جائے گا کہ بے شک مین تمہارے ہی ہون ہوش تھا۔لیکن اب بیکار بیٹھنے کا وقت نہین ہے۔انسان سے جہان تک ہو سکے اپنے ہاتھ پاؤن سے کام لے۔تمہارے ابا جان کیا کر رہے ہین؟"

سوفیا "ہائے وہ تمہارے سامنے کیونکر آئین گے۔اُن سے تو آیا ہی نہ جائے گا ورنہ مین اُن کو یہان لے آتی۔تم اور وہ دونون مل کے کوئی تدبیر سوچو تو شاید کوئی بات خیال مین آئے"
یہ باتین ہو ہی رہی تہین کہ ٹامس آگیا۔

سوفیا "لو وہ خود ہی آگئے" اور کھڑی ہوگئی۔سلیمان نے ادب سے سلام کیا اور سکوت کے ساتھ کھڑا ہوگیا۔ٹامس نے سر سے پاؤن تک سلیمان کو غور سے دیکھا ہاتھ پکڑ کے بٹھایا اور پوچھنے لگا "آپ نے کون ایسا جرم کیا کہ شہنشاہ آسٹریا اس قدر برہم ہین؟ اور ایسا سخت حکم دیا گیا ہے؟"

سلیمان "مین ایک مسلمان ترک ہون۔سرویہ* مین سیر کرنے کی غرض سے آیا تھا۔سرویہ مین ایک تاجر سے ملاقات ہوگئی اور وہ مجھے رغبت دلا کے آسٹریا مین لے آیا۔مین نے بھی کہا کہ ویانا کی صورت ضرور دیکھنا چاہیے۔کیونکہ ایک زمانے مین ہمارے بزرگون نے اس کا محاصرہ کرلیا تھا۔اور عموماً ترک لوگ اسے اپنی ترقی کی حد تصور کرتے ہین۔مین عرصے تک ویانا مین رہا۔اتفاقاً ایک مرتبہ ایک پادری سے ملاقات ہوئی جس نے کچھ مذہبی بحث چھیڑی۔شاید یہ امر دنیا بھر پر ظاہر ہوگا کہ ہم مسلمان لوگ اپنے دین کے پکے ہوتے ہین مذہب کے سامنے ہمین دنیا کی کل سلطنتین اور کل چیزین ہیچ معلوم ہوتی ہین۔مین نے پادری کے سوالات کے جواب دیے۔رد و بدل مین بحث زیادہ بڑھی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ایک عام مجمع مین مینے پادری کو قائل کر دیا۔اور آخر مذہبی جوش نے مجھے اس بات پر مجبور کیا کہ ویانا کی سڑکون پر کھڑا ہو کے دین اسلام کی تبلیغ کرنے لگا۔ویانا مین یہ بالکل ایک نئی بات تھی۔مین جس وقت وعظ کہتا تھا ہزارہا آدمی مجھے آکے گھیر لیتے تھے۔اور مین زور دیدیکے توحید کو ثابت کرتا تھا۔میری یہ کوشش بیکار نہین ہوئی۔مین نے پندرہ ہی بیس روز مین تین چار آدمیون کو مسلمان کرلیا۔پادری میری اس کامیابی کو دیکھ کے نہایت

* سرویہ یورپ مین ترکون کا ایک بڑا صوبہ تھا جو آسٹریا کی سرحد سے ملا ہوا ہے۔گذشتہ جنگ روم و روس کے بعد آزاد ہوگیا۔

افروختہ ہوئے۔ اور مباحثہ مین عاجز آگئے انہون نے میرے زک دینے کا دوسرا پہلو شروع کیا۔ وہ یہ کہ تمام روسا اور عمائد کے پاس جاکے شکایت کی کہ مین سلطنت کے خلاف وعظ کہتا ہون۔ اور لوگون کو بغاوت پر آمادہ کرتا ہون۔ بیشک اس کارروائی مین وہ مجھپر غالب آگئے تمام شہر میرا دشمن ہوگیا۔ اور آخر شہنشاہ تک نوبت پہونچی جسکا نتیجہ ہے جو آپ ملاحظہ فرماتے ہین۔"

ناس۔ "یہ تو کوئی جرم کی بات نہین ہے"

سلیمان۔ "یہان آئے پائے نہ تھے بس یہی ایک جرم ہے کہ مین مسلمان ہون۔"

ناس۔ "آپ کا مکان خاص قسطنطنیہ مین ہے؟"

سلیمان۔ "جی ہان مین قسطنطنیہ کا رہنے والا ہون"

ناس۔ "آپ کے والد کا کیا نام تھا؟"

سلیمان۔ "مین سلطان کے چچا کا پوتا ہون۔ اور شاہی خاندان سے ہون۔"

ناس نے یہ سن کے حیرت سے سلیمان کو دیکھا۔ اور کہنے لگا "یہ سن کے مین بہت خوش ہوا آپ شاہی خاندان سے ہین۔ اگرچہ یہ خوشی تھوڑی ہی دیر مین تمام ہوجائے گی"

سلیمان۔ "اب اپنی حفاظت کی کوئی تدبیر کرنا چاہیے۔ یہ باتین بہت برا نتیجہ پیدا کرین گی"

ناس۔ "اسوقت تو میرے خیال مین کوئی بات نہین آتی۔ میرے حواس ٹھکانے نہین ہین۔ آپ ہی کچھ سوچیے"

سلیمان۔ "میری راے مین تو یہ مناسب ہوگا کہ آپ کسی ملکی کام کے بہانے سے شمال کی طرف تشریف لیجائیے اور جلدی سے جتومیر* مین پہونچ جائیے۔ اور مین آپ کی صاحبزادی کو لیکے کوہ کارپتھین کی طرف جاتا ہون۔ اور اسکی گھاٹیون اور سلسلے کے دامن مین چھپا ہوا آؤنگا اور دو چار روز مین آپ کے پاس پہونچ جاؤن گا۔ اگر سوفیا آپ کے ساتھ جائین گی تو شاید لوگون کو کچھ خیال ہو"

سوفیا۔ "ہان اباجان۔ یہی ٹھیک ہے۔ دو چار روز کے لیے مین آپ سے جدا رہون گی آپ سمجھیے گا کہ جسطرح مین ہمیشہ کوہ کارپتھیر مین جایا کرتی ہون ابکی بھی گئی ہون"

* جتومیر۔ روس کا ایک شہر ہے۔ جو گلیشیا سے نکل کے روس کی عملداری مین شمال و مشرق کی جانب تقریباً چالیس پچاس میل پر واقع ہے۔

ٹامس نے بہتر۔ توتم دونون آج ہی روانہ ہو۔ مین کل صبح کو یہان سے چلون گا۔
سلیمان نے نہین۔ آپ بہی آج ہی اس شہر کو چھوڑ دیجیے۔ اب یہان کسی کا اعتبار نہین۔
ٹامس نے مین کل صبح کو چلون گا۔ اگر خدا کی مرضی ہے تو وہ ہماری جان بچا دے گا
یہ کہہ کے ٹامس نے اپنی بیٹی اور سلیمان کو رخصت کیا۔ اور اپنی خاص کوٹھی مین آکے ایک تنہا کمرے مین بیٹھ کے خیال کے میدان مین ہر طرف دوڑنے لگا۔ ہر قسم کے خیالات آتے تھے اور اُس کے دل پر ایک اثر پیدا کر کے چلے جاتے تھے۔ پہلے دیر تک اپنی موجودہ حالت پر غور کرتا رہا۔ کبھی مایوسی دہمکاتی تھی کہ اب نجات مشکل ہے۔ کبھی امید خوش کر دیتی تھی کہ بھاگ کے جان بچ جائے گی۔ آخر ہر طرف سے پھر کے اُسکے خیالات سوفیا اور اس کے عاشق اور دلربا شاہزادہ سلیمان کی طرف گئے۔ دل مین کہنے لگا "اگرچہ سوفیا نے اپنے عشق کو مجھ سے مخفی رکھا مگر اصل مین گنہگار نہین ہے۔ عشق کوئی جرم نہین ہے۔ اُس نے بڑے استقلال سے اپنی عصمت کو باقی رکھا۔ دو برس تک ایک عاشق کی صحبت مین رہی جو اُس کے دل پر فتح پا چکا تھا اور آج تک پاکدامن ہے۔ میری پاکباز لڑکی تیری کوئی خطا نہین۔ جو کچھ خطا ہے میری تقدیر کی۔ تیرا عاشق بہی کوئی ایسا شخص نہین کہ اُس سے تعلق پیدا ہونا ہمارے لیے باعث ننگ ہو۔ وہ ایک شاہنشاہی نسل سے ہے۔ اگرچہ مسلمان ہے مگر بڑا پاکباز اور نیک طینت ہے ہماری طرح وہ بہی سلطنت آسٹریا کے ہاتھ کا ستایا ہوا مظلوم ہے"

غرض ٹامس نے یہ رات بسر کی اور صبح کو اٹھ کے روانگی کا سامان کرنے لگا۔ سب سامان درست کر کے اُس نے گلیشیا کی سرزمین کو حسرت کی نظر سے دیکھا۔ کیونکہ بارہ تیرہ برس تک اُسکی ہر چیز اُس کے اختیار مین تھی۔ گھوڑے پر سوار ہوا۔ اور شمالی حدود کی طرف روانہ ہوا جدہر سے ایک ہی منزل کے بعد روس کی سرحد شروع ہوگئی ہے۔

ٹامس جانے کو تو جا رہا تھا مگر بار بار پھر پھر کے دیکھتا جاتا تھا کہ کوئی اُس کی جستجو مین تو نہین آ رہا ایک میل بہر جانے پایا ہو گا کہ پلٹ کے دیکھا تو ایک گرد نمودار ہوئی۔ یہ گرد اُسکی آنکھون کو موت کا نقاب معلوم ہوئی۔ کیونکہ اُس کے خیال مین اس گرد کے دامن مین اُسکے دشمن اور اُن کے ساتھ ہی اُسکی موت بہی چھپی ہوئی تہی۔ مستقل مزاج بوڑہے ٹامس نے گھوڑا بڑھایا۔ مگر وہ گرد بڑہتی آتی تھی۔ اور آخر اُس مین سے مسلح سوار نمودار ہوئے جنہون نے آتے ہی

اُسکا گھیر لیا۔ ٹامس نے دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ وہ شاہی فوج ہی ہو اسکے گرفتار کرنے کے لیے آئی ہے۔ ٹامس نے بہت کچھ اپنی بے گناہی ثابت کی مگر کچھ سماعت نہ ہوئی۔ مجبوراً اُس نے ہوا کھینچ کے دشمنوں پہ حملہ کیا۔ وہ چار ند اجل ہوئے۔ آخر ٹامس بھی زخمی ہو کے گرا۔ اور گرفتار کر لیا گیا۔ وزیر جینٹ کا بیٹا ٹامس کو گرفتار کر کے ویانا میں لے گیا۔ شہنشاہ اسٹریا نے ٹامس کو اپنے بلایا۔ اور غصے کے لہجے میں کہنے لگا ”ٹامس۔ تم نے ہمارے مجرم کو اپنے گھر میں پناہ دی۔ تم سے ایسی نمک حرامی!“

ٹامس ”حضور میں بالکل اس سے واقف نہ تھا۔ میری بیوی سوفیا نے اُسکو اپنے پاس رکھا تھا“

شہنشاہ ”سوفیا کہاں ہے؟ جہاں ہو اسے لا کے اس مجرم کے حاضر کرو۔ ورنہ تم کو بہت سخت سزا دیجائے گی“

ٹامس ”میں زندگی سے سیر ہو چکا ہوں۔ مجھے نہیں معلوم کہ سوفیا اور وہ شخص کہاں ہیں“

شہنشاہ ”کیا تمکو نہیں خبر تھی کہ وہ شخص تمہارے گھر میں ہے؟“

ٹامس ”حضور میں بالکل واقف نہیں“

اس وقت جین سامنے لاکے حاضر کی گئی۔ اور اُس سے سوال کیا گیا کہ کیا ان کو اس شخص کا حال نہیں معلوم تھا؟“

جین نے سر جھکا لیا۔ اور نیچی آواز میں کہنے لگی ”ہاں ان کو خبر تھی مگر انہوں نے کوشش کی کہ اُسکو پوشیدہ رکھیں اور کسی کو خبر نہو“

ٹامس نے نہایت حیرت کی نگاہ سے جین کو دیکھا اور کہنے لگا ”جب یہ کہتی ہے تو بیشک میں مجرم ہوں۔ جین۔ میں نے تیرے ساتھ کیا برائی کی تھی؟ بس اتنا بتا دے“ جین نے کچھ جواب نہیں دیا۔ اور شہنشاہ نے حکم دیا کہ ٹامس کا سر کاٹ کے تشہیر کیا جائے تاکہ لوگوں کو معلوم ہو کہ شاہی مجرم کو چھپا رکھنے کی یہ سزا ہے۔ فوراً اس حکم کی تعمیل کی گئی۔ اور غریب ٹامس نے اس حسرت اور یاس کے عالم میں اور اس استقلال سے اپنی جان دی۔

چوتھا باب

باقی داستان

وہ دونوں عاشق دلدادہ سوفیا اور سلیمان پہلے ہی روز رات کو کوہ کارپیتھین میں پہونچ گئے

کارپتھین کی گھاٹیون نے اُنہین اپنے دامنون مین چھپالیا۔ دو دن تک پہاڑون ہی پہاڑون چلے گئے۔ چوتھے روز گھاٹیون سے نکل کے شمال کی طرف چلے اور سرسبز میدانون کو دو دن مین طے کرکے گلیشیا کی سرحد سے باہر نکلے اور روس کی عملداری مین داخل ہوگئے۔ دونون کے گھوڑے تھک گئے تھے۔ ایک روز سرحد کی ایک چھوٹی سی بستی مین قیام کیا۔ اور صبح کو تڑکے سے روانہ ہو کے شہر جتومیر مین داخل ہوئے۔ یہان پہونچ کے ان لوگون کی جان مین جان آئی۔ اور سوفیا نے خندہ پیشانی سے اپنے عاشق کی طرف دیکھ کے کہا "خدا کا ہزار ہزار شکر کہ اب ہم کو اطمینان نصیب ہوگیا۔ مگر اب اباجان کو تلاش کرو۔ وہ ہم سے کئی روز پہلے یہان پہونچ گئے ہون گے۔ کیونکہ ہم چکر کھا کے آئے اور وہ سیدھے راستے آئے ہون گے"

سلیمان "مین آج یہان کے ہوٹلون مین جا کے دریافت کرون گا۔ مگر پہلے تمہاری ٹھہرنے کا بندوبست کرلون"

سلیمان نے ایک مختصر سا مکان کرایہ پر لیا۔ اپنی دلربا معشوقہ سوفیا کو اُسمین ٹھہرا کے خود ٹامس کی جستجو مین روانہ ہوا۔ کئی ہوٹلون مین دریافت کیا مگر کہین پتا نہ لگا۔ آخر ناکام واپس آیا اور سوفیا سے کہا "تمہارے والد کا کہین پتہ نہین لگا۔ یہان کے سب ہوٹلون مین دریافت کرآیا۔ کسی مین نہین ہین" یہ سُن کے سوفیا کے نازک دل مین بُرے بُرے خیالات آنے لگے اور خود بخود اُس کا دل گواہی دینے لگا کہ گویا وہ ہمیشہ کے لیے اپنے نازبردار اور مہربان باپ سے جدا ہوگئی۔ سلیمان کے دل مین بھی اسی قسم کے خیالات تھے مگر وہ اپنے مردانہ ضبط اور استقلال سے کام لیتا تھا اور ہر وقت سوفیا کی دلدہی اور تسلی کرتا رہتا تھا۔ سلیمان ہفتہ تک روز ہوٹلون مین جایا کیا مگر ٹامس کا پتہ نہ لگا۔ یہ معلوم کرکے سلیمان واپس آیا۔ اور نہایت حیرت سے ساری داستان اپنی معشوقہ سوفیا کو سنادی۔ سوفیا کو نہایت صدمہ ہوا۔ کئی روز تک زار وقطار روتی رہی اور سلیمان تسلی دیتا رہا۔ مہینہ دو مہینے مین سوفیا اپنے باپ کا غم بھول گئی۔ سلیمان کے ساتھ اسکی محبت اور بلکہ بدرجہا زیادہ ترقی کرگئی تھی۔ دونون نے جتومیر کے گرجے مین جا کے اپنا نکاح پڑھا لیا۔ اور سلیمان نے دو ایک مسلمانون کو فراہم کرکے جو بغرض تجارت وغیرہ وہان آئے ہوئے تھے مسلمانون کے طریقے پر بھی تجدید نکاح کرلی۔ اب سلیمان اور سوفیا دونون نہایت اطمینان سے زندگی بسر کرنے لگے۔ سال بھر تک دونون ایک دوسرے کی نازبرداری اور دلداری کرتے رہے۔

سلیمان نے شہر جتومیر مین کچھ سلسلۂ تجارت شروع کر دیا تھا مگر یہ شہر ترقی تجارت کے لیے [illegible] مفید نہ تھا اسوجہ سے دوسرے برس اُس نے اپنی دردمند اور دلربا معشوقہ سوفیا کو ہمراہ لیا۔ اور شہر جتومیر کو چھوڑ کے شہر کیو* مین سکونت اختیار کی۔ کیو ایک آباد شہر تھا۔ دریاے ڈنائیپر کے کنارے واقع ہوا تھا۔ سلیمان نے تاجرانہ حیثیت سے تو خاص شہر کیو مین سکونت کی۔ مگر اپنی زندگی کو فارغ البالی سے بسر کرنے کے لیے وہان سے شمال کی طرف چند میل ہٹ کے عین اُس موقع پر جہان دریاے ڈسنا آکے دریاے ڈنائیپر مین مل گیا ہے ایک خوشنما مختصر سی عمارت بنوائی جس کے گرد دریا کے روانی اور زمین کی شادابی سے ہر موسم مین ایک کیفیت رہا کرتی تھی۔ سلیمان چونکہ سوفیا کے مذاق سے واقف تھا لہذا اُس نے اپنی پیاری بی بی کے قدیم مذاق کے موافق اس سبزہ زار کو اپنی سکونت کے لیے منتخب کیا تھا۔ شہر کیو تجارت کے لیے نہایت مناسب معلوم ہوا کیونکہ دریائی راستہ سے بندرگاہ اُڈیسہ+ تک آمد و رفت کا سلسلہ قائم تھا۔ سلیمان کی تجارت کو چند روز مین بہت فروغ ہوا۔ اور کیو مین وہ ایک نہایت ہی متمول اور معتبر شخص سمجھا جانے لگا۔ اُسکی کشتیان ہمیشہ اُڈیسہ اور کیو کے درمیان مین آتی جاتی رہتی تھین۔ دریاے ڈنائیپر کو اس سلسلہ نے بڑی رونق دیدی تھی کہ پری جمال اور ماہ جبین سوفیا ایک چھوٹے سے بجرے مین سوار ہو کے دس دس میل تک سیر کرتی چلی جاتی تھی۔

نکاح کے دوسرے سال سوفیا کے ایک لڑکی ہوئی۔ یہ لڑکی شکل اور صورت کے لحاظ سے ایسی حسین پیدا ہوئی تھی کہ مان باپ دونون کا ہر گھڑی یہی جی چاہتا تھا کہ اُسکی صورت دیکھا کرین یا اُٹھا کے کلیجے مین تھام لین۔ باپ نے اپنے قومی شوق سے لڑکی کا نام نور الصباح رکھا۔ مگر مان پیار سے اُسے اینجلنا کہا کرتی تھی۔ اب سلیمان اپنی لڑکی کی پرورش کرنے مین نہایت اطمینان اور خوشی سے زندگی بسر کرتا تھا۔ اور سوفیا بھی دریاے ڈنائیپر کے کنارے

* شہر کیو روس کی جنوبی طرف یورپ مین ہے۔ ایک آباد شہر ہے۔ دریاے ڈنائیپر اسکے نیچے بہا ہوا جا کے بحر اسود مین گرا ہے۔

+ اُڈیسہ ایک بڑا شہر ہے اور شمالی ساحل بحر اسود پر واقع ہے۔ سلطنت روس کا بہت بڑا بندرگاہ ہے۔ اور بہت سے جنگی جہاز ہر وقت اسکے سامنے کھڑے رہتے ہین۔ روس و روم کی لڑائیون مین کئی دفعہ اس پر بھی گولہ باری ہو چکی ہے۔

آرام سے رہتی تھی۔ سوفیا کو اب دنیا کا کوئی غم نہ تھا۔ باپ کا غم بھی اس گلبدن لڑکی نے بھلا دیا تھا جو اُس کی گود میں لیٹ کے مسکراتی تھی اور ٹامس کے خیال کو بھلا دیتی تھی۔
سلیمان ایک روز تنہا بیٹھا خیالی عالم کی سیر کر رہا تھا اور اُس کا دل اُسے ابھی گئی باتیں یاد دلاتا تھا اور کبھی آئندہ کی طرف لیجاتا تھا۔ پہلے دل میں آئی کہ سلطنت روس کی سکونت ترک کردے اور اپنے وطن قسطنطنیہ میں جا کے اطمینان اور فراغت اور شاہانہ شان وشوکت سے رہے۔ مگر یہ خیال فوراً اُس کے دل سے نکل گیا۔ چونکہ وجود سلطان ترک کے بادشاہ ہونے سے اور شاہزادوں کی دل شکنی ہوگئی تھی۔ اور وہ ممالک ترک میں جا کے کسی کو اپنی صورت دکھانا نہیں پسند کرتا تھا۔ اور اسی خیال سے کبھی بھی کسی پر اس نے اپنی خاندانی وقعت نہیں ظاہر کی تھی۔ اس کے بعد اس کے دل میں ایک اور خیال آیا جس نے اس کی زندگی کے اصول کو بالکل بدل دیا۔ وہ دل میں کہنے لگا کہ میں ایک ترک ہوں۔ اور میرا کام سپہگری ہے۔ بازاریوں کی طرح لین دین کرنے میں میری بے عزتی ہے۔ یہ خیال ترقی کرتا گیا اور آخر اُس نے دل میں ٹھان لی کہ تمام کاروبار تجارت کو موقوف کرکے روسی فوج میں کسی ممتاز عہدے پر مامور ہو اور اپنی سپہگری کے جوہر دکھائے۔ سوفیا نے اس ارادے سے بہت روکا مگر سلیمان نے چند ہی روز میں معاملات تجارت چھوڑ دیے۔ اور اوڈیسہ کے کمانڈنگ افسر سے مل کے نوکری کی درخواست کی اور ایک رسالہ کا کرنل ہو گیا کئی مہموں پر جا کے اُس نے ایسی کارگذاریاں دکھائیں اور ایسا بہادر سپاہی ثابت ہو گیا کہ چند ہی روز میں گورنمنٹ روس کے اعلیٰ افسروں میں شمار کیا جانے لگا۔
اندنوں ایک ایرانی شاہزادہ بھی روسی جنگی خدمات کو سرانجام دے رہا تھا۔ اُس کا نام میرزا عباس تھا اور خود اپنے شوق سے آکے روسی فوج میں ملازم ہوا تھا۔ شاید باطن میں کوئی اور بات ہو مگر بظاہر صرف مذہبی مخالفت کی وجہ سے میرزا عباس و شاہزادہ سلیمان میں رقابت اور عداوت پیدا ہو گئی۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ میرزا عباس بھی نہایت درجہ بہادر اور جری شخص تھا۔ ایک موقع پر میرزا عباس سے سلیمان ملا تھا۔ اور ابتدائی ملاقات میں دونوں ایک دوسرے کے دوست ہوگئے تھے باہمی تعلقات اعتدال سے زیادہ بڑھ گئے۔ اور یہاں تک نوبت پہونچی کہ دونوں سے

...نے ایک دوسرے پر ظاہر کر دیے - میرزا عباس کی خاندانی وقعت تو سب ہی ...
...م تھی مگر سلیمان کا حال کوئی نہیں جانتا تھا - اس نے بے تکلف اپنے کل حالات ابتدا سے
...تک ظاہر کر دیے جسکی وجہ سے میرزا عباس کو سلیمان سے اور بھی زیادہ انس ہو گیا -
...روز باتوں باتوں میں کچھ مذہبی ذکر چھڑا - اور بحث نے یہاں تک طول کھینچا کہ دونوں
...چہرے سرخ ہو گئے - خیر اسوقت میرزا عباس برہم ہو کے اٹھ چلا گیا - ...
... دونوں کو ایک دوسرے کے زک دینے کی فکر ہو گئی - کاش عداوت کا اسی پر خاتمہ ہو جاتا
...نہیں - اتفاقی کسی دن ماسکو* کی بازار میں دونوں کا سامنا ہو گیا - اور دونوں کے
...میں ایک دوسرے کی صورت دیکھ کے کچھ ایسا جوش پیدا ہوا کہ بیزار آنکھ میں
...تے ہی دونوں نے ایک دوسرے پر حملہ کر دیا - سلیمان نے تلوار ... اور میرزا عباس نے
...لیا - میرزا عباس اگرچہ کسی قدر زخمی ہو گیا تھا مگر تلوار کھاتے ہی اس نے تپنچہ سر کیا -
اور سلیمان گولی پڑتے ہی گھوڑے سے گر پڑا - اور دس ہی بارہ منٹ میں تمام ہو گیا -
آپ خیال کر سکتے ہیں کہ یہ خبر سن کے سوفیا کے دل پر کیا گذری ہوگی - ایجلینا ابھی چار برس
کی تھی کہ تقدیر نے اسے یتیم کر دیا - سوفیا کی ایسی عاشق صفت معشوقہ جس کا دنیا
میں کوئی خبرگیراں نہ تھا قضا کے ہاتھوں یوں بیوہ بنائی گئی - سوفیا کو اتنا بڑا صدمہ
ہوا کہ وہ کسی طرح زندہ ہی نہیں رہ سکتی تھی - وہ بالکل خاموش ہو گئی - اور یہ
اس غضب کی خاموشی تھی کہ پھر نہ بولی - چار ہی پانچ روز میں اس صدمہ نے اس کا
بھی کام تمام کر دیا - اور چار برس کی بھولی معصوم ایجلینا ماں باپ دونوں سے جدا کر دی
گئی -

سلیمان کی تمام دولت پر روسی گورنمنٹ کا قبضہ ہو گیا - اور تحقیقات کی جانے لگی کہ
اسکے بارہ میں کیا کارروائی کی جائے - سلیمان کی خدمات نے اسکو گورنمنٹ کا بہت
... ہمدرد ثابت کر دیا تھا -

میرزا عباس نے صرف ان حقوق کے تلف کرنے کے لیے یہ بات علانیہ گورنمنٹ روس تک

---

* ماسکو یورپ میں روس کا عظیم الشان شہر ہے - اور عرصہ تک دارالسلطنت رہ چکا ہے
نپولین نے اس شہر کو تباہ کر دیا تھا - اسیوقت سے چھوڑ دیا گیا - اور سینٹ پٹرس برگ عام
تختگاہ روس قرار پایا -

ظاہر کردی کہ سلیمان کوئی معمولی ترک نہ تھا بلکہ ایک شاہزادہ تھا۔ روسی وزیر جنگ نے تمام پہلوؤن پر غور کرکے یہ قرار دیا کہ اگر ایجلنا چاہے تو اپنے باپ کے وطن قسطنطنیہ مین چلی جائے اُس صورت مین گورنمنٹ روس پر اُس کا کوئی حق نہ ہوگا اور اگر یہان رہنا چاہے تو اُس کے باپ کی تمام جائداد فروخت کرکے بینک مین جمع کردی جائے اور چار ہزار روپیہ ماہوار شاہی خزانے سے اُس کے باپ کی خدمات کے صلے مین اُسے ملا کرے۔ اور ملک بھار یا مین کوئی عمدہ مقام تجویز کردیا جائے گا جہان اُسکو ہمارے مقرر کیے ہوئے دلی کی زیر تربیت زندگی بسر کرنا ہوگی۔ واقعی یہ تجویز عمدہ تھی۔ ایجلنا نے ترکی مین جانے سے انکار کیا۔ سلیمان کی کچھہ جائداد ضرورت کے مناسب اُسکو دیدی گئی۔ باقی فروخت کردالی گئی۔ کل نو لاکھہ روپیہ اُس جائداد سے حاصل ہوا جو روسی بینک مین جمع کردیا گیا۔ اس روپیہ کا سود تین ہزار چھہ سو روپے ماہوار تھا اور چار ہزار روپیہ تنخواہ کل سات ہزار چھہ سو روپیہ ماہوار کی آمدنی سے بیکس ایجلنا کی پرورش کی جاتی تھی۔ اگرچہ میرزا عباس اپنی کوششون مین نہین کامیاب ہوا۔ وہ چاہتا تھا کہ سلیمان کی کل جائداد گورنمنٹ روس ضبط کرلی جائے۔ مگر روسی وزیر جنگ نے سلیمان کی خاندانی وقعت پر خوب غور کرکے یہ کوشش ضرور کی کہ ایجلنا کے بلوغ کے بعد بھی ہمیشہ اُسکی نگہداشت ہوتی رہے۔ تاکہ ترکی تعلقات انتظامی اصول سلطنت کو نقصان نہ پہونچائین "

مریم یہان تک بیان کرکے خاموش ہوگئی۔ اور کچھہ دیر توقف کرکے بولی "صاحب اب آپ ہی فرمائیے کہ داستان کس قدر جانگزا اور دل کو صدمہ پہونچانے والی ہے مین نے یہ پوری داستان آپکے سامنے بیان کردی ورنہ اس وقت تک یہان والون مین سے کسی کو خبر نہین "

ترک۔ "مریم۔ مجھے اب تک اس غم فزا داستان کا نتیجہ نہین معلوم ہوا۔ کیا تمہاری شاہزادی وہی ایجلنا ہے ؟ "

مریم "ہان۔ مین یہ کہنا تو بھول ہی گئی۔ بس اُسی زمانہ سے حسب الحکم روسی وزیر جنگ کے ہماری شاہزادی ایجلنا اس مقام پر سکونت پذیر ہے۔ شاہزادی کو چار ہی برس کے سن مین اپنی مان کی دامن عافیت اور باپ کے دست شفقت سے محروم کردیگئی زمانے نے اسکے ساتھہ بڑی دشمنی کی۔ اس بیکسی کے عالم مین اُسے بارہ برس

چکے ہین - اب اُسکو سولہوان برس ہے - ایک روسی افسر بطور اتالیق کے متعین ہے
تمام معاملات مین خبرگیری کرتا رہتا ہے - وہ آٹھوین دن خود آتا ہے اور ہر طرح شاہزادی
کی دلجوئی کر جاتا ہے "
ترک: تو مریم - تم اب آئندہ ایجلنا کے نام سے نہ یاد کیا کرو - اس کے باپ نے کیسا پیارا
اور اچھا نام رکھا ہے - نور الصباح - صبح کی ہلکی ہلکی روشنی کیسی پیاری ہوتی ہے ! تمام
دنیا پر حسن کا جامہ اُڑھا دیتی ہے - اس روشنی مین ہر ایک چہرہ بشاش و تر و تازہ
معلوم ہوتا ہے - میری پیاری کے حسن کی شعاعین دل پر پڑتی ہین اور اس کو خوش
کرتی ہین "
مریم: صاحب - آپ ہماری شاہزادی پر اپنا عشق نہ ظاہر کرین - وہ آپ کے کام
کی نہین ہے - اگر آپ کا ذرا بھی تعلق ظاہر ہو گیا تو شہنشاہ کو بدگمانی ہو گی - اور روسی
ہمارے دشمن ہو جائین گے "
ترک: آہ مریم تم مجھے وہ بات بتاتی ہو جو میرے اختیار مین نہین - اسکی شکایت
اس نظر ناز سے کرو جس نے ایک ہی نگاہ مین میرے دل پر قبضہ کر لیا - اور روسیون
کا اس بارہ مین کیا دخل - میری پیاری نور الصباح ترکی نسل سے ہے - اور وہ اس
خاندان کی لڑکی ہے جس پر میرے سوا اور کسی کا حق نہین ہو سکتا - مین بھی ترکون
مین کسی ادنیٰ خاندان سے نہین ہون "
مریم: سب سچ ہے - مگر آپ اس کو کیا کرین گے کہ شاہزادی کا روپیہ روسی بینک
مین ہے - روسی گورنمنٹ سے اسکو تنخواہ ملتی ہے - اگر خدا نخواستہ یہ بھی لوگون کو
معلوم ہو جائے کہ آپ یہان آکے مہمان ہوئے ہین تو ساری تنخواہ ضبط ہو جائے اور
ہم سب کو جو سزا ملے وہ اُس کے علاوہ ہے - مین ہاتھ جوڑ کے کہتی ہون کہ آپ ایجلنا
کو بلا مین نہ ڈالیے - جو مصیبتین اُس پر پڑ چکی ہین وہ کیا کم ہین "
ترک: پھر تم نے ایجلنا کہا ! انہین اب یہ نام چھوڑ دو - اور روپیہ وغیرہ کی کچھ فکر
نہ کرو - مین ابھی گھڑی بھر مین لاکھون روپیہ فراہم کر دے سکتا ہون - ہان اگر روسیون
کے ستانے کا اندیشہ ہے تو کچھ پروا نہین - تم پیاری نور الصباح کو لے کے ابھی
میرے ساتھ چلی چلو - ظالم روسی تمہاری شاہزادی کی قدر نہین کر سکتے مگر ترک لوگ

تمہین بالکل اپنی شاہزادی کی طرح رکھین گے - وہ میری نورالصباح کو آنکھون پر بٹھاکے قسطنطنیہ لیجائینگے گے"

مریم "یہ بیلا شاہزادی صاحبہ اس امر کو کیون گوارا کرنے لگین - وہ اس پُرفضا مقام کو کبھی نہ چھوڑین گی - آپ کو اگر عاشق ہونا ہے تو کسی اور پر ہو جیے - نورالصباح اس کام کی نہین ہے - مین دیکھتی ہون اس کے نازک دل کو آپ صدمہ پہونچائین گے"

ترک "مریم وہ بات کرو جو کسی کے اختیار کی ہو - عشق بھی کسی انسان کے قابو کی ہوا ہے - دل کا سودا ایسا نہین کہ جب چاہا دیا اور جب چاہا لے کر لیا - دل خود بخود جاتا ہے اور کسی کی زلفون مین اُلجھ جاتا ہے - مریم مین تو خود چاہتا ہون کہ پیاری نورالصباح کا خیال دل سے نکال ڈالون مگر زور نہین چلتا"

ترکی نوجوان بیتاب ہو ہو کے یہ باتین کر رہا تھا - اور جوش بیقراری کے آثار اس کی صورت پر ساعت بہ ساعت ترقی کرتے جاتے تھے کہ ناگہان نورالصباح ایک ایسی دلربا ادا سے آئی کہ ہارا ترکی دست مبہوت ہو کے رہگیا - اُس کی زلفین شانون پر بکھری ہوئی تھین - اور نہایت شوق اور جوش محبت سے گویا اپنی جان بچانے والے کی صورت دیکھ رہی تھی - اپنے مہمان کو پریشان دیکھ کے بے اختیار پوچھنے لگی "کیون آپ اسقدر بدحواس کیون ہو رہے ہین ؟ کیا زخم کی تکلیف زیادہ ہوگئی ؟" آہ! اُسکی سادگی نے یہ بات گویا اسکے خیال مین بھی نہ آنے دی تھی کہ وہ اپنی خورروش میزبان کا شہید خنجر ناز ہے -

ترک - ہان اب تو زخم جگر قرار ہی نہین لینے دیتا - ہاے کیا کرون - کچھ علاج آپ ہی بتائیے"

یہ سن کے شاہزادی نورالصباح شرما گئی - ندامت اور حیا نے اُس کی آنکھین جھکا دین مگر فوراً ندامت کو بہ تکلف دفع کر کے وہ مریم کی طرف بڑھی اور اُس کا ہاتھ پکڑکے ایک طرف لے گئی اور کہنے لگی "مریم - بڑا غضب ہوا مجھے اب آثار اچھے نہیں معلوم ہوتے"

مریم - "ہان تو آپ نے وہان جاکے کیا کارروائی کی ؟"

اینجلینا "کچھ نہین - مین نے جاکے اُن لوگون کو سمجھایا - مگر وہ بات پر ہم معلوم ہوتے ہین

خبر یہ لوگ تو کسی نہ کسی طرح مان جائینگے - مین راضی ہی کرونگی - مگر اس امر کا پوشیدہ رہنا دشوار ہے - لڑائی کا زمانہ ہے - ایک ذرا کوئی جھوٹون بھی کہدے گو تمہین فوراً مجرم قرار دیدی جاؤ گی ؟"

مریم - تم کہتی ہو کہ مین نے راضی کرلیا - مگر مجھے تو تمہاری دربانون کا اعتبار نہین - جاتے ہی خبر پہونچا دینگے ؟"

یحلنا - پھر کیا کرون ؟ مریم اب مین کیا کرسکتی ہون ؟ اگر مین اس کو سپنے ہان نہ لاتی تو یہ اپنے دل مین مجھے کیسا بدخلق کہتا اور تم ہی بتاؤ کہ تم اپنے دل مین کیا کہتین ؟

مریم - شاہزادی - حقیقت مین ایسا شخص جو کسی کے لیے اپنی جان پر کھیل جاے مشکل سے ملتا ہے - مگر تم جس خلق سے پیش آئین چاہے کتنا ہی ضروری ہو مگر اس ماسے پیش اس کا حق نہ تھا - اور مین تو اسکو ہی غنیمت سمجھتی ہون کہ یہ خاک یہین پر برابر ہو جاے - مجھے آثار اچھے نہین معلوم ہوتے - دیکھون آگے چل کے کیا ہوتا ہے ؟"

یحلنا - کیون - آثار کیا بُرے ہین ؟ مریم خدا کے لیے جلدی بتاؤ - میرے دل مین الجھن سی ہے ؟"

مریم - اب کیا کہون - یہ نوجوان اپنے خاندان اور وجاہت کے لحاظ سے کوئی بہت معزز شخص معلوم ہوتا ہے - کوئی معمولی سپاہی نہین ہے - اگر دیوان کو خبر ہوگئی یہ شخص جتنا بڑا معزز اور نامور ہوگا اُسی قدر زیادہ سنگین جُرم تم پر قائم کیا جاے گا ؟"

یحلنا - (بشاش چہرے سے) کیا تمہین معلوم ہوگیا کہ یہ کوئی بڑا معزز شخص ہے ؟ پیری مریم - مجھے بتادو کہ تمہین کیونکر معلوم ہوا ؟"

مریم - شاہزادی - تم جو اُسکی باتون کو شوق سے سُنتی ہو تو مجھے ڈر معلوم ہوتا ہے لیکن ایسا نہو کہ اُس کا جادو تم پر اثر کرجاے - افسوس بڑی خرابی ہوئی - دیکھون خدا کیا کرتا ہے ؟"

یحلنا - مریم تم اس قدر ڈرتی کیون جاتی ہو ؟"

مریم - ڈرنے کی بات ہی ہے - وہ تمہاری صورت پر فریفتہ ہے - تمہاری ہر ادا پر جان دیتا ہے - تم اُسے اپنے دام مین گرفتار کرکے لائی ہو - وہ تمہاری زلف کا اسیر ہو -

تمہاری نگہ ناز جو پڑتی ہے وہ وہ وہ بیچین ہوتا جاتا ہے - اب وہ اب بے ہوش میں نہیں لیکن زخمی ہے مگر جسم کی تکلیف اُسے معلوم ہی نہیں ہوتی - اُس سے پوچھو تو صرف اُسی زخم کی شکایت کرتا ہے جو تمہاری تیر نظر نے اُس کے دل میں ڈال دیا ہے - میں کمبخت بہت اُس سے باتیں کر رہی ہوں - تمہارے ذکر کے سوا اُسے کوئی بات بھلی ہی نہیں معلوم ہوتی میں سچ کہتی ہوں کہ تم نے اپنا شیدا اپنا عاشق اپنا دلدادہ بلکہ اپنا گرفتار بنا کے یہاں لائی ہو - میں ڈرتی ہوں خدا نہ کرے کہیں اُس کے جذب محبت کا اثر تم پر ۔۔۔۔۔۔"

مریم جس وقت یہ باتیں کر رہی تھی ایخلینا شرمائی جاتی تھی - آنکھیں زمین میں گڑی جاتی تھیں اور اُس کے سرخ سرخ نازک ہونٹوں پر ایک دلفریب مسکراہٹ نمایاں تھی - دل کبھی اپنے حسن کی تعریف سن کے خوش ہو جاتا تھا - اور کبھی شرم غالب آ کے اُس کے دل میں یہ ارادہ پیدا کر دیتی تھی کہ مریم کو ان باتوں سے روک دے - آخر جب مریم اس جملے پر پہونچی کہ "اُسکے جذب محبت کا اثر تم پر " نہ رہا گیا بے اختیار نازک ہاتھ بڑھا کے مریم کا منھ بند کر دیا - اور شرم کے لہجے میں کہنے لگی "مریم ایسی باتیں زیادہ نہ کرو - شرم کے مارے مجھ سے نہیں سنا جاتیں - بس اب چپ رہو"

مریم "اس قدر شرمندہ کیوں ہوئی جاتی ہو؟ کیا تم بھی کوئی مسلمان ترکن ہو؟"

ایخلینا - (اُسی شرم کی ادا سے) "کیا تم نہیں جانتیں کہ میں ترکن ہوں؟"

یہ جملہ سن کے مریم شاہزادی ایخلینا کی صورت دیکھنے لگی - اور دل میں سمجھ گئی کہ بے شک ترکی نوجوان کی محبت کا جادو اس کے دل پر بھی چل گیا - مگر ظاہر میں ٹال کے کہنے لگی - "شاہزادی صاحب - آپ جہاں تک ہو سکے اس بلا سے اپنے آپ کو بچائیں - یہ کوئی شرم کی بات نہیں - شرم کی وجہ سے آپ خاموش رہیں گی اور اُس کا حوصلہ بڑھتا جائے گا"

اس مشورہ پر ایخلینا نے ایک آہ سرد کھینچی اور آبدیدہ ہو کے کہنے لگی "مریم - خدا سے دعا کرو کہ وہ مجھے اس دام میں نہ پھنسائے"

مریم یہ سن کے اور متفکر ہو گئی - اور اپنے دل میں کہنے لگی کہ "اب یہ معاملہ میرے اختیار سے باہر ہو گیا - ایخلینا بے شک دل میں اس نوجوان کی محبت کو چھپائے ہوئے ہے" تھوڑی دیر توقف کرکے بولی "اچھا تو اب سوچو کہ اگر وزیر جنگ نے جواب طلب کیا تو کیا کہو گی؟"

اینجلنا - کیا کہوں گی - کچھ نہ کہوں گی - آؤ - اب چل کے اس شخص کے پاس بیٹھیں جو ہمارا مہمان ہے - وہ اکیلا گھبراتا ہوگا ؟ اتنا کہا اور لپک کے ترکی نوجوان کے پاس ہو رہی اور اُس کے برابر ایک کرسی پر بیٹھ گئی - مریم بھی دل میں سوچتی ہوئی اور آہستہ آہستہ قدم اٹھاتی ہوئی اینجلنا کے قریب آئی اور دوسری کرسی کھینچ کے اُس کے قریب خاموش بیٹھ گئی -

ترک - شاہزادی صاحبہ - آپ کی تو وہ مثل ہو گئی کہ طاقت مہمان نداشت خانہ بہ مہمان گذاشت ؛"

اینجلنا :- حقیقت میں مجھے آپ سے ندامت ہے - مگر کیا بتاؤں کہ کن مجبوریوں میں ہوں - میرا بھی یہی جی چاہتا ہے کہ آپ کے پاس بیٹھی رہوں "

ترک - (خوش ہو کر) اور آپ کا جی یہ چاہتا ہے ! تو میں بڑا خوش نصیب ہوں -

یہ فقرہ سن کر اینجلنا شرما گئی - اور سر جھکا لیا - اور ندامت کے لہجے میں کہنے لگی - آپ کو کیا معلوم کہ میں کس مصیبت میں ہوں - آزادی گویا میرے لیے تھی ہی نہیں - آپ کے لیے محل کے بلانے میں بھی ہر گھڑی ڈرتی رہتی ہوں کہ کسی کو خبر نہ ہو جائے - یہاں ہر طرف روسی ہی روسی ہیں - میرے ملازم بھی روسی ہی ہیں - خدا جانے کیونکر انہیں خبر ہو چکی تھی کہ برہم ہو گئے - انہیں کو سمجھانے دوڑی گئی تھی - ظاہر میں تو منت و خوشامد کرکے انہیں راضی کر آئی ہوں - اب اُن کے دل کا حال خدا کو معلوم ہے - یہ ایک شاداب اور سرسبز مقام ہے - اگر دو گھڑی بھی انسان یہاں کی سیر کرے تو سارے غم غلط ہو جائیں - اب چاہتی ہوں کہ آپ کو بھی یہاں کی سیر دکھاؤں مگر مجبور رہوں - کسی طرح جرأت نہیں پڑتی - کسی ترک سے راہ و رسم کرنا اس حکومت میں سب ہی کے لیے جرم ہے مگر میں اس حیثیت پر واقع ہوئی ہوں کہ یہ جرم میرے لیے سب سے بڑا ہوا ہے - آپ معاف کریں کہ یہاں آپ کی مہمانداری کا ایک حصہ بھی نہیں ادا ہو سکتا "

ترک :- مجھے اور کسی بات کا شوق نہیں ہے - سبزہ زاروں اور باغوں اور نہروں اور پہاڑیوں کی سیر سے میرا دل بھرا ہوا ہے - میں بس اسی قدر چاہتا ہوں کہ جب تک خدا نے مجھے یہ عزت نصیب کی ہے آپ میرے پاس بیٹھی رہیں -

آپ یقین جانیے کہ آپ کی زیارت کرتے ہی دنیا کے کُل شوق اور کل ارمان میرے دل سے نکل گئے۔"

مریم۔ "شاہزادی اس جانب سے غافل نہ ہو جیے۔ اس کا کسی طرح بندوبست کیجیے کہ یہ بہان کیونکر مخفی رکھے جائین۔"

ترک۔ "میرے نزدیک تو آپ ایک کام کرین۔ ہماری سرحد یہان سے قریب ہی ہے آپ وہان چلی چلین۔ یہ ممکن ہے کہ روسیون کو خبر دی نہو اور آپ اطمینان سے وہان پہونچ جائین گی۔ مین اس امر مین ہی آپ کو اطمینان دلاتا ہون کہ ترک لوگ روسیون سے زیادہ آپ کی قدر و منزلت کرین گے۔ صرف اس ایک سبزہ زار اور عمدہ مکان کے لیے آپ سے یہ سرزمین نہین چھوڑی جاتی ہے۔ مگر شاید یہ تو آپ نے سنا ہوگا کہ ممالک ترک روس کی زمینون سے زیادہ شاداب اور تر و تازہ ہین۔ آپ اگر شام کے عمدہ سبزہ زار اور ایشیای ترک کے دیگر مرغزار دیکھین تو کوہ قاف کے دامنون کو بھول جائین۔"

اینجلینا۔ "مین یکایک سلطنت روس کے تمام احسانات کو فراموش کر کے اس بے مروتی سے ترک تعلق کر سکتی ہون؟ اگر ایسا کرون تو زمانہ مجھے کیا کہے گا؟"

ترک۔ "میرے نزدیک تو بہ نسبت روس کے آپ پر ترکی ممالک کے زیادہ حقوق ہین۔"

اینجلینا یہ سن کے حیرت سے ترکی نوجوان کی صورت دیکھنے لگی۔ اُسے حیرت تھی کہ اس نوجوان کو میرے حالات کیونکر معلوم ہو گئے۔ اُسے کیا خبر کہ مریم ساری سرگذشت بیان کر چکی ہے۔ مگر دل مین خیال گذرا کہ شاید مریم نے اشارۃً کچھہ بتا دیا ہو۔ یہ سوچ کے مریم کی طرف دیکھا اور خاموش ہو رہی۔

اب رات زیادہ آ چکی تھی۔ مریم نے خادمہ عورتون کو بُلا کے ایک کمرے مین اپنی شاہزادی کے دلدادہ مہمان کے سونے کا سامان درست کیا۔ کھانے سے فراغت کر کے مریم تو چلی گئی مگر شاہزادی دیر تک ترک سے بیٹھی باتین کیا کی۔ اور ادھر اُدھر کی باتون مین اُس کا دل بہلاتی رہی۔ باتون باتون مین پوچھنے لگی "مین دو ایک باتین آپ سے پوچھتی ہون اور امید ہے کہ آپ مجھے بتا بھی دین گے۔"

ترک :۔ شاہزادی صاحب۔ بھلا میں کوئی بات آپ سے چھپا سکتا ہوں۔ میں تو ضبط ہی کروں مگر میرا دل کب ماننے گا۔

انجلنا :۔ اول تو فرمایئے کہ میرا حال آپ کو کیونکر معلوم ہو گیا۔

ترک :۔ یہ کس نے کہا کہ آپ کے حالات کی مجھے خبر ہو گئی ہے؟

انجلنا :۔ دیکھیے آپ چھپاتے ہیں۔ اگر آپ کو میری حالات کی خبر نہ ہوتی تو آپ کی زبان سے یہ جملہ ہرگز نہ نکلتا کہ بہ نسبت روسی حدود کے تم پر ترکی ممالک کے زیادہ حقوق ہیں۔ اب آپ زیادہ انکار نہ کیجیے۔ میں آپ سے خود ہی نہ چھپاتی مگر اب آپ کو معلوم ہو گیا تو بتا دیجیے کیونکر معلوم ہوا۔

ترک :۔ شاہزادی صاحب شاید آپ اس شخص سے ناراض ہوں جس نے آپ کی داستان بیان کی۔ اور اس صورت میں مجھے ندامت ہو گی۔

انجلنا۔ نہیں۔ میں ہرگز خفا نہوں گی۔ میں نے تو کہدیا کہ میں خود بیان کرتی۔

ترک :۔ جس وقت آپ باہر تشریف لے گئیں تھیں مریم کے سامنے میں نے اپنی بیتابی اور بیقراری کا حال بیان کر دیا۔ میں سچ کہتا ہوں کہ مجھے ضبط نہ ہو سکا میں اسوقت تک انتہا سے زیادہ پریشان اور بیتاب ہو رہا ہوں۔ آپ کے سوالوں کا جواب دے لوں تو آپ سے بھی پوچھوں کہ آپ نے یہ کیا کر دیا جو میں ایسا حیران اور پریشان ہو گیا۔ میری بیتابی کا حال سُن کے مریم نے کہا "شاہزادی صاحبہ پر تم ایسی محبت نہ جتاؤ۔ وہ اپنے بس میں نہیں ہیں اور انتہا سے زیادہ قسمت کی ستائی ہوئی ہیں" یہ کہہ کے اُس نے آپ کا تمام حال اول سے آخر تک بیان کر دیا۔

انجلنا :۔ مریم نے کیا بیان کیا ہو گا۔ یہ اپنی گذری داستان تو میں ہی خوب بیان کرتی۔ اچھا اب بتایئے کہ آپ کون شخص ہیں۔ میں آپ کے خاندان کا اور آپ کا حال سننے کی انتہا سے زیادہ شائق ہوں۔ کئی دفعہ پوچھ چکی ہوں مگر آپ ٹال گئے۔ اب بتا دیجیے۔ جب تک آپ اپنے حالات نہ بیان کریں گے میرے دل میں ایک اُلجھن اور حیرانی رہیگی۔

ترک :۔ میں اپنی سرگذشت کیا بیان کروں۔ کوئی بات بھی ہو تو کہوں۔ آج کل جو سلطان فرمانروائے ترک ہیں اُن کے ایک بھائی تھے جو نوجوانی ہی میں ایک مہم پر گئے اور عیسائیوں کے ہاتھ سے مارے گئے۔ سلطان یعنی چچا نے اپنے بیٹوں کی طرح میری پرورش کی۔

اس لڑائی میں شوق سے مین آیا اور ارادہ کیا کہ سپہگری مین کچھ نام پیدا کرون ۔ اتفاقاً ایک موقع پر مین اور میرے ساتھ چند ترکی سوار تھے جن پر یکا یک دس ہزار روسی آپڑے مین نے حتی الامکان مقابلہ کیا آخر زخمی ہوا اور اُن کے ہاتھ مین گرفتار ہوگیا روسیون نے مجھے اور میرے ساتھیون کو اُس قلعہ مین قید کیا جس کی لڑائی آج دن کو تم نے وہان پہاڑ مین چھپ کے دیکھی تھی ۔ میرے ساتھ ایک تجربہ کار اور ہوشیار بوڑھا ترک تھا ۔ رات کو اُس نے کسی حکمت سے قلعے کے میگزین مین آگ لگا دی ۔ روسی لوگ حیران ہوکے باہر نکلے ۔ ہم سب کو بھی موقع مل گیا ۔ قلعہ سے نکلے چلے گئے ۔ جب ہم دور نکل گئے تو اس بوڑھے افسر کی رائے ہوئی کہ ہم سب اسی وقت باطوم میں چلے جائین مگر خدا جانے مجھے جنون ہوگیا تھا یا تمہارا جذب تھا غرض مین نے اندھیرے مین اپنے ساتھیون کو چھوڑ دیا ۔ اور جب قلعہ کی آگ فرو ہوگئی اور دیکھا کہ روسی اسے چھوڑکے چلے گئے ہین اُس مین جاکے ایک مقام پر رات گزرانی ۔ صبح کو نکل کے آس پاس کی پہاڑیون کی سیر کر رہا تھا کہ آپ کی صورت نظر آئی ۔ اور آپ نے اپنے دام محبت مین گرفتار کرلیا "

اینجلنا ۔ (خوشی کے لہجہ مین) "اور آپ کا نام کیا ہے ؟ "

ترک ۔ "حسن پاشا "

اینجلنا ۔ "یہ سُن کے مجھے بڑی خوشی ہوئی کہ میرا محسن میرا مہمان شاہی خاندان سے ہے "

حسن پاشا ۔ "ہان اب آپ بتائیے کہ آپ نے کیا کر دیا جو مین اسقدر بیتاب ہون "

اینجلنا ۔ "مین نے دل پر بہت جبر کیا مگر افسوس اب کچھ زور نہین چلتا آپ کے سوال کا کیا جواب دون ؟ (ایک آہ سرد کھینچ کر) مین نے وہی کر دیا جو آپ نے مجھ پر کر دیا ۔ عشق کا جادو دونون طرف چل گیا ۔ افسوس ۔ مجھ سے کچھ نہین بن پڑتا ۔ کچھ آپ ہی بتائیے کہ ظالم روسیون کے پنجے سے نجات ملے ۔ یہ میری اور آپ کی دونون کی جانون کے دشمن ہوجائینگے "

حسن پاشا ۔ "مین نے تو کہدیا کہ اس سے اچھی کوئی تدبیر نہین کہ ہم دونون اس مقام کو چھوڑکے سلطنت ترکی مین چلے چلین ۔ اس بارہ مین مین اس سے زیادہ کچھ نہین کہتا کہ وہان آپ یہان سے زیادہ باطمینان رہین گی "

اینجلنا ۔ "یہان روسی سلطنت سے مجھے تنخواہ ملتی ہے ۔ میرے والد مرحوم کا بہت سا روپیہ یہان کی بینک مین جمع ہے جس کا سود ملتا ہے ۔ علاوہ برین یہ مقام مجھے یہان سکونت کے لیے

ملا ہے ۔ اگر آپ کے کہنے پر چلوں تو مجھے ان سب چیزوں سے دست بردار ہونا پڑے گا "

حسن پاشا "پیاری نور الصباح ــــــ"

ایخلنا ۔ (بات کاٹ کے) "اپنی اسیرہ یہ نام بھی تم جانتے ہو !"

حسن پاشا " ہاں مریم نے مجھے آپ کا یہ نام بھی بتا دیا ۔ میری راے میں تو آپ ہمارے وہاں چلی چلیے ۔ کوئی دقت نہ ہوگی "

ایخلنا " ابھی میں اس امر میں کچھ نہیں کہہ سکتی ۔ اب آپ آرام فرمائیں میں بھی جاتی ہوں کل صبح کو سوچوں گی کہ مجھے کیا مناسب ہے "

پیاری گلعذار و پری جمال ایخلنا نے اپنے دلدادہ حسن پاشا کو رخصت کیا اور ناز و ادا سے اٹھ کے اپنے سونے کے کمرے میں چلی گئی ۔

پانچواں باب

گم گشتہ کی تلاش

دس ہزار ترکی سوار ایک کوہستانی وادی کو طے کر رہے ہیں اور آہستہ آہستہ شمال کی جانب بڑھے جاتے ہیں ۔ گھوڑوں کی ٹاپوں کی آواز اور اُن کے ہنہنانے اور سواروں کے چپکے چپکے آپس میں باتیں کرنے سے ادھر اُدھر کی پہاڑیاں گونج رہی ہیں آفتاب افق مغرب سے کچھ اونچا ہے اور ان لوگوں کی داہنی جانب سے اپنی نرم کرنیں ان ذرّات کے چمکتے ہوئے ریگ کے تودوں پر ڈال رہا ہے جو گھوڑوں کی رفتار سے اڑ رہے ہیں اور اس صاف میدان کے پر فضا سین کو غبار آلود کر دیا ہے ۔ دور دور پر کوہ قاف کے مقاموں کی پری وش لڑکیاں اور اُن کے جفاکش لڑکے اپنے گلوں کو چراتے نظر آجاتے ہیں ۔ مگر ان سواروں کی صورت دیکھتے ہی اپنے مویشیوں کو ہر طرف سے ہنکا کے پہاڑیوں کے دامنوں میں چھپا دیتے ہیں اور خود بھی غائب ہو جاتے ہیں ۔

یہ فوج نہایت شائستگی اور باضابطگی سے جا رہی ہے ۔ کیونکہ ہر ہر رسالہ الگ ہے اور سلسلہ وار آگے پیچھے ہے ۔ اور ہر رسالہ کے سوار چار چار کی قطار باندھے گویا حد نظر کی انتہا تک پھیلے چلے گئے ہیں ۔ انکے رنگ برنگ گھوڑے ان کی فوجی وردی کے نیلے کرتے

ان کی لال لال ٹوپیاں - اور اُن کے اوپر ان کی آبدار سنگینیں جن پر آفتاب کی شعاعیں چمک رہی ہیں۔ سب چیزوں نے مل کے ایک ایسا نظر فریب لطف پیدا کر دیا ہے کہ جو صحرائی پہاڑیوں میں چھپے چھپے جا رہے ہیں ان کا دل یہی چاہتا ہے کہ کھلے میدان میں کھڑے ہو کے اس شاندار جلوس کی سیر دیکھیں مگر خوف سے خود بھی بھاگتے ہیں اور اپنے گلوں کو بھی بھگائے لیے جاتے ہیں۔ ہر رسالے کے آگے اُس کا نشان اُڑ رہا ہے جس میں ہلالی معرکہ بنا ہے - افسروں کی لباس کی وقعت اور اُن کے سینے پر لٹکے ہوئے تمغوں سے اُن کی تجربہ کاری نمایاں ہے۔ ہر افسر کے کرتے پر آڑے تسمے پڑے ہوئے ہیں۔ جن کے ترسدانوں پر ترکی تمغہ کا بہت نشان یعنی چاند تارہ بنا ہوا ہے۔ سب کے آگے ایک بڑا نشان ہے۔ جو ایک سوار سپہ سالار فوج مصطفیٰ پاشا کے برابر اُٹھائے ہوئے ہے۔

مصطفیٰ پاشا چلتے چلتے ایک مقام پر ٹھہر گئے۔ اور اُن کے ٹھہرتے ہی تمام سواروں کی طولانی قطار کی حرکت یک بیک رک گئی۔ اور سنگینوں پر جو آفتاب کی کرنیں گویا پھسلتی جاتی تھیں ٹھہر کے اپنی تیز روشنی سے نگاہوں کو خیرہ کرنے لگیں۔ اگلا رسالدار بڑھ کے قریب آیا اور بہت سراپا گوش بن کے کھڑا ہو گیا۔

مصطفیٰ پاشا - اب تک کہیں پتہ نہیں لگا۔ ہم کہاں تک روسیوں کی سرحد میں بڑھتے چلے جائیں؟ دیکھو اب تو کوہ قاف کی چوٹیاں بھی نظر آنے لگیں۔ محمود پاشا نے ہمیں دھوکا تو نہیں دیا؟

رسالدار - حضور - دھوکا نہیں دیا۔ اور اگر حکم ہو تو محمود پاشا کو بلا کے دریافت کر لیا جائے وہ بھی ہمراہ موجود ہیں۔

مصطفیٰ پاشا - بے شک بلاؤ۔ ساعت بساعت میرے دل میں تشویش بڑھتی جاتی ہے حسن پاشا کی جستجو میں کہیں ہم زیادہ نقصان نہ اٹھائیں۔ دشمن کے ملک میں اس قدر بے غور کیے بڑھتا چلا جانا کسی طرح نہیں مناسب ہے۔

یہ سن کے رسالدار نے پیچھے مڑ کے دیکھا۔ اور اُس کے دیکھتے ہی رسالہ کا ایک ترکی جوان نکلا اور گھوڑا دوڑاتا پیچھے چلا گیا۔ دس بارہ منٹ کے اندر ہی وہ ایک سن رسیدہ افسر کو ہمراہ لیکے آیا۔ وہ افسر رسالدار کے برابر کھڑا ہو گیا اور سوار اپنے ساتھیوں میں جا ملا۔ سپہ سالار مصطفیٰ پاشا نے اس سن رسیدہ افسر کی طرف دیکھا اور کہا "کیوں صاحب؟ حسن پاشا کو تم نے کہاں پر چھوڑا تھا؟"

محمود پاشا:- حضور- مین اُن کے ساتھ تھا- مین نے روسیون کے قلعہ مین آگ لگائی اور اُن کو سوتے کے نکل آیا- راستہ مین یہی باتین ہو رہی تہین کہ اب ہم کو سیدھے باشاہ کیم چلنا چاہیئے- ہان وہ اُس کے مخالف البتہ تھے- اتنے مین اندہیرا ہو گیا- مین اُن ہون سے باتین کر رہا تہا بس خدا جانے وہ کہان پر غائب ہوگئے- اور یہ بھی نہین سمجھ رہا تا کہ کیدہر ------"

مصطفےٰ پاشا:- اوہ! مین یہ نہین پوچھتا- میری یہ غرض ہے کہ وہ کہان پر تم سے علیٰحدہ ہوئے"

محمود پاشا:- وہ مقام تو بہت پیچھے رہگیا- اُس جگہ سے پیچھے جہان پر آپ ساحل کو چھوڑ کے اور سرور اشرق کی طرف ہٹے ہین"

مصطفےٰ پاشا:- افسوس حسن پاشا کا کچھہ پتہ نہین چلتا- محمود پاشا کیا تم نہین جانتے کہ باب عالی مین خبر ہوگی تو ہم لوگون پر کیسا عتاب ہوگا؟"

محمود پاشا:- مین سب جانتا ہون- اور اسی خیال سے مین قلعہ مین آگ لگا کے انہین نکال لایا تھا"

مصطفےٰ پاشا:- تو کیا اب یہی صلاح ہے کہ قسطنطنیہ مین تمہارا نام لکھہ دیا جاسے؟ جانتے ہو کہ کیا سزا ہوگی؟"

محمود پاشا:- سب کچھہ جانتا ہون- اب جو قسمت مین ہو- مگر مین خدا کو شاہد کر کے کہتا ہون کہ اس مین میری کوئی خطا نہین"

مصطفےٰ پاشا:- اگر جان بری چاہتے ہو تو جسطرح ہوسکے خود جاؤ اور جا کے ڈہونڈہ لاؤ- ابھی تک غنیمت ہے"

محمود پاشا:- جو حکم- مجھے یہ بہی منظور ہے- آپ جو خدمت فرمائین مجھے اُس کے بجالانے مین عذر نہیں ہوسکتا"

یہ کہہ کے محمود پاشا نے سلام کیا اور اپنے رسالہ مین پلٹ گیا-

مصطفےٰ پاشا:- تو اب ہم لوگ کیا کرین؟ کیا واپس چلین؟"

رسالدار:- حضور واپس چلنا تو مناسب ہے- اور یون جو حضور کے مزاج مین آئے"

مصطفے پاشا:۔ محمود پاشا نے یہ غضب کی بات کی کہ خود تو چلے آئے مگر حسن پاشا کا پتہ نہیں ابھی تک یہ خبر صرف ہم ہی لوگوں تک پہنچی ہے جس روز بابعالی میں لوگوں کو خبر ہو جائیگی سخت باز پرس ہوگی۔۔ اس بارہ میں مجھسے کچھہ نہیں بن پڑتا"

رسالدار:۔ اور حضور حیرت کی بات ہے کہ حسن پاشا روسیوں کی قید سے تو نجات پاچکے تھے پھر کیا سبب ہوا کہ یکبیک غائب ہوگئے۔ یہ تو جان بوجھہ کے اپنے تئیں آپ ہلاکت میں ڈالنا ہوا"

مصطفے پاشا:۔ اور کیا۔ مجھے اس میں محمود پاشا کی کچھہ بناوٹ بھی معلوم ہوتی ہے"

کچھہ سوچکر:۔ "اچھا محمود پاشا کو پھر بلاؤ" سوار فوراً دوڑا ہوا گیا اور محمود پاشا کو لے آیا محمود پاشا کی صورت دیکھہ کے مصطفے پاشا کہنے لگے "محمود پاشا۔ اس امر کے متعلق تم نے جو کچھہ بیان کیا اُس میں کسی قدر جھوٹ ضرور ہے۔ یہ ہرگز نہیں سمجھہ میں آتا کہ ایک شخص جو دشمنوں کے ہاتھہ میں گرفتار ہو۔ کسی طرح اُسے نجات ملے اور پھر انھیں لوگوں میں چلا جائے۔ تم ٹھیک ٹھیک بیان کرو۔ ورنہ سارا الزام تم ہی پر آئے گا"

محمود پاشا:۔ اب حضور اس کا حال تو خدا ہی کو خوب معلوم ہے کہ میں سچ بولتا ہوں یا جھوٹ۔ اگرچہ وہ سب لوگ یہ ہی تصدیق کرتے ہیں جو میرے ساتھہ تھے مگر میری بدقسمتی سے وہ سب مدعا علیہ بنا دیے گئے۔ اور جو الزام مجھہ پہ تھا اُن پر بھی قائم کردیا گیا۔ اگر دنیا میں کوئی میرے موافق گواہی دینے والا ہے تو وہ خود حسن پاشا ہیں۔ میں نے اُن کے ساتھہ کوئی بُرائی نہیں کی۔ وہ ایسے نہیں ہیں کہ میرے احسان کو نہ مانیں۔ مگر افسوس اب میں کچھہ نہیں کرسکتا"

مصطفے پاشا:۔ بے شک تمہارے سر سے الزام اُٹھانے والے وہی ہیں۔ اگر اپنے تئیں بچانا چاہتے ہو تو جس طرح ہوسکے جاؤ اور جہاں ملیں اُن کو تلاش کر لاؤ"

محمود پاشا:۔ میں کہاں سے ڈھونڈھ لاؤں۔ (دیر تک غور کرکے) ہاں یہ البتہ ہوسکتا ہے کہ اُن کی طرح خود اپنے تئیں بھی غائب کردوں۔ سوا اسکے اور کوئی بات میرے امکان میں نہیں ہے"

مصطفے پاشا:۔ ہاں اگر تم غائب ہو جاؤگے تب بھی جان بچ جائے گی اور کیا یوں بھی تمہاری جان بچ سکتی ہے؟ میں تمہارے ساتھہ ہمدردی کرتا ہوں اور سچ کہتا ہوں

کہ اگر تمھین زندگی عزیز ہی اور اپنی قوم مین نیکنام رہنا چاہتے ہو تو حسن پاشا کو لاؤ اور یا خود بھی جاؤ۔

یہ سن کے محمود پاشا نے سر جھکا لیا اور چند منٹ کے بعد افسردگی کے ساتھ چلا گیا مصطفے پاشا نے غور کرنا شروع کیا کہ اب کیا کارروائی کی جائے - یہ فوج جو اتنی دور تک دشمن کی سرحد مین بڑھ آئی ہے اس کو یہین ٹھہرنا چاہیے یا واپس جانا چاہیے - ماتحت افسرون نے مختلف رائین دین - لیکن آخر اس پر فیصلہ ہوا کہ واپس جاکے اُس قلعہ مین قیام کیا جائے جس پر اُسی روز ترکون نے بڑی بہادری سے قبضہ کر لیا تھا - کیونکہ اُسکے قریب ہی ترکی بہازون کا بیڑہ ہی - اور باطوم سے وہان بہت جلد مدد بھی پہونچ سکتی ہی -

یہ فوج اب واپس چلی - افسرون نے نہایت خوبصورتی سے اپنے سپاہیون کا رُخ پھیرا - اور اسی ترتیب اور رعست آرائی سے اپنے پرجوش سپاہیون کو لیکے جنوب کی طرف پلٹے - تھوڑی ہی دیر مین یہ لوگ اُس قلعہ مین تھے -

آفتاب غروب ہو چکا تھا - اور ترکی جھنڈے کی سیدھ پر نصرطائر اپنے نورانی بازو پھیلائے آسمان کی فضا مین اُڑ رہا تھا - ماہتاب کی شروع شام کی پھیکی پھیکی روشنی گویا مشرق کی طرف کے پہاڑون کی چوٹیون سے اُترتی ہوئی آئی ہے - قلعہ کے دُھسون اور فوجی ہلالی جھنڈے کو چمکاتی ہوئی تھوڑا سا مسطح میدان طے کرکے بحر اسود کی شوخ اور چلبلی موجون پر پہونچی ہے - اور گویا سمندر کی جبین پر نور پر افشان چن رہی ہے - اگرچہ کثیر التعداد فوج نے ضابطہ کی قید سے آزاد ہوکر باہم باتین کرنا شروع کی ہین مگر نشاط اور صحرائی سمان نے اپنی معمولی اور قدرتی خموشی کو سب پر غالب کر دیا ہی - اور قلعہ کے اندر کا شور و ہنگامہ گویا قلعہ کے دمسون کے اندر ہی رہجاتا ہے -

رات زیادہ آئی - اگرچہ خود نماماہتاب نے بہت سے خوشنما تارون کو اپنی روشنی کے دامن مین چھپا لیا مگر جسقدر تارون کو اپنی بہار دکھانا تھی سب اچھی طرح کھل کے ظاہر ہو گئے - اور چاندنی جو اس سے پیشتر پھیکی پھیکی یا کسی کی صبح کی اُتری صورت تھی رفتہ رفتہ نکھرتی گئی - اور آخر خوب کھل کے ہر چہار طرف پھیل گئی - چاندنی کی بہار اس صحرا مین اسوقت دیکھنے کے قابل تھی مگر افسوس یہ مقام اندنون ایک خوف اور دہشت کی جگہ ہو رہا ہے - اور اسکے سکوت کا سناٹا جو کبھی از خود رفتہ طبیعتون کی دلچسپی کیا کرتا ہوگا فی الحال وہی سناٹا گویا خوف کی ہیبت اور

ہولناک آواز ہوگیا ہے - ایسی مہیب آواز پر جو دلون مین سرایت کرتی جاتی ہو کون چیز غالب آسکتی ہو؟ کوئی نہین - مگر ناگہان ایک آواز آئی جسنے یکایک پچھلے سناٹے کو توڑ دیا گر خود بخود زمین و آسمان کو کچھ ایسی حرکت سی ہوئی کہ گویا تمام مخلوقات کے رونگٹے کھڑے ہوگئے اور سننے والون کے دل کانپ اُٹھے - یہ ایک توپ کی آواز تھی - کدہر سے آئی؟ غنیم کا تو کہین پتہ نہ تھا - اور ترک لوگون کو خود بخود فیر کرنے کی کوئی ایسی ضرورت نہ تھی -

روسیون کے جاسوسون نے اُنھین خبر پہونچادی تھی کہ ترکی فوج نے شمال کی طرف سے واپس آکے اِس قلعہ مین قیام کیا ہے - انہین ترکی فوج کی حرکت کی خبر ساعت بساعت پہونچتی رہتی تھی - پہلے وہ تجویزین تھے کہ جب ترک لوگ زیادہ آگے بڑھ کے شب گذارنے کے لیے کہین قیام کرین تو وہ رات بھر مین بندوبست کرکے واپسی کا راستہ روک دین - مگر جب اُنھین معلوم ہوا کہ ترک لوگ قلعہ مین واپس آگئے تو مجبوراً اپنے ارادے سے باز آنا پڑا - کیونکہ وہ جانتے تھے کہ اب وہ نہین روک سکتے - کیونکہ اول تو باطوم ترکی فوج کا فرودگاہ قریب ہی اور دوسرے یہان قلعہ کے سامنے ترکی جہازون کا بیڑہ ہی - لیکن پھر بھی روسیون کی پرجوش طبیعتون سے یہ امر نہ گوارا کیا گیا کہ ترک لوگ ایسی پیش قدمی کرین اور وہ بغیر کسی مقابلہ کے اُنکو اپنی سرحد سے نکل جانے دین - اگرچہ رات ہوچکی تھی - مگر ماہتاب کی رہبری ہی سے اُنھون نے مدد لی - اور دو توپ خانے اور اٹھارہ ہزار فوج لے کے قلعہ کے قریب آگئے - ایک تو صحرا کے سین پر رات کا برقع پڑا ہوا تھا - دوسرے روسیون نے پہاڑیون کے دامن مین چھپ کے گولہ اندازی شروع کی تھی -

اِس توپ کی آواز آتے ہی ترک لوگ فوراً آراستہ ہوگئے - اور جواب دینے پر اُنھون نے مستعدی ظاہر کی مصطفے پاشا عثمانی فوج کا سپہ سالار قلعہ کے اونچے بُرج پر چڑھا - چارون طرف دیکھا مگر نظر کچھ کام نہین کرتی تھی - متحیر تھا کہ توپ کی آواز کدہر سے آئی - مگر گولہ جو ایک کنگرے سے ٹکرا کے پہٹا اُس کی رفتار سے معلوم ہوا کہ مشرق و شمال کے کونے سے فیر کیا گیا ہے - مگر مصطفے پاشا کو ہنوز تسکین نہین ہوئی تھی کہ دوسرا فیر ہوا - فوراً عثمانی سپہ سالار نے دوربین لگا کے دیکھنا شروع کیا تو مشرقی پہاڑیون کی ایک گھاٹی پر دہوان چھایا ہوا نظر آیا - مصطفے پاشا نے اُدہر اشارہ کرکے اپنے ماتحت افسرون کو دکھایا - اور کہا ”دیکھو - وہان سے روسی فیر کر رہے ہین - لڑنے کے لیے اُنھین اچھی جگہ مل گئی - خیر - اب ہماری طرف سے بھی

اُنہین جواب دیا جائے گا جب تک اِس حکم کی تعمیل ہو۔ روسیون نے تیسرا فیر کیا۔ مگر اِس فیر کے ساتھ ترکی توپون نے بھی گولہ باری شروع کردی۔ اب دونون طرف سے برابر فیر ہونے لگے۔ تھوڑی ہی دیر مین قلعہ کا مشرقی میدان دھوئین کی تاریکی مین غائب ہوگیا۔ اور یہ عالم ہوگیا کہ نہ روسی قلعہ کو دیکھ سکتے تھے اور نہ ترک یہ جان سکتے تھے کہ روسی فوج اب کہان پر ہے۔ مگر توپون کی آواز کے ساعت بہ ساعت تیز ہوتے جانے سے یہ معلوم ہوا کہ روسیون نے قدم بڑھانا شروع کیا۔ اور قلعہ کے نزدیک آتے جاتے ہین۔

روسیون کی سبقت دیکھ کے عثمانی سالار فوج نے اپنے جھنڈے کے قریب بلندی پر ایک لالٹین آویزان کی۔ اور اُسکے برابر ہی ایک ترک کھڑا ہو کے کمک کی جھنڈی دکھانے لگا۔ ترکی جہاز والون نے قلعہ والون کا مطلب سمجھ کے اپنے جہاز آگے بڑھاتے۔ اور ساحل کے قریب آکے دوربین سے تخمینۃً اُس مقام کو دریافت کیا جہان پر روسی فوج تھی۔

اور دوسری طرف سے وہ بھی فیر کرنے لگے۔ لیکن روسیون کی اُولوالعزمی بے شک تعریف کے قابل ہے کہ اگرچہ اُن پر دو طرف سے گولہ اندازی ہو رہی تھی مگر اُنکا قدم رُکتا نہ تھا۔ برابر بڑھتے ہی چلے آتے تھے۔ مگر جسوقت تک پہاڑیون کے دامن بچاتے رہے اُسوقت تک تو روسی بغیر نقصان کے بڑھتے رہے۔ لیکن جب بیچ میدان مین آئے تو بڑی مشکل مین مبتلا ہوگئے۔ کیونکہ قلعہ سے قریب ہو جانے کے باعث اب گولون کے علاوہ برابر ترکی بندوقون سے باڑھ بھی پڑ رہی تھی ترک لوگ چونکہ محفوظ جگھون مین دمدمون کی آڑ پکڑے ہوئے تھے لہذا اُن پر روسیون کی گولیان بالکل کارگر نہین ہوتی تھین۔ لیکن ترکون کے نشانے اکثر بے خطا اُترتے تھے۔ لکڑیون کے بنے ہوئے پشتے روسیون کے پاس تھے جن کی آڑ پکڑ پکڑ کے وہ آگے بڑھتے تھے۔ اور اُس میدان کو برابر طے کرتے چلے آتے تھے جس مین قضا کے فرشتے برابر کاری تیر چلا رہے تھے۔

اُسوقت یہ میدان دیکھنے کے قابل تھا۔ گولے برابر سرون پر آتے تھے اور پھٹ پھٹ کے اِدھر اُدھر اُڑ جاتے تھے۔ گولیان شہاب ثاقب کی طرح برابر اِدھر سے اُدھر اور اُدھر سے اِدھر آتی جاتی تھین جس زمین پر چاندنی کا فرش بچھا ہوا تھا بادۂ فنا کے بدمست جھوم جھوم کے گرتے تھے۔ اور گویا اُس اُجلے فرش پر خون کی سُرخ سُرخ داغ بیل پڑتی جاتی تھی۔ اور لاشین بچھتی چلی جاتی تھین۔

روسی اپنی سیدھ پر پہلے قلعہ کے مشرقی پہلو پر حملہ کرکے آئے تھے۔ اِدھر اُنھون نے متوقع

کردمہون کے نیچے پہونچ جائین مگر ہر مرتبہ ناکام ہوئے - جب اُنھون نے حد سے زیادہ قدم بڑہایا ترکی بندوقون نے باڑھ پر رکھ لیا - اور آناً فاناً سب کو بچھا دیا - روسی جنرل فوج کو آخر یقین ہوگیا کہ ادہر سے کامیابی ہونا دشوار ہے - جو لوگ ادہر حملہ کر رہے تھے اُن کو تو اُسنے ہٹنے دیا - مگر باقی فوج کو لے کے وہ قلعہ کے جنوبی پہلو کی طرف بڑہا - کیونکہ مصطفے پاشا نے روسیون کو مشرق کی طرف سے آتے دیکھ کر اپنی زیادہ فوج اسی جانب رکھی تھی - روسی لوگ جب جنوب کی طرف جھکے تو اُدہر رُخ کرتے ہی اُنھون نے بڑی تیزی سے حملہ کیا - دو توپین اور تھوڑے سے ترک جو احتیاطاً اُس طرف رکھے گئے تھے اُنھون نے بہت کوشش کی کہ روسیون کو پیش قدمی سے باز رکھین - اگرچہ اُنھون نے بہت سے روسیون کو دمہون کے نیچے پہونچتے پہونچتے خاک مین ملا دیا مگر اُس سیلاب عظیم کے روکنے کے لیے اتنی فوج کافی ہی نہین ہوسکتی اسکا علاج اُنکے پاس کیا تھا -

روسی نہایت اُلو العزمی اور جرأت سے بلکہ جان پر کھیل کے دمہون کے نیچے پہونچ گئے - اور ایک شخص روسیون کا جھنڈا جس پر عقاب بنا ہوا تھا ہاتھ مین لیے ہوئے سیڑہی لگا کے اوپر چڑہ آیا - مگر کسی ترک نے ایک ہی گولی مین اُسے اُلٹا گرا دیا - یہ حالت دیکھ کے ترکون نے مصطفے پاشا کو خبر کی جو فوراً اور فوج لیکے ادہر آگئے - اب ترکون نے اوپر سے برابر بندوقین مارنا شروع کین لیکن روسیون کا یہ عالم تھا کہ سر جھکائے ہوئے اپنے کام پر مشغول تھے - گویا جانتے ہی نہ تھے کہ ترک لوگ ہمارے ساتھ کچھ کر رہے ہین - سیڑہیان اُن کے پاس تھین - اور وہ سیڑہیان لگا لگا کے بار بار اوپر چڑہنے کا قصد کرتے تھے اور اوپر کی گولیون سے گرا دیے جاتے تھے - بہت دیر تک یہ سمان رہا - اور اس لڑائی نے ترکون اور روسیون دونون کو ایک امید وبیم مین ڈال رکھا تھا -

گولے ترکون کے سرون سے ملتے ہوئے چلے جاتے تھے - اور اکثر مین اُسی مختصر جگہ مین آکے پھٹتے تھے جو ترکون اور روسیون کے درمیان مین واقع تھی - ان گولون کے پھٹتے وقت سب لوگ سہم کے رہجاتے تھے اور دب دب کے گویا اپنی جان بچانے لگتے تھے - الغرض گولون کے پھٹنے کا وقت ایسا ہوتا تھا کہ ترک اور روسی دونون لڑتے لڑتے یکایک بیخود ہو کے ٹھہر جاتے تھے - دیر تک یہی تماشا رہا کہ روسی اوپر چڑہنا چاہتے تھے اور ترک کسی طرح زمین سے دو گز بلندی تک چڑہنے کا بھی موقع نہین دیتے تھے - بارہا

ایسا ہوا کہ دو چار روسی لڑ بھڑ کے زبردستیون سے اور اعلی درجے کی جرأت و بہادری دکھا کے اوپر چڑھ آئے مگر اسکے ساتھ ہی وہ مار کے گرا دیے گئے۔ دُمدموں کے نیچے روسیون کی اتنی لاشیں جمع ہو گئی تھیں کہ اگر وہ کوشش کرتے تو اُن لاشون کو فراہم کر کے دمدموں کی بلندی کے نصف حصہ تک کا ایک اونچا زینہ بنا سکتے تھے۔ مگر اس قیامت خیز گھڑی مین اتنی مہلت کہاں ملتی تھی۔ آخر بہت سے روسی ایک ترکی توپ کے نیچے آئے۔ توپخانے کے لوگوں کی ہزار روک تھام ہی کی آڑ پکڑ کے دس بارہ اوپر چڑھ آئے۔ جب دس بارہ سننے اوپر آ کے تھوڑی دیر تک مقابلہ مین ترکون کو روکا تو اور روسیون کو بھی اوپر آ جانے کا موقع مل گیا۔ اور آخر روسی نہایت کامیابی کے ساتھ قلعہ پر چڑھنے لگے۔ وہ توپخانہ جہاں روسیون کو چڑھنے کا موقع ملا تھا اُسکے لوگوں نے پوری جرأت سے مقابلہ کیا۔ اور آخر بہتوں کو مار کے خود بھی اُنھیں توپوں کے آس پاس ہمیشہ کے لیے لیٹ گئے جو روسیون کے قبضے مین چلا گیا تھیں روسیون کو اپنے قلعے مین داخل دیکھ کے ترک لوگ حیران اور ششدر رہ گئے۔ اب اُن کے لیے دو ہی باتین تھین یا تو تلوار سے فیصلہ کر لیتے۔ یا قلعہ چھوڑ کے نکل جاتے۔ مصطفے پاشا جو بہت بڑا جنگ آزمودہ عثمانی افسر تھا۔ اُس نے تلوار کی لڑائی مناسب نہ جانی۔ فوراً ایک ترک کو دوڑا کے اپنا جھنڈا خود گروا دیا۔ اور لالٹینیں بھی اُتروا لی۔ تاکہ جہاز والونکو دھوکا نہ ہو اور اپنی پوری فوج کو لے کے قلعہ سے نکل گیا۔ جس قدر توپین رکھی تھیں وہ تو نہیں واپس مل سکتی تھیں مگر باقی توپین اور تمام فوج سب کو نکال لے گیا۔ باہر نکل کے مصطفے پاشا نے اتنی دیر تک قیام کیا کہ کل روسی فوج قلعہ مین داخل ہو گئی۔ اور روسیون نے اپنا عقابی جھنڈا قلعہ کی بلندی پر خوشی اور کامیابی کے ساتھ اُڑا دیا۔ اس کے بعد مصطفے پاشا نے قلعہ سے فاصلہ پر ہٹ کے اپنی فوج کی مورچہ بندی کی۔ مصطفے پاشا اسوقت نہایت سرگرمی سے کام کر رہا تھا۔ اور اپنے سپاہیوں کے دلون مین پورا جوش پیدا کر رہا تھا۔ وہ کہہ رہا تھا کہ "اے بہادران ترک۔ اور اے حامیان دولت عثمانیہ۔ تم بد دل نہ ہو۔ اگر روسیون نے ہم سے یہ قلعہ چھین لیا تو کچھ پروا نہین۔ تھوڑی دیر مین دیکھنا کہ کیا ہوتا ہے"

مصطفے پاشا ہر گروہ اور ہر رسالہ اور ہر توپخانے کے سامنے جاتا تھا اور یہی جملہ دہراتا تھا۔

ایک افسر۔ "حضور۔ ہم لوگ کیونکر بد دل نہ ہوں۔ روسیون نے ہمیں بڑی زک دی۔ اتنی بڑی بدنامی کا خیال کر کے ہمارے حوصلے پست ہوئے جاتے ہیں "

مصطفے پاشا۔ "یہ کوئی بدنامی نہین ہے۔ اور اس قلعہ پر قبضہ کرنا روسیون کی بہت بڑی غلطی ہے۔ قدرتی طور سے اس پر اُن کا قبضہ نہین رہ سکتا۔ اول تو دم بھر مین ہم ابھی خالی کرالین گے۔ اور بالفرض اگر ہم کچھ نہ کرسکے تو ہمارے جہازون کا بیڑہ یہان واسطے پڑا ہوا ہے وہ دم بھر مین روسیون کو مجبور کردے گا کہ اسے چھوڑ کے بھاگ جائین۔ یہ اُن کی غلطی ہے جو اس قلعے پر قبضہ رکھنے کی ایسی کوشش کر رہے ہین"

مصطفے پاشا نے جب اپنی فوج کو مرتب دیکھ لیا تو حکم دیا کہ قلعہ پر گولہ باری شروع کر دی جائے۔ اس حکم کی فوراً تعمیل کی گئی۔ اور صحرا جس مین تھوڑی دیر پہلے سناٹا تو لیا ہوا تھا مگر توپون کی آواز نہین سنی جاتی تھی پھر اُسی کے سینے مین یہ کرخت آوازین گونجنے لگین۔ اور جب تک روسی قلعہ سے جواب دین۔ دور کی پہاڑیان جواب دینے لگین۔

روسی جو اطمنان کے ساتھ خوشیان منانے لگے تھے اُنھین بھی معلوم ہوا کہ ابھی ہم کو لڑنا باقی ہے ہنوز وہ اپنی توپون کو قرینے سے لگانے بھی نہ پائے تھے کہ مصطفے پاشا کی طرف سے گولون اور گولیون کا اور جہاز والون کی طرف سے صرف گولون کا مینہ پڑنے لگا۔ لیکن اگرچہ وہ آمادہ اور مستعد نہ تھے جواب تو انھون نے سکوت پر نہین ٹالا۔ توپون سے جواب دیتے گئے اور اپنی توپون کو عمدہ عمدہ موقعون پر لگاتے گئے۔ آخر فوجی قلعہ بندی سے اُنہین فراغت ملی اور اطمینان سے جواب دینے لگے۔ توپون کی آواز ساعت بہ ساعت ترقی کرتی جاتی تھی۔

مصطفے پاشا نے ادہر تو جہاز والون کو حکم دیدیا تھا کہ بہت مستعدی سے گولہ اندازی کرین اور ادہر ایک سوار باطوم بھیجدیا تھا کہ دس ہزار فوج کمک کے لیے اور آ جائے۔ اس کے ساتھ یہ بھی کہلا بھیجا تھا کہ جو فوج باطوم سے آئے وہ قلعہ کے جنوبی جانب سے گولہ باری شروع کرے۔ اور خود وہ مع اپنی فوج کے شمال کی طرف تھے۔ ترکون کی توپون نے بہت کامیابی کے ساتھ روسیون کو تنگ کرنا شروع کیا۔ جہاز سے جو گولے آتے تھے وہ قلعہ کے اندر پہونچ جاتے تھے اور جہان جہان روسی فوجین لڑ رہی تھین وہان اُن کو ٹھہرنا دشوار ہو گیا تھا۔ مصطفے پاشا نے اپنی فوج مین پھر لالٹین بلند کرائی اور جہاز والون کو جھنڈی کے اشارہ سے بتایا کہ جس وقت ادہر جھنڈی کا اشارہ ہو وہ نہایت سرگرمی سے گولہ باری کرنے لگین۔ باہم یہ اقرار کر کے ترکی فوج نے قلعہ پر حملہ کیا۔ روسی توپون کے بعد روسی بندوقون نے بھی وہی کام کرنا شروع کیا جو ترکی بندوقین اُن کے ساتھ پہلے کر چکی تھین۔

اگرچہ اُنکی مزاحمت مین روسی لوگ ساعت بساعت زیادہ سختی سے کام لیتے جاتے تھے۔ مگر وہ لوگ برابر بڑھتے چلے جاتے تھے۔ اُنکا جری اور بہادر افسر اُنہین ہر گھڑی آگے بڑھنے کی تاکید کرتا تھا اور وہ بڑھ جاتے تھے۔ حقیقت یہ ہے بعض تجربہ کارون کا یہ کہنا بالکل صحیح ہے کہ ترکون کی فوج سے زیادہ دنیا مین کوئی فوج اپنے افسر کی اطاعت نہین کر سکتی۔ ترک لوگ موت کا اور خطرون کا خیال بھی دل مین نہ لاتے تھے اور برابر اپنے افسر کی فرمانبرداری مین مشغول تھے۔ اگرچہ ہزارہا جانون کا نقصان ہوا مگر وہ دوڑ بھاگ کے قلعہ کے دمدمون کے نیچے پہونچ ہی گئے۔

وہ پہلا سین جو روسیون کے اس مقام پر پہونچنے کے وقت نظر آیا تھا پھر نظر آگیا۔ بلکہ اس مرتبہ لڑائی کی سختی کسی قدر بڑھی ہوئی تھی۔ کیونکہ ترکی جھنڈی کے اشارے کے بموجب جہاز والون نے بڑی سرگرمی اور مستعدی سے گولہ باری شروع کردی تھی۔ اُن کے چھ چھ اور سات سات گولے برابر روسیون کے شمالی مورچے پر پڑتے تھے۔ اور روسیون کا دھیان ترکی حملہ آورون کی طرف سے بالکل ہٹائے دیتے تھے۔ مگر پھر بھی غفلت کو انھون نے اپنے پاس پھٹکنے نہ دیا۔ کامل دو گھنٹہ تک قلعہ کے دمدمون کے نیچے لڑائی رہی۔ اور اس لڑائی مین روسی بھی اوپر سے جھک جھک کے اس طرح حملہ کرتے تھے کہ بارہا ایسا ہوا کہ کسی ترکی جوان نے کسی روسی کو کھینچ کے نیچے گرا لیا۔ اور بارہا یہ بھی ہوا کہ ترک اوپر چڑھ گئے اور مار کے ناکام گرا دیے گئے۔

ترکون نے اپنی جھنڈی پھر ہلائی۔ اور جہازون نے گولہ اندازی مین اُس سے دونی تیزی ظاہر کرنا شروع کردی۔ اور ادھر ترکون نے ازسرنو پھر حملا کیا کہ یکبارگی چاہا کہ اوپر چڑھ جائین۔ یہ پرجوش حملہ برابر ایک ہی قسم کی شدت سے [illegible] گھنٹہ تک رہا اور آخر ترک لوگون کو اوپر پہونچ جانے کا موقع مل گیا۔ غالباً اندر تلوار کی خونخوار لڑائی ہوتی مگر اتفاق سے باطوم سے کمک کو ترکی فوج آگئی اور اُس نے جنوب کی طرف سے آتشباری شروع کردی۔ روسیون کا اضطراب ترکون کے قلعہ پر چڑھ آنے سے ترقی کر گیا تھا۔ لیکن جب اُنھون نے دیکھا کہ جہاز والون کی گولہ اندازی بدستور جاری ہے۔ اور جنوب کی طرف سے دوسری ترکی فوج آگئی ہے تو اور گھبرا اُٹھے۔ جسطرح بنا اُنھون نے قلعہ چھوڑ دیا اور اُنہین پہاڑیون مین غائب ہوگئے جن مین سے آئے تھے۔ روسی لوگ اس بے سروسامانی

سے گئے کہ اپنا تمام سامان اور توپین سب چھوڑ گئے۔

مصطفے پاشا کو اس فتح اور کامیابی کی بڑی خوشی ہوئی۔ اُنھوں نے فوراً باب عالی کو تار دیا۔ اور ہلالی یعنی عثمانی جھنڈا پھر اُس بُرج پر اڑایا گیا جس پر سے ابھی تھوڑی دیر ہوئی اُتار لیا گیا تھا۔ پہلی اور نئی آئی ہوئی دونون فوجین قلعہ مین داخل ہوئین اور باہم ترکی جوان ایک دوسرے کو مبارکباد دینے لگے۔ جب لڑائی کی جانب سے پورے طور پر اطمینان ہو گیا تو ترکی لوگ باہر نکلے۔ اور رسالے والے اپنے اپنے زخمیون اور اپنے اپنے قومی جان نثار شہیدون کو ایک خاص قسم کے تختون پہ اُٹھا اُٹھا کے لے چلے۔ تاکہ اُن کا علاج ورنہ تجہیز و تکفین کی جاے۔

چھٹا باب

خوب سے ملے

دو گھڑی دن رہے کا وقت ہی۔ نیلگون آسمان پر ابر کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے پھیلے ہوئے ہیں یا یون کہنا چاہیے کہ پیر فلک نے اپنی پھٹی پُرانی گدڑی اوڑھنے کو نکالی ہی۔ مگر اس گدڑی پر بھی آسمان کی قباے نیلگون کا نکھرا ہوا رنگ جہان جہان سے نمودار ہو رہا ہے۔ اس قیامت کا ہی کہ آنکھون مین کُھبا جاتا ہے۔ بزم قدرت کے قدردان متحیر ہین کہ اسے کس نے بتا دیا جو کسی فرنگستان کی دلربا دوشیزہ کی دھوئی آنکھون یا شبنم صبح سے دھوئے ہوئے گل سوسن کا رنگ اڑا لایا۔ ہوا تیز چل رہی ہے اور اُسکے جھونکے جسطرح دست گستاخ کسی نازک چہرے کے نقاب کو ساتھ پیش آتے ہین اُسی طرح ابر کے ٹکڑون کو ادھر اُدھر ہٹا ہٹا لیجاتے ہین۔ کبھی میدان کی تیز ہوا مشرقی جانب یعنی کوہ قاف کی چوٹیون سے ابر کو اڑا اڑا کے سر پر لاتی ہے اور پھر کے بحر اسود کی شوخ ادا موجون پر جھک پڑتی ہی جہان اُس کے رقیب آفتاب کی آڑی کرنین بے تکلفی سے چھیڑ چھاڑ کر رہی ہین۔ طیور اُس تیز ہوا کی مدد سے فضا کے دور کو زیادہ سہولت سے طے کر رہے ہین۔ پیاری حور وش او ملائک فریب اینجلنا اپنی کوٹھی کے اُس برآمدے کی طرف نکل کر ایک عمدہ پر تکلف کرسی پر بیٹھی ہی جو ساحل پہ واقع ہے۔ اُسکی سہیلیون اور خادمہ عورتون مین سے آس پاس کوئی نہین ہی۔ ہان اُسکا دلدادہ اُس کا عاشق شاہزادہ حسن اسی طرف کرسی پر بیٹھا ہوا ہے اور دونون دل اُن رازون کو ذوق و شوق سے ظاہر کر رہے ہین

جو عشق کا فرشتہ چپکے سے کان مین کہہ جاتا ہی۔

حسن "ایجلنا- نہین پیاری نور الصباح"

اینجلنا "کیا تمھین یہ ایہ نام اچھا معلوم ہوتا ہے؟"

حسن "تمھارے دونون نام اچھے ہین۔ مگر میرے دل کو کچھہ نور الصباح سُننے ہی مین زیادہ لطف آتا ہی"

اینجلنا۔(کسی قدر متفکر ہوکر اور سوچ کر) "مجھے بڑی فکر ہی کہ کہین رومیون کو ہماری خبر نہ ہو جائے۔ کیا کرون! کچھہ نہین بنتا"

حسن "مین نے تو کہدیا کہ بالطوم چلی چلو"

اینجلنا "ابھی تو یہی مناسب نہین معلوم ہوتا (دل کو بہلاکر) اچھا آپ اس وقت سمندر کی بہار دیکھو۔ یہ مقام لطف سے خالی نہین ہی۔ بلکہ میرے نزدیک تو عجب بہار کا عالم نظر آ رہا ہے دیکھو آفتاب سامنے ڈوب رہا ہے۔ اور اُسکی شعاعون کا سُنہرا زیور ہمین کیسے کیسے اچھے دکھا رہی ہین"

حسن "جسطرح اسوقت کی دہوپ کا سنہرا لباس تمھین پہنے دیکھ کے مین اپنے دل مین محظوظ ہو رہا ہون" یہ جملہ حسن کے پیاری اینجلنا بولے ہی اور سادگی کے ساتھ گویا غزور کی متین نظرون سے اُٹھاکے شاہزادہ حسن کی صورت دیکھنے لگی۔ اُسکے سُنہرے بالون اور گلابی رخسارون پر جو آفتاب کی کرنین پڑین تو دل از دست دادہ شاہزادہ حسن اور بیتاب ہوگیا۔ اور اس بے اختیاری کے عالم مین اُس کی زبان سے نکلا "اپنے مہمان پر ظلم نہ کرو۔ دنیا مین لوگ مہمانون کی خاطر اور دلدہی کرتے ہین"

اینجلنا "کیا مجھ سے کوئی خطا ہوئی؟ اگر کوئی قصور ہوا ہو تو معاف کیجیے"

حسن۔"خدا جانے کس کا قصور ہی۔ تم ساعت بہ ساعت میرے دل پر قبضہ کرتی جاتی ہو۔ مین لحظہ بلحظہ اپنے اختیار سے باہر ہوتا جاتا ہون۔ اور کچھہ نہین معلوم ہوتا کہ یہ کسکا قصور ہی۔ مجھے ظاہر مین تو آپ کا قصور معلوم ہوتا ہی۔ مگر اصل مین یہ میرا ہی قصور ہے" یہ جملہ حسن کے ہماری نازنین اینجلنا نے شرماکے سر جھکا لیا۔

حسن۔"نہین معلوم جو لوگ دل چھین لیا کرتے ہین وہ اس کے معاوضہ مین کیا احسان کرتے ہین"

اینجلنا (سنجیدگی کے ساتھہ مگر دبی زبان سے) "مین نے تو خود اپنا دل حوالے کر دیا۔ اپنی تمام خوشیان تمھارے خیال پر قربان کر دین۔ اب اِس سے زیادہ مجھ سے کیا ممکن ہی"

حسن - "خوشی میرے پاس بھی بہت تھی اور تمہارے پاس بھی تھی - مگر اب ہم دونون کے پاس نہین ہے - آخر یہ کہان گئی ؟ "

انیجلنا - "وہ ہم دونون کے دل سے چلی گئی - اور اب پھر اُس رونے کی جا اطمینان ہے" شرم نے زبان پکڑ لی -

حسن - "ہان کیا ؟ - اطمینان سے ــــ کیا ہوگا ؟ "

انیجلنا - "کچھ نہین - مین یہ کہتی ہون "خوشی اگر ہمارے دونون کے ہاتھ آ جائے گی"

حسن - "وہ دن کب نصیب ہوگا ؟"

انیجلنا - "افسوس ! ابھی معلوم ہوتا تو کیا تھا"

حسن - "سچ ہے - اِس کا جواب تو صرف میری تقدیر دے سکتی ہے - یہ اُسکے سوا اور کسی کو پتا نہین ہے"

انیجلنا - "حسن پاشا - تم نے - تمہاری باتون نے - تمہاری اس پاک محبت نے مجھے کہین کا نہین رکھا - مین لاکھ غور کرتی ہون مگر اپنی آیندہ قسمت کے متعلق کوئی بات نہین خیال مین آتی - ہان آیندہ کی طرف جو نظر ڈالتی ہون مہیب صورتین دکھائی دیتی ہین"

حسن - "اسی سے کہتا ہون کہ ظالم روسیون کی سرحد مین اب تمہین فارغ البالی گھڑی بھر کو بھی نہین نصیب ہو سکتی"

انیجلنا - "یہ تو تم سچ کہتے ہو ــــ"

مریم دوڑتی ہوئی آئی - اور کہنے لگی "حضور بڑا غضب ہوا" دونون محبت بھرے دل دھڑکنے لگے - اور سامنے کا منظر خصوصاً افق مغرب مین ڈوبتا ہوا آفتاب دونون کو گویا اپنی قسمت کی تصویر نظر آنے لگا - انیجلنا نے حسرت سے شاہزادہ حسن کی مایوسانہ صورت دیکھی اور شاہزادہ حسن نے اپنے خیال مین آخری نظر سے اپنی پیاری دلربا نورالصباح کا گھبرایا ہوا اور خوف زدہ چہرہ دیکھا -

انیجلنا "جلدی بتاؤ کیا ہوا ؟ دیکھو خبردار دیر مین نہ بیان کرنا"

مریم "کوئی گھبرانے کی بات نہین ہے - مین یہ کہنے آئی تھی کہ اب لڑائی کے فتنہ و فساد آپ کی کوٹھی کے آس پاس بھی ظاہر ہونے لگے - اور یہ بُری بات ہے - ایسا نہو کہ وزیر جنگ آپ کو یہان سے اُٹھ جانے کا حکم دین - ایک ترک آپ کی سرحد مین سیر کر رہا تھا - یہان کے محافظ روسیون نے دیکھ کے گرفتاری کا ارادہ کیا اُس نے دو روسیون کو زخمی کیا اور

بھاگ کے چلا گیا - لوگوں کا خیال ہے کہ سامنے کی پہاڑیوں میں چھپا ہوا ہوگا مگر کسی کو وہاں جانے کی جرأت نہیں ہوتی - سب گھبرائے ہوئے ہیں کہ کیا کریں - اور بعضوں کی تجویز ہے کہ جاکے اپنے افسر کو خبر کریں تاکہ پچاس ساٹھ آدمی آکے گرفتار کریں - شاہزادی صاحب یہ بڑے غضب کی بات ہی - کہیں خدانخواستہ آپ کے ہاں جستجو کیجائے تو آپ سے کچھ نہ بنے گا۔"

حسن - "یہ معلوم ہے کہ اُس ترک کی صورت کیسی تھی؟ شاید میں جانتا ہوں۔"

مریم (ہنسکر) "کچھ میں نے تو دیکھا نہیں - مگر سُنتی ہوں ایک بوڑھا سا آدمی ہے - خدا جانے یہاں کیوں چلا آیا۔"

حسن - (شاہزادی کی طرف خطاب کرکے) "پیاری نورالصباح - اگر مجھے اجازت دو تو میں جاکے دریافت کروں کہ کون شخص ہی - وہ چاہے روسیوں کو نہ ملے مگر مجھ کو مل جائے گا - میں ڈھونڈھ نکالونگا اور یہ بھی معلوم ہو جائے گا کہ یہاں کیوں آیا تھا۔"

اینجلنا - "نہیں تم نہ جاؤ - وہاں تھوڑی دیر میں روسی فوج پہونچ جائے گی - اور اُسکے ساتھ تم بھی گرفتار کرلیے جاؤگے۔"

حسن - "روسیوں کی مجال نہیں کہ مجھے زندہ گرفتار کرلیں - یہ اور بات تھی کہ زخمی ہوکے لڑائی میں گرفتار ہو گیا - اور یہاں پہاڑی میں تو وہ مجھ کو پا ہی نہ سکیں گے۔"

اینجلنا "چاہے کچھ ہو مگر میں تمھیں نہ جانے دونگی - تم یہاں چھپے بیٹھے رہو۔"

حسن "نہیں - نورالصباح جانے دو - میں ابھی آتا ہوں - اب یہ تو حمیت سے بعید ہی کہ اپنے ہم قوم ایک ترک کا حال سنوں اور یہاں بیٹھا رہوں۔"

اینجلنا - "دیکھو تم موت کے مُنہ میں جاتے ہو - اور یہ جان لو کہ اپنے ساتھ مجھے بھی ہلاکت میں ڈالتے ہو۔"

حسن - "کسی کو یہ تھوڑا ہی معلوم ہوگا کہ میں تمھارے ہاں سے نکل کے گیا ہوں - آفتاب غروب ہو گیا ہی - اندھیرے میں کسی کو کانوں کان خبر نہ ہوگی اور میں پہاڑیوں میں غائب ہو جاؤنگا تم گھبرانا نہیں - میں گھنٹے ڈیڑھ گھنٹے میں آجاؤں گا - لیکن اگر تمھارے ہاں کوئی روسی ٹوپی ہو تو لا دو - میں ٹوپی بدل ڈالوں - اِس ٹوپی سے پہچان لیا جاؤں گا۔"

مریم لپکی ہوئی گئی اور ایک فوجی روسی ٹوپی لے آئی - حسن پاشا نے اُس ٹوپی کو سر پر رکھا اور گھوڑے پر سوار ہوکے آہستہ آہستہ اُن پہاڑیوں کی طرف روانہ ہوا - شاہزادی اینجلنا کی سرحد سے باہر نکلتے ہی اُس نے گھوڑے کو ایڑ بتائی اور دم بھر میں پہاڑیوں میں تھا -

شاہزادہ دیر تک پہاڑیوں اور گھاٹیوں مین چکر لگاتا رہا مگر کسی کا سُراغ نہ لگا۔ اب وہ ڈھونڈتے ڈھونڈتے تھک گیا تھا اور دل مین قصد کر لیا تھا کہ تھوڑی دیر اور جستجو کر کے اپنی دل کی مالک پیاری نورالصباح کے ہان واپس جائے۔

کسی طرف سے آواز آئی۔ "ایک روسی۔ اکیلا ہی تو ہے چلو مار ڈالو"

قمری مہینے کی درمیانی رات تھی۔ اور چاندنی تمام پہاڑیوں اور وادیوں مین پھیلی ہوئی تھی پہاڑی درندوں کی آوازین آ رہی تھین۔ اور ماہتاب کی شعاعوں کے ساتھ گویا سناٹا بھی ان کوہستانی ساحلوں پر چھایا ہوا تھا۔ نظر کو پہاڑوں سے جہان تک جانے کی اجازت ملتی تھی بے روک ٹوک چلی جاتی تھی۔ گوشہ نشینی اور تارک دنیا الو اپنے آشیانون مین بیٹھے بول رہے تھے اور گویا اُنھین کے دم سے ان پہاڑوں کے دلفریب سین کی رونق تھی۔ کچھ کچھ برف بھی پڑنے لگی تھی۔ جسنے زمین کی خاکسار مخلوق نیفے کیڑے مکوڑوں کو بھی خاموش کر دیا تھا۔

شاہزادہ حسن نے چارون طرف نگاہ دوڑائی کہ یہ آواز کدھر سے آئی اور اسکے ساتھ خیال آیا کہ یہ آواز گویا کبھی کی سُنی ہوئی ہے۔ قوت حافظہ پر بہت زور ڈالا مگر کچھ نہ یاد آیا کہ کس کی آواز ہے۔ اور اگرچہ چاندنی دور تک کی سیر کرا رہی تھی کسی طرف کسی کی صورت نہ نظر آئی آخر اُس شخص کے اطمینان دلانے کے لیے جو حملہ کرنا چاہتا تھا اُس نے چلا کے ترکی زبان مین کہا "مین روسی نہین ہون۔ مین تو ترک ہون۔ میرا نام ہے حسن پاشا۔ اگر کوئی میرا دوست ہو تو مجھ سے ضرور ملے" یہ کہکے شاہزادہ حسن نے ہر سب طرف دیکھا کہ شاید کوئی شخص آتا ہو۔ مگر کوئی نہ نظر آیا۔ وہ دیر تک اسی انتظار مین کھڑا رہا۔ آخر مجبور ہو کے گھوڑے سے اُتر پڑا اور اِدھر اُدھر جا کے ڈھونڈھنے لگا۔ جب اس مین بھی ناکامی ہوئی تو ایک چٹان کے برابر کھڑا ہو کر کسی قدر بلند آواز سے کہنے لگا "خدا جانے کون شخص ہے۔ اگرچہ کوئی عجیب طرح کا آدمی ہے۔ اگر ترک ہے تو اُسے مجھ سے ملنے کو آنا چاہیے تھا۔ اور اگر روسی ہے تو میرے مقابلہ کو آتا۔ مین اپنے دشمن سے لڑنے کو بھی موجود ہون" یہ کہکے مایوسانہ سست چال سے اپنے گھوڑے کی طرف واپس جانے لگا۔

ناگہان پشت کی طرف سے کوئی شخص آکے لپٹ گیا۔ اور اِس وضع سے لپٹا کہ شاہزادہ حسن کے ہاتھ بھی اُس نے دبا لیے۔ اُس کی سخت سخت ہڈیان اور اُس کے تانت سے

ایسے پتلے پتلے اور سوکھے سوکھے ہاتھ معلوم ہوتا تھا کہ حسن پاشا کے جسم مین پیوست ہوتے جاتے ہین - شاہزادہ حسن نہایت حیران تھا کہ کیا کرے - پہلے اُس نے ارادہ کیا کہ جھٹکا دیکے اپنے ہاتھ چھڑالے اور تلوار کھینچ کے اس آفت سے اپنے تئین بچائے - مگر کچھ زور نہ چلا - اپنی بے دست و پائی پر حسن پاشا کو نہایت ہی افسوس معلوم ہوا - اور دل مین طرح طرح کے خیالات آنے لگے - کبھی تو روسی دشمن کا گمان ہوتا تھا - اور کبھی اُس قدیمی یقین کو جو دیو و پری و بھوت پریت کے انکار پر تھا باطل کرنے لگتا تھا اور خیال آتا تھا کہ انسان کے ہاتھ پاؤن مین اتنی سختی نہین ہو سکتی بے شک بھوت ہی - اِن خیالات نے رہی سہی قوت اور بھی زائل کر دی - اتنے مین اُس شخص نے جو پشت کی طرف سے شاہزادہ حسن کو پکڑے ہوے تھا کہا ”حسن پاشا - کہان تھے؟“

حسن پاشا - (حیرت کے لہجے مین) ”تم کون ہو؟ اور میرے ہاتھ پاؤن اسطرح جکڑ دینے سے کیا فائدہ؟“

شخص - ”یہ اِس کی سزا ہے کہ تم خود بخود ترکون مین سے غائب ہوگئے اور سپہ سالار فوج مصطفےٰ پاشا کو تشویش مین ڈال دیا“

حسن پاشا - (آواز پہچان کر) ”کون ہے - محمود پاشا؟“ اور اتنا معلوم ہوتے ہی قوت بڑھ گئی - اور جھٹک کے اُس شخص کو الگ کر دیا -

دیکھا تو وہی سن رسیدہ افسر تھا جس نے قلعہ مین آگ لگا کے شاہزادہ حسن کو بچا لیا تھا - حسن پاشا نہایت تپاک سے بغلگیر ہوا - اور کہنے لگا ”یہ اسوقت اور اِس مقام مین تم کہان؟ مین تو تمہین ترکی فوج مین جانتا تھا - مگر تم تو بڑے سیاح اور سیلانی نکلے!“

محمود پاشا ”مجھسے زیادہ حیرت کی بات تمہارا یہان ہونا ہے - آخر یہ کیا وحشت ہی کہ رات کے وقت تن تنہا اِس جنگل اور پہاڑ مین ہوا کھاتے پھرتے ہو - یہ تو جنون کی باتین ہین - اور اُس روز چلتے چلتے راستے مین غائب ہو جانا اِس سے بھی بڑا جنون تھا“

شاہزادہ حسن ”نہین - مین تو یہان ایک پری جمال خاتون کا مہمان ہون - بحر اسود کے کنارے اُسکا مکان اور باغ عجب پرفضا مقام مین بنا ہوا ہے - شاید تم تو اُسی کوٹھی کے قریب آگئے تھے - اور تمہاری ہی خبر سُنکے تو مین یہان آیا - دیر سے مین تمکو تلاش کر رہا تھا - خدا خدا کر کے آپ ملے بھی تو کس خوبصورتی سے - ماشاء اللہ!“

محمود پاشا ”حسن پاشا - اصل تو یہ ہی تم نے مجھے کہین کا نہ رکھا ہوتا - ساری نیکنامی اور ناموری

خاک مین مل جانا درکنار زندگی سے بھی ہاتھ دھو چکا تھا"

حسن پاشا۔ "کیون؟ اور مین نے کیا کیا؟"

محمود پاشا۔ "بس یہ کیا کہ چھ سات روز سے انھین پہاڑ دن اور صحراؤن کی خاک چھانتا پھرتا ہون۔ آج آبادی دیکھ کے اُدھر نکل گیا تھا تو چند روسیون نے آکے گھیر لیا۔ خدا کو میری زندگی منظور تھی مجھ مین اتنی قوت پیدا کردی کہ زخمی کر کے یہان بھاگ آیا"

حسن پاشا۔ "یہی سن کے تو مین یہان آیا۔ مگر میری سمجھ مین نہین آیا کہ میری وجہ سے تم کو یہ دشت نوردی کیون کرنا پڑی؟"

محمود پاشا۔ "مصطفے پاشا کو جب آپ کے نہ آنے کی اور میرے آجانے کی خبر پہونچی تو مجھے بُلا کے پوچھا کہ حسن پاشا کہان ہین؟ مین نے جو کچھ حال تھا صاف صاف بیان کردیا۔ دو چار روز تک تو وہ تردد مین رہے اور آخر مجھ سے کہا کہ سارا الزام تم پر آئیگا۔ باب عالی سے باز پرس ہوئی تو تم انھین کے ضامن ہو گے۔ جاؤ ڈھونڈھ لاؤ۔ ورنہ ملین تو تم بھی اپنا منھ نہ دکھاؤ"

حسن پاشا۔ "لاحول ولا قوۃ۔ یہ بھی کوئی بات ہے۔ مین کچھ گرفتار تو تھا ہی نہین۔ دو چار روز مین آجاتا"

محمود پاشا۔ "ہان مجھے علم غیب ہوتا تو یہی قیاس کر لیتا"

حسن پاشا۔ "خیر۔ اب تو جو ہوا سو ہوا۔ تم جاؤ مصطفے پاشا کو اطلاع دو کہ مین ایک ضرورت سے یہان ٹھہرا ہوا ہون۔ چار پانچ روز مین آجاؤن گا۔ وہ گھبرائین نہین۔ اور سب کو اطلاع دیدین کہ مین خیریت سے ہون۔ مگر یہ نہین بتا سکتا کہ کہان ہون"

محمود پاشا۔ "بجا ہے! مجھے اپنی جان دینا ہو تو جاؤن۔ اب تمھارے بغیر میں جاؤنگا کیا تم سمجھے ہو کہ مین تمھین چھوڑ ہی دون گا؟ یہ غیر ممکن ہے۔ بڑی مصیبتین اُٹھا کے مین نے تمھین پایا ہے۔ نہین مین ہرگز نہ جاؤن گا۔ اور جاؤن گا تو تمھین لے کے"

حسن پاشا۔ "بالفعل یہی مناسب ہے۔ تم جاؤ تو"

محمود پاشا۔ "نہین یہ تو نہو گا۔ اچھا ایک کام کرو۔ جہان تم جاؤ مجھے بھی لیتے چلو"

حسن پاشا۔ "وہ نہایت خوف کی جگہ ہے۔ ہر وقت گویا تلوار کے نیچے سر رہتا ہے۔ تمھارا جانا ہرگز مناسب نہین"

محمود پاشا۔ "یہ سب پر طرہ ہوا۔ اب مجھے تم سے زیادہ جان عزیز نہ ہوگی۔ اور اس سے

غرض کیا چاہیے جو کچھ ہو مین تمہارا ساتھ ہرگز نہ چھوڑونگا"

حسن پاشا - "نہین تمہارا جانا مصلحت کے خلاف ہے - ایک ایسا نازک معاملہ ہو کہ ابھی مین اُسکو زبان سے بھی نہین نکال سکتا - تم مجھ پر ترس کھا کے مجھے تنہا چھوڑدو - اور مین عنقریب آکے تم سے مل جاؤن گا"

محمود پاشا - "خیر اب یہ تم سے کہنا تو فضول ہے کہ تم مجھے جانے کو نہین کہتے ہو بلکہ میری جان کے ساتھ دشمنی کرتے ہو - یا مجھے تم سے ایسی امید نہ تھی - مگر یہ خوب سمجھ لو کہ تجھ سے جان بوجھ کے اپنی جان نذر کی جائیگی - مین اب جہان تک میرا بس چلیگا تمہین نہ چھوڑونگا"

جب محمود پاشا نے اس قسم کے حسرت بھرے جملے کہے تو شاہزادہ حسن کے دل مین ایک فکر پیدا ہوئی - وہ دیر تک سر جھکا کے سوچتا رہا - دل مین کہنے لگا "یہان آکے تو مین بڑی مصیبت مین مبتلا ہو گیا - اس شخص کے ہاتھ سے پیچھا چھٹنا دشوار معلوم ہوتا ہی - اور نہ یہ گوارا ہو سکتا ہے کہ مین عمداً اس کی دشمنی پر آمادہ ہو جاؤن - بلکہ اسنے تو ایسا احسان کیا ہے مجھے اسکی دلشکنی بھی نہ کرنا چاہیے - مگر اب کیا کرون - کچھ خیال مین نہین آتا - اچھا جو کچھ ہو اسے بھی اپنی دلربا میزبان کے ہان لیے چلتا ہون - اگرچہ وہان صرف میرا رہنا ہی موجب خوف ہی - اور راس نے تو چند روسیون کو زخمی کیا ہی - لیکن یہ مانتا ہی نہین کیا کیا جاے - اور یہ ہوشیار اور تجربہ کار آدمی ہے - کچھ نہ کچھ کام ہی آئیگا - ہان یہ خیال ہوتا ہی کہ شاید پیاری نور الصباح کو ناگوار گذرے - مگر میری خاطر سے وہ منظور کریگی"

دل مین یہ ارادہ کر کے وہ اپنے محسن ترکی افسر محمود پاشا کی طرف متوجہ ہوا - اور کہنے لگا -

"محمود پاشا - اچھا اب مین تمہین اپنا رازدار بناتا ہون - مگر دیکھو - تمہین بہت بڑے ضبط اور استقلال سے کام لینا پڑیگا - مین ایک ایسی نازنین اور پری جمال ملکہ کے پاس لیے چلتا ہون جو قریب قریب حسن کی دیوی اور میرے دل کی مختار میری جان کی مالک یا میری معشوقہ ہی"

محمود پاشا - (زور سے ہنسکر) "تو اب معلوم ہوا کہ یہ عشق کا جنون تھا جو اُس موقع پر تمکو میرے ساتھ سے بھگا لایا"

حسن پاشا - "ہان کیا عجب کہ یہی ہو - مگر اُسوقت تک میرے دل مین اس قسم کا کوئی خیال نہین پیدا ہوا تھا - لیکن اب تو بے شک مین پورا مجنون ہون"

شاہزادہ حسن نے یہ کہہ کے آسمان کی طرف نظر اُٹھاکے دیکھا تاکہ معلوم ہو کہ رات کتنی آئی ہو۔ ماہتاب بلندی پر آچکا تھا۔ اور ابر کے سفید ٹکڑے بار بار اُس کے گورے چہرے پر نقاب ڈالدیتے تھے اور ہوا ہر دفعہ ہٹا دیتی تھی۔ نکھری چاندنی جو یہان کی ہلکی برف باری کی وجہ سے ماندپڑ گئی تھی تمام کوہسار پر پھیلی ہوئی تھی۔ یہ عالم دیکھ کے کہنے لگا "اب چلو۔ اور ہان تم کو یہان نہ ٹھہرنا چاہیے۔ روسی تمہاری جستجو مین ہین۔ آج دن کو جو تم نے کسی روسیون کو زک دی تو اُنھون نے غالبًا اپنے کسی افسر کو خبر کی ہو گی۔ اور کیا عجب کہ اُنکی کچھ فوج ان پہاڑون مین تمھین ڈھونڈھ رہی ہو۔ میرے سامنے ہی مشورہ ہو رہا تھا"

محمود پاشا۔ "کیا تم بھی اس مشورے مین شریک تھے؟"

حسن پاشا (ہنسکر) "مین کیون شریک ہونے لگا تھا"

محمود پاشا۔ "پھر تمھین کیونکر معلوم ہوا؟"

حسن پاشا۔ "میری جان کی مالک پیاری نورالصباح کے ذریعہ سے مجھے خبر ہوگئی۔ اُس کی خادم روسیون نے اُسکی سہیلی مریم سے بیان کیا تھا۔ جو اندر دوڑی آئی۔ اور مجھ سے کہدیا۔ مجھے تمھارا تو خیال نہ تھا۔ مگر ہان دل مین ہمدردی قومی کا جوش ہوا۔ اور اسی غرض سے مین اسوقت یہان آیا تھا کہ جو ترک ہو اُسکو ہوشیار کر دون۔ اب زیادہ باتون کا وقت نہین ہے۔ چلو"

محمود پاشا لپک کے ایک طرف سے اپنا گھوڑا لے آیا۔ اور دونون گھوڑون پر سوار ہو کے مشرق کی طرف چلے۔ تھوڑی ہی دیر مین پہاڑون اور کوہسارون نے اپنے نشیب و فراز سے ان کو باہر نکلنے کا موقع دیا۔ اب یہ دونون بہادر ترک صحرا مین چلے جاتے تھے۔ ہوا کی وہ آواز جو پہاڑون سے ٹکرانے اور کوہسارون مین گونجنے سے ایک ہیبت پیدا کرتی تھی وہ تو موقوف ہوئی مگر اب بحر اسود کی لہرون کے تلاطم اور سنگستانی چٹانون کو تھپیڑے دینے کی دہشتناک آواز کانون مین بھری جاتی تھی۔ چاندنی کا فرش حد نظر تک بچھا ہوا تھا۔ اور سواسامنے کے جدھر شاہزادی اینجلنا کا شبستان عشرت تھا اور کسی طرف روشنی یا چراغ کی جگہ غول بیابان کا بھی دھوکا نہ ہوتا تھا۔ چراغ کی روشنی ان کی رہبری کر رہی ہین اور اینجلنا کی کوٹھی کی طرف چلے جاتے تھے۔

یہ دونون ترکی سپاہی رات کے سیاہ دامن میں چھپتے ہی چھپتے دلفریب اور ہوش ربا ملکہ انجلینا کے باغ اور سپاہ سالار کی کوٹھی مین پہونچ گئے۔ انجلینا اپنے عاشق اپنے نظرناز کے شہید شہزادہ حسن کے انتظار مین باہر ہی کھڑی تھی۔ اور چند اجانے کب سے تیاں پرون سے اڑ رہے تھے اپنے دلدادہ کو ڈھونڈھ رہی تھی۔ جب وقت یہ دونون اس کی کوٹھی مین پہونچے اسوقت محمود پاشا کسیقدر ٹھہر رہا تھا اور شہزادہ حسن آگے بڑھ گیا تھا شہزادے کی آہٹ پاتے ہی اسکے خیالات جو دور دور کی گھاٹیون مین اپنے عاشق کو ڈھونڈھتے پھرتے تھے یکایک ٹھہر گئے اور سب طرف سے سمٹ کے اس آہٹ کی طرف متوجہ ہوئے۔ اور پہچانتے ہی زور سے چلا اوٹھی "ہیلو شہزادہ حسن! خوب آگئے۔ اب تو مین گھبرا سی گئی تھی"

حسن: "گھبرانے کی کون بات تھی؟ ہان اپنے دوست کے تلاش کرنے مین مجھے کسیقدر عرصہ ضرور صرف ہوا"

انجلینا: "دوست! کیا اسے ڈھونڈھنے گئے تھے؟"

حسن: "ملنے کی کیا وجہ تھی؟ پہلے تو مین دل مین کسیقدر مایوس ہو چلا تھا۔ مگر خدا نے بامراد کیا۔ اور مجھے میرے ایک ایسے دوست سے ملا دیا جس نے ایک موقع پر صرف میرے لئے اپنی جان جوکھون مین ڈال دی تھی۔ جسوقت مریم نے بیان کیا تھا اسوقت مجھے یہ ہرگز امید نہ تھی کہ میرا کوئی دوست یہان آیا ہوگا۔ ہان یہ البتہ خیال گذرا تھا کہ کوئی ترکی سپاہی ادھر آنکلا ہوگا۔ جسکی جان بچانا مین نے اپنا قومی فرض تصور کیا۔ مگر وہان جاکے دیکھتا ہون تو ایک جانی دوست کھڑا ہوا ہے۔ جو میری ہی تجویز سے یہان آیا ہے"

انجلینا یہ سنکے متفکر ہو گئی۔ اور یکایک غم واندوہ کا موثر رنگ اسکے چہرے پر پھر گیا۔ ذرا تامل کر کے بچتی ہوئی افسردگی کی آواز سے پوچھنے لگی" پھر تم نے کیا جواب دیا؟ کیا مجھ سے رخصت ہونے آئے ہو"

حسن: "نہین شاہزادی صاحب۔ اگر مین یہ کہون کہ آپ سے رخصت ہونے کو آیا ہون تو کیا آپ کو یقین آجائیگا؟"

انجلینا: "تم اس کے ساتھ ذرا سوچ کر کہو۔ نہین۔ مجھے تو ہرگز یقین نہ آئے گا"

حسن: "پھر آپ نے کیون پوچھا کہ کیا مجھ سے رخصت ہونے آئے ہو؟"

انجلینا: "انسان کے دل مین اکثر اس قسم کے خیالات آجایا کرتے ہین۔ خصوصا جبکہ محبت اعتدال سے زیادہ بڑھ گئی ہو"

حسن: "مین اپنے دوست کو بھی یہان لاکے رکھون تو کوئی حرج تو نہ ہوگا؟"

انجلینا: اگر یہ سچ ہے تو میرے تمہارے اور اُن کے سب کے لیے ہے تم خود تمکو ہی معلوم ہے
حسن: وہ مخفی رکھنے کا مین خود کوئی بندوبست کر لون گا - مگر تمہاری اجازت کی ضرورت ہے۔ وہ میرا
بوڑھا دوست جس نے میری جان بچائی تھی اور جو میرے لیے پہاڑیون سے ٹکراتا ہوا یہانتک پہونچا
اُسکو اگر مین حتی الامکان مدد نہ پہونچاؤن تو بڑا ظلم ہوگا"
انجلینا: پیارے شاہزادے - تمہین اختیار ہے - تمہارے دوست کے لیے مین انکار نہین کر سکتی
شاہزادہ حسن نے اتنا سنتے ہی جا کے پکارا "محمود پاشا!" یہ آواز سنتے ہی محمود پاشا جھپٹ کر آ گیا۔
انجلینا نے غور سے اُسکی صورت دیکھی - اور دونون کو لیے اندر چلی گئی دونون کے گھوڑے مرتم
سائیسون کو بلوا کے اصطبل مین بندھوا دیے اور اندر کمرے مین جا کے سب اطمینان سے کرسیون
پر بیٹھے محمود پاشا کی موجودگی سے انجلینا اپنی یورپین سوسائٹی کی تعلیم کی وجہ سے پابند تھی اپنے دل کے خیالات
عشق ظاہر ہی کرتی مگر شاہزادہ حسن کی ہیبت کوئی زبان پکڑے لیتا تھا شرم اُسکو کسی طرح
نہین دیتی تھی کہ اپنے دل کے ساعت بساعت ترقی کرنے والے جوش کو ظاہر کر کے اپنی دلربائی ناز سے
دلربا کا دل خوش کرتا اور سب سے زیادہ اس حجاب کو اس سے ترقی ہوتی تھی کہ محمود پاشا الٹے سیدھے
کر اپنے ہم صحبتون کے دامن کا اندازہ کر کے اپنی باتون کا سلسلہ کسیطرح موقوف ہی نہین کرتا تھا اور دونو
باصفا عاشقون کو باہم باتین کرنے کا موقع ہی نہین دیتا تھا -
اپنے سلسلۂ کلام کی رفتار مین محمود پاشا نے کہا "شاہزادی صاحب - آپ کا مکان ایسے موقع
موقع اور ایسے دلفریب تختہ زمین پر واقع ہے کہ جو آپ پر حسد نکرے ایسے جانے قدرت سے لطف
اُٹھانے کی حس ہی نہین ہے"
انجلینا: مگر کیا کہون آج کل ایسا نازک وقت ہے کہ خوف ان سب لطفون کو بُھلائے دیتا ہے
مجھے کسیوقت اطمینان سے بیٹھنا نہین نصیب ہوتا" اور اتنا کہتے ہی خدا جانے دل مین کیا
خیال گذرا کہ ایک آہ سرد کھینچی اور دوبارہ بیتاب ہو کے کہنے لگی "ہائے! خدا جانے کیا ہوا کہ آجکل
کسی طرح نہین نصیب ہوتا"
حسن پاشا: "محمود پاشا - تمہاری ہوشیاریون کے امتحان کا یہی موقع ہے - اب دیکھون
یہان کس طرح ہم لوگون کو آفتون سے محفوظ رکھتے ہو"
محمود پاشا: اس موقع پر مین کیا تدبیر کر سکتا ہون - سوا اس کے کہ اگر خدا نخواستہ ضرر
لاحق ہو تم سب کو عمدگی سے نکال لیجاؤن - اس بات مین مین اطمینان دلاتا ہون کہ تم مین سے

بولی گھبراؤ نہیں خدا نے چاہا تو دشمنوں کے ہاتھ میں نہ پڑے گا۔ یہ گھبرانے کی جگہ نہیں ہے۔ لڑائی کے میدان اور قلعہ کے محاصروں میں ہی امتحان ہو"۔ شاہزادی چپ ہو گئی۔ صورت دیکھ کر شاہزادہ نے کہا "صاحب یہ بالکل ناتجربہ کار اور بچے ہیں۔ ان کو ابھی یہ بھی نہیں معلوم کہ انسان بعض وقتوں میں اپنے جوش اور غصہ کو کیونکر روکے۔ میری عمر قریب قریب لڑائیوں میں گذری ہے۔ اپنی سرگذشتوں کی داستان ابھی سنانے پر آؤں تو مہینوں گذر جائیں اور نہ پوری ہو۔ میں نے بڑے بڑے کام کر چکا ہوں۔ اس وقت ترکی فوج میں میری تجربہ کاری اور چالاکیوں کی دھوم ہے۔ لیکن آپ کے والد محمود پاشا سے میں عاجز آ گیا۔ انہوں نے میرے ساتھ بہت سی دشمنیاں کیں۔ اور مجھ پر ایسے ایسے پیچ اتنے میں کھانے کا بندوبست ہوا۔ سبھوں نے ساتھ مل کے کھانا کھایا۔ شاہزادی ابھی کھانے سے بڑی دیر تک اپنے مہمانوں کی خاطر داری میں مشغول رہی۔ اور آخر شاہزادہ حسن کے اصرار سے تم وساتھ لیے ہوئے اپنے خوابگاہ کے کمرے میں چلی گئی۔ یہاں تنہائی پا کے محمود پاشا نے شاہزادہ حسن سے کہا "بھئی تم نے تو خوب رہائی کا سامان پیدا کر لیا! واقعی یہ شاہزادی آدمی نہیں حور معلوم ہوتی ہے۔ سچ بتاؤ یہ کون ہے۔ اور تم سے کیونکر راہ و رسم پیدا ہوئی"

حسن پاشا "اس کا حال پھر کبھی بیان کروں گا۔ یہاں نامناسب ہے۔ اب یہ بتاؤ کہ تمہاری کیا صلاح ہے؟ میں رہوں یا کہیں اور نکل چلوں۔ تمہیں خدا نے طلاقت لسانی کی زیادہ قوت دی ہے۔ اتنا کرو کہ سمجھا بجھا کے میری جان شہزادی کو یا طوم یا کسی اور ترکی شہر میں نکل چلنے پر آمادہ کرو"

محمود پاشا "واہ! ڈرتے کیوں جاتے ہو! میں ایک اور تدبیر میں ہوں۔ ابھی خاموش بیٹھے رہو۔ موقع ہو گا نکل چلیں گے۔ اور اس سے مطمئن رہو روسی لوگ تمہارا کچھ نہ کر سکیں گے"

حسن پاشا "ایسا نہ ہو کہ میری پیاری نورالصباح گرفتار کر لی جائے۔ پھر اس صورت میں سوا جان دینے کے مجھے اور کچھ نہ بن آئے گی"

محمود پاشا "ابھی ان خیالوں کو اپنے دل سے نکال ڈالو"

حسن پاشا "یہ اختیار کی بات ہے۔ میرے دل میں تو ہر وقت ایک کھٹکا سا لگا رہتا ہے۔ کئی مرتبہ رات رات بھر انہیں خیالوں میں جاگتے گذر گئی ہے"

محمود پاشا "اچھا تو تم اب جاگو۔ مجھے نیند آئی ہے میں سوتا ہوں"

حسن پاشا "تم اپنی معمولی مذاق کی باتوں سے کسی طرح باز نہیں آتے"

اتنے مین باہر کچھ آہٹ معلوم ہوئی شاہزادہ حسن جسکے خیالات مین ہر وقت یہ بات بسی ہوئی تھی کہ ایسا نہو روسی لوگ مجھے اس بے دست وپائی کے عالم مین آکے گرفتار کر لین اٹھ بیٹھا۔ تپنچہ جو بھرا ہوا پاس رکھا تھا ہاتھ مین لے لیا اور بیرونی کمرے مین جاکے دیکھنے لگا۔ کسی کی آہٹ معلوم ہوتی ہے۔ اسوقت تقریباً آدھی رات گذر چکی ہوگی۔ اور شاہزادی انجلینا کے متعلقین کی مختصر آبادی جو کوٹھی کے آس پاس تھی اس پر بالکل سکوت اور سناٹا حاوی تھا۔ اندھیری رات تھی اور کوہستانی آزاد طیور اپنی بسیرون مین خوف سے دبکے ہوئے تھے۔ تارے خوب کھلے ہوئے تھے اور تاریکی مین الجھنے والون کو ابھر ابھر کے اپنی روشن صورتین دکھاتے اور تسلی دیتے تھے کہ گھبراو نہین اگر ماہتاب نہین ہے تو سردست ہماری ہی روشنی سے اپنا کام نکالو۔ روسی سپاہیون کا مختصر گارد جو رات بھر کوٹھی کے گرد پہرہ دیتا پھرتا تھا وہ بھی اسوقت خدا جانے کدھر ہو رہا تھا کہ کسی طرف سے انسان کا نام ونشان ہی نہین معلوم ہوتا تھا۔ شاہزادہ حسن کو پہاڑ پہاڑ کے اس سین مین نظر دوڑاتا تھا مگر کسی جانب کوئی صورت نہین نظر آتی تھی۔ آخر سے کوئی شخص آتا معلوم ہوا۔ یہ شخص بظاہر نہایت آہستہ آہستہ اور کوشش کرکے اسطرح بڑھتا کہ کسی کو پاون کی چاپ نہ معلوم ہو۔ اور یہی وجہ تھی کہ شاہزادہ حسن کو دیر تک پتا نہ لگا۔ اب یہ شخص بالکل قریب آگیا اور غور سے دیکھا تو تنہا نہ تھا بلکہ اور بھی دو تین شخص تھے۔ اس غیر معمولی وقت مین ان آدمیون کا اس طرف آنا ہمارے ترکی شاہزادے کو ایک خوفناک امر معلوم ہوا۔ اس نے تپنچہ سنبھالا کہ فیر کر دے۔ مگر پھر دل مین آیا کہ پاس آنے دو۔ سب پر یقینی طور پر جانے حملہ کر دینا زیبا مرتبہ ہے۔ اب پوری کوشش سے کام لے کے دیکھنے لگا کہ کس وضع کے لوگ ہین۔ یہ لوگ عین کوٹھی کے نیچے آکے کھڑے ہو گئے۔ شاہزادہ حسن آڑ مین تھا اس وجہ سے ان لوگون کی نظر نہ پڑی۔ اور آپس مین فارسی زبان مین کہنے لگے "کس سے پوچھین کہ یہ کس کی کوٹھی ہے اس وقت ہماری مدد کو کون آئے گا۔ اور کوئی آئے بھی تو ہم پر اعتماد کیون کرنے لگا"

دوسرا "ہمین صرف رات گذارنے کے لئے کوئی جگہ مل جانا چاہئے۔ جہان پائین گے پڑ رہین گے صبح کو دیکھا جائے گا"

پہلا "مگر پھر بھی اتنا تو معلوم ہونا چاہئے کہ کس کی کوٹھی ہے۔ بے جانے بوجھے صرف روشنی دیکھ کے ہم یہان چلے آئے ہین۔ خدانخواستہ کوئی دشمن ہوا تو کیا کیا جائے گا۔ نہین صاحب مکان سے اجازت لے لینا ضروری ہے"

یہ سن کے شاہزادہ حسن سامنے آیا او فارسی ہی مین پوچھنے لگا "آپ کون لوگ ہین؟ اور یہان کیونکر آ گئے"

پہلا ۔۔ صاحب "ہم سیدون کے ستائے ہوئے چند ایرانی ہین۔ تفلیس مین بطور تجارت آئے ہوئے تھے۔ وہان سے ارادہ کیا کہ باطوم ہوتے ہوئے ارض روم مین چلے جائین۔ آج شام کو ہم یہان سے پانچ میل پر ایک گاؤن مین ٹھہر گئے تھے۔ اور خیال تھا کہ پہاڑون کی گھاٹیون مین ہونے کی وجہ سے وہ گاؤن محفوظ مقام ہوگا۔ مگر جب اندھیرا زیادہ ہوا۔ وحشی سپاہیون نے آ کے ہمارا سب مال اسباب لوٹ لیا۔ ہمارے کئی دوستون کو قتل کر ڈالا۔ بڑی مشکل سے جان بچا کے ہم بھاگے۔ اور جب دور سے آپ کی کوٹھی کی روشنی ہمین نظر آئی تو ہم نے جانا کہ یہان نہ آ جاتے تو ہم رات بھر پہاڑون مین ٹکرایا کرتے اور کہین پناہ نہ ملتی۔ آپ سے صرف اسقدر امید وار ہین کہ آج رات یہان ٹھہرنے کی ہمین اجازت دیجیے۔ بس ہم اور کسی بات کے خواستگار نہین ہین"

حسن "اگرچہ مجھے اجازت دینے کا حق نہین حاصل ہے۔ مگر وہ فیاض ملکہ جو اس کوٹھی کی مالک ہے شاید انکار نہ کرے گی۔ آئیے۔ اندر تشریف رکھیے۔ مین صبح کو اُس سے کہہ دون گا"

ایرانی "خدا آپ کو اس مہمان نوازی کا اجر دے" یہ کہہ کے وہ سب اندر چلے آئے۔ مسعود پاشا کی تو آنکھ نہ کھلی کیونکہ وہ کئی دن کا تھکا ماندہ تھا۔ شاہزادہ حسن درمیانی کمرے مین ان سب لوگون کے ساتھ بیٹھ کے باتین کرنے لگا۔ یہ لوگ چھ آدمی تھے جن مین سے ایک شخص زیادہ ممتاز معلوم ہوتا تھا۔ اور وہی ہمارے خلیق شاہزادے سے باتین کر رہا تھا۔

شاہزادہ حسن "آپ کا اسم شریف؟"

ایرانی "مجھے میرزا عباس کہتے ہین"

حسن "یہان تشریف لانے کا کیا سبب ہوا؟ اگر مین جاگتا نہ ہوتا تو آپکو بڑی تکلیف ہوتی"

میرزا عباس "مین خاص طہران کا رہنے والا ہون۔ عرصہ تک خاص شاہی خدمات پر ماسور رہا۔ ایک مدت سے مجھے سیر کا شوق ہے اور اسی وجہ سے تجارت کا بہانہ کر کے اکثر ممالک مین سیر کرتا پھرتا ہون۔ یہان تفلیس مین کئی مہینے سے ٹھہرا ہوا تھا۔ اور صرف اسی لڑائی کی وجہ سے مجھے کہین جانے کی جرأت نہ پڑی۔ آخر اکتا کے اب مین نے قصد کیا کہ ایشیائے کوچک ہوتا ہوا قسطنطنیہ مین جاؤن۔ اس خیال سے باطوم کو جاتا تھا اور وہان سے ارادہ تھا کہ ارض روم مین ایک ہفتہ

قیام کر کے آگے بڑھون گا - اتفاقات سے راستے ہی مین روسیون نے بالکل بے دست و پا
کر کے سب ارادے فسخ کرا دیے - اب اِس بے سروپائی کی حالت مین کہان جا سکتا ہون۔
جو کچھ مال و اسباب تھا سب لوٹ لیا - میرے ہمراہیون مین سے بہتون کو قتل کر ڈالا صرف
یہی چند اصحاب ہین جو اُنکے دست ستم سے بچ رہے - اس ملک کی بے امنی کی حالت مدت
سے سن رہا ہون - مگر ایسا نہ سمجھا تھا "

حسن "اس ملک مین جو خرابیان نہ پیدا ہون تھوڑی ہین - اول تو اسلام پر جو داغ
چھپا ہوا ہے اُس نے ترکون اور ایرانیون کو باہم دشمن بنا دیا ہے - ان دونون کی دشمنی
ہی کیا کم تھی کہ اس پر روسیون کے حملون نے اور بھی بے امنی کر دی - اگر ترک و ایران
دونون باہم مل کر روسیون کو روکتے تو کیا ممکن تھا کہ روسیون کو قدم بڑھانے کی جرات بھی
ہوتی؟ یہان تو وہی مثل صادق آتی ہے "از ماست کہ بر ماست"

میرزا عباس "آپ کا فرمانا بجا ہے - مگر اب ایران مین اتنی قوت ہی کہان ہے کہ روسیون
کی مقابلہ کی جرات کر سکے - شکر کا مقام ہے کہ خدا نے اب تک بات رکھ لی ہے - ورنہ یہ لوگ
اتنا بڑا حملہ نہین کر سکتے"

حسن "نہین مین اس بات کو نہ مانون گا - روسی کوئی ہوّا نہین ہین - آپ دیکھتے ہین
کہ باوجود بے سر و سامان ترک لڑائیون مین باوجود اپنی کمی تعداد کے اکثر روسیون کا منہ پھیر
دیتے ہین - اگر ایران کو ذرا بھی سہارا مل جائے تو روسیون کا تخت گاہ تک الٹ دین"

میرزا عباس "بے شک یہ تو صحیح ہے - مسلمان قومین جیسی بہادر ہین ویسی بہادری
اور کسی قوم کی ممکن نہین ہو سکتی - مگر صرف باہمی نا اتفاقیون اور عداوتون کا نتیجہ ہے جو یہ
حالت ہو رہی ہے - اور جب تک یہ مخالفت ہے ممکن نہین کہ اسلام کو ترقی ہو سکے"

حسن "اگر اصل پوچھیے تو شیعون اور سنیون مین کوئی ایسی بڑی مخالفت نہین ہے
تمام ارکان و اصول ایمانیہ پر سب کا اتفاق ہے - مگر خدا جانے کیا بات ہے کہ ایک دوسرے
کے خون کے پیاسے ہین - اور ممکن نہین کہ دونون ایک جگہ جمع ہو سکین"

میرزا عباس "یہی تو حیرت کی بات ہے کہ نہ کوئی بڑا اختلاف ہے - نہ کوئی بہت بڑا
اعتقادی فرق ہے - اور مانا کہ اعتقاد مین فرق ہے مگر اس سے یہ کب لازم آتا ہے کہ دونون
دنیاوی معاشرت مین بھی ایک دن آپس مین نہ گذران سکین - اصل مین یہ ہمارا ادبار

جو اس پہلو سے ظاہر ہوا ہے"

حسن نے اس بارے میں کچھ کوشش تو ضرور ہونی چاہئے آخر عیسائیون کے مخلتف فرقے بھی تو آپس مین لڑا کرتے تھے - مگر اب دیکھو کیسے شیر و شکر ہو گئے ہین اسی طرح اب ہمکو بھی آپس مین ملجانا چاہیے"

میرزا عباس نے مین آپ کا مہمان ہون اور وہ بھی ناخوانده اس لیے گستاخی کرتا ہون ... تی ہے مگر اصل یہ ہے کہ اگر ترک لوگ اپنی سنیون ہی کی قوت کیا کرتے تو ان کے ساتھ ہو دل سے نہ ہو سکتا - مگر ان کے اصول سے حکمرانی خود ان کی مسلمان رعایا کو بھی ان کے ساتھ ہمدردی نہین رہی - اول یہ خیالی ہے کہ خاص اپنی قوم ترک وہ قابلیت سے اور مسلمانون کے مقابلہ مین ممتاز رکھتے ہین - عربی زبان انہون نے متروک کی جسکے ہر لفظ مین اسلامی جوش تھا - اور دین کی بو آتی تھی - جب یہ حالت ہے تو آپ ہی فرمائے ایرانیون کو ان کے ساتھ کیا ہمدردی ہو سکتی ہے"

حسن نے آپ بجا فرماتے ہین مجھے اس مین ذرا مخالفت نہین - اچھا اب ہمکو دونون کو کچھ کوشش کرنا چاہیے - پہلا یہ کام کیجیے کہ سنیون اور شیعون مین آپس مین اتفاق ہو - اب کچھ تھوڑے سے شیعون کو آماده کیجیے کہ ترکون کا ساتھ دینے پر مستعد ہو جائین - مین انشاء اللہ چند ہی روز بعد یہان سے آکے ترکون کو اون کا ہمدرد دوست بنا دونگا - اگرچہ دونون سے یہ امر مشکل ہے"

میرزا عباس "کچھ مشکل نہین انسان مصمم اراده کر لیا جائے - مین کل ہی سے اس امر مین کوشش شروع کر دونگا - بالفعل ایک لائق شخص والی آذربائیجان ہین اور نہایت سمجھدار آدمی ہین - ان کو جا کے مجبور کرونگا کہ رعایا مین سے دو چار ایرانیون کو آماده کر کے ترکون کی کمک پر بھیج دین - مگر آپ اسکا خیال رکھین کہ ایسا نہو ان کی ساتھ یہان کوئی بدسلوکی کی جائے"

حسن نے اگر ایسا ہو تو کیا منا ہے - اور مین ان کی حفاظت اور حمایت کا وعدہ کرتا ہون"

اسی مین گھڑی نے دو بجائے - یمن کے شاہزاده حسن اپنے دوستون سے کہنے لگا - اب آپ صاحب آرام فرمائین - صبحکو انشاء اللہ ملاقات ہوگی - اور مین آپ کو بخیریت تمام باطوم تک پہنچا دونگا - اور کوئی انتظام تو مین یہان سے نہین کر سکتا ہان یہان سے آپکو تیز رو گھوڑے

مل جائینگے۔ جو بہت جلد ہاطوم مین پہونچادینگے"۔ یہ سن کے میرزا عباس اور اسکے ہمراہیون نے شکریہ ادا کیا۔ اور سب کو چھٹن پر جو کمرے مین ادہر اُدھر بچھے ہوئے تھے سو رہے۔

ساتوان باب

جوشِ ہمدردی

اب ہم کوہ قاف کے دامنون اور گردستان کے شہرون کو چھوڑ کر مملکت ایران کی سیر کرتے ہین تمام وہ ایرانی علاقجات جو روس و ترک کی سرحد سے ملے ہوئے ہین۔ وہ شاہ کج کلاہ ایران کے نوشیرۂ آذربائجان کے زیر فرمان ہین۔ اگرچہ ان مقامات مین ہمیشہ امن وامان رہتا ہے۔ روسیا کی ہمسایون یا بعض بعض ترکی مفرور مجرمون کے آجانے کے اوقات کے سوا اور کسی قسم کی پولیٹیکل پیچیدگی نہین پیدا ہوتی گورنر آذربائجان آقا میرزا کاظم نہایت ہی بیدار مغز اور منتظم شخص تھے جن کی بہادری کو بھی دنیا مشہور کر چکی ہے۔ کیونکہ اس سے پیشتر جو لڑائی ایران و روس مین ہوئی تھی اُس کے اکثر معرکون مین اس نے سپہگری کے بڑے بڑے جوہر دکھائے تھے۔

شاید ان دنون ایران کی خاک مین ایک یہی شخص تھا جو پولیٹیکل رموزسے واقف ہونے کے علاوہ اسلامی اور قومی ہمدردی کے جوش سے بھی بھرا ہوا تھا۔ موجودہ ترکون اور روسیون کی لڑائی نے آقا میرزا کاظم کے تمام علاقون کی حالت نہایت نازک کردی تھی۔ ایک طرف تو ترکون کی بیشمار فوج آجانے سے جن شیعون پر روز ایک نیا ظلم ہوا کرتا تھا اُن کو سوا حدود ایران کے اور کہین پناہ نہین ملتی تھی۔ دوسری طرف طفلیس اور اوسکے ماتحت تمام اضلاع مین روسیون نے جو مسلمانون پر عموماً دست تعدی دراز کردیا تھا اونکو بھی اطمینان سے زندگی بسر کرنے کے لیے صدف ممالک ایران ہی ایک محفوظ مقام نظر آتے تھے۔ غرض ان اسباب سے مستقر آذربائجان کے دروازہ مین روز بروز پناہ گزینون کا ایک انبوہ کثیر جمع ہوتا جاتا تھا۔ اور اُن کی بے سروسامانی اس حد کو پہونچتی جاتی تھی۔ کہ ملک مین بدنظمی پھیل جائے۔ مگر میرزا کاظم نے بہت اچھی روک کی۔ ان پناہ گزینون مین زیادہ حصہ دامن کوہ قاف کی مسلمان رعایا کا تھا جس مین بکثرت شیعہ اور بعض بعض سُنی تھے۔ مگر چونکہ گورنمنٹ روس کے ستائے ہوئے آئے تھے اسوجہ سے عموماً سبکو ترکون کے ساتھ ایک قسم کی ہمدردی سی ہوگئی تھی۔ اور اُنکا جوش اس حد کو پہونچ گیا تھا کہ ایک ادنے اشتعال دلانے والے کی تحریک پر روسیون سے لڑنے پر آمادہ ہوجائین۔ آج عموماً

...ہانند. ترقی کی بعض لوگ خود اصفہان مین ایسے پیدا ہو گئے جو اپنے جلاوطن ہموطنون کو ترکون
کی جانبداری کا جوش دلاتے تھے۔ لیکن میرزا کاظم نے اس جوش کو نہایت مہیب تصور کرکے
...کنا شروع کیا۔

...ا میرزا کاظم ایک روز دربار مین تنہا بیٹھا ہوا تھا کہ ایک سرکاری ملازم پولیس نے آکے عرض کیا
"حضور۔ یہان اب جہاد اور لڑائی کا خیال بڑھتا جاتا ہے۔ اسکا نتیجہ اچھا نہین۔ اگر حکم ہو تو فوراً کچھ
انسداد کر دیا جائے۔ ورنہ بلوے کا اندیشہ ہے۔"

میرزا کاظم: پہلے خفیہ طور پر یہ دریافت کرو کہ اس قسم کا جوش پیدا کرنے والے کون لوگ ہین۔"

ملازم: "سوا ان چند سنیون کے جو روسیون اور ترکون کی سرحد سے بھاگ بھاگ کے یہان پناہ گزین
ہوئے ہین اور کون ہو سکتا ہے؟ مجھے پوشیدہ طور پر بہت اچھی طرح معلوم ہوا ہے کہ اس قسم
کا خیال پیدا کرانے والے صرف سنی ہین۔"

میرزا کاظم: "کوئی شیعہ نہین؟"

ملازم: "کوئی نہین۔ ہان ایک ایرانی شخص کی نسبت البتہ گمان ہے کہ وہ اہل خلاف سے نہوگا کیونکہ
...ل تو اوسکی زبان خاص طہران کی ایسی ہے دوسرے بظاہر اسباب سے معلوم ہوتا ہے۔ اسکے
...ید اور ایرانی بھی ہین۔ خدا جانے اسے کیا خبط ہو گیا ہے۔ کہ ترکون کی ہمدردی مین اپنے تئین
...نا کیے دیتا ہے۔"

میرزا کاظم: "اچھا آج سہ پہر کو اسے ہمارے پاس بلا لاؤ۔ ہم اس سے پوشیدہ طور پر ملین گے
...ندا تم اسے مکان مین لے آنا جہان ہم لوگون سے مخفی طور پر ملا کرتے ہین۔ مگر دیکھو خبردار کسی کو
...سکی خبر نہو۔ اگر سوا تمہارے اور بھی کسی کو معلوم ہو گیا تو یہ جان لو کہ تمہاری زندگی دشوار
ہو جائے گی۔ مجھے دریافت کرنا ہے کہ وہ ایک ایرانی اور شیعہ ہو کر کیون ترکون کا ایسا دوست ہو گیا
ہے۔ تم کو اسکے متعلق کچھ معلوم ہوا ہے؟"

ملازم: "حضور لوگ مشہور کرتے ہین کہ وہ شیعہ تھا مگر اب گمراہی مین پڑکے سنی ہو گیا ہے۔ کل جناب
...سید کعبہ کے وہان بھی اسی امر مین گفتگو چھڑی تھی۔ آخر سب نے اسپر اتفاق کیا کہ وہ سنی
...دیا ہے۔ اور خیال کرنیکی بات ہے کہ بے سنی ہوئے اسکے دل مین ترکون کی محبت کیونکر پیدا ہو سکتی

میرزا کاظم: "کوئی اس سے ملا بھی تھا یا صرف یونہین قیاس سے لوگ کہتے ہین؟"

ملازم: "کہتے تو سب قیاس ہی سے ہین۔"

میرزا کاظم "خیر میں دریافت کرلونگا۔ تم اسوقت لیے آنا"
ملازم نے آقا میرزا کاظم کو ادب سے سلام کیا۔ اور دعاے ترقی دولت دے کے چلا گیا۔ میرزا کاظم نہایت سنجیدہ شخص تہا۔ کبہی سے خود غور کرنے لگا کہ یہ کیا معاملہ ہے۔ اسی خیال سے دل مین وہ افسوس کرنے لگا کہ تعصب کیسی بری چیز ہے۔ انسان بے سوچے سمجہے۔ تحقیق کیے بغیر راے قائم کر دیتا ہے اور وہ راے پہر نہین بدلتی۔ اس خیال نے اُسکی نظر کو تمام قلمرو ایران کی آبادی پر دوڑایا۔ اُسکی نظر نے واپس آ کے کہا کہ تعصب سے کوئی خالی نہین ہے۔ کہنے لگا جدہر دیکہتا ہون اور جسے دیکہتا ہون تعصب مین ڈوبا ہوا ہے۔ اس بلا سے کون خالی ہے؟ کوئی نہین۔ مجتہدون اور مقتداؤن کو بہی تو اس مرض مین مبتلا پاتا ہون۔ جب ان لوگون کا یہ حال ہے تو بیچارے عوام کا کیا شمار اُنہین لوگون کے دلمین جو کچہ ہوتی ہے اُسکو عوام الناس کی زبان سے ادا کرا دیتے ہین اور بظاہر خود الگ ہو جاتے ہین۔ کیا تدبیر ہو کہ یہ لوگ بات پر آئین اور انجام پر کچہ غور کرین" اتنا دل مین کہہ کے بولا "آؤ دیکہون ترک لوگون کے خیالات کیسے ہین۔ یا دیگر ممالک اسلامیہ کے لوگون کا کیا حال ہے؟" اُسکی نظر نے اُن تمام ممالک کی ایک اجمالی سیر کی جہان اہل سنت بہ کثرت آباد ہین یا اُنکی خودمختار حکومت ہے۔ اپنی منصفانہ اور بے تعصب نگاہ کو واپس لا کے غور کیا تو معلوم ہوا کہ وہ لوگ تعصب مین شیعون سے کسی طرح کم نہین ہین بلکہ بعض جگہ تو زیادہ متعصب ہین۔ افسوس کر کے اس نے ایک آہ سرد کہینچی اور دل ہی دل مین کہنے لگا "ان کو کوئی کیونکر سمجہائے۔ بالفرض شیعہ انکا ساتہ دینے پر راضی ہوجائین تو یہ لوگ کیون راضی ہونے لگے۔ قبلہ ایک تہا جو مقامات ان کے نزدیک متبرک ہین آن کے نزدیک بہی تہے۔ پہر کیا بات ہے کہ جسکی جہان حکومت ہے وہان اُس کا دور دورہ ہے اور دوسرے فریق والے ذلیل ہوتے ہین۔ نقصان اُٹہاتے ہین۔ چاہیے تہا کہ سب مل کے رہتے باہم ایک دوسرے کے ہمدرد ہوتے۔ مگر نہین آپس مین ایک دوسرے کے خون کے پیاسے ہین" یہ خیال کر کے اُس نے اپنے چہرے پر مایوسی کا نقاب ڈال لیا۔ اور دکہا دیا کہ وہ اسلام کا کتنا بڑا ہمدرد ہے۔ پہر آپ ہی آپ اپنے دل مین کہنے لگا "اچہا تو ان متعصبانہ مخالفتون کا نتیجہ کیا ہوگا" دل ہی نے خدا جانے کیا جواب دیدیا کہ یک بیک اُس کی آنکہون مین آنسو بہر آئے۔
غرض ان افکار مین اس قدر عرصہ تک ڈوبا رہا کہ دیر کے بعد دیکہا تو معلوم ہوا کہ چار بج چکے ہین پانچ بجا چاہتے ہین۔ چونک کے کہنے لگا اب تو وہ وقت آ گیا کہ مجہے پرائیوٹ ملاقاتون کے مکان مین

ہونا چاہیے۔ ایسا نہو کہ اُس ایرانی شخص کو دربار سے پر دیر تک ٹھہرنا پڑے اور سب لوگوں میں مشہور ہوجائے " اسکے بعد آقا میرزا کاظم اٹھا اور اپنے مکان میں چلا گیا۔ چند ساعت کے بعد وہ ملازم اُس شخص کو لیکے حاضر ہوا۔ میرزا کاظم کے حکم سے وہ شخص بھی چلا گیا جو اُس ایرانی کو ہمراہ لیکے آیا تھا۔ میرزا کاظم نہایت ہی پختہ مغز اور ہوشیار شخص تھا۔ پہلے اُس نے اپنے نئے ہم صحبت کی صورت غور سے دیکھی تاکہ دریافت کرے کہ یہ شخص کس خیال کا آدمی ہے۔ پھر پوچھنے لگا " آپکو یہاں تشریف لائے کتنا زمانہ ہوا ؟"

شخص " شاید پندرہ بیس روز ہوئے ہونگے "

میرزا کاظم " آپ یہاں کہاں سے تشریف لائے ؟"

شخص " میں طفلیس سے باطوم کو جاتا تھا۔ وہاں راستے میں روسیوں نے تمام مال و اسباب لے لیا۔ مجبور ہوکے یہاں چلا آیا۔ ورنہ ایشیائے کوچک کی سیاحت کا ارادہ تھا "

میرزا کاظم " آپ یہاں کس غرض سے تشریف لائے ہیں ؟"

شخص " میں آپ کے سامنے کسی امر کو مخفی نہیں رکھنا چاہتا۔ جو کچھ میرے ذہن میں ہے اسکو بلا کم و کاست ادا کیے دیتا ہوں۔ میں چاہتا ہوں کہ یہاں کے مسلمانوں کو ترکوں کی ہمدردی اور روسیوں کی عداوت پر ابھاروں۔ میرے خیال میں ہماری یہی مخالفتیں اور پچاس ساٹھ برس چلی گئیں تو ہماری اسلامی قوت دنیا سے رخصت ہوجائے گی "

میرزا کاظم " آپکا اسم شریف کیا ہے ؟"

شخص " مجھے میرزا عباس کہتے ہیں "

میرزا کاظم " اور وطن ؟"

میرزا عباس " خاص طہران۔ مجھے وہاں کے لوگ قریب قریب اکثر جانتے ہیں۔"

میرزا کاظم " آپ اہل سنت ہیں ؟"

میرزا عباس " (ہنس کر) آپ نے طہران میں کسی کو سنا ہے کہ وہ اہل سنت ہیں ؟ الحمد للہ کہ میں دوازدہ امام اور شیعۂ امیر المومنین وصی رسول اللہ ہوں "

میرزا کاظم " لوگ کہتے ہیں کہ آپ اب سنی ہوگئے ہیں "

میرزا عباس " لوگ جو چاہیں کہیں اختیار ہے۔ مگر ایک مومن پر تہمت باندھنا ہرگز نہیں جائز ہے۔ مجھے کیا پڑی تھی اور یہ کیونکر ممکن تھا کہ خاص داماد رسول اور وصی پیغمبر کو چھوڑ کے

اور دن کی پیروی اختیار کرتا،،

میرزا کاظم "اگر ایسا نہین ہے تو آپ کو ترکون کے ساتھ کیون ایسی ہمدردی ہے ؟"

میرزا عباس "یہ ہمدردی اُنکے ساتھ نہین بلکہ خود اپنے ساتھ ہے - آپ کیا زمانے کا رُخ نہین دیکھتے ہین ؟ اگر خدانخواستہ ترکی سلطنت دنیا سے مٹ گئی تو کے گھنٹہ ایرانی حکومت دنیا مین رہ سکے گی ؟ اہل ترک برائے نام ہی اپنے کو مسلمان تو کہتے ہین - اُسوقت کیا ہوگا جب اپنے آپ کو مسلمان کہنے والا دنیا مین کوئی بادشاہ نہ رہے گا ؟ مین سچ کہتا ہون اُس وقت سے ڈریے جب دنیا مسلمانون پر تنگ ہو جائے گی -

میرزا کاظم نے یہ جواب سُن کے میرزا عباس کی صورت غور سے دیکھی - اور کسیقدر سوچ کے کہنے لگا "اچھا آپ کو یہی خیال نہوا کہ بے اجازت سلطنت ہمارے ممالک محروسہ مین ایسا شدید جوش پیدا کرنا حضور شاہ کے خلاف ہوگا ؟ اگر طہران سے جواب طلب کیا گیا تو آپ کیا جواب دیجیے گا ؟"

میرزا عباس "یہی جواب جو آپ کو دیا"

میرزا کاظم "کیا یہ جواب قابل تسلیم بھی ہے ؟ جب خود بادشاہ نے ملکی فائدہ خیال کرکے سکوت اختیار کر لیا تو آپ کا کیا حق ہے کہ رعایا مین جوش پیدا کیجیے"

میرزا عباس "کیا آپکو نہین معلوم ہوتا کہ اسلام روز بروز ضعیف ہوتا جاتا ہے - اگر ایسا موقع پر بادشاہ سکوت کرے تو ہر مسلمان کا فرض ہے کہ اعانت قوم مین جان و مال سے دریغ نکرے مین تو التجا آپ کی خدمت مین یہی عرض کرتا ہون کہ اس دینی کام مین میری مدد کیجیے - اپنی قوت سے جہان تک ہو سکے اسلام کو نفع پہونچائیے جب وقت آجائے گا جس کے آنے کا خیال کر کے مین کانپ اُٹھتا ہون اسوقت روس دنیا بھر کے مسلمانون کے لیے ایک بلا بے درمان ہوگا - نہ آپ کو یہ عزت نصیب ہوگی - اور نہ مجھے یہ جرأت ہوگی کہ اُس طرح مردہ قوم مین جان ڈالنے کی نیت ہی کرون - خدا کے لیے اپنے دل مین انصاف کیجیے اور اسوقت کو غنیمت جانیے"

میرزا کاظم کو اب اس بات کی بالکل ضرورت نہ رہی کہ اپنے خیالات مخفی کرنے - اُس نے ہمدردی قومی کے مجنونانہ جوش کے لہجے مین کہا "اصل مین اسوقت تک مین آپ کے استقلال کا امتحان کر رہا تھا - الحمدللہ کہ آپ کا جوش سچا ہے اور آپ آزادی سے اسے ظاہر کر سکتے ہین - خود میرے دل مین اسی قسم کے خیالات ایک عرصہ سے پیدا ہو رہے ہین

کا آپ خود ہی دیکھیے کہ ہمارے ہاتھ پاؤن کسقدر جکڑے ہوئے ہین - ایران کے اور روس کے
تعلقات کو آپ جانتے ہی ہین - پھر یہ بھی خیال کرنے کی جگہ ہے کہ ایران اکیلا روس کے
مقابلہ مین کیا کر سکتا ہے - اگر ترک کاش اتنا ہی اطمینان دلاتے کہ اگر آئندہ روس ایران
کو نقصان پہونچانا چاہے گا تو وہ ایران کی حمایت مین اسی جوش سے کوشش کرینگے
جس جوش سے کہ اپنی سلطنت کی حفاظت مین کرتے ہین تب بھی ایران کچھ کر سکتا تھا اور
یون تو اس کے کہ اپنی موجودہ عزت بھی خاک مین ملا دی جائے ہماری جرأت کا اور کوئی نتیجہ نہین ہے -
آپ کے خیالات اسوقت کوئی نتیجہ پیدا کر سکتے ہین جب رعایاے اسلام مین ہمدردی کا جوش
پیدا ہو - اور تمام دنیاے اسلام کے مسلمان ایک دوسرے کی اعانت پر امادہ ہو جائین -
باہم عہد و پیمان کر لین اور اکیلا جو گروہ اسلام کوشش کرے گا وہ زمانہ کی ٹھوکرین کھائیگا"
میرزا عباس "حضور مجھے اسقدر مایوس نہ کیجیے - مین جو کوشش کرتا ہون اس مین آپکی
طرف سے مزاحمت نہ ہو - کامیابی اور ناکامی خدا کے ہاتھ ہے آپ سے بس اسیقدر اعانت
کا خواستگار ہون"
میرزا کاظم "نہین اس بارہ مین تو کچھ نہین ہو سکتا - مین اپنی سلطنت کے احکام اور اصول
سے چشم پوشی نہ کرونگا - اگر شاہ تک خبر پہونچ جائے گی - تو مین نمک حرام ثابت ہونگا - اور
بخصوص جبکہ مین دیکھتا ہون بادشاہ کی یہ روک تمام مصلحت سے ہے اور ضروری ہے"
میرزا عباس "تو کیا آپ سے مجھے کوئی امید نہ رکھنا چاہیے ؟ کوئی تدبیر کالیے"
میرزا کاظم "ہان ایک صورت ہے - روس اور ایشیاے کوچک سے جو لوگ یہان آکے
پناہ گزین ہو گئے ہین ان کو ابھار کے لیجائیے - اس مین ہمارا فائدہ بھی ہے اور آپکی بھی غرض
پوری ہوتی ہے - ہماری سرحد مین انکی وجہ سے جو بدنظمی پیدا ہوتی جاتی ہے وہ دفع ہو جائیگی
اور آپکو کافی مدد مل جائے گی - ان لوگون کا شمار کم نہین ہے اور یہ عمدہ نظیر بھی پیدا ہوگی
کہ شیعون نے سنیون کی مدد کی کیونکہ نقشوان اور طفلیس کے جسقدر لوگ یہان آکے پناہ گزین ہوئے
مین ان مین سے اکثر شیعہ ہی ہین - اب اگر ان لوگون کے ساتھ ہماری رعایا کا کوئی شخص
بھی چلا جائے گا تو کسی کو خبر نہوگی - اور مین بھی حتی الامکان طرح دونگا - شاید اس سے عمدہ
کوئی تدبیر آپ کی غرض حاصل ہونے کی نہین ہے"
آقا میرزا کاظم کی یہ تقریر سن کے میرزا عباس بہت خوش ہوا اور اس رائے پر کاربند

رہنے کا وعدہ کیا۔ اس کے بعد کہنے لگا "اب مین آزادی سے آپ کے صوبۂ
آذربائیجان کے شمالی شہرون مین پھرونگا اور ان لوگون کو ابھارونگا جو روس سے
آکے یہان پناہ گزین ہوئے ہین۔ مین خود تو یہین تبریز مین رہونگا کیونکہ روس
کی آبادی کے صاحب اثر اور متمول لوگ یہین ہین۔ اور اپنے ہمراہیون کو
ماکو اور خوی کے اضلاع مین پھیلا دونگا۔"

میرزا کاظم۔ "مگر جو کام کیجیے گا سنجیدگی اور سہولت سے۔ ایسا نہو کہ نتیجہ کچھ نہو اور
دنیا بھر مین ایک ہنگامہ ہو جائے"

میرزا عباس۔ "نہین انشاء اللہ آپ کو شکایت کا موقع نہ ملے گا"

میرزا عباس اس کے بعد آقا میرزا کاظم گورنر آذربائیجان سے رخصت ہوا اور اپنے
ہمراہیون سے مل کے کہنے لگا "اب ہم اطمینان سے کارروائی کر سکتے ہین
والی آذربائیجان نے اطمینان کے موافق باتین کہین۔ مگر اس بات کا لحاظ رہے کہ لوگ
سوا ان لوگون کے جو ممالک روس و ترک سے یہان آکے پناہ گزین ہوئے ہین جو دار
خاص ایرانیون اور یہان کی رعایا کو لڑنے پر آمادہ نہ کرنا۔ اور نہ کبھی یہ ظاہر کرنا کہ ہمین
ان لوگون سے مدد لینا منظور ہے" اس کے بعد اس نے اپنے ہمراہیون کو مختلف مقامات
مین روانہ کیا۔ اور خود تبریز مین یہ جوش پیدا کرنے لگا۔

ہم پہلے ہی بیان کر چکے ہین کہ ان لوگون مین روسیون کی مخالفت کا مادہ پوری طرح پر
موجود تھا۔ میرزا عباس کی کوششون کا نتیجہ فوراً ظاہر ہونے لگا۔ خود میرزا عباس نے
پندرہ ہی روز مین دو ہزار روسی جلاوطنون کو فراہم کر لیا جن مین اکثر لائق اور عمدہ
حیثیت کے لوگ تھے۔ اس کے ہمراہیون نے اسی مدت مین آٹھ ہزار سے کچھ زیادہ
لوگون کا گروہ مجتمع کر لیا۔ ان لوگون مین سے بعض کے پاس کچھ اسلحہ بھی تھے مگر وہ چند
بندوقین ایک دس ہزار سپاہیون کی فوج کے لیے کیا کافی ہو سکتی تھین۔ میرزا عباس نے
پوشیدہ طور پر ایک آدمی شاہزادہ حسن کے پاس اور ایک معتمد اور ہوشیار شخص مصطفے
پاشا سپہ سالار افواج سلطانی کے پاس روانہ کیا۔ شاہزادہ حسن کو تو صرف اسی قدر لکھا
تھا کہ بحمدہ تعالے اس قدر فوج جمع ہو گئی ہے۔ اب ضرورت ہے کہ آپ کی مدد سے ان
لوگون کو اسلحہ مل جائین۔ لہذا امید ہے کہ آپ اس بارہ مین مصطفے پاشا کو کچھ تحریر فرمائینگے؟

لیکن مصطفے پاشا کے خط میں بے انتہا اسلامی جوش ظاہر کیا گیا تھا اور لکھا گیا تھا کہ ہم لوگ ایک اسلامی سلطنت کی حفاظت کے لیے اپنی جان و مال بلکہ کسی بات سے دریغ نہ کرین گے۔ اور دس ہزار بندوقون اور دو سو ترکی افسرون کی درخواست کی گئی تھی مصطفے پاشا کو ابتدا تو اس تحریر کو دیکھ کر کسی قدر تردد ہوا مگر جب تین ہی چار روز کے بعد کسی کے ذریعہ سے حسن پاشا کا دستخطی خط پہونچا تو انہین بڑی حیرت ہوئی حسن پاشا کی مفقود الخبری سے تمام لوگون کے دل مین ایک ملال تھا اس خط سے یکایک ایسا محفوظ کہا کہ انھون نے اوس کے ہمراہی سامان جنگ کی دس ہزار بندوقین دو سو ترکی افسرون کی ہمراہی مین سرحد ایران پر پہونچا دین اور آگے معاوضہ مین اور بندوقون کے لیے باب عالی مین درخواست کی یہ بندوقین پاتے ہی میرزا عباس کے ہمراہیون کے حوصلے بڑھ گئے۔ میرزا عباس نے اب تبریز چھوڑ کر ان پہاڑون کی گھاٹیون مین قیام کیا جو ایران اور ترکی کے مابین واقع ہین۔ ان ترکون کے ذریعہ سے اپنے پرجوش ہمراہیون کو پندرہ دن تک اس نے قواعد سکھائی۔ اور کوچ کا ارادہ کیا۔

ترکی افسرون کی رائے تھی کہ بغیر توپون کے یہ فوج کچھ نہ کر سکے گی۔ مگر میرزا عباس نے کہا کہ ہم روسیون سے توپین چھین لین گے اور انہین توپون سے آیندہ کام نکالین گے۔ مصطفے پاشا پر اب زیادہ بار ڈالنا نامناسب ہے"۔ اب میرزا عباس اپنے ہمراہیون اور سپہ سالار افواج دولت عثمانیہ کے بھیجے ہوئے دو سو افسرون کو لیکے پہاڑون ہی کے اندر اندر کوچ کرتا ہوا دامن کوہ ارارات کے نیچے پہونچ گیا۔ بیس پچیس روز یہان قیام کر کے اپنے پرجوش سپاہیون کو اُن ترکی افسرون کے ذریعہ سے قواعد جنگ کی تعلیم دلائی۔ جب تھوڑا بہت اطمینان ہو گیا تو اپنی دس ہزار فوج کو مختلف پلٹنون مین تقسیم کر کے ترکی افسرون کے چارج مین دیدیا۔ اور ایک اسسٹنٹ افسر کی طرح خود بھی ہمراہ ہوا۔ اگرچہ یہ فوج سامان جنگ سے آراستہ نہ تھی نہ کوئی وردی تھی۔ نہ مختلف کارآمد اسلحہ تھے بلکہ توپین بھی نہ تھین جن پر آج کل کی لڑائیون کا دارومدار ہے مگر ایک اسلامی جوش و خروش جو اس فوج کے ہر سپاہی سے ظاہر ہوتا تھا اس پر تمام مصنوعی پرتکلف سامان قربان تھے۔ ترکی افسرون مین ایک سن رسیدہ اور تجربہ کار افسر علی پاشا تھا میرزا عباس نے محض بے تعصبی سے اس افسر کو تمام فوج پر کمان افسر مقرر کیا۔ اگرچہ بعض شیعون کو خیال گذرا کہ ہم سب اثنا عشری

شخص کی ماتحتی مین دیے جاتے ہین مگر میرزا عباس کی پرجوش اسپیچون نے سب کو راضی کر دیا اور جو کوئی ناراض رہا اُسکی زبان بند کر دی۔

اپنی فوج کو اس انتظام سے مرتب کر کے میرزا عباس کوہ ارارات سے نکل کے روسی حصہ کیطرف بڑھا قبل اسکے کہ روسیون کو خبر بھی ہو اُس نے اپنی فوج کو دریاے ارس سے جو تقریباً کوہ ارارات سے بنتالیس میل تھا پار اُتار دیا اور یہان سے دو ہی پہر مین کوچ کر کے شہر ارون پر حملہ کر دیا۔ اس شہر مین روسیون کے دو ہزار سپاہی اور ایک توپخانہ موجود تھا۔ اُن لوگون نے نہایت سختی سے مزاحمت کی اور اپنے دمدمون کی آڑ پکڑ کے ایرانیون پر گولہ باری کرنے لگے۔ اُس روز کچھ رات گئے تک برابر اُن لوگون کی گولہ باری ہوا کی۔ مگر دوسرے روز صبح تڑکے میرزا عباس نے اپنے لوگون کی صفین درست کین۔ اور آگے گھوڑے کو کاوا دے کے ایک پرجوش تقریر کی اُس نے اپنے لوگون کی طرف خطاب کر کے کہا ”اے گروہ مومنین۔ تمہاری اڑائی سلطنت کی باضابطہ فوجون کی طرح نہین ہے۔ تم جہاد کرنے اور اسلام کو آنے والی مصیبت سے بچانے کی غرض سے اس جان فروشی کے بازار مین آئے ہو تمہارا کام صرف مارنا اور مرجانا ہے۔ تم اپنے مولی اور آقا شیر یزدان امیر المومنین حیدر کرار کی جانبازیون کو پیش نظر رکھو۔ اپنے مولا جناب امیر المومنین کا نام لو اور ان کافرون پر حملہ کرو۔ مین قسم کھا کے کہتا ہون کہ اس موقع پر اپنی جان کا بالکل خیال نہین۔ اگر یہ جان کام آ جائے تو خوشا نصیب میرے مین تو اب دشمنون پر حملہ کرتا ہون۔ اگر تمہین اسلام اور ایمان سے کچھ بھی محبت ہے تو آؤ اور میرا ساتھ دو۔“

یہ تقریر کر کے میرزا عباس نے اس جوش سے حملہ کیا کہ تمام لوگون کے دل کانپ اُٹھے۔ میرزا عباس نے حملہ کرتے وقت زور سے کہا تھا ”یا علی!“ اُسکی اس آواز نے ایسا اثر کیا کہ تمام مسلمان سپاہیون کا یہی جز ہو گیا۔ اور سب زور زور سے ”علی! علی!“ کہتے ہوئے شہر ارون کے دمدمون پر جا پڑے۔ اس مقدس اور برگزیدہ نام نے ایسا رعب اور دبدبہ پیدا کر دیا تھا کہ تمام ترکی افسرون کی زبان پر بھی جوش مین بے اختیار یہی نام جاری تھا۔

روسیون نے مسلمانون کو اس تیزی سے آتے دیکھا تو بہت پھرتی اور سرگرمی سے توپونکی فیر کرنے لگے

کو بہت جلد انھین تجربہ ہو گیا کہ توپین اس جوش کی روکنے والی نہین ہین۔ جب مسلمان دشمنون کے نیچے پہونچ گئے تو بندوقون کی باڑھ مین پڑنا شروع ہوئین۔ اس موقع پر ترکی افسر خوب کام آئے۔ وہ اپنے ہمراہیون کو دشمن سے بچاتے ہوئے آگے بڑھے۔ اور دم ہی منٹ مین مسلمان توپون پر پہونچ گئے۔ سنگین چلنا شروع ہوئی۔ مگر اسلامی تلوارون نے آناً فاناً سنگینون کے بیکار ثابت کرنے کے ساتھ ہی دو ہزار روسیون کا خاتمہ کر دیا۔

"علی! علی!!" کے نعرے شہر مین داخل ہونے کے وقت مسلمانون نے اس زور سے بلند کیے کہ صاف معلوم ہوتا تھا یہ آوازین ہر طرف در و دیوار مین پیوست ہوئی جاتی ہین۔ اور واقعی اس استقلال سے یہ آوازین گونجی تھین کہ شہر کو روسیون سے خالی ہی کر کے چھوڑا۔ ترکی پھریرا شہر اردن مین اڑا دیا گیا اور مصطفے پاشا کو کامیابی کی مبارکباد لکھی گئی۔ میرزا عباس اور اُنکے ساتھیون کو اس فتح نے نہایت قوی اور جری بنا دیا۔ علاوہ برین بہت سا سامان جنگ۔ جنگی لباس۔ اور چند توپین قبضہ مین آجانے سے حوصلے بڑھ گئے۔

اردن سے دس میل پر شہر اشمیادزین ہے۔ روسیون کو جب اردن مین بہت بڑی زک ہوئی تو انھون نے ایک ہی روز مین چار ہزار فوج وہان بھیجکے نہایت مضبوطی سے قلعہ بندی کی۔ دو توپخانے بھی آ گئے۔ اور توپین قرینے سے لگا دی گئین۔ اسکے ساتھ ہی سالار فوج روس کو اطلاع کی گئی کہ "ادھر دامن کوہ ارارات سے ایک مجاہدین کا گروہ نمایان ہوا ہے۔ جنھون نے شہر اردن مین ہماری فوج کو کامل زک دیکے چند توپون پر قبضہ کر لیا۔ لہٰذا ہمارا سباب یہان کمک کی ضرورت ہے۔ اگرچہ سردست چار ہزار فوج اور دو توپخانون سے شہر اشمیادزین کی مضبوطی کی گئی ہے" ادھر اردن سے میرزا عباس اور علی پاشا نے بڑھکے شہر اشمیادزین کا محاصرہ کر لیا۔ دو روز تو صرف دور سے گولہ اندازی ہوئی۔ اور دونون طرف سے برابر آتش باری رہا کی۔ تیسرے روز یہان بھی میرزا عباس نے اپنے معمولی جوش سے "یا علی!" کا نعرہ بلند کر کے روسی دشمنون مین لرزا ڈالدیا۔ یہ آواز سن کے روسی لوگون نے قلعہ سے باہر نکل کے مقابلہ کیا۔ میرزا عباس کے جوش کو روکنا فی الحقیقت روسیون

قوت مین نہ تھا۔ یہ پرجوش ایرانی رہ رہ کے نعرہ "یا علی" بلند کرتا تھا اور
روسیون پر حملہ کر دیتا تھا۔ اور تمام جان فروش مسلمان ثابت قدمی اور دلیری سے
ان حملون مین اُس کا ساتھ دیتے تھے۔ میرزا عباس کے تین حملے تو روسیون
نے بڑی بہادری سے روکے مگر چوتھے حملہ کی تاب نہ لا سکے۔ بھاگ کے قلعہ مین
ہو رہے۔ مسلمانون نے کوشش کی کہ اسی حملے مین روسیون کی مورچہ بندیا
توڑ کے اُن کے قلعہ پر قبضہ کر لین۔ مگر ناکام واپس آئے۔ بلکہ اس بیفائدہ کوشش
مین اُن کا بہت نقصان ہوا۔ اب چوتھی صبح پھر وہی سامان دکھانے کے لیے ظاہر
ہوئی جو فتح اردون کے روز نظر آیا تھا۔ ہنوز آفتاب مشرق کے پہاڑون سے نکلنے بھی
نہین پایا تھا کہ مسلمان مجاہدین نے صف بندی کی۔ میرزا عباس نے اُن کی
صفون کے سامنے ایک چکر لگایا اور درمیان مین گھوڑے کی باگ روک کر دلون مین
جوش کی روح پھونکدینے والی ایک ایسی تقریر کی کہ آخر یہ تقریر بھی مسلمانون کو ناگوار
گذرنے لگی۔ کیونکہ وہ اس تقریر سننے سے زیادہ جانبازی کے مشتاق تھے۔ میرزا
عباس نے اپنی تقریر ختم کر کے دشمنون کے قلعہ کو غصہ کی نظر سے دیکھا۔ زور سے
نعرہ "یا علی" بلند کیا۔ اور گھوڑے کی باگ اُٹھا دی۔ مسلمانون نے بڑے جوش
وخروش سے اُسکا ساتھ دیا اور سب کے سب بیخوف وخطر جان پر کھیلتے ہوئے
بڑھے اور روسی مورچہ بندیون پر جا پڑے۔ مسلمانون کا یہ مجنونانہ جوش دیکھکے
روسیون کے دل مین ایک خوف پیدا ہو گیا۔ اور ڈر ڈر کے حملہ آورون
کی صورت دیکھنے لگے کہ کس بے ہراسی سے بڑھتے چلے آتے ہین۔
مسلمانون کے اس جوش کو تمام روسی سپاہ اس حیرت سے دیکھ رہی تھی کہ توپخانے
والون کو دیر دیر کے بعد اپنے فرض کا خیال آتا تھا۔ اور نہایت سستی سے توپین
فیر کر رہی تھین۔ جب مسلمان اور آگے بڑھے تو باقی سپاہ پر بھی یہی محویت
طاری معلوم ہوئی۔ کیونکہ بندوقون کی باڑھین بھی نہایت سست پڑ رہی تھین۔
علی پاشا اور میرزا عباس اپنی جماعت کو لیے ہوئے جب روسی توپون کے نیچے
پہونچ گئے تو اُنھون نے کچھ دیر توقف کیا۔ گویا وہ سوچ رہے تھے کہ اب کیا کرین۔
یکایک میرزا عباس نے پھر زور سے نعرہ "یا علی" بلند کیا۔ اس آواز کے ساتھ

باقی مسلمانون کی آوازین ہنوز جواب نہین دینے پائی تھین کہ حسن عقیدت یا استقبال کے طور پر روسی توپخانہ نے جواب دیا۔ اور یہ آواز گونجتی ہوئی اور رعب بٹھاتی ہوئی روسیون کے کانون مین پہونچی۔ اس نعرے کے بعد میرزا عباس نے حملہ کر دیا۔ اور بڑھنے لگا کہ روسی توپون پر جا کے قبضہ کرے۔ سب مسلمانون نے اس بار بھی میرزا عباس کی تقلید کی اور ہر طرف سے روسی توپون پر دھاوا کر دیا۔

روسیون نے اپنے حریف ایرانی مسلمانون کو بڑی قوت و نہایت سختی سے کامل دو گھنٹے تک روکا۔ بہت سے مسلمان صرف اسی کوشش کی نذر ہو گئے کہ روسیون کی گولیون کی بارش ہو رہی تھی اور وہ برابر روسی توپون پر چڑھے جاتے تھے۔ آخر روسی مزاحمت دیتے دیتے کچھ ہٹ گئے اور مسلمانون نے ایک توپ پر چڑھ کے قبضہ کر لیا۔ اس مقام پر بڑی سخت لڑائی ہوئی۔ مگر مسلمانون نے اس جگہ کو کسی طرح نہ چھوڑا۔ اور چار پانچ ہزار مسلمان مع علی پاشا اور میرزا عباس کے اوپر چڑھ گئے۔ اب روسیون نے ارادہ کیا کہ اپنی فوج کو مع توپون کے شہر اشمیادزین سے نکال کے کسی اور مناسب جگہہ پر مورچہ بندی کرین۔ لیکن اس بات کا موقع انھین بڑی دشواریون سے کب ملا جب ان کی نصف فوج قتل ہو چکی اور آٹھ توپون پر مسلمانون کا قبضہ ہو گیا۔

روسی بڑے اضطراب اور نہایت بے سروسامانی سے شہر چھوڑ کے باہر نکلے۔ ایرانیون نے تعاقب کیا اور ہرگز موقع نہ دیا کہ کسی قریب مقام پر مورچہ بندی کرین۔

روسیون کے سردار فوج کو سوا اس کے کوئی بات نہ بنی کہ اپنے باقی ماندہ ہمراہیون اور توپون کو لیکے بھاگ جائے۔ اُس نے یہان سے ساٹھ میل پر جا کے شہر اسکندروپول مین پناہ لی۔ اسکندروپول ترکون کی سرحد کے قریب روسی دام کا بڑا مضبوط شہر ہے۔ اور یہان ایک عظیم الشان قلعہ بنا ہوا ہے۔

اس قلعہ مین پیشتر سے روسیون کی پندرہ ہزار فوج موجود تھی اور چارون طرف ستر توپین لگی ہوئی تھین۔ روسیون نے اب اس قلعہ مین لڑائی کا سامان کیا۔ اشمیادزین سے دو ہزار روسی اور چار توپین جو ایرانیون کے ہاتھ سے بچ کے آئی تھین وہ بھی اسکندروپول کی تقویت کے کام آئین۔ ادھر دس ہزار فوج اور چار توپخانے

سپہ سالار افواج روس نے بطور کمک کے بھیجے تھے وہ بھی اسی قلعہ مین رکھو گئے۔ غرض اسکندرو پول مین اب کل ستائیس ہزار روسی فوج اور چھیانوے توپین تھین۔ اس بے انتہا فوج نے روسیون کی جرائین تازہ کر دین۔ اور بغیر اسکے کہ وہ ایرانیون کا انتظار کرین بیس ہزار فوج اور چھ توپخانے لیکے اُنھون نے اسکندرو پول سے پندرہ میل آگے بڑھ کے مورچہ بندی کی کہ اسلامی مجاہدون کو راستے ہی مین روکین۔

مسلمانون نے شہر اشمیادزین پر قبضہ کرکے ترکی ہلالی جھنڈا ہوا مین اُڑایا۔ اور ترکی سپہ سالار مصطفے پاشا کو اس کامیابی کی اطلاع کی اور لکھا کہ "اسکے بعد ہمین روس کی بہت بڑی فوجون سے سابقہ پڑے گا۔ اسکندرو پول کا قلعہ ہمارے سامنے ہی اور وہان روسیون کی بہت فوج ہے۔ لہذا یہ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ آپ دوسری جانب سے بھی شہر اسکندرو پول پر دھاوا ڈالین تاکہ روسیون کی قوت بٹ جائے"۔ مصطفے پاشا نے یہ خط اپنی فوج کے تمام اعلے افسرون کے سامنے پڑھا اور مسلمانون کی کامیابی کا شکر ادا کیا۔ اس کے بعد اپنی فوج کے ایک نوجوان افسر کو جس کا نام حمید پاشا تھا دس ہزار ترکون اور دو توپخانون کے ساتھ اسکندرو پول کے مغربی جانب روانہ کیا۔ اور میرزا عباس کو اس کی اطلاع کی۔

اُدھر آذربائیجان کے شمالی و مغربی حدود مین میرزا عباس کے لقبا ابھی تک لڑائی کی اشتعال دلا رہے تھے۔ وہان کی رعایا مین یہ سُن کے اور جوش پیدا ہو گیا کہ انھین کے بھائی مسلمانون نے جا کے روسیون کے مقابل مین اس کامیابی سے ناموری حاصل کی۔ اب اُن تمام اضلاع مین ہر گاؤن اور ہر قصبہ سے جہاد کی آواز نکلتی تھی۔ اور ہر طرف سے لوگ جوق جوق آکے میرزا عباس کے لقبا کے پاس جمع ہونے لگے۔ پندرہ ہی بیس روز مین پچیس تیس ہزار کا گروہ تیار ہو گیا۔ میرزا عباس نے اپنا خاص مستقر کوہ ارارات کے مغربی دامن مین ایک گاؤن کو قرار دیا تھا۔ اس جدید گروہ کے بیس ہزار مسلمان وہان فراہم ہوئے اور میرزا عباس کے مرسلہ افسرون نے چند روز قواعد سکھا کے پندرہ ہزار سپاہی رزمگاہ مین بھیج دیے۔ اور یہ سلسلہ قائم ہو گیا کہ برابر لوگ مجتمع ہو ہو کے کوہ ارارات مین آتے تھے اور وہان سے قواعد

سکیں۔ حسب ضرورت میرزا عباس کے پاس پہونچتے تھے۔ خود میرزا عباس کے جھنڈے کے نیچے اُن لوگون کو چھوڑ کے جو اُدن اور اشمیاوزین کی لڑائیون مین شہید ہوئے کل بیس ہزار مجاہدون کا گروہ میدان جنگ مین موجود تھا۔

اس سب فوج کو لیکے میرزا عباس اور علی پاشا دونون نے شہر اشمیاوزین سے کوچ کیا۔ اور تیسرے روز اُس روسی فوج کے مقابل مین صف بندی کی جو اسکندرونیون کا راستہ روکے پڑی تھی۔ میرزا جعفر نے اپنی تجربہ کار فوج کو آگے کیا اور اس کے پیچھے سے مجاہدون کی صفین باندھین۔ اپنے معمولی جوش وخروش کے کلمات ہر مسلمان کے گوش گذار کیے۔ اور اُسی جان فروشی کے ولولے سے دشمن پر حملہ کیا۔ روسی تو پہلے ہی سے منتظر تھے۔ اُنہون مسلمانون کو حملہ کرتے دیکھ کر اپنی توپون سے کام لیا۔ اور آتش باری کرنے لگے۔

یہ لڑائی دونون حریفون کے لیے برابر کی حیثیت رکھتی تھی۔ شمار دونون فوجون کا برابر تھا۔ اور دونون کھلے میدان مین تھے۔ ہان توپون کے لحاظ سے روسیون کا پلہ بھاری تھا۔ کیونکہ اُنکے پاس چھتیس ۳۶ توپین تھین اور ایرانیون کے پاس صرف چودہ توپین تھین۔ وہ بھی گویا بیکار تھین۔ کیونکہ گولہ بارود کی بہت کمی تھی۔ اور اسی وجہ سے ہر لڑائی مین اپنی بے نظیر شجاعت سے تھوڑی ہی دیر کے بعد توپون کو بیکار کر دیا۔ اور قریب پہونچ کے سنگینون اور تلوارون سے لڑنے لگے۔
اس پہلی لڑائی مین حملہ کرتے وقت تو ایرانیون کی طرف سے بھی روسی توپون کا جواب دیا گیا۔ لیکن آدھ گھنٹہ مین میرزا عباس مع اپنے ہمراہیون کے تمام میدان طے کر کے روسیون کے سر پر پہونچ گیا۔ پہلے تو بندوقین چلائیں مگر آخر بندوقون کا بھی منہ بند ہو گیا۔ اور ایرانی بہادر مجاہدون نے ثابت کر دیا کہ توپین اور بندوقین دونون ایمانی جوش کو نہین روک سکتی ہین۔ غرض تلوار کی لڑائی شروع ہوئی۔ زمین خون کے رنگ مین رنگی جانے لگی۔ اور سپاہی ملک کے جھگڑے اور دین کے تصفیے پر اپنی جانون کی قربانیان چڑھانے لگے۔ جسوقت ایرانی لوگ روسیون سے مل گئے تھے اُسوقت تقریباً دس بجے ہون گے۔ دس بجے سے شام تک برابر تلوار چلی اور دونون طرف کے لوگ برابر کٹ کٹ کے

گرا کیے - آخر شام ہوگئی اور تاریکی نے دونون طرف کے جانبازون کو جدا کیا۔ اس لڑائی مین آٹھ ہزار تین سو چوبیس روسی اور پانچہزار سے کچھہ زیادہ ایرانی کام آئے دوسری صبح پھر خونریزی کا سمان دکھانے کے لیے نمودار ہوئی - اور شیعہ سپاہ دین اپنے قومی احکام کے بموجب سفیدۂ صبح ظاہر ہوتے ہی ابتدائی فضیلت کے وقت مین نماز صبح ادا کی - موذن نے اذان دینے مین وہ پرہیبت نام یاد دلا دیا جو دن ایرانی سپہگرون کا شعار جنگ رہا تھا - اس نے " اشہد ان امیر المومنین علیا ولی اللہ وصی رسول اللہ خلیفتہ بلا فصل " کہا اور دلون مین ایک جوش پیدا ہو گیا - نماز کے خاتمہ پر سبھون نے اپنے آپ کو صف جنگ مین مرتب کر دیا - اور میرزا عباس نے زور سے نعرۂ " یا علی " بلند کر کے روسیون پر حملہ کر دیا -

دونون طرف سے توپون کے فیر چلنے لگے - دونون فوجون مین جب اور زیادہ قربت ہوگئی تو بندوقون سے کام لیا گیا اور برابر باڑھین پڑنے لگین - یہ جوش کا تماشا دیکھنے کے قابل تھا کہ گولے آ آکے پھٹ رہے تھے - اور ان کے نیچے جان فروش مسلمان سپاہی اطمینان کے ساتھ صفین باندھے بڑھتے چلے جاتے تھے - روسی فوج پر بھی گولے پھٹتے تھے مگر وہ خاموش کھڑے تھے اور گویا منتظر تھے کہ ایرانی ہمارے پاس پہونچ جائین تو سنگینون اور تلوارون سے کام نکالین - گولیان دونون طرف کے بہادرون پر برابر اثر کر رہی تھین - گویا لڑائی کی لو چل رہی تھی کہ لوگ جیتے جی گر پڑتے تھے اور لوٹنے لگتے تھے - بہتون کی امیدین راستے ہی مین خاک مین مل گئین - اور اس حد تک نہ پہونچ سکے جہان کا ارادہ کر کے چلے تھے - آخر یہ سین بھی تمام ہوگیا اور دونون حریف مل گئے - اور خونریزی کو ایک فوری ترقی ہوئی اب اسوقت گویا حوصلے پورے ہو رہے تھے - اور سپاہیون کو پورا موقع ملگیا تھا کہ اپنے بہادرانہ جوش وخروش کو جی بھر کے نکال ڈالین - ایرانیون کی ہمتین ساعت بساعت میرزا جعفر کے فقرون اور حملون سے بڑھتی جاتی تھین - اور میرزا جعفر ہی کی طرح دوسری طرف علی پاشا حملہ کر رہا تھا - روسیون نے پوری بہادری سے کام لیا - مگر وہ اس کو کیا کرتے کہ اس وقت تلوار مسلمانون کے ہاتھہ مین تھی اور لڑائی کا فیصلہ قسمت کی جانب سے دینی جوش کر رہا تھین

دیا گیا تھا - جب پہلی مرتبہ تقریباً سہ پہر کے وقت میرزا جعفر اور اُس کے ہمراہیون نے نعرہ "یا علی" بلند کیا - روسیون کے دل کانپ اُٹھے - میدان جنگ انھین عجیب معلوم ہونے لگا - اور اپنی نو ہزار لاشین چھوڑ کر بھاگ گئے اور قلعہ سکندر پول مین پناہ گزین ہو گئے - جب اسکندر پول والون کو معلوم ہوا کہ اُنکے دست سترہ ہزار سے زیادہ سپاہی ایک بے نتیجہ لڑائی کی نذر کر آئے ہین تو نہایت حیران ہوئے - اور یہ بے سروسامان مجاہدون کا معاملہ جو ابتدا انھین نہایت ذلیل نظر آیا تھا اب بہت ہی ہیبت ناک معلوم ہونے لگا - روسیون نے فوراً اپنے اعلیٰ افسر یعنی سپہ سالار افواج ایشیا کو اطلاع کی کہ ترکون کی فوجون سے ہم کو اور ہمارے سپاہیون مین سے کسی کو ذرا خوف نہین - مگر یہ بے ضابطہ مجاہد جو ایران سے آئے ہین اور ترکون کی ہمدردی کے جوش سے بھرے ہوئے ہین بہ ظاہر اسباب انتہا سے زیادہ بہادر اور پرجوش ہین - انھون نے جس وقت سے قدم بڑھایا ہے اب تک برابر بڑھتے چلے آتے ہین - اور ہماری کوئی فوج اُن کو نہ روک سکی - اب ہم اسکندر پول مین ہین - اور دیکھیے یہ شہر کے دن تک ہمارے قبضہ مین رہتا ہے - کیونکہ وہ ہم سے بہت قریب ہین - اور ہم مین اتنی قوت نہین کہ آگے بڑھکے اُن کا مقابلہ کرین -

آٹھوان باب

کامیابی

اگرچہ میرزا جعفر کی کارروائیون نے تمام روسی فوجون مین ایک تہلکہ ڈال دیا تھا مگر سپہ سالار افواج روس کو مصطفےٰ پاشا کے مقابلہ سے اتنی مہلت نہین ملتی تھی کہ اسکندر پول اور دیگر مشرقی مقامات کی مضبوطی مین ذاتی سرگرمی دکھائے - آخر اُس نے قلعہ سینٹ نکلس کو مصطفےٰ پاشا کی روک تھام کے لیے مضبوط کرنا شروع کیا - قریب قریب ایک لاکھ فوج اس قلعہ مین فراہم ہو گئی اور ہر طرف برابر آگے پیچھے توپین لگا دی گئین -

سینٹ نکلس ایک نہایت ہی عالیشان قلعہ ہے جو باطوم سے تیس میل کے فاصلہ پر شمالی جانب واقع ہے - اس قلعہ کے مضبوط کرنے سے روسی سپہ سالار کی

یہ غرض تھی کہ اِدھر سے اطمینان حاصل کرکے پندرہ بیس روز کے لیے اسکندریہ کے قرب وجوار کا انتظام کر آئے - مگر ترکی سپاہی اس سرگرمی اور تیزی سے حملہ آور یان کر رہے تھے کہ اسے کسی طرح اس ارادے کے پورا کرنے کی جرأت نہ پڑتی تھی - اول تو ترکون نے قلعہ سینٹ نکولس کو زیادہ مضبوط ہی نہ ہونے دیا - اُس کے سامنے ساحل پر برابر ترکی جہاز آتے تھے اور گولہ باری کرکے قلعہ کی عمارتون کو مسمار کر جاتے تھے - ترکی رسالے اور پلٹنین ہر روز باطوم سے بڑھ کے آتی تھین اور مقابلہ کرکے واپس جاتی تھین - پہلے تو مصطفے پاشا کی ہدایت کے بموجب ترکون نے سینٹ نکولس کے قریب اُترنے کا ارادہ نہین کیا - مگر آخر جب اُنھون نے دیکھا کہ روسی روز بروز زیادہ قوی ہوتے جاتے ہین تو انھون نے بڑھ کے سینٹ نکولس کا محاصرہ کر لیا - محاصرہ کے زمانے مین ترکون اور روسیون مین کئی سخت لڑائیان ہوئین مگر نتیجہ کچھہ نہین ظاہر ہوتا تھا - آخر مصطفے پاشا نے حکمی فیصلہ کر لیا کہ جس طرح ہو سکے یہ قلعہ فتح کر لیا جائے - اور اپنی فوج کے تمام افسرون کو بلا کے کہدیا کہ کل صبح کو ہم چاہتے ہین ہماری جرأت کا امتحان اور ہماری تقدیر کا فیصلہ ہو جائے - کل افسرون نے باتفاق سر اطاعت جھکا دیا اور نہایت ہی جوش وخروش کے الفاظ مین وعدہ کیا کہ ہم جانین لڑا کے اپنی بہادری دکھا دینگے - الغرض اسوقت سب لوگ جوش سے بھرے ہوئے اُٹھے اور اپنے خیمون مین چلے گئے

رات ترکون کو نہایت متانت اور استقلال سے سامان جنگ کرتے گذری - صبح کا نور ابھی افق مشرق مین بھی ڈھونڈھے سے نظر آتا تھا کہ افواج ترک مین تیاری کا بگل دیا گیا - جوش مین بھری ہوئی طبیعتین چونک پڑین - اور بہادر سپاہی اپنی وردیون اور بندوقون کو سنبھالتے ہوئے اُٹھ کھڑے ہوئے -

اسوقت کا سمان عجیب بہار پر ہے - قمری مہینے کی آخر تاریخ ہے - اور صبح کا پھیکا چاند مشرقی آسمان پر چمک رہا ہے - ادھر دور دور پہاڑون کی چوٹیون پر کوہستانیون کی جلائی ہوئی آگ کے شعلے چمک رہے ہین - اُس کے مقابل مغرب کی طرف بحر اسود ہے اور اس کی لہرین ترکون کے جہازون سے شوخیان کر رہی ہین جو سینٹ نکولس

کے سامنے جمع کھڑے ہین اور اپنے جنگی جھنڈے اُڑا اُڑا کے مستعدی ظاہر کر رہے ہین۔
شمال کی طرف تقریباً دو سو گز کے فاصلہ پر ایک اونچی پہاڑی ہے اور اوسکے متصل کئی میل تک پہاڑون کا سلسلہ چلا گیا ہے۔ مشرقی سطح آسمان پر ابتدا سے صبح کا اُجلا پن نمکین چہرون کی سانولی جلد کے نیچے عنفوان شباب کے پہلے پرجوش خون کی طرح اپنی جھلکیاں دکھانے لگا ہے اور بیچ بیچ تارے جو کسی کا شہزادیا چہرہ بن گئے ہین اُن کے پیچھے چھوٹی چھوٹی پہاڑیاں ان کے دو اُٹھنے جوبن بنی ہوئی ہین جو ابھی اپنے پورے اُبھار کی حد تک نہین ہو چکے۔ ان پہاڑی درختون پر سے طیور نے میدان کے وسیع صحرا والون کو مژدۂ صبح سنانا شروع کیا ہے۔
قبل اس کے کہ اندھیرے کا دامن چاک ہو ترکون نے اپنی نصف حصہ فوج کو آٹھ حصون پر تقسیم کر دیا ہے۔ چار حصہ تارون کی چھاؤن مین آہستہ آہستہ روانہ ہوئے۔ ایک حصہ نے جس مین نو پہاڑی توپین اور ایک بم کے گولے اتارنے کی توپ تھی مشرق کی جانب ایک پہاڑی پر قبضہ کر لیا۔ دوسرا حصہ جس مین اتنی ہی توپین تھین یہان سے پچاس گز کے فاصلہ پر ایک اور پہاڑی پر قابض ہوا۔ اور دو حصہ جن مین غالباً بارہ توپین ہون گی وہ بڑھ کے شمال و مشرق کے گوشہ مین اکثر اونچے سنگستانی ٹیلون پر قابض ہو گئے۔ باقی چار حصہ شمال کی طرف بڑھے اور اُدھر کی پہاڑیون پر جا بجا قابض ہو گئے۔ نصف توپین جنوب کی طرف رہین۔ ان رسالون کے علاوہ چالیس رسالے اور بیس پلٹنین تھین ان رسالون اور پلٹنون نے بھی پھیل کے دو قوسون مین قلعہ کو گھیر لیا۔ ایک قوس شمال کی طرف اور ایک جنوب کی طرف۔ چار بلندیون پر ترکی جھنڈے نصب کر دیے گئے۔ اُدھر ترکی جہازون نے اپنا سامان درست کیا اور آگے بڑھے۔ کیونکہ مصطفےٰ پاشا کے حکم کے بموجب آج اُنھیں بہت سختی سے قلعہ سینٹ نکولس پر گولہ باری کرنا تھی۔
اب کچھ کچھ روشنی ہو چلی ہے۔ نسیم سحر مشرق سے مغرب کی طرف عجب بہار دکھاتی ہوئی جاتی ہے۔ پہلے ترکون کے مشرقی جھنڈے لہراتے ہین۔ پھر روسی قلعہ کا جھنڈا اور اُس کے ساتھ ہی ترکون کے شمالی و جنوبی جھنڈے لہرانے لگتے ہین۔ اور اس کے بعد یہ دلون مین جوش پیدا کرنے والی نسیم سحر کی لہرون سے الجھتی ہوئی ترکی جہازون پر پہونچتی ہے اور پھر لہرون کو مستانہ لغزش دیتی ہے۔
ترکون کے جنوبی حصہ فوج نے پہلی بسم اللہ کی۔ اور شروع جنگ کا پہلا فیر ہوا۔ گویا تمام

گرد و نواح کی پہاڑیاں یک بیک چونک کے چلا اٹھیں اور طیور آشیانوں سے نکل نکل کے اس فضا میں اڑنے لگے جیسے اب تھوڑی ہی دیر میں دھوان نگاہوں سے غائب کر دے گا۔ روسی بھی گویا منتظر بیٹھے تھے۔ اُن کے توپخانے نے پہلے ہی فیر کا جواب دیا قبل اسکے کہ ترکوں کی طرف سے کوئی اور فیر ہو۔ روسی فیر نے گویا چاروں طرف کی باروت میں آگ لگا دی۔ کیونکہ فوراً چاروں طرف سے ترکی توپیں فیر کرنے لگیں۔ ایک دہوئیں نے گویا ہر طرف سے قلعہ کا محاصرہ کر لیا جسمیں سے چنگاریاں اچھل اچھل کے قلعہ میں آتی تھیں اور اندروں کا کام تمام کر دیتی تھیں۔

شاید روسیوں کو نہیں معلوم تھا کہ آج ترکی فوج نے سب طرف سے قلعہ کو گھیر لیا ہے۔ کیونکہ اُن کی زیادہ توپیں حسب معمول سمندر کی طرف بحری حملوں کے روکنے کے لیے اور جنوب کی طرف مصطفےٰ پاشا کی فوج کے مقابلہ کے لیے تھیں۔ مگر روسیوں نے نہایت بیدار مغزی اور پھرتی سے توپوں کو چاروں طرف پھیلا دیا۔ اور ہر طرف گولہ باری کرنے لگے۔ تاکہ ترکوں کو کسی طرف بڑھنے کا موقع نہ ملے۔

برابر چار گھنٹہ تک گولہ باری ہوتی رہی۔ ترک لوگ خواہ خود ہی نہ بڑھے یا اُنہیں بڑھنے کا موقع ہی نہ ملا۔ اب دس بج چکے ہیں۔ اور آفتاب تیزی پر ہے۔ اسلحہ دہوپ میں چمک رہے ہیں۔ سینٹ نکولس کے جنوب و مشرق جانب ایک چھوٹی سی نہر تھی جو شمالی پہاڑیوں کو قطع کرتی ہوئی قلعہ کے نیچے ہوکے دریا میں گرتی تھی۔ اور اسی نہر سے قلعہ کے گرد اگرد خندقوں میں پانی پہونچایا گیا تھا۔ اور اس طرف ترکوں نے کوئی مورچہ بھی نہیں قائم کیا تھا کیونکہ ادہر کی زمین بالکل غیر ہموار تھی اور زیادہ نشیب و فراز کی وجہ سے توپوں کے لیجانے کا کسی طرح موقع نہیں ملسکتا تھا۔ اور شاید اسی سبب سے روسیوں کو اس جانب سے اطمینان تھا۔

مشرق و شمال کی طرف سے ترکوں نے قلعہ پر دھاوا کیا۔ اُن کی توپیں پہاڑیوں سے اُتر اُتر کے آگے بڑھیں۔ اور ادہر سے مصطفےٰ پاشا نے جنوبی محاصرہ کرنے والوں کو بھی بڑھایا۔ تیسری طرف سے جہازوں نے اور زیادہ سرگرمی سے گولہ اندازی شروع کی۔ روسی ان چاروں طرف کے حملہ آوروں کے جواب دینے میں اس قدر مشغول تھے کہ اور کسی طرف کا خیال نہ رہا۔ ترکوں کے دس ہزار پیادے پہاڑیوں کی آڑ سے چپ کے نہر میں اُترے اور نشیب ہی نشیب میں ہوتے ہوئے عین قلعہ کے نیچے پہونچ گئے۔ ان لوگوں سے کچھ لوگ خندق سے بھی گذر چکے تھے کہ روسیوں کو معلوم ہوا۔ اور فوراً خوف کی جلدی سے

کام لیکر کچھ لوگ اُن چالاک ترکی سپاہیون کے مقابلہ مین آگئے - اگرچہ برابر باڑھین مار رہے تھے مگر ترکون کا قدم نہ رکتا تھا وہ برابر بڑھتے ہی جاتے تھے۔ مصطفے پاشا کے حکم سے ترکون کے جنوبی توپخانے نے عین اُس مقام پر گولے اُتارنا شروع کیے جہان سے روسی لوگ ترکی پیادون پر باڑھین مار رہے تھے -

غرض موقع پاکے ترکون نے قلعہ سینٹ نکولس کے مشرقی کونے پر قبضہ کرلیا - ایک ترک افسر نے یہ بڑی چالاکی کی کہ فوراً اس کونے پر ترکی جھنڈا اُڑادیا - اس جھنڈے کو لہراتے دیکھنا تھا کہ چارون طرف ترکون کے حوصلے بڑھ گئے - اور خوشی اور کامیابی کا باجا بجنے لگا - اس بات کو ئی شک نہین کہ اس وقت ترک لوگ گویا قلعہ پر قبضہ کرچکے تھے - مگر روسیون نے اپنے دلون کو مایوس نہ ہونے دیا - بڑی مستعدی سے ترکون کے مقابلہ کو آمادہ ہوگئے تلوار سے اس پہلو پر اب دونون طرف کے سپاہی بڑی جوانمردی دکھا رہے ہین - اور سنگین چل رہی ہے - سنگینین جو ابھی تک پوری آب و تاب کے ساتھ آفتاب کی شعاعون مین چمکتی رہی تھین خون آلودہ ہوکے بے آب ہوگئین - اسکے علاوہ اب شمالی طرف کے سوار اور پیادے بھی بڑھ کے قلعہ کے نزدیک ہو پہنچ گئے ہین اور برابر باڑھ پر باڑھ مار رہے ہین اور ترکی گولے آآکے قلعہ مین ایسی مہیب آوازون سے پھٹتے ہین کہ عرصہ حشر روسیون کی نظر کے سامنے ہوگیا -

کایک ترکی شمالی فوج پر ایک ایسی مصیبت پڑگئی کہ ترکون کو بڑی سخت زک اُٹھا کے پسپا ہونا پڑا - وہ اپنی معمولی رفتار مین ہمت اور بہادری کے ساتھ قلعہ سینٹ نکولس پر گولہ اندازی کرتے چلے آتے تھے کہ اُن پر پیچھے سے سخت باڑھین پڑنا شروع ہوئین - آناً فاناً بہت سے ترک قومی جوش اور تاج کی محبت مین نذر اجل ہوگئے -

سینٹ نکولس والون کو جس روز معلوم ہوگیا تھا کہ مصطفے پاشا کی خاص توجہ اس قلعہ کی جانب ہے اُنھون نے اپنے اعلے افسر کو رپورٹ کرکے مدد مانگی تھی - اور برابر روسی فوجین اس قلعہ مین آآکے جمع ہوتی جاتی تھین - اور ہنوز اُن کی مدد کا سلسلہ موقوف نہین ہونے پایا تھا اس سے ایک روز پیشتر طفلیس سے دس ہزار روسی سوار روانہ ہوئے تھے کہ قلعہ سینٹ نکولس والون کو اور تقویت دین - اُن لوگون نے شمالی پہاڑیون کے پہلو مین پہنچکر دیکھا کہ ترک دھاوا کرکے عین قلعہ کے نیچے پہنچگئے ہین اور قلعہ کے ایک کونے پر عثمانی پھریرا

آ رہا ہے۔ وہ لوگ فوراً وہین سے تیار ہو گئے۔ اور دو حصون پر منقسم ہو کے بڑہے۔ یہان لوگ لڑائی مین اس قدر محو ہو رہے تھے کہ کسی کو خبر نہ ہوئی اور انہون نے قریب پہونچکے باڑھ ماری۔

دو ہی چار باڑہون مین ساڑہے چار ہزار ترک گر پڑے۔ باقی سپاہیون کو ہوشیار ترکی افسر پہرتی سے ہٹا کے مشرق کی طرف لے آیا۔ اور اس شکست نے مجبوراً انہین اُن لوگون کے قریب پہونچا دیا جنہون نے قلعہ پر چڑہ کے اپنا جہنڈا گاڑ دیا تہا۔ شاید وہ لوگ بھی زک اُٹھا کے قلعہ سے واپس آتے مگر اس قدرتی مدد نے اُن کے قدم اور جما دیے مگر پہر بہی ترکون کا بہت نقصان ہوا کیونکہ شکست اُٹہانے والے ساڑہے چار ہزار لاشون کے ساتھ چہ توپین بہی چہوڑ آئے تھے جن پر روسیون نے بڑہ کے قبضہ کر لیا۔

اب ترکون کو اپنی توجہ دو جانب منقسم کرنا پڑی۔ ایک حصہ فوج تو سینٹ نکولس ہی پر یورش کرنے مین مشغول رہا۔ اور دوسرے حصہ والون نے ارادہ کیا کہ ترتیب اور موقع سے صفین باندہ کے بڑہین اور اُن دس ہزار روسیون کو پسپا کر دین جو سینٹ نکولس مین داخل ہوا چاہتے ہین۔ ایک بہادر جانباز افسر جو خلیل پاشا کے خطاب سے ممتاز تہا۔ اُن کے مقابلہ کو بڑہا۔

دونون فوجین آتش باری کے جوہر دکہاتی جاتی تہین اور قریب ہوتی جاتی تہین۔ لیکن ترکونکو ایک نئی مصیبت نظر آئی وہ یہ کہ روسی سینٹ نکولس سے بہی اُن پر گولے اور گولیان برسا رہے تہے۔ مجبوراً انہون نے کہلا میدان چہوڑ دیا۔ اور قریب کی پہاڑیون کی آڑ پکڑ کے اپنے دشمنون کا مقابلہ شروع کیا۔ اب ایک طرف تو ترکی توپین قلعہ پر گولے برسا رہی تہین اور ایک طرف مشرقی پہاڑیون سے ایک گروہ اُن روسیون سے سخت مقابلہ کر رہا تہا جو قلعہ کے شمالی میدان مین قدم جمائے کہڑے تہے۔ اور کسی طرح ہٹنے کا نام نہ لیتے تہے۔ مگر ترکی مشرقی سپاہیون نے اُنہین اس درجہ اپنی لڑائی مین مشغول کر لیا تہا کہ انہین اور کسی طرف کا خیال بہی نہ تہا۔ اور اس اطمینان نے اور بہی انہین بے پروا کر دیا کہ قلعہ والے اور کسی طرف سے ترکون کو ہم پر حملہ کرنے کا موقع نہ دین گے۔ اور بیشک قلعہ والون نے اس امر مین بڑی کوشش کی۔ مگر وہ ترک جو سینٹ نکولس کے جنوبی میدان مین تہے وہ مصطفےٰ پاشا کی اجازت سے قلعہ پر برابر گولے برساتے ہوئے جنوب کی

ہٹ گئے جدھر سمندر تھا۔ اور ادھر سے بڑھ کے شمال کی طرف آ گئے۔ اور کھلے میدان سے اُن روسیون پر جو شمالی میدان مین تھے ایسی باڑھین اور گراہین مارنا شروع کین کہ تھوڑی ہی دیر مین وہ بدحواسی کے ساتھ پسپا ہو گئے۔ اُن کا یہ اضطراب دیکھ کے اُن ترکون نے بھی حملہ کر دیا جو مشرق کی پہاڑیون سے اُن کا مقابلہ کر رہے تھے۔ آخر روسیون کو سوا اسکے کسی بات مین مفر نہ ہوا کہ بھاگ کھڑے ہوئے۔ اور شمالی گھاٹیون مین ہو کے ارادہ کیا کہ طفلیس مین جا کے پناہ لین۔

ترکون کی ان جانبازی کی کوششون نے قلعہ والون کو بیرونی کمک سے مایوس کر دیا۔ اب پھر ترکون نے خاص قلعہ پر پوری توجہ کی۔ وہ ترک جو قلعہ سینٹ نکولس کے مغربی وجنوبی دمدمون پر چڑھ گئے تھے وہ اب تک وہین تھے۔ اور اسوقت سے اب تک برابر سنگینون اور تلوارون سے روسیون کا مقابلہ کر رہے تھے۔ ترکی پھریرا اب تک اُن کے درمیان ہوا مین اُڑ رہا ہے۔ ترکون کو یہی امر مناسب معلوم ہوا کہ اپنے انہین سب سپاہیون کو قوت دین جو قلعہ پر چڑھ گئے تھے۔ غرض سب طرف سے ترکی پیادون نے سمٹ کے اسی جانب توجہ کی اور بڑے ہجوم اور جوش سے قلعہ پر چڑھنے لگے۔ یہ عالم دیکھ کے روسیون کو یقین آ گیا کہ اب قلعہ پر ترکون کا قبضہ ہوا چاہتا ہے۔ کیونکہ اب وہ قلعہ مین داخل ہو گئے اور اُن کا روکنا نہایت مشکل ہے۔ مگر انھون نے ایک آخری ایسی کوشش کی کہ قریب تھا ترک پسپا ہو کے قلعہ چھوڑ کے بھاگ جائین۔ اُن کی یہ آخری کوشش نہایت مہیب تھی۔ مگر وہ ترک بہادر تھے جنھون نے جوانمردی سے اُس کوشش کو کامیاب نہ ہونے دیا۔ سنگینین اور تلوارین قریب والون کو جانبازی کا موقع دیتی ہین۔ گولیان سہولت سے آتی ہین اور یک بیک مرگ مفاجات کا سمان دکھا دیتی ہین۔ جا بجا گولون کا پھٹنا ایک حشر بپا کر کے اور بہتون کا کام تمام کر کے ہر سپاہی کو لڑائی پر آمادہ کر دیتا ہے۔ توپون اور بندوقون کی آوازین برابر آ رہی ہین اور کسی طرح سکوت نہین ہوتا۔

اب دن آخر ہو گیا ہے۔ آفتاب سمندر کی سطح کے قریب ہو پہنچ چکا ہے۔ اور یہان کوشش ہو رہی ہے کہ کسی طرح آج ہی فیصلہ ہو جائے۔ ترک چونکہ بڑے ہجوم سے اوپر پہنچ گئے تھے اور برابر چڑھتے چلے آتے تھے اسوجہ سے روسیون کی تمام کوششین بیکار ہو گئی تھین۔ روسیون کی زیادہ سرگرمی ہی نے اُنہین دوسری زک دلوائی۔

وہ یہ کہ جب ان کی تمام فوج اُس مقام پر آگئی جہان ترکی سپاہی قلعہ پر چڑھ آئے تھے
اُسوقت مصطفےٰ پاشا نے اپنے پندرہ ہزار پیادون کو حکم دیا کہ سینٹ نکلس کے مغربی
پہلو پر حملہ کرین۔ جدہر سے روسیون کو اطمینان تھا کہ ادہر فوج نہین ہے بلکہ
پہاڑ ہین جو دور ہی سے گولہ اندازی کرتے رہین گے۔ ترکون نے اپنے آپ کو اس
اور ہوشیاری سے اس جانب قلعہ کے دہسون پر پہونچا دیا کہ روسیون کو حیرت ہو گئی۔
ادہر بہی مسلمان سپاہیون نے اپنی معمولی کارروائی کی کہ جاتے ہی اپنا ہلالی جھنڈا گاڑ
پہرہرے کو قلعہ کے مغربی دہسون پر اڑتے دیکھ کے روسی بدحواس ہو گئے۔ اور
باقیماندہ فوج دوڑی کہ خود بہی سینٹ نکلس مین داخل ہو جائے۔ ترک سپاہی جو
قلعہ مین داخل ہو کے روسیون کو اپنی نزدیک کی لڑائی مین مشغول کر لیا۔ اور توپون
فیر گویا موقوف کرا دیے۔
اب کیا تہا ترکون کی تمام پیادہ فوج قلعہ مین داخل ہو کے ادہر ادہر پہیل گئی
نے بڑھ کے پہاٹک پر قبضہ کر لیا۔ اور پہاٹک کہول دیا۔ ترکی سوار بہی اب قلعہ
اور لڑائی بالکل اختتام پر پہونچ گئی۔ اگرچہ روسیون نے قلعہ ہار دیا تہا مگر ان کے دل
نہین ہارے تھے۔ برابر مقابلہ کر رہے تھے۔ اور سنگینین اور تلوارین ان کی جرأت اور
مضبوطی کو ظاہر کر رہی تہین۔ لیکن ترکون نے شام ہوتے دیکھکر ہر طرف حملہ کر کے توپین
اپنے قبضہ مین کر لین اور روسیون کو بندوقون کی باڑہون پر رکھ لیا۔ روسیون کے پاس اب
بارود وغیرہ بہی نہین رہی تہی کیونکہ تمام سامان جنگ پر ترکون کا قبضہ ہو گیا تہا۔ آخر ان کو
صرف یہی بن پڑی کہ بہاگنے کا ارادہ کرین۔ دیکہا تو پہاٹک بند تہا اور مضبوط ترکی رسالے
راستہ روکے ہوئے تھے۔ مجبوراً مختلف دہسون سے کود کود کے بہاگے اور جو اپنی
جان بچا کے قلعہ سے نکل سکا سیدہا طفلیس کو روانہ ہوا۔
ترکون نے قلعہ پر قبضہ کر لیا۔ اور ہلالی جھنڈا قلعہ سینٹ نکلس پر اُڑنے لگا۔ سپاہیون نے
کمرین کہولین۔ اور نہایت مضبوطی سے قلعہ کے چارون طرف اپنے اصول کے موافق
توپین لگائین۔ اور آرام مین مشغول ہوئے۔ تمام افسرون نے آ کے مصطفےٰ پاشا کو
مبارکباد دی اور فوراً قسطنطنیہ کو فتح کا تار دیا گیا۔
ایک ترک ۔ اب تو یہ قلعہ ہمارے قبضہ مین آگیا۔ اور ہم نے بڑی کامیابی حاصل کی

راب شاید اس میدان مین روسی ہمارا مقابلہ نہ کرسکین گے "

مصطفےٰ پاشا نے مجھے بھی اطمینان ہوگیا۔ میرا ارادہ ہے کہ اب دو ایک ہفتے کے لیے سکے دیکھون ہمارے دوست اور ہمدرد ایرانی مجاہدون نے کیا کارروائی کی۔ اصل یہ ہے کہ وہ ہماری باضابطہ فوجون سے زیادہ کامیابی دکھا رہے ہین۔ روسیون کو دون نے بہت بڑی رکین دین۔ اگرچہ عمر پاشا خاص کریمیا مین بڑی فتح مندیون سے روسیون کو شکستین دے رہے ہین مگر ہمکو اور ہمارے ساتھیون کو کوئی ایسی فتح نہین حاصل ہوئی کہ ہم اُن پرجوش مجاہدون کی برابری کا دعوے کرسکین۔ ہان یہ پہلی فتح ہے جس کی وجہ سے ہم قلعہ سیلسٹ نکو اس پر قابض ہوئے یہ البتہ ہمارے کارنامون مین ایک کارنمایان ہے "

ایک ترکی افسر نے بےشک آپ تشریف لے جائین۔ اور یہان تو اب عمدہ طور پر لڑائی جاری ہوتی ہے۔ اب ممکن نہین کہ روسی ہمین اس قلعہ سے نکال سکین "

مصطفےٰ پاشا "مگر میں یہان کس کو تمام امورِ جنگ کا مختار کرجاؤن؟"

ترکی افسر نے "ایسے شخص کو آپ کے ہوتے ہوئے اور کون منتخب کرسکتا ہے؟"

مصطفےٰ پاشا نے "میں چاہتا ہون کہ خلیل پاشا کو یہان کی لڑائیون کا چارج دے جاؤن"

ترکی افسر نے "نہایت عمدہ راے ہے۔ اور سب لوگ خلیل پاشا کی افسری کو پسند کرینگے"

مصطفےٰ پاشا نے اُسی وقت خلیل پاشا کو سرداری کا چارج دیا۔ اور ان تمام افسرون کیطرف مخاطب ہوکے کہا "میں کل صبح جاؤن گا۔ اب تمہارا کام ہے کہ نہایت ہوشیاری سے روسیون کی مزاحمت کرو۔ اور خلیل پاشا تم کو مین نے لائق اور مدبر اور بہادر تصور کرکے اس کام پر مامور کیا ہے۔ اور یقین ہے کہ تم اپنی افسری کی خدمت کو نہایت شایستگی سے انجام دوگے۔ مجھے برابر خبر دیتے رہنا۔ اور جب ضرورت ہو تار دینا مین اُسی وقت آجاؤنگا" یہ کہہ کے مصطفےٰ پاشا نے سب افسرون کو رخصت کیا۔ اور خود اپنے خیمہ مین جاکے سو رہے۔

نوان باب

قلعۂ اسکندروپول

مصطفےٰ پاشا جسوقت اسکندروپول مین پہونچا ہے اوسوقت میرزا عباس قلعہ کا محاصرہ کیے پڑا تہا - اسکندروپول سے مشرقی جانب مرزا عباس اور اُس کے ہمراہی مجاہدین تھے - اور مغرب کی طرف حمید پاشا اپنی باضابطہ فوجون کو لیے ہوئے پڑا تہا - مصطفےٰ پاشا نے مشرقی پہلو پر خاص میرزا عباس کے خیمے کے برابر اپنا خیمہ نصب کرایا - اور تمام افسرین کو بلا کے حکم دیدیا کہ کل صبح پہلی لڑائی ہوگی - جسطرح ممکن ہو کوشش کر کے قلعہ اسکندروپول پر قبضہ کرو - مصطفےٰ پاشا اپنے ساتھ بہی بہت سی ترکی فوج لیتے آئے تھے - اور سامان جنگ بہی یہان اب کافی طرح پر بہم پہونچ گیا تہا - اب ان مجاہدین کو ایسے جوش کی ضرورت نہین رہی تہی - کہ اپنے بہت سے سپاہی کٹوا کے غنیم پر فتح حاصل کریں - کیونکہ پورے سامان جنگ اور گولی و باروت وغیرہ کے مہیا ہوجانے سے وہ اس قابل ہوگئے تھے کہ دشمنون پر حملہ کرتے وقت بہت کچہہ خیال اپنی حفاظت کا بہی رکہین - مصطفےٰ پاشا نے حمید پاشا کو بہی صبح کی لڑائی پر بہت زیادہ مستعد کردیا -

رات باتون ہی مین گذر گئی - کیونکہ مصطفےٰ پاشا میرزا عباس کی باتون کو بڑی دلچسپی سے سنتا تہا اور اُسکی کارگذاریون اور بہادریون نے جہان اُسے ہر ایک کے نزدیک باوقعت ثابت کردیا تہا وہان مصطفےٰ پاشا کو بہی اُس سے بڑی محبت ہوگئی تہی -

مصطفےٰ پاشا :- میرزا عباس - مین نے تمہاری بہادریون کی بڑی تعریف سنی ہے - بیان کرنے والوان نے تمہین ایک قصہ کا ہیرو بنادیا - مین تمہاری زیارت کا نہایت مشتاق تہا - اور اب شوق ہے کہ تمہاری جوانمردیون کو اپنی آنکہہ سے دیکہون - خدا ہر مسلمان کے دل مین جوش پیدا کرے - یہ ہماری سستیون ہی کا نتیجہ ہے کہ روس آج دنیا مین ایسا مہیب ہوگیا - مگر یہ بہی یقین جانو کہ ساری دنیا روس کا لوہا مان گئی مگر ترکون کے دل پر ایک شمہ برابر بہی روس کا اثر نہین پڑا "

میرزا عباس :- ترکون کے نسبت آپ کے فرمانے کی کچہہ ضرورت نہین - اُن کی بہادریان دنیا کو کبہی نہ بہولین گی - مین تو یہ دیکہتا ہون کہ باوجود اس عظمت و جبروت کے روس نے اگر کسی کا لوہا مانا تو صرف ترکون کا "

مصطفےٰ پاشا :- مگر یہ تمہاری بہادریان بہی اب روس کو مدتون یاد رہینگی - اصل یہ ہے کہ اس لڑائی مین تم نے ہم سے زیادہ اُن کو زک دی ہے - خدا انجام مین بہی ہم ہی کو

کامیاب کرے۔

میرزا عباس نے اب تو صبح ہوا چاہتی ہے۔ ہمیں لڑائی کا سامان کرنا چاہیے۔

مصطفےٰ پاشا نے بے شک۔

یوں اُٹھ کھڑے ہوئے۔ سپاہی صفوں میں مرتب ہو کر ہر چہار طرف نکل گئے۔ اور افتتاح جنگ کا پہلا فیر خاص مصطفےٰ پاشا کے ہمراہی ترکوں نے کیا۔ اسکندروپول میں روسیوں کی بہت سی فوج موجود تھی۔ انہوں نے فوراً جواب دینا شروع کیا۔ اگرچہ اب یہاں مصطفےٰ پاشا جنرل جو سالار افواج اسلامیہ موجود تھے مگر انہوں نے بوجہ اسکے کہ مجاہدوں کی پرجوش لڑائی کا تماشا دیکھا چاہتے تھے لڑائی کے تمام معاملات کو میرزا عباس ہی کی رائے پر چھوڑ دیا۔ حسب معمول ابتدائی لڑائی کا دارومدار بالکل توپوں پر تھا۔ اگرچہ مجاہدین عجم کے پاس توپوں اور توپ کے بارود کی جس قدر کمی تھی اسکو اب مصطفےٰ پاشا نے پورا کر دیا تھا۔ مگر پھر بھی ان پرجوش مجاہدوں کو کچھ تلواروں اور سنگینوں ہی سے لڑنے میں مزہ آتا تھا۔ اپنے عام سپاہیوں کے مذاق کا اندازہ کر کے میرزا عباس اسی تدبیر میں تھا کہ جس قدر جلد ہو سکے توپوں بندوقوں کی بھی لڑائی موقوف کر کے روسیوں سے گلا بہ گلا مقابلہ کرے۔ مگر ایک ایسے قلعہ میں موجودہ اصول جنگ پر بنایا گیا ہو اس قسم کے ارادوں میں بہ مشکل کامیابی ہو سکتی تھی اور اسی خیال سے مصطفےٰ پاشا کو بڑی حیرت معلوم ہوئی جب دیکھا کہ میرزا عباس جلد ہی بڑھنے اور عین قلعہ کے دمدموں کے نیچے پہونچ جانے کی کوشش کر رہا ہے۔ میرزا عباس نے عین اسی حالت میں جبکہ توپیں چل رہی تھیں اور دمدموں کے سلسلہ ناگہانی صدمات سے ٹوٹ رہے تھے قلعۂ اسکندروپول کے گرد ایک چکر لگایا۔ تاکہ دریافت کرے کہ کس طرف زیادہ موقع ہے کہ حملہ کیا جائے۔ یہ قلعہ ایسا مضبوط تھا کہ کسی طرف سے موقع نہ ملا۔ مگر ایک برج جو بظاہر شاید کسی سردار فوج کا مکان تھا اُسکے آگے دمدمہ بندی تو ضرور کر دی گئی تھی مگر دو ہی تین توپیں لگی تھیں اور زیادہ فوج بھی نہ تھی جسکی بندوقوں سے خوف ہو۔ میرزا عباس نے اپنے دل میں فیصلہ کر لیا کہ اسی طرف سے قلعہ پر حملہ کرے۔ یہ قلعہ کا شمالی پہلو تھا۔ اور اس کے محاذات میں حمید پاشا کی فوج کا ایک حصہ پڑا ہوا تھا۔ ایرانی نامور سردار نے حمید پاشا سے مل کے کہدیا کہ آپ اس جانب زیادہ زور نہ دیجیے گا۔ کیونکہ میرا ارادہ ہے کہ اسی طرف سے اپنے سپاہیوں کو قلعہ پر پہونچاؤں۔ لہذا آپ کوشش کیجیے کہ روسی لوگ ادھر سے غافل رہیں۔

اس کے بعد میرزا عباس اپنے ہمراہیوں میں گیا اور اُن کو ہوشیار رہی اور جرأت کے ساتھ آگے بڑھانے لگا - ترکی سپاہی تو برابر اپنے اصول اور قواعد کے مطابق قلعہ پر گولہ باری کر رہے تھے - مگر ایرانی مجاہدین میرزا عباس کے ساتھ ساتھ برابر آگے بڑھتے جاتے تھے - یہان تک کہ اتنی دور پر پہونچ گئے جہان روسیون کی گولیون نے بازار مرگ لگا دیا تھا - ایرانیوں سے ابھی تک قلعہ کے اُس پہلو کا رُخ ہی نہ کیا تھا جدھر سے قلعہ پر قبضہ کرنے کی تجویز کی گئی تھی وہ روسیون کے سامنے تھے - اور اُن پر گولیان برساتے چلے جاتے تھے -

اب ایرانی بالکل قلعہ کے نیچے پہونچ گئے - روسیون نے اسی خیال سے کہ یہ آگے قدم نہ بڑھا سکین نہایت سختی سے باڑھین مارنا شروع کین - یکایک ایرانیون کے دو حصہ ہو گئے - ایک حصہ تو اسی طرف روسیون کے مقابلہ پر رہا - دوسرے حصہ نے شمالی پہلو کا رُخ کیا جو میرزا عباس اسی حصہ کے ساتھ تھا - وہ فوراً دمدمون کے نیچے پہونچ گیا - جو تھوڑے سے روسی اُس مقام پر تھے اُنھون نے حتی الامکان بہت روکا مگر میرزا عباس کے ایسے پرجوش بہادر کو کون روک سکتا تھا - وہ بجلی کی طرح دمدمون پر جا پڑا - اور تمام روسیون کو جو مزاحم ہوئے قتل کر کے اپنے چار پانچ ہزار مجاہدون کو بھی چڑھا لے گیا - مرزا عباس نے اُسی دم وہیں پر کھڑے ہو کے جھنڈے کے اشارہ سے مصطفی پاشا اور علی پاشا اور نیز حمید پاشا کو بتا دیا کہ اس نے قلعہ کے اس رُخ پر قبضہ کر لیا - اور اس طرف کا میدان صاف ہو گیا - کل فوج ادھر ہی سے ہو کے قلعہ پر پہونچ سکتی ہے - مغرب کی طرف سے حمید پاشا اور مشرق کی سمت سے علی پاشا دونون بہادر حملہ کرتے ہوئے قلعہ سے شمالی پہلوؤن پر پہونچ گئے -

اب ترکی جھنڈا بھی قلعہ پر گاڑ دیا گیا - اور روسیون سے دست بدست لڑائی ہونے لگی - اس لڑائی میں ہمیشہ بالا مسلمانون ہی کے ہاتھ رہا ہے - دو ہی تین گھنٹہ میں روسیون کو یقین ہو گیا کہ اب مقابلہ کرنا خود اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈالنا ہے - اب وہ سوچنے لگے کہ کیونکر قلعہ سے باہر نکلین - اسلیے کہ قلعہ کے تمام دروازون پر ترکی فوجین کثرت سے تھین - اور کسی کو جرأت نہ ہو سکتی تھی کہ اُدھر سے نکلنے کا قصد کر سکے - کچھ دیر اسی اضطراب میں گذری اور آخر جب ہر روسی کو اپنی موت آنکھون سے نظر آنے لگی تو سوا اسکے کچھ نہ بن پڑی کہ مخالف اطراف و جوانب سے کود کود کے بھاگنے لگے - قریب قریب کل روسی قتل ہو گئے اور شاید دو ہی تین ہزار اپنی جانین بچا کے بھاگ سکے ہون گے -

سب طرف سے اطمینان ہو لیا تو میرزا عباس نے آکے مصطفے پاشا کو فتح کی مبارکباد دی۔ مصطفے پاشا نے میرزا عباس کی جرأت اور بہادری کی بڑی تعریف کی اور کہا "تمہاری بہادریاں جب تک اس جوش کے ساتھ رہینگی ممکن نہین کہ روسی ایک قدم بھی آگے بڑھ سکین۔ تم ہمیشہ ان لوگون کو شکست دیدو گے"۔

میرزا عباس "مین کیا ہون۔ اور کوئی کیا کر سکتا ہے۔ یہ صرف خدا کی مہربانی ہے۔ وہ اپنے سچے دین کی مدد کرتا ہے"۔

مصطفے پاشا "بے شک۔ بے شک۔ اگر دنیاوی طمع سے لڑتے تو ممکن نہ تھا کہ کسی ایرانی سپاہی سے ایسی بہادری ظاہر بھی ہوتی۔ اصل یہی ہے کہ خدا نے تمہارے دل روشن رکھے۔ اور اپنے دین کی محبت تمہارے دل مین ڈالدی۔ جب تم اس کے دین کی مدد کو اٹھے تو اس نے بھی ہر مقام پر تمہاری مدد کی"۔

میرزا عباس "دعا کیجیے کہ خدا ہمارے دلون مین ایسی ہی نیک نیتی اور خالص دینی جوش کو قائم رکھے"۔

مصطفے پاشا "افسوس۔ ترکون اور ایرانیون کی مخالفتون نے اسلام کو کیسا ضعیف کر دیا۔ اور باہمی عداوتین اس درجہ ترقی کر گئین کہ ابتداءً جب مین نے تمہارے جوش و آمادگی کا حال سنا تو مجھے یقین ہی نہ آتا تھا۔ اور یقین بھی آتا تھا تو خیال ہوتا تھا کہ اس مین بھی کوئی دھوکا ہوگا۔ اور سچ تو یون ہے کہ اگر شاہزادہ حسن کی تحریک نہ ہوتی تو مجھے اعتماد نہ ہوتا۔ اور ہان شاہزادہ حسن سے آپ سے کہان ملاقات ہوئی تھی؟"

میرزا عباس "ایک عجیب مقام پر اور عجیب طرح سے ملاقات ہوگئی۔ آپ معاف فرمائیے ان کا حال ابھی آپ سے نہین بیان کر سکتا ہون۔ اب وہ زمانہ قریب آگیا ہے جب انکا حال آپ کو معلوم ہو جائے گا۔ بلکہ وہ خود آپ سے ملین گے"۔

مصطفے پاشا "خدا جانے وہ کہان ہین۔ ہمارا ایک بوڑھا تجربہ کار افسر بھی ان کی تلاش مین گیا تھا اس کا بھی پتا نہین"۔

میرزا عباس "محمود پاشا؟ وہ بھی ان کے ہمراہ ہین۔ مگر یہ نہ بتاؤنگا کہ کہان ہین"۔

مصطفے پاشا "ہم لوگو نہین بلکہ باب عالی مین بھی ان کی مفقود الخبری سے بڑی تشویش ہے معلوم ہو جاتا تو بہتر تھا۔ مگر آپ نہین ظاہر کر سکتے تو مین آپ کو مجبور بھی نہ کرونگا"۔ یہ کہہ کے

مصطفیٰ پاشا نے میرزا عباس کا ہاتھ پکڑ لیا - اور اپنے خیمے مین لیے چلا گیا -

مصطفیٰ پاشا " میرزا عباس صاحب - مجھے ایک پوشیدہ بات آپ سے کہنا ہے "

میرزا عباس - (متوجہ ہوکر) " فرمائیے "

مصطفیٰ پاشا " مین نے آج کی رات آپ ہی لوگون مین گزرانی - اور الحمد للہ کہ آپ نے ہر شخص کو انتہا درجہ کا پرجوش پایا - صبح کی نماز جس ذوق وشوق سے آپ کے لوگون نے ادا کی ہے اُس پر مجھے حسد آتا ہے - مگر ایک بات کا افسوس ہے "

میرزا عباس " وہ کون بات ہے ؟ آپ جو حکم دینگے مین حتے الامکان اُس کی تعمیل کرون گا - اور آپ کے ارشاد کو ہر شخص بسر وچشم تسلیم کرے گا - بلا تامل ارشاد فرمائیے "

مصطفیٰ پاشا " آپ کے موذن نے اذان مین کہا تھا " اشہد ان علیاً ولی اللہ خلیفہ بلافصل " اس مین خلیفۃ بلا فصل ایک ایسا لفظ ہے جو ہمارے ترکی سپاہیون کو ناگوار گذرے گا - مجھے زیادہ کلام نہین - مگر خوف ہے کہ کہین باہمی مخالفت نہ شروع ہو جائے - اسوقت تک تو آپ کے ساتھ ترکی فوجین نہین - تھوڑے سے لوگ جو تھے اُن کو علی پاشا اپنی سنجیدگی اور متانت کی وجہ سے سمجھاتے رہین گے - مگر ہماری زیادہ فوجین آگئین تو بڑا بھاری فساد ہو جائے گا "

یہ سُن کے میرزا عباس دیر تک خاموش رہا - اور اس کے بعد کہنے لگا " اول تو اس امر مین مجھے ہرگز امید نہین کہ کوئی شخص بھی میری اطاعت کرے - کیونکہ عموماً سب کے سب دینی جوش مین ڈوبے ہوئے ہین - جناب امیر کے بارہ مین اگر کوئی مذہبی نزاع پیدا ہوئی تو یہ سب لوگ اپنی جان دیدینا گوارا کرلین گے اور یہ نہ گوارا ہو گا کہ سُنیون کی رعایت کرین - علاوہ برین جب ہم لوگ صرف ایک قومی غیرت سے آپ کی مدد کو آئے ہین - اور معاوضہ مین نہ آپ سے مال چاہتے ہین نہ دولت کے خواہان ہین - نہ ہم کو اس ملک کی طمع ہے جسکو فتح کرین گے - اور خیال کیجیے کہ صرف جان ہی دینا ہمارا کام ہے - اور دنیاوی حیثیت سے دیکھا جائے تو ہمکو کوئی نفع نہین - باوجود اس بے طمع ہمدردی اور اعانت کے کیونکر ہو سکتا ہے کہ اپنے مذہبی شعار کو بھی علانیہ ظاہر کرنے کے ہم مجاز نہون - آپ غور فرمائیے کہ اگر ترک ہم سے اس قسم کی امید رکھین تو ان کا یہ خیال

کس قدر بیجا ہوگا"

مصطفیٰ پاشا: "شاید آپ کو خیال ہوگا کہ مین خود اس امر مین کچھ تعصب رکھتا ہون۔ اور میری خواہش ہے کہ آپ اپنے دینی شعار سے دست بردار ہو جائین۔ مگر مین سچ کہتا ہون کہ مجھے ذرا تعصب نہین۔ صرف یہ خیال ہے کہ اگر کہین یہ خیال عام غیر تعلیم یافتہ ترکون مین پیدا ہو گیا تو بڑی خرابی ہوگی۔ اور اس لڑائی کے زمانے مین ہماری کاروائیون کو بہت بڑا نقصان پہنچ جائے گا۔ اور یہ یقین جانو کہ جب تک اس بات کا خیال نہین پیدا ہوتا ہے غنیمت ہے۔ اور جس روز کسی کی زبان سے نکل گیا اسی روز دو رہی دوری ہو جائے گی۔ اور تمام تدبیرین بگڑ جائین گی۔ اگر آپ سے ہو سکے تو [illegible] رکھنے کی کوشش کیجیے۔"

میرزا عباس: "نہین یہ تو نہ ہو سکے گا۔ اپنی جانون کو خدا کی راہ مین فدا کرتے وقت ہم اپنے عقائد کو نہ چھپائین گے۔"

مصطفیٰ پاشا: "خیر مین نے مصلحتاً کہا تھا۔ پھر دوبارہ زبان سے نہ نکالون گا۔ اور آپ بھی اس امر کو کسی پر ظاہر نہ کیجیے گا۔ کیونکہ اگر کسی کو معلوم ہو گیا تو آج ہی نااتفاقی اور باہمی قتل و خون کا بازار گرم ہو جائے گا۔"

میرزا عباس: "نہین مین کسی کے سامنے اس بات کو نہ دہراؤن گا۔"

مصطفیٰ پاشا: "اب آپ کا کیا ارادہ ہے؟ یہان سے کہان کا قصد کیجیے گا؟"

میرزا عباس: "مین ابھی شمال کی طرف آگے بڑھنا نہین مناسب خیال کرتا ہون۔ ہمارے بہادر ترکون نے قلعہ سینٹ نکولس لے لیا۔ مین چاہتا ہون کہ ان تمام مقامات پر جو ترکی سرحد کے قریب قریب سواحل بحر اسود تک چلے گئے ہین ان پر قبضہ کرتا اور بڑھتا چلا جاؤن۔ بلکہ آپ بھی حکم دیجیے کہ ترک لوگ ادھر مشرق کی طرف بڑھین اور ہم مغرب کی طرف جا رہے ہین۔ جب تمام شہرون پر قبضہ کر کے ہماری دونون فوجین مل جائین گی تو دو روز باہم قیام کر کے ہم دونون آگے بڑھین گے۔ ایک طرف سے آپ ترکی افواج کو بڑھائیے گا اور ایک طرف سے مین اپنے مجاہدون کو بڑھاؤن گا۔"

مصطفیٰ پاشا: "بظاہر یہی رائے مناسب ہے۔ اور حتی الامکان اسی رائے پر مین بھی عمل کرون گا۔ لیکن شاید بعض ضرورتین مجھے سواحل ہی پر شمال کی طرف بڑھنے پر

مجبور کر دین گی - کیونکہ اصل لڑائی عمر پاشا کی راے پر ہے - وہ زیادہ تر دریائی لڑائی پر زور دے رہین - اسوجہ سے کیا عجب کہ ہمین سواحل کی طرف سے بڑھنا پڑے ؛

میرزا عباس - ہان - اگر ایسا ہوا تو مجبوری ہے - مگر آپ اپنی فوج کے دو حصے کرتے ایک سے بلاد سواحل پر اور ایک سے وسط ملک گرجستان پر فوجکشی کر سکتے ہین - اور بلاد سواحل کے لیے تو آپ کے جہاز ہی کافی ہین ؛

مصطفے پاشا - مگر ہان اسوقت کیا ہو سکتا ہے جب عمر پاشا وسط گرجستان پر فوج کشی کرنے سے روکین یا باب عالی سے ممانعت ہو - خیر آئندہ دیکھا جائے گا - آپ تو اب عالباً شہر اکل کلاکی پر جائین گے - کیونکہ اب آپ کے سامنے وہی شہر ہے - اور سنا ہے اسمین روسیون کی فوج بھی کم ہے ؛

میرزا عباس - روسی بڑے ہوشیار ہین - اسکندر دیول کی شکست کے بعد انہون نے اُس کو مضبوط کر لیا ہوگا - اور بہت کچھ سامان جنگ فراہم کر لیا ہوگا - مگر ہمیں تو مقابلہ کرنا ہے - اگر زیادہ فوج ہوگی تو اور کم ہوئی تو - مگر اب مین دو تین روز توقف کر کے آگے بڑھون گا - ہم لوگون کو رسد فراہم کرنے مین بڑی دقت ہوتی ہے - اگر اس بارے مین آپ ہماری اعانت کرین تو بہت مناسب ہو ؛

مصطفے پاشا - مین اتنی ہی مدد کر سکتا ہون کہ یہان کے والی کے پاس اور تمام ملکی عہدہ دارون کے پاس باضابطہ حکم بھیجدون کہ جسطرح ترکی فوج کے لیے رسد کا سامان کرتے ہین آپ کے لیے بھی کرین ؛

میرزا عباس - بس - اسی قدر کافی ہے ؛

دسوان باب

"آن قدح بشکست وآن ساقی نماند"

اب سردست ان لڑائی کے میدانون کو چھوڑ کے ہم وہان جاتے ہین جہان شاہزادہ حسن اور شاہزادی انجلینا اپنی عاشقانہ زندگی ایک دوسرے کی پاک محبت اور نہایت راحت مین بسر کر رہے ہین - دونون کا عشق روز بروز ترقی کرتا جاتا تھا اور جیسا بیان ہوا نئے نئے خیالات کے نمونے دکھائی جاتی ہین -

یہ وقت آفتاب ڈوب چکا ہے۔ بدر کامل آسمان کے وسط پر نمایاں ہے۔ نکھری چاندنی ہو آتی کھرے سے جس محفوظ ہے ہر چہار طرف اپنا اجلا فرش بچھائے ہوئے ہے۔ ایک طرف سمندر کی لہرون پر چاند کے عکس نے جا بجا روپہلی گنگا کاریان بنادی ہین۔ اور یہ چاندنی پانی پر کلابتون کا جھلملاتا ہوا کام بناتی نہایت حد نظر تک چلی گئی ہے۔ سمندر کی اس حد تک نقرئی بوٹیان پھیلی ہوئی ہین جہان آسمان و زمین بے صبر عاشقون کی طرح ہم آغوش ہوگئے ہین۔ دوسری طرف ایک روح افزا سبزہ زار کوہ قاف کے سنگین سلسلون مین محدود ہے اور ہر چھوٹی بادلون کی شعاعیں ایک نئی مانند کھا رہی ہین جب سبزہ زار زمرد آسمان مین ایک دلہن نے درک لیا گیا ہے جسے چاند نے نئی روشنی کا روپہلی زیور پہنا دیا ہے۔ اس تمام میدان مین یہ ہر نقطہ بادی ہے ایک عالم نور نظر آتا ہے جس نے صحرا کی تمام چیزون کو دلربا اور دلفریب بنا دیا ہے۔ ۔ ۔ ر ہے۔ اسمانی مرصع اور نقرئی فرش صحرا کے حدودن سے گذر کے ان چھوٹی چھوٹی پہاڑیان کی چوٹیون تک بچھتا چلا گیا ہے ان پہاڑیون کے پہلو اس نکھری روشنی سے ساتھ چمکا کئے ہین کہ ہر پہاڑ بجائے خود کوہ نور بنگیا ہے۔ شاہزادی ایخلینا کی کوٹھی کے شرقی پہلو پر جو برآمدہ ہے اس کی چھت پر دو چار کرسیان بچھی ہین۔ اور دونون پاکباز بیٹھے ہوئے اس نکھری چاندنی سے اپنے دلون سے غم کی کدورتین رفع کر رہی ہین۔

حسن۔ پیاری ایخلینا۔ آہ! اب اس کا کیا علاج ہے کہ ہماری محبت جس قدر بڑھتی جاتی ہے اسی قدر ہماری آرزوئین ہم سے دور ہوتی جاتی ہین۔ افسوس۔ مین کیسا محروم القسمت ہون۔ جب تقدیر کی طرف رخ کرتا ہون وہ منہ پھیر لیتی ہے۔

ایخلینا۔ اب وہ زمانہ قریب ہی ہے جب خدا ہماری تمنائین بر لائے گا۔

حسن۔ اس خیال پر تو ساری آرزوئین تھین۔ مگر افسوس اسی نے دھوکا دیا۔ آہ۔ کچھ نہ ہوگا۔ صرف دھوکا ہی دھوکا تھا۔ اتنے دنون تک خیال کو وہمی میدان آرزو مین سرگشتہ و حیرانی نے کہان کہان سے گیا۔ مگر اب مین اس کے فریب مین نہ آؤنگا۔ پیاری ایخلینا۔ مجھے معلوم ہوتا ہے کہ کچھ نہ ہوگا۔ اور ہمیشہ یونہین خیال کے صحرا مین وہمی آرزوؤن کی ٹھوکرین کھایا کرونگا۔

ایخلینا۔ شاہزادہ حسن ایسے مایوس نہ ہو۔ اسوقت تک تساہل یا غفلت جو کچھ ہوا و ر

ہوتا ہے مصلحت ہے - یہ یاد رکھو کہ تھوڑے دنوں کی تکلیف بہت عمدگی سے کامیاب کراتی ہے -
یہ آسان ہے کہ آج ہی میرا تمہارا عقد ہو جائے مگر خیال تو کرو کہ میرے تمام متعلقین پر جو برمن میں اکثر روسی ہیں کیا اثر پڑے گا - اور یہ بات کہاں سے کہاں ہو پہنچے گی اور آخر میں کیا ہو گا "

حسن :- لیکن جب موجودہ مصیبت کا میں کسی طرح متحمل ہی نہیں ہو سکتا تو انجام پر کیا خاک نظر ڈالوں ؟"

اینجلینا :- شاہزادہ - چند روز اور صبر کرو - لڑائی اب اختتام ہی کو پہنچا چاہتی ہے - ترکوں نے اب ثابت کر دیا کہ اس کوشش میں گورنمنٹ روس ان پر نہ غالب آسکے گی - اور خصوص ان ایرانی مجاہدوں نے یورپ کے خیالات پر ایک تازہ اور جدید اثر ڈالا ہے - کیا عجب کہ کل دول یورپ کی پالسی بدل جائے - اور بے شک بدل جائے گی مسلمانوں نے ثابت کر دیا کہ جب مذہب کا نام آجائے گا ان کی ضعیف سے ضعیف قوت بھی یک بیک ترقی کر جائے گی "

حسن :- آہ - اس پولیٹکس کی دنیا میں مجھے کدھر لیے جاتی ہو - میں جس عالم میں ہوں کچھ وہی عالم مجھے بھلا معلوم ہوتا ہے - میرے مذاق ہی کی باتیں کرو - جس میں ذرا دلچسپی ہو "

اینجلینا :- اب تم عشق میں اس درجہ غرق اور محو ہو رہے ہو کہ اور کسی قسم کی باتیں ہی تمہیں نہیں بھلی معلوم ہوتیں ! افسوس - مجھے اس قسم کی باتیں ہی نہیں آتیں جیسی تم چاہتے ہو - خیر تمہیں بتاؤ کہ کیا باتیں کروں ؟"

حسن :- کچھ اپنے حسن عالم افروز کی تعریف کرو - بس اس کے سوا اور کسی بات میں دل نہ لگے گا "

اینجلینا :- شاہزادہ - تمہاری بے صبریاں اکثر مجھے بھی بے صبر کر دیتی ہیں - اب ہماری کامیابی کا زمانہ قریب آگیا ہے - مگر آجکل تمہیں پہلے سے زیادہ احتیاط کرنا چاہیے - کیونکہ متواتر کئی شکستیں ہو جانے سے روسی زیادہ غضب ناک ہو رہے ہیں - اگر تمہارا کہیں خدانخواستہ ذرا بھی حال معلوم ہو جائے تو تعجب نہ کریں وہ تھوڑا ہے - یہ میں جانتی ہوں کہ تم بہادر ہو اور تمہاری قوم بھر میں آج تک کسی نے روسیوں کا رعب نہ مانا - مگر جب تم ان کے ملک میں ہو - ان کی فوجوں میں محصور ہو اسوقت تو تمہیں ہر حال میں روسیوں

دیو مانا چاہیے۔ اِن دنوں میں دیکھتی ہوں کہ برابر روسی فوجیں ادہر سے گذرا کرتی ہیں۔ اور ہمارے گرد کا سبزہ زار اُن کے قدموں اور اُن کی توپوں سے پامال ہوا جاتا ہے۔ خیال تو کرو ایسے وقت میں اگر کوئی جیونٹی اُن سے جا کے کہدے کہ یہاں ایک ترک روپوش ہے تو اس کوٹھی وریہاں سے قریب کی تمام عمارتوں کی اینٹ سے اینٹ بجا دیں۔ اب تم کوٹھی سے کسی وقت باہر نہ نکلا کرو۔"

حسن "یہ سب باتیں مجھے معلوم ہیں۔ اور انہیں آفتوں سے بچنے کے لیے میں نے پہلے ہی کہا تھا کہ ہم دونوں اپنے ترکی شہروں میں چل کے قیام کریں۔ جہاں ہماری عاشقانہ زندگی بڑی راحت سے گذرے گی۔ تم دیکھتی ہو میں یہاں کیسا بیکار پڑا ہوا ہوں۔ بالکل بیکار۔ اب وہاں سے میں لڑائی میں ناموری پیدا کرنے کے لیے بھیجا گیا تھا۔ اگر وہاں ہوتا تو اب تک میری بہت کچھ ناموری ہوگئی ہوتی۔ اور شاید تمہاری وجہ سے میرے حوصلہ بڑھ جائے۔ اور میرے نزدیک یہاں سے جانے میں تمہارا بھی کوئی ایسا نقصان نہیں ہوتا کیونکہ جو سامان یہاں چھوڑ جاؤ گی اُس سے عمدہ سامان وہاں خدا کے فضل سے موجود ہے۔"

اینجلنا "مجھے یہ خیال تھا کہ اپنی خاندانی جائداد اور نیز اُس وقعت کو جو گورنمنٹ روس کی نظر میں ہے یک بیک کھو دینا نامناسب ہے۔ لیکن اب تم یہاں کے قیام کو بالکل ناپسند کرتے ہو تو مجبوری ہے۔"

حسن۔ (شاہزادی اینجلنا کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے کر) "افسوس۔ تمہیں میرے دل کا حال نہیں معلوم۔ تمہاری الفت میں میں دیوانہ ہو رہا ہوں۔ یہ تمہاری صورت جو میری اِن باتوں سے شرمگین ہوئی جاتی ہے کسی وقت میرے خیال سے نہیں اُترتی۔ آہ! اب دل بالکل بے صبر ہے۔ ہجر۔ نہیں انتظار کی اب تاب نہیں۔ میری قسمت کا جلدی فیصلہ کرو۔ خدا کے لیے جلدی فیصلہ کرو۔ اور بس یہی فیصلہ کہ میرے ساتھ حدود عثمانیہ میں چلی چلو۔"

اینجلنا "شاہزادے۔ مجھے یہ ہرگز گوارا نہ ہوتا کہ ایسے دلچسپ مقام۔ اِن سبزہ زاروں۔ اِن پہاڑیوں۔ اِن نہروں اور اس لہراتے ہوئے سمندر کو چھوڑ دوں۔ مگر یہ سب دلچسپیاں ایک طرف اور تمہارا پیارا دلفریب اور سچا خلوص اور سادی محبت ظاہر کرنے والا نازک چہرہ ایک طرف۔ تم نے میرے دل کو جیت لیا۔ میں تمہاری ہو چکی۔ اب میں تمہاری ہی ہونے

اب میں تمہارے اختیار میں ہوں جہاں چاہو لے چلو - تم جہاں رہو گے میں بھی تمہارے ساتھ رہوں گی بلکہ اگر تم میدان جنگ میں غنیم کے مقابلہ کو نکلو گے تو میں ہی تمہارے ساتھ ہوں گی "

حسن " میری محبت کی تم نے قدر کی - بلکہ خود اپنے سے زیادہ - کیونکر اپنے نزدیک میں تمہاری برابری کا دعوے نہیں کرسکتا - اور باوجود اس ترجیح کے تم نے اپنی خواہشوں کو صرف میرے لیے چھوڑ دیا - اچھا تو پیاری نور العباح اب ہم یہاں سے چلنے کا کیا بندوبست کریں ؟ "

اینجلنا " دو ہی صورتیں ہیں - یہاں کسی آدمی کو تو یہ ارادہ معلوم بھی نہ ہونا چاہیے - صرف محمود پاشا کو خبر کر دو - وہ مصطفے پاشا کے پاس جائیں - اور سینٹ نکولس سے کسی گروہ کو ادہر روانہ کرا دیں تاکہ وہ ہمارے قریب پہنچ جائے اور ہم انہی کے ساتھ حدود ترک میں نکل جائیں - یا اُن کا کوئی جہاز آ کے ہمیں سوار کرا لے جائے - اور یہ پچھلی تدبیر سب سے زیادہ آسان ہے - کیونکہ بالکل کسی کو خبر نہ ہو گی - ہمارے ہاں کشتیاں سیر و تفریح کی موجود ہیں اُنہیں کے ذریعہ سے جہاز پر پہونچ جائیں گے بلکہ اپنے مال و اسباب میں سے جو کچھ چاہیں گے وہ ہمراہ لے لیں -

حسن " میں بھی اسی امر کو ترجیح دیتا ہوں - مگر وقت پہلے سے معین کر دیا جائے تاکہ ہم طیار ہو رہیں - اور کوئی حالت منتظرہ نہ باقی رہے - اور وقت بھی رات کا معین کیا جائے تو اچھا - اس لیے کہ اندہیرے میں ہم اپنے ارادوں میں بہ سہولت کامیاب ہو جائیں گے "

اینجلنا " ہاں ہاں ٹھیک - مگر پہلے محمود پاشا سے مشورہ کر لو - یہاں صرف وہی یک ہمدرد ہیں "

حسن پاشا " اور مریم ؟ "

اینجلنا " ہاں مریم کو بھی مجھ سے دلی محبت ہے - اور وہ میری بڑی ہمدرد ہے - مگر اس قسم کی باتوں میں ابھی اُس کا اعتبار نہیں - جب چلنے کا وقت آ جائے گا دیکھا جائیگا - ابھی اُس پر نہ ظاہر کرو "

حسن " اچھا تو میں محمود پاشا کو یہیں بلائے لاتا ہوں "

اینجلنا " میرے سامنے ! اچھا خیر - جاؤ بلا لاؤ "

حسن پاشا اٹھ کے گیا - اور اپنے قدیم بوڑھے دوست محمود پاشا کو بلا لایا - محمود پاشا نے بیٹھتے ہی اپنی عادت کے موافق اپنی بیفکر زندگی کے قصے بیان کرنا شروع کیے - کچھ دیر کے بعد حسن پاشا نے کہا - محمود پاشا - کچھ سمجھے کہ مین نے اسوقت تمہین کیون بلایا ہے ؟ "

محمود پاشا :- نہین مجھے کیا معلوم "

حسن پاشا :- ایک امر مین مشورہ کرنا ہے "

محمود پاشا :- کس امر مین ؟ "

حسن پاشا :- تم جانتے ہو کہ یہان اس قید کی زندگی مین رہتے رہتے اب ہم اکتا گئے ہین - اور چاہتے ہین کہ ایسی جگہہ جا کے رہین جہان ہمین اپنے ارادون مین آزادی نصیب ہو "

محمود پاشا :- تو کیا اب تمہارا عشق تمام ہو گیا ؟ "

حسن پاشا (ہنس کے) :- ہم اُن لوگون مین سے نہین ہین جو ایسے کم ظرف ہون - پیاری حور وش انجلنا بھی اب اس سرزمین کو چھوڑ دینا چاہتی ہین - ہمارے ساتھ یہ بھی چلینگی - تم سے آج تو یہ پوچھنا ہے کہ آیا یہان سے چلنا مناسب ہے یا نہین - دوسرے دریا کے راستہ سے جانا مناسب ہے یا خشکی کے راستہ سے - کیونکہ ہم مصطفے پاشا کو لکھ بھیجین گے کہ یا وہ ایک فوج سینٹ نکولس سے سواحل ہی سواحل بھیجدین - یا کوئی جہاز بھیج دین کہ ہم اُس پر سوار ہو کے جائین - جو تمہاری راے ہو اُن کو لکھا جاے "

محمود پاشا :- جہاز پر جانا زیادہ بہتر ہے "

حسن پاشا :- تو تمہین کو مصطفے پاشا کے پاس جانا پڑے گا - اور کون جا سکتا ہے "

محمود پاشا :- مین تو وعدہ کر کے آیا تھا کہ تمہین لیکے جاؤن گا - خیر اب تو تم بھی چلنے پر آمادہ ہو - اچھا تو مین اسی وقت جاتا ہون - رات کو بہت دور نکل جاؤن گا "

حسن پاشا :- جاؤ - مگر جہاز پر تم کو پھر آنا ہو گا "

محمود پاشا :- خواہ مخواہ آؤن گا "

انجلنا :- دیکھو جلدی آنا - اور کسی اور کے کان تک یہ خبر نہ پہونچے "

محمود پاشا :- ان تمام معاملات مین آپ مجھ سے مطمئن رہین - مین نہایت عمدگی سے اس کام کی تعمیل کرون گا - اور کسی کو خبر نہ ہوگی " یہ کہہ کے اُسیوقت محمود پاشا اُٹھ کھڑا ہوا - اور رخصت ہو کے چلا گیا - اب رات زیادہ آچکی تھی حور وش انجلنا اپنے خواب ناز سے

کمرے مین گئی اور حسن پاشا اپنے کمرے مین گیا - یہ رات نہایت آرام اور خوشی مین گذری - کیونکہ دونون دلون مین امید کی خوشیان جوش پر تہین - شاہزادہ حسن دیر تک مریم سے باتین کرتا رہا - اور آدہی رات کے بعد اُس نے مریم کو رخصت کرکے عالم خواب کی سیر شروع کی - مگر شوق یک بیک اس قدر ترقی کر گیا تھا کہ تڑکے ہی آنکھ کھل گئی - اور پہر آرزو امید کے خیالی دکیلون سے باتین کرنے لگا "ہم کیسے خوش نصیب ہین - اس قید سے نجات پائینگے - آزادی حاصل ہوگی - بڑی خوشی ہر وقت موجود رکہنے اور ہر غم کو غلط کر دینے کے لیے پہلو مین پیاری پری جمال ایخلنا ہوگی - ناموری حاصل کرنے کے لیے لڑائی کے بڑے بڑے میدان طرے سامنے ہون گے - اور میرے لیے سب سے بڑی خوشی یہ ہے کہ میری ہی تحریک سے میرزا عباس نے جہاد پر کمر باندہی اور ایسی کامیابی دکھائی - ایک طرح اس کی ابتدا ہی مجھ ہی سے ہولی - اور اُس جہاد کے ثواب مین بہی مجھے حصہ ملے گا - اب تو خدا جلد وہ گھڑی لائے کہ ترکی جہاز ہمارے سامنے ساحل پر آکے لنگر ڈالے ——"

شاہزادہ انہین خیالات مین تھا کہ سامنے سے مریم آئی - مگر مریم کی چہرے کا رنگ اڑا ہوا تھا - بدحواسی اور غم نے اُس کے تمام حرکات وسکنات بدل دیے تھے - مریم آتے ہی خاموش کھڑی ہوگئی - اور آنکھون سے آنسو ٹپ ٹپ ٹپکنے لگے -

حسن "مریم - کیون ؟ کیا ہوا ؟ خدا کے لیے جلدی بتاؤ"

مریم "شاہزادی صاحب ——" رونے لگی —

حسن "شاہزادی ایخلنا اچہی تو ہین ؟ خدا کے لیے جلدی کہو ورنہ میرا سینہ پہٹ جائیگا"

مریم "خدا جانے کہان چلی گئین - اپنے کمرے مین نہین ہین - اور سب لوگون کو حیرت ہے کہ آناً فاناً کہان غائب ہوگئین"

حسن "جائین گی کہان - کہین اِدہر اُدہر باغ مین ہون گی"

مریم "کہین نہین - سب جگہہ تلاش کر چکے - آہ ! خدا جانے کیا ہوگئین ! شاہزادے - ہم سبھون نے تلاش مین کوئی دقیقہ نہین فروگذاشت کیا"

حسن "آخر کہان گئی ہون گی - کچہہ سمجہہ مین نہین آتا - تم ڈہونڈہو تو کہین یہین ہون گی"

مریم "ہائے ! آپ کو یقین ہی نہین آتا - کہین پتہ نہین ہے - ہائے کوئی زبردستی لے گیا - یہ کوئی معمولی معاملہ نہین ہے -- افسوس !"

شاہزادہ حسن کو جب یقین آگیا تو اُس کے صدمون کا کون اندازہ کر سکتا ہے - نہایت ہی حسرت سے سر جھکا لیا اور دل مین کہنے لگا - آہ! تقدیر نے یون دشمنی کی! سب آرزوئین خاک مین مل گئین! آن قدح بشکست و آن ساقی نماند! اب مین کیا کرون - وہ کہان چلی گئی۔ یہان اب اسکے بعد ٹھہرنا بھی دشوار ہے - مین کیونکر بچین رہ سکتا ہون - ورنہ یہین ٹھہرتا کیونکہ کونٹ روس اُسکی جستجو ضرور کرے گی - وہ کوہ قاف کی کوئی غریب لڑکی نہین ہے - مگر مجھے صبر کیونکر آئیگا ؟ کیا عشق کی دنیا یہین پر تمام ہوگئی ؟ نہین - اُس کے لیے مین اپنی زندگی بھی خاک مین ملا دونگا - کچھ وہ اکیلی نہین گئی ہے میرا دل - میری آرزوئین - میری خوشیان - غرض میری تمام دلچسپیان اپنے ساتھ لیتی گئی ہے - یا تو اُس تک پہونچونگا - یا زندگی اُسکی جستجو مین نذر ہوگی - وہ کیونکر گئی ؟ کیا مجھ سے جھوٹی محبت تھی ؟ اور اپنے کسی دوسرے عاشق کے ساتھ چلی گئی ؟ مگر نہین - اُسکی نسبت ایسی بدگمانی نہین ہو سکتی - اُسے جیسی محبت مجھ سے تھی اُس قدر کسی کو کسی کے ساتھ نہین ہو سکتی بیشک وہ کسی آفت مین مبتلا ہوگئی - خدا جانے کس ظالم نے ظلم کیا - افسوس - اچھا - اب مین اُسکی جستجو پر آمادہ ہونگا۔"

گیارہوان باب

شاہزادہ حسن کی جوانمردی

مصطفےٰ پاشا نے سینٹ نکولس مین پہونچ کے روسیون کی نقل و حرکت کا حال دریافت کیا - معلوم ہوا کہ تمام وہ شہر جو شمال کی جانب سواحل بحر اسود پر واقع ہین اُن کی خوب مضبوطی کی گئی ہے تاکہ ترکون کو شمال کی طرف آگے قدم بڑھانے کا موقع نہ مل سکے - اور اسکے ساتھ یہ بھی معلوم ہوا کہ مجاہدون کی روک کے لیے روسیون نے دو شہرون مین بڑی مضبوطی سے قلعہ بندیان کی ہین - میرزا عباس کی فوج نے قلعہ اسکندرپول پر قبضہ کر کے چونکہ کئی روز تک وہین مقام کیا اسوجہ سے انہین موقع مل گیا کہ ان کو دو جانب سے روکین - ایک شمال کی طرف سے اور ایک مغرب کی طرف سے - شمال کی طرف چونکہ اسکندرپول سے طفلیس تک بالکل سنگستانی صحرا چلا گیا تھا اسوجہ سے اُنھون نے راستہ مین طفلیس سے بیس میل آگے بڑھ کے ایک پہاڑی پر توپین لگا دین اور چارون طرف مورچہ بندی کر کے پوری پچاس ہزار فوج اور ساٹھ توپون سے ایرانی مجاہدون کا راستہ

روکدیا تاکہ وہ طفلیس کا قصد نہ کرسکیں - اور مغرب کی طرف اسکندروپول سے تقریباً پچاس میل پر شہر اخلکلاکی دوسرا مقام قرار دیا جہاں سے ایرانی مجاہدوں کی رفتار کی مزاحمت کی جاسکے - شہر اخلکلا کی ایک قدیم شہر تھا - اگرچہ اس میں کوئی قلعہ نہ تھا مگر عمدگی سے اُسکی قلعہ بندی ہوسکتی تھی - روسیوں نے اس شہر کی فصیل بندی کرکے مضبوط کرلیا - اور ہر جہار طرف توپیں لگا دیں - اخلکلاکی میں روسیوں کی بہت زیادہ فوج تھی جس کا شمار تقریباً اسی ہزار سے زیادہ تھا - کیونکہ اسی طرف سے روسی ترکوں کی سرحد میں بڑھنا چاہتے تھے - یہاں توپوں کا شمار بھی سو سے زیادہ تھا - مصطفٰے پاشا کو جب یہ تمام حالات معلوم ہوئے تو انہوں نے اپنے تمام افسران فوج کو جمع کرکے مشورہ کیا کہ اب کیا کارروائی کی جاے -

ایک افسر نے "حضور - ہماری راے میں تو آپ بلا دسواحل کی طرف بڑھیے - علاوہ خشکی کی فوجوں کے ان لڑائیوں میں ہمارے جہازوں سے بہت بڑی مدد ملے گی"

مصطفٰے پاشا نے "یہ تو ٹھیک ہے - مگر میرزا عباس کا ارادہ ہے کہ سرحد ایران سے ساحل بحر اسود تک جتنے روسی شہر ہماری سرحد سے ملتے چلے آئے ہیں پہلے اُن پر قبضہ کرلیا جاے - اور یوں لڑائی بے اصول ہوگی - کیونکہ اگر ہم اُن کی طرف بڑھیں گے تو اُن کی فوجیں اخلکلا اور اخل زک سے ہوکے ہماری سرحدیں داخل ہوکے خاص ہمارے شہروں پر حملہ کرینگی میرے نزدیک تو میرزا عباس کی راے صحیح ہے - ہاں یہ اور بات ہے کہ عمر پاشا کے پاس سے اس کے خلاف کوئی حکم آئے"

افسر نے "بہتر تو یہی سہی اور اب ہماری سرحد کے قریب اُن کے دوہی شہر اُن کے قبضہ میں رہگئے ہیں - اخلکلاکی - اور اخل زک اخلکلاکی پر بڑھ کے میرزا عباس قبضہ کرلیں - اور اخل زک پر آپ فوج روانہ کردیجیے - اخل زک میں کچھ زیادہ فوج ہی نہیں ہے - آسانی سے ہمارے قبضہ میں آجائے گا - مگر اخل زک پر فوج بھیجنے میں آپ کو بڑی دقتیں ہونگی"

مصطفٰے پاشا نے "دقتیں کیسی؟"

افسر نے "یہ تو آپ جانتے ہیں کہ ہمارے اور اخل زک کے مابین ایک کوہستانی سلسلہ واقع ہے جو باطوم کے قریب سے شروع ہوا ہے اور خاص کوہ قاف سے جاکے مل گیا ہے - یہاں شاید قریب کوئی گھاٹی بھی نہیں ہے - ہم اپنی فوج کدھر سے لے جائیں گے؟"

مصطفٰے پاشا نے "اول تو غالباً کوئی گھاٹی مل ہی جائے گی - ورنہ ہم باطوم کی طرف سے

۔ ساحل پر کہاں سے اپنی فوج کو نکال لے جائیں گے۔ علاوہ بریں اب تو واجب ہو گا کہ اس پہاڑ کے ستون کی جستجو کی جائے۔ کیونکہ اگر روسیون کو کوئی عمدہ موقع مل گیا اور انہوں نے قبضہ کر لیا تو ہم کو نہایت دقت پڑے گی۔"

افسر "یہ بجا ہے۔"

مصطفٰے پاشا نے اسی وقت بیس ہزار فوج جدا کر کے مشرق کی طرف روانہ کی۔ اور ایک نامور افسر رشید پاشا کو اس پر سردار مقرر کیا۔ رشید پاشا اپنی فوج کے ساتھ اُدھر روانہ ہوا ہی تھا کہ مصطفٰے پاشا کے پاس محمود پاشا آیا۔ اور کہنے لگا "مجھے آپ سے کچھ پوشیدہ عرض کرنا ہے۔"

یہ سنتے ہی مصطفٰے پاشا اُٹھا اور محمود پاشا کو لیے ہوئے اپنے خیمہ میں چلا گیا۔

محمود پاشا "آپ کے حکم کے بموجب میں ایک جہاز کو لیے گیا کہ حسن پاشا کو لے آؤں۔ اُس مقام پر جہاں حسن پاشا تھے جا کے دیکھتا ہوں تو وہاں حسن پاشا کا پتہ ہی نہیں۔ بلکہ روسیون کی توپیں سمندر کی جانب لگی ہوئی ہیں۔ اور اس کوٹھی پر روسیون کا قبضہ ہے۔ بڑی حیرت ہوئی۔ آخر مجھے وہاں سے ناکام آنا پڑا۔ اپنے جہاز کو میں کنارے ہی کنارے لیے آتا تھا کہ ایک مقام پر دیکھا کوئی ترک کنارے کھڑا رومال کے اشارے سے کہہ رہا ہے کہ جہاز روک دیا جائے۔ ہم لوگوں نے فوراً جہاز کو روک لیا۔ اور میں کشتی پر بیٹھ کے کنارے آیا۔ دیکھا تو حسن پاشا تھے۔ مگر میں نے اُنہیں نہایت ہی افسردہ اور ملول پایا۔ ابھی تک تو میں نے ان کا قصہ آپ سے پوشیدہ رکھا تھا اب مجبوراً عرض کرتا ہوں۔" اس کے بعد محمود پاشا نے شاہزادہ حسن اور شاہزادی ایجلنا کی پوری داستان ابتدا سے انتہا تک بیان کی۔

مصطفٰے پاشا "حسن پاشا کی نسبت میں نے بہت سے خیالات قائم کیے تھے۔ مگر میرا دل سب خیالات کو چھوڑ کے اسی بات پر جمتا تھا کہ وہ کسی کی زلف کے اسیر ہیں۔ خیر تو پھر کیا ہوا؟"

محمود پاشا "وہ کہتے تھے کہ میرے آنے کے دوسرے روز اُنہوں نے صبح کو اُٹھ کے دیکھا تو شاہزادی ایجلنا غائب تھی۔ ہزار جستجو کی مگر بالکل پتہ نہ لگا۔ اس امر نے اُنہیں ایسا حزین اور ملول کیا کہ ہوش و حواس جاتے رہے اور میں نے ان کی حالت وہاں ساحل پر مجنونوں کی ایسی پائی۔ نہایت درد اور غم کے لہجہ میں کہنے لگے اب کیا کروں۔

ین نے راے دی کہ یہان چلے آئین اور ہم سب لوگ جستجو کرین گے بلکہ مین نے وعدہ
کر لیا کہ شاہزادی ایجلینا کو تم سے لاکے ملا دون گا - ان باتون کا اُنہین یقین ہی نہین آتا
تھا اور آپ کے پاس آنے سے بالکل انکار کرتے تھے "

مصطفےٰ پاشا - جب ایک عورت نے اُن کے ساتھ وفاداری کا برتاؤ نہ کیا اور خود اُنہین
چھوڑ کے چلی گئی تو اُنہین اُس کے ساتھ کیون ایسی الفت ہے - بیوفا اور غیر پارسا عورت
پر جان دینا سب سے بڑی حماقت ہے "

محمود پاشا - مین نے تو یہ بھی کہا تھا - مگر اس پر بہت سخت ناراض ہوتے - انہین
یہ گمان ہی نہین ہے کہ وہ خود سے چلی گئی - اُن کا خیال ہے کہ کسی نے مجبور کر کے اُسے
جدا کیا - اور یہ تو مین بھی کہتا ہون کہ شاہزادی ایجلینا کبھی اپنی الفت مین دغا نہین دے سکتی
ہے - مجھ سے تو اُس سے اکثر صحبتین رہی ہین - وہ ایک سادی اور بھولی لڑکی ہے -
وہ ان باتون کو جانتی ہی نہین کہ بے وفائی اور دغا کسے کہتے ہین "

مصطفےٰ پاشا - خیر تو پھر حسن پاشا آئے ؟ "

محمود پاشا - جی ہان - زبردستیان کر کے لایا ہون - جہاز مین ہین - آپ خود جائیے گا
تو یہان آئین گے "

مصطفےٰ پاشا - تو کیا آ گئے ! جہاز مین ہین ؟ مین ابھی جا کے لاتا ہون "

اس کے بعد مصطفےٰ پاشا اور محمود پاشا دونون ساحل پر گئے - اور نہایت عزت سے شاہزادہ
حسن کو اُتار کے لائے - مصطفےٰ پاشا نے مزاج پرسی کی اور ادھر اُدھر کی باتین کرتا رہا - ایجلینا کا
نام بھی نہ لیا کہ آپ کہان تھے یا کیون اتنے عرصہ تک ہمین اپنی خبر نہ کی - صرف اس خیال سے
کہ مبادا تازہ غم فراق از سرِ نو جوش کرے -

محمود پاشا - اب آپ کے لیے خیمہ معین کر دیجیے کہ وہان جا کے آرام کرین - ادھر پچھلے
دو تین روز تک ان پر بڑے سخت صدمے رہے ہین "

مصطفےٰ پاشا - بے شک - شاہزادے صاحب - مجھے آپ کے اس صدمے کا حال سن کے
نہایت صدمہ ہوا - مگر گھبرائیے نہین - انشاء اللہ آپ بہت جلد اپنی تمناؤن مین کامیاب
ہون گے - کیونکہ ہم سب لوگ آپ کے لیے جان لڑا دینے پر آمادہ ہین "

اتنا سننا تھا کہ شاہزادہ حسن کی آنکھون سے بے اختیار آنسو جاری ہو گئے - اور ایکدم

پہنچ کے کہنے لگا ”افسوس۔ آپ سب ہزار کوشش کرین مگر جس چیز کا سراغ ہی نہین لگتا
ہین کسی کا کیا زور چلیگا۔ تقدیر نے میرے ساتھ دشمنی کی۔ کون ہے جو تقدیر سے
مقابلہ کرے۔ آہ! میری زندگی اب بالکل بے مزہ اور دشوار ہے“

مصطفیٰ پاشا ”آپ اس طرح بیتاب اور بے قرار نہ ہوجیے۔ مین تو وعدہ کرتا ہون کہ کوئی
نہ کوئی تدبیر کر کے آپ کی معشوقہ کو ڈھونڈھ لاؤن گا۔ اب ہم کوشش کر کے بہت جلد وسط
ملک انسانی عدو و گرجستان پر قبضہ کر لین گے۔ اور جب ہمارا قدم اس ملک مین وہان
تک پہونچ جائے گا۔ جہان شاہزادی انجلینا رہتی تھی پھر پتہ لگانا کچھ دشوار نہ ہوگا۔

مصطفیٰ پاشا ”میری رائے مین یون بیکار آپ گھبرائین گے آپ بھی سرگرمی سے
مقابلہ کرنے کی کوشش کیجیے کہ ہم لوگ جہان تک جلد ہو سکے آگے قدم بڑھا کے دامن کوہ قاف
تک پہونچ جائین۔ تاکہ آپ کی اغراض مین جلد کامیاب ہونے کا موقع ملے“

شاہزادہ حسن ”اگرچہ لڑائی مین میرا دل نہ لگے گا۔ مگر چونکہ پیاری انجلینا سے ملنے کی
امید ہے حتی الامکان پوری سرگرمی اور جانبازی سے روسیون کا مقابلہ کرونگا“

مصطفیٰ پاشا ”تو آپ ایک کام کیجیے۔ مین نے رشید پاشا کو بیس ہزار فوج کے ساتھ
شہر ارض زک پر روانہ کیا ہے۔ آپ بھی وہان جائیے۔ مین آپ کو پوری فوج کا افسر کر دیتا
مگر افسوس آپ کا دماغ اندنون عشق اور ہجر کے صدمات سے ماؤف ہو رہا ہے آپ غنیم پر
غالب ہونے کی شاید عمدہ تدابیر نہ سوچ سکین گے۔ اس لیے یہ دس ہزار سوار آپ کے
ہمراہ کرتا ہون۔ آپ جائیے اور رشید پاشا سے مل جائیے۔ پوری فوج کا انتظام تو
رشید پاشا ہی کے ذمہ رہے گا۔ مگر اپنے ان دس ہزار سوارون پر آپ حاکم رہینگے
اور نیز بطور نائب وزیری اعلیٰ افسر کے کام دین گے۔ رشید پاشا کو بھی مین لکھے دیتا ہون گا کہ بغیر
آپ سے مشورہ لیے کوئی کام نہ کرین“

شاہزادہ حسن ”مین روانگی کو اسی وقت موجود ہون۔ اور آپ کے حکم سے مخالفت
نہین کر سکتا۔ کیونکہ یہان تمام فوج پر باب عالی کی طرف سے آپ ہی حکمران قرار دیے گئے ہین“

مصطفیٰ پاشا نے دس ہزار سوار ہمراہ کیے شاہزادہ حسن اسی روز ان پہاڑون کی طرف
روانہ ہوا دوسرے روز رشید پاشا سے ملاقات ہوئی۔ اور یہ دونون پرجوش افسران
فوج عثمانیہ ان پہاڑون کے دامنون کے نیچے پہونچے۔ وہان سے ان کے دامن ہی مین

جنوب کی طرف مڑے کہ اگر قریب کوئی گھاٹی مل جاوے تو خیر ورنہ پورا چکر کھا کے پار نکل جائین۔ پہاڑ کے رہنے والون سے دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ قریب ہی ایک گھاٹی ہے۔ مگر اُس مین توپون کا گذر نا دشوار ہے۔ خود رشید پاشا نے جا کے اُس گھاٹی کا اندازہ کیا اور واپس آ کے حسن پاشا سے کہا اگرچہ راستہ دشوار ہے مگر ہم اپنی توپون کو ضرور نکال لیجائین گے۔ اور حکم دیدیا کہ فوج اُسی گھاٹی مین ہو کے جائے۔ رشید پاشا خود توپخانون کے ساتھ گئے۔ اور حکمت عملی سے نیز راستہ اکثر جگہ ہموار کر کے توپون کو پار نکال لیگئے چوتھے روز یہ فوج شہر اخل زک پر پہونچی۔ اور ہر طرف سے محاصرہ کر لیا۔

اخل زک مین روسیون کی چالیس ہزار فوج تھی۔ اور اس شہر مین کسی طرف مورچہ بندی بھی نہ تھی۔ روسیون نے باہر نکل کے کھلے میدان مین مقابلہ کیا۔ اور اپنی توپین جو شمار مین ۴۸ سے زیادہ نہ تھین تین حصہ کر کے تین طرف لگا دین۔ اور یہ قرار پا گیا کہ دوسرے روز حملہ ہو۔

رشید پاشا کے ہمراہ تیس توپین تھین۔ ترکون کی یہ سب توپین برابر ایک ہی جگہ لگی تھین۔ اور پوری نصف فوج توپون کے ایک طرف اور نصف ایک طرف ٹھہری۔ خود رشید پاشا داہنی جانب ٹھہرے۔ اور حسن پاشا نے بائین طرف قیام کیا۔

دوسرے روز تڑکے ہی لڑائی شروع ہوئی۔ جسکی ابتدا اس سے ہوئی کہ روسیون کا ایک گولہ ترکی توپخانے پر پھٹا اور بہت سے آدمی گر پڑے۔ فوراً ترکی توپون سے جواب دیا گیا۔ توپون کا کثیف دھوان میدان مین پھیل گیا۔ اور اُسی دھوئین کے دامن مین دونون طرف کی توپین آگے بڑھنے لگین۔ دونون حریفون کے سوار اور پیادے تیز روی سے بڑھے اور اس قدر نزدیک پہونچ گئے کہ بندوقون سے مقابلہ کر سکین۔ برابر باڑھ پر باڑھ چلنے لگی۔ اور جنکا پیمانہ لبریز ہو گیا تھا جھوم جھوم کے گرنے لگے۔

یکبیک ترکون کی وسط فوج مین ایک جھنڈی ہلائی گئی۔ اور ساتھ ہی بگل بجا۔ فوراً ترکی فوج کے دو حصہ ہو گئے۔ ایک حصہ رشید پاشا کے ساتھ داہنی طرف کے میدان مین پھیل کے اور ایک مختصر سا چکر کھا کے روسیون پر گرا۔ اور اسی طرح دوسرے حصے نے حسن پاشا کے ساتھ بائین طرف سے روسیون پر حملہ کیا۔ ترکون کی اس

کارروائی سے روسیوں کو سوا اسکے اور کچھہ نہ بن پڑا کہ انہوں نے اپنی فوج کے دونوں حصوں کو ایک جگہ جمع کر لیا - اور دونوں طرف ترکوں کی تیز رفتار روکنے کے لیے توپوں اور عجلت سے فیر کرنے لگے - مگر ترک آڑے ہو گئے اور چکر کھاتے ہوئے ان پر آ رہے تھے - جسکی وجہ سے روسیوں کے افسر جو صف باندھتے تھے وہ ہی سنت میں ترکوں سے [illegible] پر پڑتی تھی اور اس کے فیر بیکار ہو جاتے تھے -

اس وقت لڑائی عجیب کیفیت پر تھی - ترک دونوں طرف چکر کھاتے ہوئے نہایت تیزی سے قدم اٹھاتے ہوئے بڑھ رہے تھے - روسی اُن کی سیدھ باندھ کے دونوں جانب صفیں قائم کرتے تھے جو دم بھر میں بیکار ہو جاتی تھیں اور زیادہ خرابی یہ تھی کہ ترکوں کی توپیں روسیوں کو درہم و برہم کر رہی تھیں - اگرچہ روسیوں کی توپیں بھی بہت پھرتی سے فیر کر رہی تھیں مگر ترکوں کے حملہ کا ڈھنگ ایسا واقع ہوا تھا کہ توپوں سے بھی انہیں کم نقصان پہونچتا تھا - گھنٹہ بھر تک لڑائی کا یہی رنگ رہا - جسکے بعد بالکل دوسری وضع کی لڑائی ہو رہی تھی یعنی ترک روسی صفوں سے مل گئے تھے اور سنگینیں چل رہی تھیں -

سامنے اور دو بدو کی لڑائی میں ترک ہمیشہ نامور رہے ہیں - ایک دم بھر میں لاشیں زمین پر بچھ گئیں - روسیوں نے آخر سوا بھاگنے کے کسی بات میں مفر نہ دیکھا - انہوں نے ارادہ کیا کہ بھاگ کے شہر میں ہو رہیں - غرض دو چار توپیں جو لیجا سکے انہیں لے کے شہر اخل زک میں ہو رہے - ترکوں نے تعاقب کر کے شہر کو گھیر لیا -

اب شام ہو چکی تھی - ترکوں نے شہر کے گرد رات بسر کی - صبح ہوتے ہی دوسرے روز شہر پر حملہ کر دیا گیا - چند روسی جو قضا کے پنجے سے بچکے شہر میں چھپ رہے تھے وہ کیا مقابلہ کرتے - فوراً انہوں نے ہتھیار رکھدیے - اور گرفتار کر لیے گئے - گذشتہ روز کی لڑائی میں دس ہزار روسی بھاگ کے طفلیس چلے گئے تھے - وہ تو بچ گئے - باقی تیس ہزار میں سے سات ہزار چھہ سو بادون روسی گرفتار ہوئے اور اسکے سوا سب قتل ہوئے - اس لڑائی میں ترکوں کے بھی دس گیارہ ہزار آدمی کام آئے - شہر اخل زک پر عثمانی پھریرا اڑایا گیا - اور قیدی دو ہزار ترکوں کے ساتھ سینٹ نکولس میں مصطفیٰ پاشا کے پاس روانہ کیے گئے -

رشید پاشا اور شاہزادہ حسن نے حسب الحکم مصطفیٰ پاشا کے بیس ہزار ترک رضا پاشا کی سرداری میں اخل زک کی حفاظت کے لیے یہیں چھوڑے - جو توپیں روسیوں سے

چھین لی گئی تھیں اس شہر کی حفاظت کے لیے وہی کافی سمجھیں گئیں - اور باقی فوج کو لیکے دونوں افسر مصطفے پاشا سے ملنے کے لیے سینٹ نکولس کو روانہ ہوئے -

بارہواں باب

اخل کلاکی

میرزا عباس نے حمید پاشا اور علی پاشا سے مشورہ کیا کہ اب ہمیں کیا کرنا چاہیے یہ شہر اخل کلا پر رشید پاشا قبضہ کر چکے صرف ہمارے اور مصطفے پاشا کے درمیان میں صرف شہر اخل کلاکی باقی رہگیا ہے - اور میں نے اپنی فوج سے اس شہر پر قبضہ کرنے کا مصطفے پاشا سے وعدہ کیا تھا - اگرچہ سنتا ہوں وہاں روسیوں کی اسی ہزار فوج ہے مگر کچھ خوف نہیں خدا ہمارا مددگار ہے - اگر آپ سب صاحبوں کی رائے ہو تو ہماری فوجیں اب اسی شہر کی طرف بڑہیں سبھوں نے متفق اللفظ کہا کہ یہی رائے مناسب ہے - دوسرے روز تڑکے ایرانی مجاہدوں نے مغرب کی طرف کوچ کیا - حمید پاشا اپنی دس ہزار فوج کو لیکے جنوب کی طرف ہٹ گئے کیونکہ ارادہ کیا کہ اخل کلاکی کے اُس طرف جاکے مورچہ بندی کریں اور اخلکلاکی کے جنوبی پہلو پر دریا کے کنارے خیمہ زن ہوں - اور میرزا عباس اپنے ہمراہیوں کو لیکے مع علی پاشا کے سامنے مغرب کی طرف چلا -

تیسرے روز اسلامی فوج نے روسی پھریرے کو دیکھا جو اخل کلاکی کے اونچے برج پر اُڑ رہا تھا - اور روسیوں نے اسلامی جھنڈے پر ایک خونی نظر ڈالی - کیونکہ ان لوگوں کی رفتار کو اب تک کوئی فوج نہ روک سکی تھی - اور اسی کے گھنٹہ بھر بعد ان کو جنوب کی طرف عثمانی ہلالی جھنڈا نظر آیا یہ دونوں نشان شہر سے قریب ہوتے آتے تھے - اور روسی سالار فوج پر ایک بیتابی اور بیقراری کی ایسی کیفیت طاری ہوتی جاتی تھی - اپنی مستعدی دکھانے کے لیے اس نے حکم دیا کہ بیس ہزار روسی اور تیس توپیں باہر نکل کے مسلمانوں کا مقابلہ کریں - اس حکم کے ساتھ ہی روسی نشان ہوا میں لہراتا ہوا شہر کے مشرقی پھاٹک سے نکلا -

دونوں فوجوں میں جب تھوڑا سا فاصلہ رہگیا دونوں طرف سے توپوں کے فیر ہونے لگے - میرزا عباس کو آج کسی طرح کامیابی نہ ہوسکی - کیونکہ اپنے اصول کے موافق جب وہ حملہ کا قصد کرکے اپنے مجاہدوں کو آگے بڑہاتا تھا ان توپوں سے سخت گرایں پڑنی لگتی تھیں جو خاص

شہر کے دھسون پر لگی ہوئی تھین - یہ دن پورا اسی طرح برابر کی لڑائی مین گذرا اور شام کو دونون اپنی فوجون کو لیے ہوے شہر مین واپس گئے - رات دونون حریفون کے دلون مین یاس اضطراب اور جوش کو ترقی دلاتی رہی -

صبح کو پھر روسی فوج شہر سے باہر نکلی اور مقابلہ شروع ہوا - آج روسی بھی چاہتے تھے کہ بطرح ہو سکے ترکون کے غنیم کو پسپا کر دین - انھون نے اپنی تمام فوج کو دو بیضاوی صفون مین پھیلا دیا - ان صفون مین جا بجا جگہ چھوڑ دی تھی تاکہ توپین بھی برابر فیر کر سکین - یہ صفین آگے پیچھے برابر بارہ بارہ کا تانا باندھی ہوئی بڑھین - ایرانیون نے بھی اپنی صفین مرتب کین - مگر ان کی صفین چھوٹی تھین - کیونکہ پوری فوج کے دو حصے تھے - ایک داہنی طرف اور ایک بائین طرف - اور ہر حصہ مین بیس بیس صفین تھین - یہ لوگ بھی برابر روسیون پر فیر کر رہے تھے - اور روسیون کی صفین اسی طرح استقلال سے بڑھی چلی آتی تھین - یہان تک کہ روسیون کی صفون نے حلقہ کی طرح ایرانیون کو گھیر لیا - شاید اسوقت ایرانی پسپا ہو جاتے اور اگر نہ پسپا ہوتے تو سب کے سب کٹ جاتے - مگر ترکی سردار علی پاشا نے اپنی ترکی قواعد کے مطابق بگل بجوا کے فوراً ایرانیون کے دونون حصون کو دو جانب پھروا دیا - اور ترکی سردار ایرانیون کو جگر کھلاتے ہوئے روسیون کی طرف چلے - اور آدھ گھنٹہ مین دونون فوجین مل گئین سنگینون کی لڑائی ہونے لگی - ایرانی بڑی بہادری سے روسیون کو ہٹاتے ہوئے آگے بڑھے - اور اس مقام پر پہونچا دیا جہان سے وہ صف بندی کر کے بڑھے تھے - روسیون کو ان کے شہر داخل تک ہٹا کے ایرانیون نے نعرہ یا علی بلند کیا اور یقیناً روسی پسپا ہو جاتے - مگر شہر کے دھسون سے ایسی گرابین پڑنے لگین کہ ایرانیون کو ناکام واپس آنا پڑا - اور پھر دور سے بندوقون کے فیر ہونے لگے - حمید پاشا نے جنوبی پہلو سے شہر پر اس روز بڑی سخت گولہ باری کی - شام تک دونون طرف کے سپاہی برابر لڑتے رہے - اور کوئی نتیجہ نہ ہوا - رات نے دونون فوجون کو پھر اپنے خیمون مین پہونچا دیا - اور کامیابی کی امیدین دوسرے روز پر اٹھا رکھی گئین -

رات کو مرزا عباس نے تمام افسران فوج کو جمع کر کے کہا جس رنگ پر کہ دو روز سے لڑائی ہو رہی ہے اگر یہی رنگ رہا تو ہمین مدتون یہان پڑا رہنا پڑے گا اور کوئی نتیجہ نہ ہوگا - آپ سب لوگ کوئی تدبیر نکالیے کہ ہم کو جلدی کامیابی ہو - ہم سلطان روم خلد اللہ ملکہ کی سرکار سے تنخواہ

پانے والے سپاہی نہین ہین کہ مدتون لڑائی کو طول دین - اور روزانہ از سرِ نو جانفشانی کی کوشش کرین - ہم کو تو جس طرح ہو سکے جلد کوشش کرنا چاہیے کہ خدا کے کام سے بہت جلد سبکدوش ہو جائین "

کل افسرون نے متفق اللفظ کہا "ایسی تدبیر ہمارے خیال مین کوئی نہین آسکتی - ان باتون کے لیے خدا نے آپ ہی کو پیدا کیا ہے - ہان آپ کی جو راے ہوگی اور جس طرز پر آپ لڑنا چاہینگے ہم اُسی طرح لڑین گے - انشاء اللہ آپ ہر موقع اور ہر کام مین ہمین اپنا مطیع پائین گے "

میرزا عباس "میرے نزدیک آج تک ہمارے ناکامیاب ہونے کی اصلی وجہ یہ ہے کہ دشمن کی فوجین شہر سے باہر نکل کے ہمارا مقابلہ کرتی ہین - یا ہماری فوجین پہلے اپنی حد سے قدم بڑھا تی ہین اُسوقت تو ہم اُنہین پسپا کر دیتے ہین مگر جس مقام پر وہ ٹھہرتے ہین وہان ہمارا کچھ زور نہین چل سکتا - کیونکہ ہم پر دوہری مار پڑتی ہے - ایک تو خود وہ لوگ فیر کرتے ہین دوسرے شہر کے دمدمون سے بڑی سخت گرابین پڑنے لگتی ہین "

سب لوگ "بے شک - یہی سبب ہے کہ ہم کو کامیابی نہین حاصل ہو سکتی - مگر اِس کی کیا تدبیر ہے ؟ "

میرزا عباس "بہت آسان - کل ہم لوگ تڑکے سے بندوبست کرین اور روسیون کے باہر نکلنے سے پہلے اُن کے دمدمون کے قریب پہونچ کے صف بندی کر لین - اور اُن کو مگبہ ہی نہ دین کہ میدان مین نکل کے ہمارے سامنے صف بندی کرین - روسی خواہ مخواہ مجبور ہونگے کہ شہر کے اندر ہی سے ہمارا مقابلہ کرین - اور اس صورت مین انشاء اللہ ہم کل ہی کامیاب ہو جائین گے "

سب افسر "بات یہ ہے کہ اخل کلا کی ہین روسیون کی بے انتہا فوج ہے اور ہمارے پاس اُن کی آدھی فوج بھی نہین ہے - لیکن چونکہ ہم صرف خدا پر بھروسہ کر کے مقابلہ کرتے ہین وہ ہمین کامیاب ہی کرے گا "

میرزا عباس "روسیون کی زیادتی کا تو مجھے بالکل اندیشہ نہین ہے کَمْ مِنْ فِئَةٍ قَلِيلَةٍ غَلَبَتْ فِئَةً كَثِيرَةً " اور دیکھ لینا کل ہی اس شہر پر ہمارا قبضہ ہوگا "

اسوقت سب لوگ رخصت ہو کے چلے گئے اور صبح کو تڑکے ہی بہادر اور چالاک اہلِ عجم نے جا کے شہر کے پہاٹک اور تمام راستے روک دیے - اور روسیون کو میرزا عباس کی خواہش کے

سوافق شہر کے دمدموں پر سے لڑتا رہا۔ چار طرف سے مجاہدوں کی توپیں فیر ہونے لگیں ۔
ایرانی اپنی قطار میں تیزی اور لڑائی کا ذوق و شوق دکھاتے ہوئے بڑھتے اور قلعہ کے دمدموں
پر چڑھے ۔ توپیں اور بندوقیں اُن کے روکنے کی ہزار کوشش کرتی رہیں مگر وہ کٹ کٹ کے
گرتے تھے اور پھر بھی بڑھتے ہی چلے جاتے تھے ۔ روسیوں کو دہوکا دیکے آخر اُن کی دمدموں کے
نیچے پہنچ گئے ۔ ایرانی انتہا سے زیادہ جرأت دکھاکے اور بغیر اسکے کہ اپنی حفاظت کا ذرا بھی
خیال کریں روسیوں کے دمدموں کے نیچے پہنچ گئے تھے ۔ روسیوں نے ہجوم کرکے بڑی سخت
باڑھیں مارنا شروع کیں ۔ ایرانی بہادروں نے بڑی بہادری سے جانیں دیں ۔ ہزارہا
آدمی دمدموں کے نیچے ڈھیر ہو گئے ۔ مگر اُن کے دینی جوش نے اُنہیں پسپا نہ ہونے دیا ۔
جو جو گرتے جاتے تھے دوسرے بڑھتے جاتے تھے آخر انہوں نے جانیں ہتھیلی پر رکھ کے اور اپنی بہت سی قیمتی جانیں
دیکے دمدموں پر پہنچ کے تلواروں اور سنگینوں سے روسیوں کا ایسا سخت
مقابلہ کیا کہ شہر کے اس حصہ پر روسی توپوں کے فیر موقوف ہو گئے ۔ چونکہ شہر کا یہ پہلو اب گولیوں سے
محفوظ ہو گیا تھا ۔ اسلئے تمام ایرانی اس طرف سے سمٹ کے اور بھی آگئے اور میرزا عباس نے
زور سے نعرہ یا علی بلند کر کے شہر پر حملہ کر دیا ۔ ایک ہی حملہ اور ریلے میں سب کے سب
فصیل پر جا چڑھے ۔ اور ایک ترکی افسر نے جو دو ہزار اپنے ایرانی سپاہیوں کے ساتھ دمدموں
پر بڑھ گیا تھا اس نے زور سے جھنڈا ہی ہلا دیا جس کا نتیجہ ہوا کہ تمام ایرانی اور ترک اسی
جانب جھک پڑے ۔ سواسواروں کے کل پیادہ فوج شہر میں داخل ہو گئی ۔ شہر میں ایسی
سخت تلوار چلی کہ اور کسی گذشتہ لڑائی میں اس کا نمونہ نہیں نظر آیا تھا ۔ بیس ہزار روسی
قتل ہوئے اور آخر انہوں نے شہر کے مختلف دروازوں سے نکل کے طفلیس کی راہ لی ۔
اس شدید یورش اور حملہ میں شہر کی رعایا بھی بہت قتل ہوئی ۔ روسی اگرچہ اپنی بہت سی
رسدیں چھوڑ کے اور بہت ہی ذلت اٹھا کے گئے تھے ۔ مگر اپنی تیس توپیں نکال لے گئے ۔ اس
شہر میں روسیوں کی بے انتہا فوج تھی ۔ اسی ہزار روسیوں میں سے باوجود اس کے کہ
تیس ہزار قتل ہو گئے تھے مگر پھر بھی بھاگنے والوں کا اتنا بڑا گروہ تھا کہ اطمینان سے
اور پورا گروہ باندھ کے جا سکے ۔ اور اسی وجہ سے اُنہیں اپنی توپیں نکال لے جانیکا
بخوبی موقع مل گیا ۔

ایرانیوں نے بڑی خوشی سے نعرہ فتح بلند کیا ۔ اور ترکی ہلالی پھریرا شہر اخل کلاکی کے

برج پر اُڑا دیا۔ اُسی وقت مصطفےٰ پاشا کو مبارک باد لکھی گئی کہ اپنی تمام حدود دیہم کامیاب ہو گئے اور اب روسیون کا کوئی شہر ہماری سرحد کے قریب اُن کے قبضہ مین نہین رہا۔ لکھنے کے بعد میرزا عباس نے اپنے ساتھیون سے کہا۔ اس خط کو لیکے مین خود مصطفےٰ پاشا کے پاس جاؤن گا۔ ایک تو مجھے دیکھنا ہے کہ مصطفےٰ پاشا کیا کارروائی کر رہے ہین۔ اور یہ بھی طے کرنا ہے کہ اب ہم کو کیا کرنا چاہیے "

سبھون نے نہایت غمگینی سے اپنے ہر دل عزیز بہادر افسر کو رخصت کیا۔ اور میرزا عباس اپنی فوج کو چھوڑے ہوئے دس ہزار سوارون کو ہمراہ لیکے سینٹ نکولس کو روانہ ہوا۔ کوہستانی راستہ اب جاری ہو گیا تھا۔ پہلے تو میرزا عباس شہر اخل زک مین پہونچا جسے ترکون نے فتح کر لیا تھا۔ پھر آگے پہاڑ کے درون مین داخل ہوا۔ اب اس پہاڑ کے متعدد درے معلوم ہو گئے تھے۔ اور فوجی آمد و رفت بخوبی جاری ہو گئی تھی۔ پانچوین روز میرزا عباس مصطفےٰ پاشا سے ملا۔ جنہون نے نہایت جوش و خروش سے اُس کا استقبال کیا۔ تمام ترکی افسر جو میرزا عباس کی بہادریون اور جانبازیون کا حال تعجب اور حیرت سے سنا کرتے تھے نہایت ذوق و شوق سے ملے۔

مصطفےٰ پاشا "فرمایئے اب آپ کی فوج کہان مقیم ہے؟"

میرزا عباس "اخل کلاکی مین"

مصطفےٰ پاشا "اخل کلاکی مین روسیون کی بہت فوج تھی۔ آپ سے کوئی مقابلہ ہوا؟"

میرزا عباس "الحمد للہ اب وہ شہر آپ کے قبضہ مین ہے۔ اور اُس پر ہلالی جھنڈا لہرا رہا ہے۔ ہم سے تین دن لڑائی رہی اور تیسرے روز ہم نے فتح کر لیا۔ تقریباً پینتیس ہزار روسی قتل ہوئے اور باقی اپنی تیس توپین لے کے بھاگ گئے"

مصطفےٰ پاشا "الحمد للہ۔ خدا نے آپ کو عجب بے مثل بہادری عطا کی ہے روسیون کی کوئی فوج آپ کے مقابلہ مین نہ ٹھہر سکی۔ آپ اور آپ کے ہمراہی سب کے سب بڑی جانبازی سے خدا کی راہ مین دشمنون کا مقابلہ کرتے ہین"

میرزا عباس "یہ سب کارروائیان صرف اس وجہ سے ہین کہ ہم خدا کی راہ مین لڑتے ہین۔ اور وہ ہماری مدد کرتا ہے"

مصطفےٰ پاشا "اب تو ہماری سب حدود محفوظ ہو گئین۔ اور روسی ہماری سرحد سے سیکڑون کوس علحدہ ہو گئے"

میرزا عباس "اب آپ کا کیا ارادہ ہے؟ ہماری فوجین بیکار پڑی ہوئی ہین۔ آپ کی فوج

یہ ممکن ہے کہ جا سے برسون مقابلہ مین پڑی رہے اور موجودہ یوروپین اصول سے پالیسی و تدبیرون پر غور کیا کرے - مگر ہمارے مجاہد اتنا صبر نہین کر سکتے - وہ کوئی تنخواہ نہین پاتے مین - ملک کے لیے نہین اٹھتے ہین - ایک صرف دینی جوش لڑا رہا ہے - اگر زیادہ زمانہ انتظار مین گذرا تو ان کا جوش پھیکا پڑ جائے گا - اور ان کے حوصلے پست ہونے لگین گے - یہ صرف عقلمندی اور کامیابی کی تدبیر ہے جو ان کو جوش دلا دے کہ بڑھائے لیے جا رہی ہو"

مصطفی پاشا "یہ صحیح ہے - مین اسی وقت عمر پاشا کو اطلاع کرتا ہون - اور انھین کی ہدایت کے موافق آیندہ کارروائی ہوگی ممکن ہے کہ مین ادھر ساحل کی طرف بڑھون اور آپ ادھر سے بڑھیے - ہماری دونون فوجین بڑھ کے ایک مقام پر مل جائین"

میرزا عباس "میرا ارادہ تو طفلیس کی طرف بڑھنے کا ہے - اگرچہ راستے مین ایک پہاڑ کی گھاٹیون پر قبضہ کر کے روسیون نے راستہ روک دیا ہے - اور وہان ہماری نوجونکو بڑی مصیبت پیش آئے گی - کیونکہ پہاڑیون اور گھاٹیون پر جا بجا ان کا قبضہ ہے اور انھون نے ایسے مقامون پر توپین لگا دی ہون گی کہ مقابلہ کرنا یا گذرنا بلکہ ان پہاڑیون پر قبضہ کرنے کے لیے بڑھنا سب باتین دشوار ہون گی - مگر بیٹھ رہنے سے بہتر ہے کہ مین ادھر جا کے ان کا مقابلہ کرون"

مصطفی پاشا "بہتر - مگر عمر پاشا کا حکمنامہ آ لینے دیجیے - بغیر اس کے کام نہ بنے گا - جب تک وہان سے حکم آئے آپ یہین قیام کرین - اور مین اسی وقت ان کو خط لکھتا ہون ہمارا ایک جنگی جہاز جائے جواب لے آئے گا"

میرزا عباس "بہتر - مگر میرا یہان زیادہ ٹھہرنا بھی نامناسب ہے - کیونکہ ایرانی لوگ صرف میری وجہ سے مجتمع ہو گئے ہین - ورنہ آپ ہی سمجھ سکتے ہین کہ ترکون کی مدد کو آنا ان سے کس قدر بعید ہے - مجھے ہر وقت خوف رہتا ہے کہ میری عدم موجودگی مین کوئی فتنہ نہ اٹھ کھڑا ہو"

مصطفی پاشا "بے شک آپ کی کارگذاریان ہر حیثیت سے قیمتی ہین - مگر سردست تو آپ ایک ہفتہ قیام کرین"

یہ کہہ کے مصطفی پاشا نے خود اپنے ہاتھ سے خط لکھا اور مہر کر کے ایک معتبر آدمی کے سپرد کیا - اور حکم دیا کہ فوراً جا کے جواب لائے - ایک جنگی دودی جہاز کو بھی حکم دیا کہ اسی وقت نامہ بر کو لیکے

کریمیا کی طرف روانہ ہو۔
کئی روز کے بعد مصطفے پاشا کے پاس ایک پوشیدہ خط آیا۔ جس کو پڑھکے مصطفے پاشا نے عمر گوہر
اور میرزا عباس کو الگ لیجا کے وہ خط دکھایا۔ خط کا مضمون یہ تھا۔
از اخل کلاکی
تاریخ ــــ ماہ ــــ سنہ ہجری
بحضور مصطفے پاشا سپہ سالار افواج دولت عثمانیہ متعینۂ آرمینیہ و گرجستان دام اقبالہ
جناب عالی۔ خدا نے ہمکو اور ہمارے مجاہدون کو جو کامیابی اور فتح مرحمت فرمائی اُس کے ہم ممنون
و مشکور ہین۔ خدا کا ہزار ہزار شکر کہ اپنے مسلمان بندون کو کامیاب کرتا جاتا ہے۔ اب ہماری
تمام حدود دشمنون سے محفوظ ہو گئین۔ اور ہم نہایت امن و امان کی حالت مین ہین۔ ہمارے
شمال کی طرف طفلیس سے دس میل اُدھر روسیون نے پہاڑون پر قلعہ بندی کی ہے۔ اور
طفلیس کی جانب بڑھنے سے ہمین روکا ہے۔ روز ہمارے پاس خبرین آتی ہین کہ روسی
فوجین وہان سے بڑھ کے ہمارے مقابلہ کو آنے والی ہین۔ مگر ابھی تک ان کی کوئی فوج روانہ
نہین ہوئی۔ اور غالباً وہ منتظر ہین کہ ہم خود اُن کی طرف بڑھ کے جائین۔
یہان ہماری فوج مین ایک نیا فساد پیدا ہوا چاہتا ہے۔ جس کا نہایت خوف ہے۔
دیکھیے خدا کیا کرتا ہے یہ بڑی خرابی ہوئی ہے اور اس کا دفع کرنا صرف آپ کے اور میرزا عباس
کے اختیار مین ہے۔ ایرانی مجاہدون کی افواج مین روز اذان دی جاتی ہے اور اس مین
یہ جملہ علانیہ پکار کے کہا جاتا ہے "اشہد ان علیاً ولی اللہ وصیہ وخلیفتہ بلا فصل" ہمارے ترکی
سپاہی اس جملہ کے سننے سے ہرگز متحمل نہین ہو سکتے۔ وہ بگڑتے ہین اور کئی دفعہ فساد کر دینے پر
آمادہ ہو گئے۔ مگر مینے اور ترکی افسرون سے مشورہ کر کے اسوقت تک روکا ہے مگر وہ نہین
مانتے۔ اور کوئی تعجب نہین کہ کسی روز ہماری فوج مین باہم تلوار چل جائے۔ مین نے
اپنے ہمراہیون کو بہت سمجھایا کہ جب ایرانی لوگ اس کوشش اور جانبازی سے ہماری ہمدردی
کر رہے ہین تو ہمین اُن کی دینی اور مذہبی باتون مین نہ دخل دینا چاہیے۔ مگر خدا جانے عقلین
کیسی ہو گئی ہین کہ کسی طرح فساد سے باز نہین آتے۔
شاید ایکبار کسی ترکی افسر نے ایرانی موذن کو بلا کے فہمائش کی تھی اور کہا تھا کہ تم ہی چند روز
کے لیے اس جملہ کو چھوڑ دو۔ مگر اُس نے سخت متعصبانہ جملہ کہے اور کسی طرح راضی نہ ہوا۔

بلکہ اپنی فوج والون کو اطلاع کر دی - جس کا یہ نتیجہ ہے کہ چھیڑنے کے واسطے اُٹھتے بیٹھتے وہ ہر وقت یہی جملہ کہا کرتے ہین - لہذا ہم سب ترکی افسر بکمال ادب عرض کرتے ہین کہ حضور میرزا عباس سے مشورہ کر کے جس قدر جلد ہو سکے اس فساد کے رفع کرنے کی کوشش کرین - والسلام -

ہم ہین جان نثاران دولت عثمانیہ

حمید پاشا - علی پاشا و دیگر افسران ترک

میرزا عباس یہ خط پڑھ کے دیر تک سکوت مین رہا - اور اسکے بعد کہنے لگا "افسوس! آپ نے یا آپ کے ہم وطنون نے ہمارے جان نثاریون کی کچھ قدر نہ کی - ہم نے آپ سے ادائی کبھی نہین مانگی - آپ کی فتوحات کو بہت ترقی دے دی - روسیون کے بہت سے شہرون پر آپ کا قبضہ کرا دیا - اس کا صلہ یہ ملا کہ ہم سے کہا جاتا ہے ہم اپنے مذہبی شعار اور دینی اصول مین آپ کا دباؤ مانین - جب ایسے ہی خیال ہین تو سُنّیون اور شیعون مین کیا خاک اتفاق ہو گا - آہ! ابھی تک مسلمانون کا کوئی گروہ اتفاق کے اصول کو نہین سمجھا ہے - بے شک ایسے وقت مین اگر کوئی اتفاق کی کوشش کرے تو وہ خود نقصان اُٹھائیگا - اگر خاص میری ذات کے متعلق کوئی بات ہوتی تو مین تسلیم کر لیتا - مگر یہان تو تمام پر جوش مجاہدون کو دبانا ہے - اس بارے مین وہ کس کی اطاعت کرین گے - اور مین اس بارہ خاص مین ایک حرف بھی اُن کے سامنے نہین کہہ سکتا ہون - میرا بھی اثر جاتا رہے گا اور وہ خود میرے دشمن ہو جائین گے -

دیکھیے اس فساد کا کیا نتیجہ ہوتا ہے - مین آخر مین یہ صاف صاف کہتا ہون کہ ایرانی دین کے معاملات مین آپ کا ہرگز دباؤ نہ مانین گے - اور اُن کی اذان بعینہ یونہی جاری رہے گی"

مصطفی پاشا "آپ ناراض نہ ہوجیے - مصلحتاً آپ سے راے لی جاتی ہے اور صرف اس خیال سے کہ بغیر آپ کی اعانت کے اس معاملہ مین کوئی کارروائی نہین ہو سکتی"

میرزا عباس "جب آپ خود دیکھ رہے ہین کہ ترکون کی طرف سے زیادتی ہے اور ہم پر خواہ مخواہ دباؤ ڈالا جاتا ہے تو آپ ہم سے کیون مشورہ کرتے ہین - اپنے لوگون کو سمجھا دیجیے اور دبائیے کہ اس قسم کی زیادتیان نہ کرین - مین اگر کچھ کر سکتا ہون تو

اسی قدر کہ لوگوں میں جوش کو جو ترقی ہوگئی ہے اسکو روک دوں گا ۔ مگر اس کے سوا میں اور کوئی کارروائی نہیں کرسکتا "

مصطفےٰ پاشا :۔ "یہ نہیں ہوسکتا کہ اپنے مجاہد سپاہیوں کو آپ تقیہ پر راضی کرلیں؟"

میرزا عباس :۔ "اگرچہ تقیہ ہمارے یہاں جائز ہے اور ہمارا فخر ہے ۔ مگر یہ موقع نہیں ہے ۔ جہاد کرنا شیعوں کے نزدیک غیبت امام میں نہیں جائز ہے ۔ خدا جانے کیونکر وہ راضی کرکے دشمنوں کے سامنے کھڑے کردیے گئے ۔ لیکن تقیہ اس مقام پر کوئی نہ کریگا جب سب کی پرجوش طبیعتوں میں آزادی بھری ہوئی ہے اور ابھری پڑتی ہے "

مصطفےٰ پاشا :۔ "اگر یہی ہے تو مجھے اندیشہ ہے کہ فساد نہ ہوجائے "

میرزا عباس :۔ "ہم فساد سے نہیں ڈرتے ہیں ۔ مگر یہاں اسلام کی حالت زار پہ ترس آتا ہے ۔ کیا آپ سے نہیں ہوسکتا کہ ترکوں کو سمجھا بجھا کے راضی کرلیجیے؟"

مصطفےٰ پاشا :۔ "کوشش تو کروں گا مگر امید نہیں کہ راضی ہوں ۔ کیونکہ ترکوں میں ہمیشہ سے اس قسم کے معاملات میں زیادہ آزادی ہے "

میرزا عباس :۔ "ایرانی جو سُنیوں کے دباؤ میں کبھی نہیں رہے اُن میں بھی کچھ آزادی کم نہیں ہے "

مصطفےٰ پاشا :۔ "اچھا ۔ آپ بھی موافقت کی کوشش کیجیے اور میں بھی کوشش کرونگا ۔ میں سردست یہ انتظام کرتا ہوں کہ ترکی فوجوں کو وہاں سے بلوائے لیتا ہوں ۔ اب مصلحت اسی میں ہے کہ دونوں گروہ الگ الگ رہیں ۔ نہ ایک جگہ جمع ہوں گے اور نہ اس قسم کا فساد ہوگا ۔ مگر کب تک ۔ جب دونوں ایک ہی کام کر رہے ہیں اور ایک دوسرے کے مددمعاون ہیں تو خواہ مخواہ کسی نہ کسی موقع پر یکجائی ہو ہی جائے گی ۔ مجھے بڑا غور کرتا ہوں مگر کچھ نہیں بنتا ۔ کیا افسوس کی بات ہے کہ خدا نے آپ کے دل میں ایسا جوش اسلامی پیدا کردیا ۔ اور آپ نے اپنے قومی بازوؤں سے ایسی کوشش کی اور اتنی فوجیں فراہم کرکے ایسا جوش دکھلادیا ۔ آپ نے تو یہ کیا اور تقدیر ہمارا دیا رہی کر رہا ہے ۔ افسوس "

میرزا عباس :۔ "میرے دل میں یہ خیال عجیب طرح پیدا ہوا ۔ میں سفر کرتا ہوا طفلیسہ گیا تھا ۔ وہاں سے باطوم کا ارادہ تھا ۔ راستہ میں روسیوں نے لوٹ لیا ۔ میں با پیادہ اور خائف رات کو روسیوں کے ہاتھ سے جان بچا کے بھاگا تو اتفاقاً شاہزادہ حسن سے

اقات ہوگئی۔ اُنھوں نے مجھے پناہ دی اور ترکوں کی اعانت پر آمادہ کیا۔ اور وہیں سے یہ خیال ہے کہ میں آذربائیجاں گیا۔ اور لوگوں کو لڑائی پر برانگیختہ کرنے لگا۔"

مصطفےٰ پاشا:- "تو آپ کو شاہزادہ حسن نے ہماری مدد کو بھیجا! آپ سے ان سے ملاقات ہے! اب پھر آپ ان سے ملنا چاہتے ہیں؟"

میرزا عباس:- "بیشک اُن سے ملنے کا اشتیاق ہے۔ کیا یہاں آ گئے ہیں؟"

مصطفےٰ پاشا:- "ہاں اب وہ ہمارے ہی پاس ہیں۔ اور آپ کو شاید نہ معلوم ہو گا۔ افضل نزک کی لڑائی میں وہ شریک تھے اور انھیں کی جرأت و کوشش سے وہ شہر فتح ہوا۔"

میرزا عباس:- "تو ابھی وہ افضل نزک ہی میں ہوں گے۔ میں اُن سے ملنا چاہوں گا۔"

مصطفےٰ پاشا:- "نہیں وہاں سے فتح کے بعد وہ یہاں چلے آئے۔ اور اب ہمارے ہی پاس ہیں۔"

میرزا عباس:- "تو بلوائیے۔ اُن سے ملنے کی مجھے بڑی خوشی ہوگی۔ اگر چلے جانے کے بعد معلوم ہوتا کہ وہ یہاں موجود تھے اور میں نہ مل سکا تو مجھے بڑا افسوس ہوتا۔ الحمدللہ کہ اُن سے ملاقات ہوگئی۔"

مصطفےٰ پاشا نے حکم دیا کہ حسن پاشا کو اطلاع کی جائے۔ میرزا عباس یہاں آنکے مشتاق بیٹھے ہیں۔ ایک سپاہی تھوڑی دیر کے بعد آیا اور کہنے لگا، "حضور اُن کا تو پتہ ہی نہیں۔ اُن کے خیمہ میں دیکھا اور محمود پاشا سے پوچھا مگر نہیں معلوم کہاں گئے ہیں۔"

مصطفےٰ پاشا:- "شاید کسی کے پاس ملنے کو چلے گئے ہوں گے۔ جہاں ہوں ڈھونڈھ لاؤ۔"

مصطفےٰ پاشا پھر میرزا عباس سے باتیں کرنے لگے۔ باتوں ہی میں مشغول تھے کہ پھر وہ شخص آیا اور عرض کیا، "حضور فوج بھر میں کہیں نہیں۔ خدا جانے کہاں چلے گئے۔ بلکہ محمود پاشا سخت تشویش میں ہیں۔"

مصطفےٰ پاشا:- "یہ بڑی غضب کی بات ہے۔ حسن پاشا اپنی نوجوانی کے جوش میں ہم لوگوں کا بالکل خیال نہیں کرتے ہیں۔ باب عالی میں ایک بار وہ ہمیں ملزم بنا چکی ہیں۔ اب دوبارہ دیکھیے کیا ہوتا ہے۔ اُن کے مزاج میں نہیں معلوم کیا وحشت پیدا ہوگئی ہے۔"

کہ اپنی حفاظت اور عزت کا بھی کچھ خیال نہین کرتے ہیں (سپاہی ہے) در جاؤ محمود پاشا کو بلا لاؤ
تھوڑے عرصہ مین محمود پاشا آ گئے۔ اُنکی صورت دیکھتے ہی میرزا عباس نے پہچان لیا۔ اور
اُٹھ کے بغلگیر ہوا۔ باہم صاحب سلامت اور مزاج پرسی ہو چکی تو مصطفے پاشا نے محمود پاشا
کی طرف خطاب کرکے کہا ''دیکھو حسن پاشا پھر غائب ہوگئے۔ اور نہین معلوم کہان چل گئے''
محمود پاشا ''حضور۔ مجھے بالکل خبر نہین۔ مین خود حیران ہون''
مصطفے پاشا ''پھر تمہاری سمجھ مین آتا ہے کہ کہان گئے ہون گے''
محمود پاشا ''اُن کی اس وحشت کا سبب آپ کو بھی معلوم ہے''
میرزا عباس ''کیا مین نہین سن سکتا ہون؟ اگر اُن کے عشق سے متعلق ہو تو
چھپانا بیکار ہے۔ کیونکہ مین ہی اُن کا ہمراز ہون بلکہ اُن کی ملائک فریب اور پاکدامن
معشوقہ کے جمال جہان آرا کی زیارت بھی کر چکا ہون''
مصطفے پاشا ''آپ تو جانتے ہی ہین۔ پھر آپ سے مخفی رکھنے کی کیا ضرورت ہے۔
بالفعل مع اپنی معشوقہ کے اُنھون نے یہان آنے کا قصد کیا تھا۔ اور رستا ہے وہ نازنین
بھی راضی ہوگئی تھی۔ اسی غرض سے محمود پاشا یہان آئے کہ ایک جہاز لیجا کے سوار
کرا لائین۔ یہ جہاز لیکے گئے۔ وہان جا کے دیکھا تو اس کوٹھی پر روسیون کا قبضہ ہوگیا
تھا اور توپین لگی ہوئی تھین۔ محمود پاشا مجبوراً جہاز کو واپس لائے۔ راستہ مین ساحل
پر حسن پاشا مل گئے۔ محمود پاشا سمجھا بجھا کے یہان لے آئے۔ اب اُن کی زبانی معلوم
ہوا کہ اُن کی پری جمال معشوقہ خود بخود اپنی کوٹھی سے غائب ہوگئی۔ اور وہ پریشان ہو کے
کوٹھی سے چلے آئے۔ ان کے بعد روسیون نے قبضہ کر لیا۔ مین نے بہت اطمینان
دلایا کہ جہان ملے اور جس طرح ملے تمہاری معشوقہ کو مین لا کے تم سے ملا دون گا۔ مگر
اُن کے سر مین تو جنون عشق تھا۔ ظاہر مین ہان ہان کر دی۔ مجھے بھی یقین ہوگیا کہ اب
کہین نہ جائین گے۔ مگر اس وقت معلوم ہوا کہ خدا جانے کہان غائب ہوگئے''
میرزا عباس ''یہ تو بڑی ہوئی۔ مین اُن کا احسان مند ہون۔ مجھے اُن کے لیے اپنی
جان دیدینے مین بھی دریغ نہ ہوگا۔ اب آپ مجھے جلد آگے بڑھنے کا حکم دیجیے۔ مین
وعدہ کرتا ہون کہ اگر زندہ ہون تو اُن کو مع اُن کی معشوقہ کے ڈھونڈھ لاؤن گا''
مصطفے پاشا ''مجھے آپ کی کسی راے مین مخالفت نہ ہوگی۔ آپ جو کارروائی چاہیے

درجہ بہ جا ہے سبقت کیجیے - ہم ایشیا کے پاس حکم آنے کے بعد مین سواحل گرجستان مین بڑھ جاؤں گا - یہی کوٹھی شاہزادی اینجلنا کی عین دامن کوہ قاف مین واقع ہے - آپ اپنی فوج لیکے شمال و جنوب کی طرف بڑھیے اور مین ادہر سے بدہ شمال کی طرف ساحل ہی ساحل بڑہون گا - اُس کوٹھی کے قریب ہماری اور آپ کی دونون فوجین باہم مل جائین ؟

میرزا عباس نے کہا - تو اب مین جا کے طفلیس کی طرف بڑہون گا - اور اس کے علاوہ شاہزادہ حسن کے لیے مجھے بہت کچھ بندوبست کرنا ہے ؟

اس کے بعد دونوں رخصت ہوئے - اور میرزا عباس نے اپنے ہمراہیون کے ساتھ افضل کلا کی کا رستہ لیا - میرزا عباس کو راستہ بہر دو فکرین پریشان کرتی رہین - ایک تو وہ مخالفت اور عداوت جو سنیون اور شیعون مین پیدا ہوگئی تھی - دوسرے شاہزادہ حسن کی مفقود الخبری - خود بخود دل مین خیال پیدا ہوتا تھا کہ سنی اس قابل ہی نہین ہین کہ ان کی مدد کی جائے - مگر پہر آپ ہی کہتا تھا کہ اگرچہ ترکی متعصب ہین تو مجھے اسلام کی حالت پر خیال کر کے ان کی مدد سے دست بردار نہ ہونا چاہیے - پھر کہتا تھا مگر مین اس کو کیا کرون کہ میری فوج کے سب شیعہ میرے ہم خیال نہین - اُن کو تو سنیون سے سخت تعصب ہے کیا کرون ؟ اور یہان حسن پاشا کی اعانت بالفعل میرا سب سے بڑا فرض ہے - آخر اُس نے فیصلہ کر لیا کہ حسن پاشا کی ضرورت سے مین ابہی اُسی سرگرمی سے روسیون کا مقابلہ کیے جاؤن گا - اور حتی الامکان ایرانیون اور ترکون کو ایک جگہہ جمع نہ ہونے دون گا - یہ چند ترکی افسر ہین مگر یہ سمجھدار ہین - ان کی ذات سے فساد کی امید نہین ہے - میرزا عباس نے اب حسن پاشا کا پتہ لگانے کے لیے یہ ترکیب کی کہ اپنے چند رازدار سپاہیون کو حکم دیا کہ نقیرانہ لباس پہن کے اطراف گرجستان اور خصوص ان مقامات کی جہان روسی فوجون کا لشکرگاہ ہے سیر کرتے پہرین - اور یونہین چپکے چپکے پتہ لگائین - شاہزادہ حسن پاشا شاہزادی اینجلنا کا جہان سراغ لگے فوراً آکے اطلاع دین - علاوہ برین اپنے معمولی جاسوسون کو بہی انعام کی بہت کچھ طمع دلائی اور خاص فرودگاہ افضل کلا کی راہ لی - اب اُس کے زانو کے ولولے اور جوش کو شاہزادہ کے اخلاق اور شاہزادی اینجلنا کی پیاری پیاری صورت دونون باتین یاد آ آکے اور اُبھار رہی تہین -

تیرہوان باب

پھر وہی جہاد

میرزا عباس نے اغل کلاکی پہونچتے ہی فوج کو حکم دیدیا کہ کل ہم طفلیس کی طرف بڑہین گے کل سپاہی اور تمام ایرانی مجاہد رات ہی سے کوچ کا سامان کرنے لگے۔ تڑکے مارنے سے فارغ ہوکے میرزا عباس نے کوچ کا حکم دیا۔ ایرانی مجاہدین جن کے لیے نہ کوئی وردی تھی۔ اور نہ شایستہ شاہی فوجون کی طرح اُن مین دولت مندی کی دھوم دھام تھی۔ ہان دینی جوش کے ایک رنگ مین سب رنگے ہوے تھے۔ سپاہی اپنے گھوڑون پر سوار ہوکے آسے اور میدان مین صفین باندہ کے کھڑے ہوگئے۔ آگے آگے توپین روانہ ہوئین۔ اور ان کے بعد سوارون کی قطارین تہین۔ اور اُن کے پیچھے پیادے تھے جو جوش وخروش سے آپس مین باتین کرتے چلے جاتے تھے۔ آگے آگے ترکی ہلالی جھنڈا تھا۔ اور وہ جھنڈا بھی لہرارہا تھا جو مجاہدون نے خاص اپنی فوج کے لیے تجویز کیا تھا۔ میرزا عباس اپنے گھوڑے پر سوار تھا اور سب کے آگے پرجوش کلمات سے لوگون کو جوش دلاتا چلا جاتا تھا۔

آفتاب کے غروب ہونے سے پہلے اُن کوہ پہاڑیان نظر آنے لگین جن پر روسیون نے مورچہ بندی کی تھی۔ اور جہان دور سے روسیون کا جھنڈا لہراتا نظر آتا تھا۔ ابھی یہ پہاڑیان دور تھین مگر بلندی کی باعث کوسون سے نظر آتی تھین۔ روسی پھریرا دیکھتے ہی ایرانیون نے نعرۂ یاعلی بلند کیا۔ اور اس پرجوش آواز سے معلوم ہوتا تھا کہ پہاڑیون مین لرزہ پڑگیا۔ کیونکہ یہ آواز تمام صحرا مین گونجتی ہوئی پہاڑیون سے جاکے اس زور سے ٹکرائی کہ تمام کوہستانی سلسلے نے جواب مین یہی حملہ مکرر ادا کردیا۔

میرزا عباس اپنی فوجون کو بڑہاے لیے چلا گیا۔ یہان تک کہ جب صرف دو تین میل کا فاصلہ رہگیا ایرانیون کی اگلی صف نے برابر برابر ایک قطار مین اپنے نیزے گاڑدیے اور افسران فوج مجاہدون کی فوج کو لڑائی کے اصول پر ادہر اُدہر قائم کرنے لگے۔ مختلف مقامات پر مورچہ بندیان کرکے میرزا عباس نے علی پاشا سے کہا "یہان روسیون سے مقابلہ کرنا مشکل ہے"

علی پاشا ”بہت مشکل ہے - روس پہاڑیوں پر قابض ہیں - اور آپ غور سے دیکھیے تو
معلوم ہوگا انھوں نے پہاڑیوں کے نیچے میدان میں بھی مورچہ بندی کی ہوگی یہاں
دو قسم کی دقتیں ہیں - ایک تو یہ کہ انکے مورچے پہاڑیوں پر ہیں اور دوسرے سب سے
زیادہ مشکل یہ بات ہے کہ روسیوں کے مورچے آگے پیچھے دور تک چلے گئے ہیں - اگر ہم بڑھکے اور
میدان پر کھیل کے ایک مورچے پر قبضہ بھی کر لینگے تو ہم پر انکے بعد والے مورچوں سے مار پڑنا
شروع ہو جائے گی - یہاں تو روسی طرح ہمیں نقصان پہونچا سکتے ہیں “

میرزا عباس ”یہ تو ہمیں ممکن ہے کہ ہم انکا سامنا کرکے واپس چلے جائیں - آجکل
کی لڑائیوں میں جو اصول اختیار کیے گئے ہیں انکی بنا پر ہٹ جانا کوئی معیوب بات نہیں
ہے - لیکن ہمارے ہمراہی صرف پرجوش طبیعت کے لوگ ہیں وہ واپس جانا ہرگز گوارا نہ کرینگے
جبکہ اسیطرح ہم یہاں آ گئے اب بغیر مقابلہ کیے ہم نہ ہٹیں گے “

علی پاشا ”اچھا میں اپنے ہاں کے چند تجربہ کار افسروں کو بھیجتا ہوں - وہ ادھر ادھر
دیکھیں گے کہ یہاں روسیوں کا مقابلہ کرنے میں ہمیں کس طرف سے حملہ کرنے کا موقع
ملے۔ پھر اچھا - دیکھو میں خود جا کے دریافت کرتا ہوں - اگر گولہ اندازی کے لیے ہمیں بھی کوئی
عمدہ موقع مل جائے تو کیا خوب ہو - لیکن روسیوں نے ہمارے لیے کوئی ایسا موقع کا ہے کو باقی
چھوڑا ہوگا - بڑی مشکل کا مقام ہے - اور میں یہ تو ہرگز رائے نہ دونگا کہ اپنے پرجوش مسلمانوں کو
بے سوچے سمجھے حملہ کرکے آپ کٹوا دیجیے “

میرزا عباس ”تو پھر جلد کوشش کیجیے - ہم یہاں روسیوں کو اپنی صورتیں دکھانے
اور انکی صورتیں دیکھنے نہیں آئے ہیں “

علی پاشا فوراً گھوڑے سے اترا اور بائیں طرف مڑ کے پہاڑیوں کی راہ لی - دیر تک ادھر ادھر
کی پہاڑیوں کو غور سے دیکھتا رہا - مگر جس قسم کا مقام وہ چاہتا تھا کہیں نظر نہ آیا - علاوہ بریں
معلوم ہوا کہ اب آگے بڑھنے کا موقع نہیں ہے - روسی توپچیوں نے کل کوہستانی مقامات
اپنے قبضہ میں کر لیے ہیں - الغرض انہیں مجبوریوں سے علی پاشا کو واپس آنا پڑا - علی پاشا
جب افسروں کے ساتھ واپس آیا تو میرزا عباس نے پوچھا کہ ”آپ کو کوئی ایسا مقام ملا جہاں
سے ہم مقابلہ کر سکیں ؟“

علی پاشا ”میری رائے میں تو اب کوئی جگہ نہیں مل سکتی - روسیوں نے بڑی مضبوطی

ان پہاڑون پر قبضہ کیا ہی"

میرزا عباس "آخر آپ کو کوئی جگہ بھی ایسی نظر آئی جدہر سے ہم بڑھ سکتے ۔ ان تک پہونچ سکین؟ دو باتون کی ضرورت ہی ایک تو یہ کہ ہم کسی طرف سے موقع پاکے ان تک پہونچ سکین۔ دوسرے یہ کہ ہماری توپین روسیون پر دو ایک بلند مقامون سے گولہ باری کر سکین اور کہین آڑ بھی ہو۔ اس کھلے میدان مین تو ہمین ایسا نہین نظر آتا۔"

علی پاشا "اصل مین تو ایسی کوئی جگہ نہین ہی لیکن ادہر ادہر دو ایک ٹیلے ہین جنمین آڑ کر کے ہم مقابلہ کر سکین گے۔ آپ جو دیکھتے ہین کہ روسیون کی توپین بلندیون پر ہین اُسکے مورچون کا مدار انہین پر ہی۔ ان پہاڑیون کے آگے میدان مین بھی انھون نے مورچہ بندیان کی ہین۔ وہ جو سامنے ایک ٹیلہ سا نظر آتا ہی وہ اصل مین ٹیلا نہین ہی یہ بالو کے بھرے ہوئے بورے ہین۔ انکی آڑ مین بھی ہزارون روسی ہونگے۔ وہ توپین لگی ہوئی ہونگی۔ ابھی یہ معلوم ہوتا مگر جسوقت وہ آتشباری کرینگے اُسوقت معلوم ہوگا کہ انکی فوج نے کسقدر پہلے سے ان پہاڑیون پر قبضہ کیا ہی۔ اور ادہر ادہر دونون طرف پہاڑیون پر بھی توپین لگی ہین اگر آپ ذرا بھی بڑہے تو آپ پر تین طرف سے مار پڑیگی۔ اور اگر آپ پہاڑیون پر چڑہنا چاہین تو ہمارے سپاہیون کو چڑہتے چڑہتے دیر لگیگی اور اتنی دیر مین انکی گراپین سب کا کام تمام کر دینگی۔ بڑی مشکل کا مقام ہے"

میرزا عباس (کچھ دیر سوچ کر) "اچھا مین ایک تدبیر کرتا ہون۔ آپ نصف فوج لیے سامنے پڑے رہیے۔ اور مین نصف فوج کو لے کے داہنی جانب بڑہا جاتا ہون۔ اُدہر روسیون کے اور سب مورچے تو آڑ مین ہونگے۔ صرف یہی داہنی طرف والے مورچے کا سامنا ہوگا۔ مین وہان سے اُسپر گولہ باری کرونگا اور اگر موقع ملا تو حملہ کر کے انشاء اللہ اُسپر قبضہ بھی کر لونگا۔ مگر اتنا خیال رہے کہ جسوقت مین گولہ اندازی شروع کرون آپ بھی ادہر سے اُسی پہاڑی پر آگ برسانے لگیے گا۔ دیکھیے انشاء اللہ مین بہت جلد اس پہاڑی پر قبضہ کر لونگا۔ پھر تو کوئی دقت نہ رہے گی؟"

علی پاشا "ہان ایسا ہو جاے تو کیا کہنا ہی۔ لیکن اگر یہی ارادہ ہی تو آپ بائین طرف جایے ادہر کا مورچہ نہایت عمدہ موقع پر واقع ہی۔ اور اگر ہمنے اُسپر قبضہ کر لیا تو روسیون کے سب مورچے دب جائینگے۔ اور ہماری توپین اُنکے ہر مورچے پر بآسانی گولے اتار سکینگی"

مرزا عباس "بے شک آپ بجا فرماتے ہیں میں اسی طرف جاتا ہوں۔ دیکھیے میں تھوڑی دیر میں کیا کر دیتا ہوں"

علی پاشا "انشاء اللہ!"

مرزا عباس نے اپنے ہمراہ پوری تا ایک بہت بڑا گروہ سے کے بائین طرف نکل گیا اور بڑھتا آیا اور تھوڑی دور نکل گیا جہان سے سو اُس خاص پہاڑی کے جس پر سلطانی تھا۔ جہاں مورچہ تھا اور کسی روسی فوج کا سامنا نہ تھا۔ وہاں ایرانی بہادروں نے اپنی فوج کو پھیلا دیا اور فرینہ در موقع سے جابجا توپین لگا دین ایرانیوں کی طرف پہلے الٰہی جھنڈی اڑائی گئی۔ اور پہلا فیر ہوا۔ ایرانیوں کی بہادری میں کسی کو شبہ نہ تھا۔ انھوں نے فوراً گولے اتارنا شروع کیے۔ روسیوں کی طرف سے بھی بڑی سرگرمی سے جواب دیا جانے لگا۔ مگر زمین آسمان کا فرق تھا۔ روسی پہاڑی پر مورچہ بندی کیے ہوئے تھے اور ایرانی میدان کوہ اور بالکل بے پناہ جگہ میں تھے انکے پاس ایسا سامان جنگ بھی تھا کہ وہ میدان میں اپنی آڑ کے لیے کوئی چیز جا کے قائم کر سکتے ہوں۔ وہ بالکل تن بتقدیر متعلق رہے تھے جسکی زندگی ہوتی تھی بھاگ جاتا تھا اور جسکی تقدیر میں موت ہوتی تھی روسیوں کا نشانہ بنجاتا تھا اور پھر زیادہ خرابی کی یہ بات تھی کہ ان غریبوں کے پاس گولہ باروت بھی اس کثرت سے نہ تھا کہ مہینوں مقابلہ کر سکتے۔ ایرانیوں نے اسوقت تک بہت سی لڑائیاں فتح کی تھیں مگر جس مصیبت کا سامنا انھیں اس لڑائی میں کرنا پڑا اسکی نوبت اور کہیں نہیں پڑی تھی۔ خود میرزا عباس جو انتہا درجہ کا بہادر اور مجاہدانہ جانبازیوں میں فرد تھا اسکا بھی یہ حال تھا کہ جب اس لڑائی کی انتہا پر غور کرتا تھا اسے ایک نہ ختم ہونے والا طول امل نظر آتا تھا اور پریشان کر دیا کرتا تھا۔ برابر کامل آٹھ گھنٹے تک توپین چلا کین اور ساعت بساعت روسیوں ہی کی آتشباری ترقی کرتی جاتی تھی۔ اس امر نے میرزا عباس کو پریشان کر دیا۔ آخر اسنے پہاڑی اور روسی مورچے کو دوربین سے خوب غور کر کے دیکھا۔ اور ایک ہی غور کیا کہ پہاڑی کا کون پہلو ایسا ہے کہ سپاہی بسہولت چڑھ سکین۔ سوچتے سوچتے اُسے معلوم ہوا کہ ایک طرف روسیوں کا مورچہ ضعیف ہے اور وہی پہلو ایسا ہے کہ لوگ کسی قدر چکر کھا کے بآسانی چڑھ سکین۔ یہ سوچ کے اُسنے اپنے گولہ اندازوں کو حکم دیا کہ اُسی طرف کثرت سے گولے برسائین۔ اور روسی مورچے کو جہان تک ہو سکے مسمار کرین۔

اسی رائے پر عمل کیا گیا۔ اب وہ وقت آخر ہو گیا اور شام ہوا چاہتی تھی۔ آفتاب مغربی
گھاٹیوں میں دبکنے لگا تھا۔ اور شفق کی سنہری شعاعوں نے توپوں کے دھوئیں کو
سنہرا بنا کے پہاڑیوں پر اپنا طلائی فرش بچھا دیا تھا۔ اسکے پہلے تاریکی کسی قدر غالب
آگئی تھی مگر اب شفق نے اسکو دفع کر کے یک بیک ہر چہار طرف سین کو ایسا بنا دیا
تھا کہ لڑنے والے سپاہی غنیم کا مقابلہ کرتے کرتے ان قدرتی کیفیتوں کا تماشا دیکھنے لگے
تھے۔ طیور درختوں اور پہاڑیوں کی چوٹیوں سے اڑ اڑ کے اپنے آشیانوں کا قصد
کرتے تھے مگر توپوں کی دہشتناک آوازیں جو ہر چہار طرف کے کہسار میں گونج گونج اٹھتی
تھیں انھیں ایسا خائف بنا دیتی تھیں کہ پھر پلٹ کے گھبراہٹ سے ساتھ ہوا میں چکر لگانے
لگتے تھے۔

اگرچہ ایرانیوں کے پاس اسقدر سامان نہ تھا مگر انھوں نے بڑی کوششوں سے گولہ باری کی
اور آخر تین چار گھنٹہ میں روسی توپوں کا منھ بند کر دیا اور وہ مورچہ بالکل منہدم کر دیا۔ اب
رات کا اندھیرا غالب ہو گیا۔ اور چونکہ قمری مہینے کی آخری تاریخ تھی اسوجہ سے طلوع ماہتاب تو
بہت عرصہ باقی تھا۔ رات کا تاریک برقع ایرانیوں کا بڑا حامی ہوا۔ اور اگرچہ انکی توپیں
برابر فیر کرتی جاتی تھیں مگر انکے سپاہی پہاڑ پر چڑھنے لگے۔ اونچے اونچے ٹیلوں کی آڑ پکڑتے
ہوئے برابر بڑھتے چلے جاتے تھے۔ روسیوں کو ایرانیوں کے حملہ کی بالکل خبر نہ تھی۔ دوسرے
مورچے سے روسی اسطرف آ جاتے مگر ادھر علی پاشا برابر مقابلہ کر رہا تھا۔ اور ان
انکو معلوم ہی نہ ہو سکا کہ ایرانیوں نے اس پہاڑی پر حملہ کرنے کا ارادہ کر لیا ہے۔ الغرض کوئی
ایک گھنٹہ کے بعد ایرانی بلندی پر پہونچ گئے۔ اور جسوقت انکی بندوقوں کی باڑھ روسیوں پر
پڑی اسوقت انکی توپیں پہیوں پر سے گر پڑی تھیں اور پریشان ہو رہے تھے کہ اس باڑھ نے
اور مضطرب کر دیا۔ ایرانی برابر باڑھیں مارتے ہوئے توپوں پر پہونچ گئے اور عین روسی
مورچے پر ایک ایرانی نے ترکی جھنڈا اڑا کے ثابت کر دیا کہ ہمنے قبضہ کر لیا۔ گولہ اندازی
موقوف ہو گئی۔ اور بہادر مسلمان سپاہی سنگینیں لیے ہوئے روسیوں پر چڑھ گئے۔ روسیوں
کے افسر نے جب دیکھا کہ ہمارا انتظام بگڑ گیا ہے اور اب ہم کوئی کارروائی نہیں کر سکتے اُسنے
فوراً حکم دیدیا کہ روسی سپاہی مورچہ چھوڑ کے چلے جائیں مگر اب انکو بھاگتے بھی نہیں بنتا
تھا ایرانی سنگینیں اور تلواریں اپنا اپنا کام کر رہی تھیں۔

آخر کار اس پہاڑی پر ترکیون کا بخوبی قبضہ ہو گیا۔ اور میرزا عباس نے اپنی بہت سی فوج اوپر چڑہا کے خاص اپنی مورچہ بندی کر لی۔ رات بھر ایرانی فوجین اس پہاڑی کو اپنی مضبوط گڑہی بنائی ہین۔ مقابلہ اور گولہ اندازی بارہ بجے رات تک جاری رہی اسکے بعد لڑائی صبح پر اُٹھا رکھی گئی۔ آدہی رات کو علی پاشا بھی اس پہاڑی پر آیا اور اُس نے بلندی پر چڑہکے ہر طرف اُن پہاڑیوں کو دیکھا جنپر روسیون نے قلعہ بندی کی تھی۔ تمام روسی مورچون کو غور سے دیکھ کے وہ میرزا عباس کی طرف متوجہ ہوا اور کہنے لگا "آپ کی کوششین ایسی ہین جو ہماری تدبیر اور ہمارے حوصلون سے بڑہ جایا کرتی ہین۔ آپکی کوئی تعریف نہین اس پہاڑی پر قبضہ کرنے سے گویا فتح کی کنجی ہمارے ہاتھ لگ گئی۔ اب روسیون کے مقابلے مین ہمارا قدم جم گیا اور اُنکے افسر ہزار کوشش کرین کچھ نہ بگاڑ سکینگے۔"

میرزا عباس "آپ دیکھ لیجیے گا اس لڑائی مین ہم بہت جلد روسیون کو پسپا کر دینگے۔"

علی پاشا "یہ سب ٹھیک ہے لیکن اگر اس پہاڑی پر بھی قبضہ ہو جاتا جنپر روسیون نے ادہر ہی طرف مورچہ بندی کی ہے تو بہت اچھا ہوتا۔ ہم دونون طرف سے اُن پر گولہ باری کر سکتے اور یون ہمارا تو صرف ایک ہی مورچہ ہے اور اُنکے بہت سے مورچے ہین ہم کس کس کا جواب دینگے۔"

میرزا عباس "میری رائے تو یہ ہے کہ اب ہم اسکے برابر والی دوسری پہاڑی پر بڑہکے قبضہ کرین۔ اگر ہم دور بڑہ سکے ہم جائینگے تو روسی یہ مورچہ بڑہکے پھر ہم سے چھین لینگے۔"

علی پاشا "نہین یہ نہین ٹھیک ہے۔ کل آپ معمولی طور پر مقابلہ کیجیے۔ بلکہ بڑہنے کا قصد نہ کیجیے۔ آپ سے قریب جتنے روسی مورچے ہین اُنمین کل روسی فوج بہت ہو جاے گی اور خاص آپ کے مقابلے کے لیے وہ اپنی پوری قوت صرف کرنے کی کوشش کرینگے مین اُس فوج کے ساتھ جو ابھی نیچے ہے اور میدان مین پڑی ہوئی ہے اُدہر کی پہاڑی پر جسکو مینے کہا حملہ کرونگا۔ اور انشاءاللہ آپ کی طرح کل رات تک اُس پر بڑہ کے قبضہ کر لونگا۔ ان دو پہاڑیون پر ہمارا قدم جمگیا تو روسیون کے بنائے کچھ نہ بنے گی۔ اور ہم اُنکے سب مورچے توڑ کے مسمار کر دینگے۔ خبردار آپ اپنے مورچے سے آگے بڑہنے کا قصد نہ کیجیے گا۔"

میرزا عباس "بہتر۔ آپ کی رائے بہت ٹھیک ہے۔ مین یہین سے گولہ باری کرونگا۔ آپ تشریف لیجائیے اور خدا آپ کو کامیاب کرے۔"

علی پاشا "کچھ ترکی فوج بھی جاتی تو بہت اچھا تھا انکی بانضابطگی اور آپکی شجاعت دونون سے ملکے بہت عمدہ نتیجہ نکلتا"

میرزا عباس "پھر آپ بلوا کیون نہین لیتے"

علی پاشا "کیونکر بلواؤن۔ ہماری بدبختی سے مذہبی جھگڑا ایسا پیدا ہو گیا ہے کہ ایسے آنے کی صورت مین فتح کے بدلے مجھے شکست کا اندیشہ ہے"

میرزا عباس "اچھا کوئی مضائقہ نہین یہ ممکن ہے کہ دونون الگ الگ مورچون مین رکھے جائین"

علی پاشا "بہتر۔ تو مین پچیس ہزار ترک بلوائے لیتا ہون اس لڑائی مین بڑی بڑی دقتین پیش آئینگی ترکی فوج کا بہت زیادہ حصہ ہونا چاہیے"

میرزا عباس "فوراً بلوالیجیے"

بعد صاحب سلامت کے علی پاشا پہاڑی سے اترکے ان ایرانی جانباز سپاہیون مین آیا جو میدان مین پڑے ہوے تھے اور جنہون نے گذشتہ لڑائی مین باوجود ایک بے امنی کے مقام مین ہونے کے بڑی بہادری دکہائی تھی فوراً ایک نامہ مصطفے پاشا کی طرف روانہ کیا گیا اور ترکی فوج طلب کی گئی۔

یہ رات تیاریون اور لڑائی کے سامان مین گذر گئی۔ صبح ہوئی اور پہرہی توپون کی آواز اس کوہسار کے سنگستانی سین کو متوحش اور ہولناک بنانے لگین۔ پہاڑی لوگ جو ذرا صبح کو اپنے مویشی چرانے ادہران سبزہ زارون اور گہاٹیون مین آیا کرتے تھے کچھ رات رہے وہ دوسری طرف نکلگئے۔ اور تقدیر نے صرف اُن لوگون کو رہنے دیا جو جان دینے پر آمادہ تھے۔ صبح سے پہلے ہی علی پاشا اپنے ہمراہیون کا ایک چھوٹا گروہ چھوڑکے باقی لوگون کو داہنی طرف اُس پہاڑی کے مشرقی پہلو پر نکال لے گیا جسپر حملہ کرنا تھا۔

صبح ہوئی۔ آفتاب کی روشنی کے بعد کرنین اور کرنون کے بعد وہ خود مشرقی پہاڑیون کے دامن سے نمودار ہوا۔ مگر جسوقت آفتاب نے اپنا نورانی چہرہ پردۂ مشرق سے نکال کے دیکہا ہے اُسوقت ترکی اور روسی توپین سرگرمی سے اپنا کام کر رہی تھین اور اُنکا دہوان اُسکی شعاعون کو مغرب کی انتہائی حدود تک پہونچنے سے روک رہا تھا۔ ادہر مورچے پر پہنچی ایرانیون نے سمت آتشباری کی۔ گولے برابر بلندی پر چڑہے جاتے تھے اور سرون پر

پھٹتے تھے۔ حیرت ایرانیون کے سرون پر وہ گولے آآکے پھٹتے تھے۔ اور بڑے بڑے
مضبوط دلون کو وہ ہلا دیتے تھے۔ دن بہر برابر انہین گولہ چلا کیا اور آفتاب کو تمام دن کی
پہرا دیتے گذری۔ اگرچہ لڑائی نہین موقوف ہوئی مگر شام کے سیاہ پردے نے لڑنے والون کو
ادہر سے اُدہر جانے اور اُدہر سے ادہر آنے سے بالکل روک دیا۔ ہان توپون کی آگ اور
گولیون اور گولون کی چمک آتشبازی کا ایک عمدہ تماشا دکھانے لگی۔ تارے تو مغربی دیار
مین یہ ادا دکہایا کرتے ہین کہ جب قدم آگے بڑہاتے ہین انہین چہپاکے۔ مگر یہ زمین کے
تارے نہایت سرعت اور صفائی کے ساتھ ادہر اُدہر آتے جاتے تھے اور اپنی رفتار مین
آسمان کے ٹوٹنے والے تارون سے زیادہ صفائی دکہارہے تھے۔

رات کا بھی زیادہ حصہ گذر گیا۔ اور لڑائی اُسی طرح قیامت بپا کیے ہوے تھی۔ ہر چہار طرف
فوجی اصول کی لالٹینین روشن تھین اور انھین کے ذریعے سے برابر فوجی سردارون کے
احکام اجرا پاتے تھے۔ رات کے گیارہ بجے ہونگے کہ علی پاشا نے روسی مورچے کی طرف
غور سے دیکھا اور دیکھتے ہی سمجھ گیا کہ اب دہر روسیون کے پاس سامان جنگ کم رہگیا ہے۔
اپنی فوج کے دس ہزار آدمی اُسنے چن لیے اور انکو لیے ہوے پہاڑی پر چڑہنے لگا۔ اب
وہ زیادہ امن کے مقام مین تھا کیونکہ میدان سے تو روسیون کا سامنا تھا اور اب بڑی بڑی
چٹانین اور جابجا کے نشیب اُسے اور اُسکے ہمراہیون کو اپنے دامن مین چہپائے ہوے تھے
علی پاشا کی روانگی کے بعد اُسکے حکم کے بموجب اُس ایرانی فوج نے جو میدان مین تھی روسی مورچے پر
سخت گولہ باری شروع کر دی اور ایسی سخت کہ روسیون کو سامنے والی فوج غنیم کے سوا اور
کسی طرف متوجہ ہونے کی مہلت نہ ملتی تھی اور اسی وجہ سے وہ بالکل نہ سمجھ سکے کہ ایرانی فوج
اُنپر حملہ کی غرض سے اوپر چڑہتی آتی تھی۔ اُن ایرانیون نے جو اوپر چڑہ رہے تھے بڑی سخت
تکلیفین اُٹھائین کیونکہ قدم قدم پر ٹھوکرین کہارہے تھے اور اندہیرے مین پتھرون سے
ٹکرا ٹکرا کے گر گر پڑتے تھے۔ مگر حوصلہ ایسا بڑہا ہوا تھا۔ اور نیز علی پاشا آہستہ آہستہ اس
عمدگی اور جوش کے کلمات سے اُنکے حوصلے بڑہاتا جاتا تھا کہ ان تمام مصائب کو وہ بالکل
خیال مین نہ لاتے تھے اور برابر اُن چٹانون کو نہین بلکہ گویا ناکامیابیون کو ٹھوکرین
لگاتے اوپر کا رخ کیے ہوے چلے جاتے تھے۔ جب تک یہ اوپر پہونچین پہونچین ایرانی
میدانی فوج نے روسیون کی توپون کا منھہ بند کر دیا تھا اور بعض بعض توپین بھی

پتھرون پر سے گرا دی تھین - علاوہ برین وہ مطمئن تھے کہ اب رات کو تو کوئی حملہ نہین کر سکتا - اسلیئے دوسرے مورچون سے مدد منگوانا اُنھون نے صبح پر موقوف رکھا تھا مگر اُنکو اپنی غلطی اُسوقت معلوم ہوئی جب ادھر اُنکے مورچے کے گھڑیال نے دو بجائے ورادھر ناگہان ایرانی بندوقون سے اُنپر باڑھین پڑنا شروع ہوئین اور یک بیک اُنکے ہاتھ پاؤن بھول گئے - روسی بڑی حیرت اور بڑے اضطراب کے ساتھ اپنی غلطی اور بے اطمینان کا نتیجہ دیکھ دیکھ کے گھبرا رہے تھے اور ایرانی باڑھین مارتے ہوئے اور بڑھتے آتے تھے - یہان تک کہ ایرانی خاص روسی دمدمون پر چڑھ آئے اور اُنکی توپون پر قبضہ کر لیا - دو گھڑی کامل تک سخت مقابلہ ہوا اور نہایت سختی سے سنگینین چلین مگر علی پاشا نے خود اُنکے اونچے دمدمے پر چڑھ کے اپنا جھنڈا گاڑ دیا باوجود اسکے کہ ایرانیون نے اس قدر غلبہ حاصل کر لیا تھا روسی بڑی جرأت سے مقابلہ کر رہے تھے اور اسپر آمادہ تھے کہ جان دے کے مورچہ چھوڑینگے

لیکن علی پاشا کی تدبیر کارگر ہو گئی اس تدبیر کو پہلے کوئی نہین جانتا تھا اب معلوم ہوئی جب روسیون کو سوا بھاگنے کے کسی بات مین مفر نہ تھا - اُسنے اپنی فوج کے دو حصے کر دیے تھے - ایک حصہ تو اُسکے ہمراہ پہلے روسی دمدمون پر چڑھ گیا تھا اور دوسرے حصے نے دو گھڑی انتظار کے بعد یک بیک نعرہ یا علی بلند کیا - اور برگ عام کی طرح روسیون پر آ پڑا - اس جلالی اور پرہیبت حملے سے سارا کوہسار گونج اُٹھا - اور روسی قبل اسکے کہ مقابلہ کی نوبت آئے بدحواسی کے ساتھ بھاگنے لگے - روسی اس مرتبہ اس حواس کے عالم مین بھاگے تھے کہ اُنکو راستہ نظر آتا تھا اور شراب کے نشے مین اکثر اونچی اونچی چٹانون سے پھاند پھاند پڑے اور گویا خودکشی کر کرکے جان دینے لگے شاید تھوڑے روسی بچے ہون ورنہ اکثرون نے تو خودکشی مین اپنی ہڈیان پسلیان آپ ہی توڑ کے جان دی اور باقی ایرانی سنگینون اور تلوارون کے نذر ہوئے -

علی پاشا نے کامیابی کے ساتھ اپنا قبضہ کر لیا - اور لالٹین کے اشارے سے نیچے والے ایرانیون کو خبر کی کہ ہمنے مورچہ فتح کر لیا اب گولہ باری موقوف کرو - اور دور کے مقامات تک خبر ہو گئی کہ ادھر اسلامی فوج نے قبضہ کر لیا میرزا عباس کو بھی معلوم ہوا اور اپنے دوستون کی اس کامیابی پر اُسنے سجدۂ شکر ادا کیا -

علی پاشا نے ارادہ کیا کہ اس مورچے کو رات بھر مین الیا درست اور مضبوط کرے کہ صبح کو روسی حملہ نہ کر سکین اور اگر وہ قصد بھی کرین تو پورے طور پر پامال کر دیے جا سکین۔ انھون نے ہر طرف اپنی توپین لگائین اور جا بجا اپنی فوج کو معین کیا۔ لالسین ہی کے اشارے سے پیچھے سے تین ہزار فوج اور اوپر بلا لی گئی۔ اور اس مورچے مین اب کل چالیس ہزار سپاہی تھے۔ اور کوئی معمولی سپاہی نہین۔ ہر سپاہی مین الیا جوش بھرا ہوا تھا کہ وہ اکیلا روسیون کی تمام فوج پر حملہ کرنے کا دعوی رکھتا تھا الغرض صبح سے پہلے یہ مورچہ پوری طرح سے درست کر دیا گیا تھا۔ اور جب صبح کو روسیون کے دور دور کے مورچون سے اس پہاڑی پر مسلمانون کا پھریرا اڑتا ہوا دیکھا۔ اور غور کیا تو اب انھین ہرگز اتنی قوت نہ تھی کہ مسلمانون کو وہان سے ہٹا سکین۔ روسیون کو اس امر کا بہت بڑا صدمہ ہوا اور خائف ہوے کہ اب دیکھیے کیا ہوتا ہے کیونکہ جن دو پہاڑیون پر مسلمان قبضہ کر چکے ہین وہ گویا فتح اور کامیابی کی کنجیان تھین۔

چودھوان باب

بے بسی اور دیدار

اس لڑائی کے سین کو تو ہم چھوڑے دیتے ہین مگر اس سے ذرا شمال کی طرف ایک سبزہ زار کی سیر کرتے ہین جو زیادہ دلچسپی کا مقام معلوم ہوتا ہے۔ آخر وقت ہے اور آفتاب اپنے مشتاقون سے رخصت ہو رہا ہے۔ جدھر نظر جاتی ہے کوسون تک ہرا ہرا سبزہ زار چلا گیا ہے اور اس مین کا جوبن خوب نکھار نکھار کے دکھا رہا ہے جسکی خاک سے جو پتلا بنا ہوگا خوبصورت ہی بنا ہوگا۔ لڑائی کے مقامات سے جو چرواہے اپنے مولیشیون کو بھگا لائے ہین وہ پہلے چارون طرف اپنے گلون کو چرا رہے تھے اور اب آخر روز کے خیال سے مع اپنے مویشیون کے ادھر ادھر فاصلے پر جاتے جاتے پہاڑیون کے درون اور دامنون مین غائب ہو جاتے ہین اور گویا آفتاب کی کرنین انھین ہر چہار طرف بھاگا بھاگی نظر سے چھپا دیتی ہین۔

اس سین مین ناگہان ایک سوار مغرب کی طرف سے آتا دکھائی دیتا ہے۔ وہ گھوڑا بڑھائے چلا آتا ہے اور خدا جانے کونسا ضروری کام لیے آتا ہے کہ نہ سنگستانی زمین کے نشیب و فراز اسکی رفتار مین سستی پیدا کرتے ہین اور نہ یہ رات کا ابتدائی وقت اور یہ کوہستانی ہولناک وادیان اسکے حوصلے کو پست کرتی ہین۔ وہ سوار آتے آتے اس سبزہ زار کے عین وسط مین پہونچتا ہے اور ایک

راستے کو دیکھ لے جو جنوب کی پہاڑیون کو قطع کرتا ہوا نکلگیا ہے ٹھہر جاتا ہی۔ اور خود بخود کہنے لگتا ہی "بس یہی راستہ ہی۔ اسکے سوا اور کدھر سے جا سکتے ہین۔ مین یہین ٹھہرتا ہون افسوس انتظار ستائے گا۔ مگر کیسا انتظار! اور انتظار ہی ہی تو کس مزے کا۔ مین بڑے شوق سے منتظر رہونگا۔ خدا کرے جلدی آ جائین۔ وہ لوگ آج آئینگے ضرور۔ مجھے تحقیق طور پر معلوم ہوا ہی۔ اور اُنسے مجھے کیا غرض۔ چاہین مون یا نہون۔ خدا کرے وہ ہی ہو جسکے انتظار مین مین یہان آیا ہون۔ لیکن ہان اس تنہائی مین مین اُن لوگون کا آیا بانکا مین تنہا۔ اور اُدہر فوج کی فوج۔ اوہ! اسکی کچھ پروا نہین۔ اپنی جان تو دے سکتا ہون۔ خیر اب تو یہان ٹھہرنا ہی ہی۔ اطمینان سے اور احتیاط سے ٹھہرنا چاہیے"

اتنا کہکے یہ سوار گھوڑے سے اُتر پڑتا ہی۔ اپنے گھوڑے کا دہانہ یکایک پہلے ہر ہر طرف نظر دوڑاتا ہی۔ اور آخر گویا کسی امر کا مستقل ارادہ کرکے ایک طرف مڑتا ہی۔ اور چند قدم بڑھکے ایک ٹیلے کی آڑ مین غائب ہو جاتا ہی۔

اس سوار کی وضع کچھ ایسی ملی جلی تھی کہ صورت دیکھ کے دور سے کوئی نہین کہہ سکتا۔ دیسی تھا یا ترک۔ اگرچہ لباس کا زیادہ حصہ ترکی سپاہیون سے ملتا ہوا تھا مگر ترکی ٹوپی جو خاص کرکے کی قومی نشانی ہی اسکے سر پر نہ تھی۔ تاریکی مین زیادہ نہین معلوم ہو سکا کہ اس شخص کی صورت کیسی تھی مگر بادی النظر مین جس حد تک معلوم ہو سکا اس سے معلوم ہوتا ہی کہ یہ شخص ایک نوجوان ہی نہین نہایت ہی حسین اور خوشرو نوجوان تھا۔

یکایک سامنے کے سین مین ایک نوعمر عورت پیدا ہوتی ہی۔ جو اپنے صبا رفتار گھوڑے پر سوار نہایت تیزی سے دوڑتی چلی آتی ہی۔ کاکلین دونون طرف شانون پر بکھری ہوئی ہین اور ایک نہایت ہی خوشنما پھولدار ٹوپی سر پر ہے۔ یہ عورت قریب کے ٹھہر جاتی ہی۔ گویا کسی کو ڈھونڈھنے لگتی ہی۔ یہ نازنین عورت ادہر اُدہر پھرتے پھرتے جب تھکنے کے قریب پہونچتی ہی اور مایوس ہونے لگتی ہی وہی سوار دامن کوہ سے نکلکے اُسکے گھوڑے کی باگ پکڑ لیتا ہے اور وہ فوراً اُترکے اُسکے گلے سے لپٹ جاتی ہی۔

عورت "آہ! کیسے مزاج اچھا ہی۔ کن مصیبتون کے بعد زیارت نصیب ہوئی ہی"

نوجوان "بس اس سے زیادہ مین نہین کہہ سکتا کہ جیتا ہون۔ تم یہان کیونکر آئین"

عورت "مجھے ابھی ابھی معلوم ہوا کہ آپ یہان تشریف رکھتے ہین"

نوجوان "کس سے؟ میرے یہان آنے کا حال کسیکو بھی نہین معلوم"

عورت "کیون بتاؤن کسی نے کہا۔ مجھے ہی نہین شہزادی صاحب کو بھی معلوم ہے آپ یہان اُنکے منتظر ہین اور اسی لیے مین ڈرتی ہوئی آئی ہون سمجھا کے آپ کو یہان سے ہٹا لیجاؤن"

نوجوان "کیا تمھین یقین ہے کہ مین تمھارے کہنے سے چلا جاؤنگا؟ ہرگز نہین مریم پھر یہ جملہ زبان سے نہ نکالنا"

مریم "تو اب کیا آپ جان ہی دینے پر آمادہ ہین؟ ہماری شاہزادی کو بھی ہلاک کیجیے گا؟ آپ کے بعد انکا جو حال ہوگا یہ بھی آپ جانتے ہین"

نوجوان "ہان جانتا ہون مگر اسکو کیا کرون کہ مجھمین صبر کی تاب نہین ہے۔ اور مریم میری بے صبری کا حال تم خوب جانتی ہو۔ اچھا خیر یہ تو بتاؤ کہ شاہزادی صاحب اتنے دنوت کہان رہین۔ اور اپنی کوٹھی سے کیونکر غائب ہوگئی تھین اور پھر تم اُنکے پاس پھر کیونکر پہنچین۔ یہ سب باتین اب کہانی معلوم ہوتی ہین۔ مگر افسوس کبھی یہ واقعات ہماری صحبت مین گذر رہے تھے مریم جلدی بیان کرو۔ ایسا نہو کہ روسی آ جائین"

مریم "اچھا یہ داستان سُننا ہے تو کسی طرف پوشیدہ مقام مین چل کے بیٹھو۔ تاکہ مین اطمینان سے بیان کرسکون۔ اور یہان بیچ میدان مین تو خوف لگا ہوا ہے کہ کسی طرف سے روسی فوج نہ آجائے اور آپ خوب جانتے ہین کہ ان دنون یہ مقام روسی فوجونکا گذرگاہ ہے بخصوص جسوقت سے پہاڑون مین روسیون نے مورچہ بندی کی ہے اور ترکون کی متواتر فتوحات کا اثر خود شہر طفلیس پر پڑ گیا ہے۔ اس وجہ سے کہ کوہ قاف کے اسطرف سے جو فوجین آتی ہین وہ طفلیس مین ایک شب قیام کرکے اسی راہ سے میدان جنگ کو جاتی ہین اچھا۔ اب دیر نہ کرو چلو اُس پہاڑی کی آڑ مین چھپ کے بیٹھین"

یہ نوجوان اور مریم دونون یہان سے اُٹھتے ہین اور اُس مقام پر جاکے پوشیدہ بیٹھ رہتے ہین۔ جدہر مریم نے اُنگلی سے اشارہ کرکے بتایا تھا اور مریم اب اپنی شہزادی کی داستان بیان کرنا شروع کرتی ہے۔

مریم "شاہزادے صاحب۔ کیا کہون کہ آپ کی شاہزادی انجلینا نے آپ سے جدا ہوکر کیسی کیسی مصیبتین اُٹھائی ہین۔ آپ کو اور اُنکو کسی کو خبر نہ تھی مگر تقدیر درپردہ آپ دونون

کے ساتھہ دشمنی کر رہی تھی۔ روسی گورنر طفلیس کو کسی نے خفیہ اطلاع دی کہ شہزادی اینجلنا کے ذریعہ سے کسی نہ کسی قسم کے نقصان کا خوف ہے۔ غنیمت ہوا کہ اُسنے اور کچھ نہین بیان کیا تھا۔ ورنہ آپ کے دشمن بھی گرفتار ہو جاتے۔ یہ خبر سنکے گورنر صاحب نے فوجی لوگون سے مشورہ لیا۔ اُنھون نے کہا اگر شاہزادی اینجلنا کا چال چلن مشتبہ ہے تو احتیاط لازم ہے۔ کیونکہ اُنکا مکان ایسے موقع پر واقع ہے کہ پوشیدہ طور پر اگر وہ چاہین بلکہ غفلت کرین تو بہت سی ترکی فوج ہماری سرحد مین داخل ہو سکتی ہے۔ شاہزادی اینجلنا پر چونکہ ہمیشہ سے شہنشاہ روس کو اعتبار تھا اسلیئے گورنر صاحب کو یہ جرأت نہ ہوئی کہ بغیر صریحی جرم قائم کیے گرفتار کر لین۔ لہذا اُنھون نے افواج متعینہ سواحل بحر سیاہ کے افسر کو لکھا کہ تم کوئی ایسی تدبیر کرو کہ شاہزادی اینجلنا اپنی کوٹھی سے باہر نکل آئین۔ بس ایسا موقع پاتے ہی تم اُنہین حراست مین کرکے میرے پاس بھیجدو۔ اس حکم کی تعمیل عجب طرح سے ہوئی۔ ایک رسالہ کا کرنل آدھی رات کو چند سوارون کو لیکے ہماری کوٹھی کے قریب گیا اور خود کوٹھی کے برآمدہ کے نیچے ٹہلنے لگا۔ اتفاقاً شاہزادی صاحبہ جاگ رہی تھین آہٹ پاکے تنہا نکل آئین اور اُس روسی شخص سے پوچھنے لگین کہ تم یہان کیون ٹہل رہے ہو۔ وہ کہنے لگا مین ایک سرکاری کام پر جا رہا ہون آپ کے باغ کے قریب مجھے ایک ترک نظر آیا اُس سے خوف زدہ ہوکے مین آپ کے یہان آیا کہ آپ کی مدد سے اُسے گرفتار کرون ورنہ احتیاط سے نکلجاؤن۔ اتنا سنتے ہی شہزادی صاحبہ کو آپ کا خیال گذرا اور دلمین سمجھ گئے کہ آپ کو سمجھا بجھا کے کسی حکمت سے ٹال دین۔ بیوجہ سوچے سمجھے خود چل کھڑی ہوئین۔ اُنھین کیا معلوم تھا کہ اُنہین دہوکا ہے۔ اور چونکہ آپ کا راز وہ کسی آدمی پر بھی ظاہر نہین ہونے دیتی تھین اسلیئے کسی کو نہ لیا۔ اکیلی اُسکے ساتھہ چلی گئین۔ شاہزادی صاحبہ۔ آپ کی محبت نے اُنہین دہوکا دیا۔

باہر جاتے ہی شہزادی صاحبہ سمجھین کہ اُنھین فریب دیا گیا ہے۔ مگر اُس وقت کیا کر سکتی تھین روسیون نے اپنی حراست مین کر لیا۔ اور اُسی دم طفلیس کیطرف روانہ کی گئین۔ راتون رات سفر کرکے وہان پہونچین اور گورنر طفلیس کا سامنا ہوا۔ اُس ظالم نے بہت دہمکا دہمکا کے پوچھا کہ تمسے ترکون سے کسی قسم کا تعلق ہے مگر نہ اُنھون نے اعتراف کیا اور نہ کسی اور طریقے سے ثبوت پہونچ سکا لیکن باوجود اسکے کہ کوئی جرم نہین ثابت ہوا بلحاظ احتیاط حکم دیا گیا کہ ایک فوجی افسر کامروف کے زیر حراست رہین۔ کامروف خاص روسی شخص ہے ابتدائے تو

وہ طفلیس ہی مین رہتا تھا مگر اب اُسے مع اپنے ماتحت سپاہیون کے لڑائی پر جانے کا حکم ہوا ہے - اور تاکید کر دی گئی ہے کہ تین دن کے اندر اُن پہاڑون مین پہونچ جائے جنپر روسیون نے مورچہ بندی کی ہے - یہ افسر ایک خوش رو اور شاعرانہ مزاج کا آدمی ہے اسکی طبیعت کو سپہ گری سے بہت کم لگاؤ ہے - اور اُسکی زندگی بالکل شاعرانہ خیالات مین گذری ہے - کامروف نے شاہزادی انجلنا کی صورت دیکھی تو اُسکے حسن داد اکے خدمت اُس روسی افسر کے دل پر پورا اثر کر گئے - پہلے تو اُسے صرف ایک شوق پیدا ہوا تھا لیکن انجلنا کے حسن نے تین ہی چار روز مین اُسکے شوق کو عشق سے بدل دیا - افسوس انجلنا اپنے دل مین ٹھہرا چکی تھی کہ سوا آپ کے وہ کسی کے لیے نہین ہے - مگر بیچاری اُسکو کیا کرے آپ تمھارے رقیب کے بس مین تھی - کامروف نے پہلے تو انجلنا کی نازبرداری کی لیکن جب یون کام نہ چلا تو جبر و تشدد کرنے لگا -

اُسی زمانے مین مجھے شاہزادی کے ایک روسی ملازم کی زبانی شہزادی کا یہ حال معلوم ہوا دنیا میری آنکھون مین اندھیری ہو گئی - مین نے اپنے تمام متعلقین کو چھوڑ دیا اور طفلیس کی راہ لی - شاہزادی میری صورت دیکھ کے بہت روئی - اپنی بیکسی کی داستان اول سے آخر تک مجھے سنائی - تمھارا حال دریافت کیا - کامروف نے جب دیکھا کہ شاہزادی انجلنا مجھسے مانوس ہے تو مجھے ہر وقت پاس رہنے کی اجازت دی اور میری خوشامد کرنے لگا کہ مین شاہزادی کو راضی کر دون مگر کیا کرون شاہزادے میرے دل مین بھی تمسے زیادہ اُسکی محبت نہ تھی - ظاہر داری کے لیے تو اُس سے وعدے کرتی رہی مگر باطن مین مینے انجلنا کو اور اُسکے خلاف ہی کر دیا غرض ایک زمانہ انھین مصیبتون مین گذر گیا - سب سے زیادہ خرابی یہ ہوئی کہ کامروف کو اب لڑائی پر جانے کا حکم ہوا - اور وہ گورنر طفلیس کے حکم سے یا اُس سے اجازت لیکر شاہزادی انجلنا کو بھی اپنے ہمراہ لیے جاتا ہے - تھوڑی دیر مین ادھر سے آتا ہوگا شاہزادے صاحب - اب آپ یہان نہ ٹھہریے - کوئی آن مین وہ لوگ آیا ہی چاہتے ہین کامروف کے ہمراہ اُسکے ماتحت ایک ہزار سوارون کے علاوہ گیارہ ہزار اور روسی فوج بھی ہے - اس فوج مین آپ کیا کر سکتے ہین - ابھی صبر کیجیے - جب خدا چاہیگا آپ کی آرزو بھی بر آئیگی "

شاہزادہ "انجلنا کی محبت ایسی نہین ہے کہ اُسکے جمال جہان آرا کی زیارت کی امید ہو اور یہان سے ہٹ کے چلا جاؤن "

مریم "آپ اگر یہان رہے تو یقین جانیے کہ تین جانین اسی مقام پر تمام ہونگی۔ آپ شہزادی صاحب۔ اور پھر آپ کے بعد مین زندہ رہکے کیا کرونگی"

شاہزادہ حسن "خیر دیکھا جائے گا۔ خدا کرے اسوقت میرا دل صبر کرے اگر دل مانا تو دور ہی سے دیکھ کے اپنا جی خوش کرونگا۔ مگر مریم یہ تو بتاؤ کہ تمھین کسنے بتایا کہ مین یہان بیٹھا ہون۔ تمھارے یہان آنے کا مجھے بڑا تعجب ہے"

مریم "مجھسے تو خود شاہزادی صاحبہ نے کہا مگر اُنسے اُسی شخص نے کہا جسنے آپ سے بیان کیا تھا کہ آج رات کو شاہزادی صاحبہ روسی فوج کے ساتھ ادہر سے گذرینگی"

شاہزادہ حسن "مجھسے کسنے کہا تھا! ہان وہ روسی جو مجھے طفلیس سے کئی کوس ایک گاؤن مین ملا تھا مگر وہ میری انجلینا کے پاس کیونکر گیا وہ تو ایک بازاری سوداگر سا معلوم ہوتا تھا۔ اتفاقاً وہان کی سرا مین میرا اُسکا سابقہ ہو گیا۔ اور کئی روز تک صحبت رہی۔ خود اُسی نے شاہزادی کا حال بیان کیا کہ طفلیس مین کامرڈف کے زیر حراست ہین۔ اتنا سنتے ہی مین چونک پڑا۔ اور چونکہ اسی تجسس مین مصطفے پاشا کو دو بار دہوکا دیکے آیا تھا اُس سے زیادہ حال دریافت کرنے لگا۔ تب اُسنے یہ بیان کیا کہ فلان تاریخ شاہزادی انجلینا اُن پہاڑون کی طرف روانہ ہونگی جہان ترکون کے مقابلہ کے لیے مورچہ بندیان کی گئی ہین میرا زیادہ شوق دیکھکے اُسے کسیقدر بدگمانی بھی ہوئی اور اُسکی بدگمانی سے مین بھی خوفزدہ ہو گیا کیونکہ وہ روسیون کا طرفدار اور اسلام کا دشمن تھا۔ باوجود اسکے پھر بھی مجھسے ضبط نہو سکا اور مینے صاف صاف کہدیا کہ اُس تاریخ شاہزادی کی زیارت کو ضرور جاؤنگا اور اگر کچھ اوز ہو سکا تو ظالم اور جابر کامرڈف کو ضرور قتل کر ڈالونگا۔ شاید اس سے اُسے معلوم ہو گیا ہو کہ مین اُسوقت یہان پہاڑی پر ملونگا"

مریم "شاید کا لفظ آپ نے خوب موقع پر استعمال کیا آپ نے صاف صاف بیان ہی کر دیا تھا۔ پھر اُسے نہ معلوم ہونے کی کیا وجہ تھی مگر یہ بہت غنیمت ہوا کہ وہ شخص کوئی غیر نہ تھا۔ خود شاہزادی صاحبہ نے آپ کی تلاش مین اُسے بھیجا تھا مگر اُس سے یہ کہدیا تھا کہ اپنا تعلق اُنکے ساتھ نہ ظاہر رہے اسی وجہ سے اُسنے اس سے زیادہ آپ سے نہین کہا۔ بلکہ آپ سے رخصت ہو کر سیدہا شاہزادی صاحبہ کے پاس آیا اور یہ سب باتین بیان کر دی۔ شاہزادی صاحبہ آپ کی طبیعت سے واقف تہین۔ اُنھین خوف ہوا کہ کہین

آپ سچ مچ جان پر نہ کھیل جائین - اسی وجہ سے مجھے روانہ کیا - کامروت سے یہ حیلہ کرکے
آئی ہون کہ اپنے گھر سے ہوکے راستے مین یا خود آپ کی فرودگاہ پر آکر ملونگی ۔"

شاہزادہ حسن "تو اُس شخص کو میری نور الصباح نے بھیجا تھا؟"

مریم "ہان ہان - خود انھین نے بھیجا تھا ۔"

شاہزادہ حسن "پھر کیونکر ہو سکتا ہے کہ مین یہان سے چلا جاؤن - مجھے اُن کی
زیارت کرنا ہے ۔"

مریم "تم انھین کیونکر دیکھ سکتے ہو - اُنکے گرد مسلح روسی سپاہیون کا ہجوم ہوگا آپ
اگر تنہا اُنکا سامنا کرنے نکلے تو آہ غضب ہو جائے گا ۔"

شاہزادہ حسن "خیر وقت پر دیکھا جائے گا - اگر موقع نہ ہوگا تو مین سامنا نکرونگا"

مریم - لیکن جب آپ دیکھینگے کہ شاہزادی صاحبہ روسیون کے ہاتھ مین گرفتار جا
رہی ہین اُسوقت آپ سے صبر نہ ہوگا - اور مجھے خوف ہے کہ آپ اُنکے مقابلے پر آمادہ
ہو جائین اور خود شاہزادی صاحبہ نے بھی اسی خوف سے مجھے یہان بھیجا ۔"

شاہزادہ حسن "نہین - مین تحمل کرونگا - اور خاموش بیٹھا رہونگا - اب تو رات زیادہ
آگئی ہوگی؟ چاندنی پھیلگئی - مین جانتا ہون دو بجگئے ہونگے ۔"

مریم "دو مین کیا شک ہے ۔"

شاہزادہ حسن "ابھی تک وہ لوگ نہین آئے - کیا صبحکو آئینگے؟"

مریم "ہان اب تو صبح ہی کو سمجھیے - تھوڑی رات اور رہی ہے - یہ بھی انتظار ہی مین گذر
جائیگی - مگر تو بولی گھڑگھڑاہٹ سُنائی دیتی ہے شاید روسی فوج آپہونچی - ہان - ہان - بے شک
آپہونچی - دیکھیے گھوڑون کے ہنہنانے کی آوازین بھی آرہی ہین - میرا کلیجہ دھڑکنے لگا -
شہزادے صاحب چلیے ہم آپ یہان سے زیادہ دور ہٹ چلین ۔"

شاہزادہ حسن "ہٹنے کی کون ضرورت ہے - جس مقام پر ہم بیٹھے ہوے ہین یہ
آڑ کی جگہ ہے ۔"

مریم "نہین - مین تو چاہتی ہون کہ ایسی جگہ چلیے جہان سے آپ بھی اُنھین نہ دیکھ سکین
ایسا نہ ہو کہ آپ کو طیش آجائے اور خدانخواستہ نکل کھڑے ہو جیے ۔"

شاہزادہ حسن "نہین - مین یہین ٹھہرا رہونگا - میری جانب سے تم مطمئن رہو ۔"

اب روسیون کے سپاہی گذرنے لگے - برابر کئی رسالے اور توپخانے گذر گئے - چاندنی مین انکی سنگینین چمک رہی تھین اور ہر ہر سوار کی صورت سے ایک رعب ظاہر ہو رہا تھا افسر اپنی فوجون کو اطمینان سے بڑھائے لیے چلے جاتے تھے اور تمام کوہسار مین توپون کے چلنے کی آواز گونج رہی تھی شاہزادہ حسن اور مریم دونون اس شوق کی محویت مین تھے کہ گویا وہ نہ تھے انکی تصویرین تھین - ایک رسالہ کے آگے آگے افسر کے برابر برابر ایک نازنین عورت گھوڑے پر سوار چلی جاتی تھی - اور ادھر ادھر کے کوہسار کو نہایت مانوسیت کی نظر سے دیکھ رہی تھی اور گویا اسکی آنکھین ان درون مین کسی کو ڈھونڈھ رہی تھین اسکی صورت دیکھتے ہی شاہزادہ حسن مین ایک بیتابی پیدا ہوگئی اور بیچارہ اس بیکسی سے چارون طرف دیکھنے لگا کہ صاف آواز آئی "آہ کیا کرون - کوئی مددگار نہین" یہ عورت حور وش اور ملائک فریب نورالصباح یا انجلینا تھی - چونکہ اسے خبر پہونچ چکی تھی کہ شاہزادہ حسن ان پہاڑیون مین موجود ہے لہذا وہ ہر چہار طرف کے سین کو نہایت ذوق و شوق اور حسرت کی نگاہ سے دیکھتی جاتی تھی -

شاہزادہ حسن پر اسکی صورت کا کچھ ایسا اثر پڑا کہ روسی فوج نکل گئی اور وہ اسی طرح بیخود اور بدحواس کھڑا ہوا تھا - مریم کو جب اطمینان ہوا کہ اب آواز روسیون کے کان تک نہ پہونچیگی شاہزادے کی طرف متوجہ ہوئی اور کہنے لگی "شاہزادے صاحب - بس اب تو شاہزادی صاحب جا چکین یہان سے کب چلیے گا اور ہان آپ کا کیا ارادہ ہے - کہان جائیے گا"

شاہزادہ حسن "کیا بتاؤن کہ کہان جاؤنگا - مریم تمھارے نزدیک کیا تدبیر کیجائے کہ شاہزادی نورالصباح کو آزادی ملے - لڑائی مین ہزار کوشش کیجائے مگر یہ محال ہے کہ لڑ جھگڑ کے شاہزادی صاحب کو روسیون سے چھین لین - اگر روسیون کو ذرک بھی ملیگی تو وہ ہماری انجلینا کو پہلے ہی سے ہٹا لیجائینگے - میرے ذہن مین تو کوئی بات نہین آتی - کیا کرون - مگر مین دو ہی تین دن مین کچھ نہ کچھ بندوبست کرلونگا"

مریم "اب مجھے آپ کیا حکم دیتے ہین - فرمائیے تو آپ کے ہمراہ رہون اور یا کہیے کہ شاہزادی صاحبہ کے پاس چلی جاؤن"

شاہزادہ "میرا کون اعتبار - خدا جانے کہان جاؤن اور کہان رہون - تم وہین رہو - دو چار روز کے بعد ملاقات ہوگی - انشاء اللہ"

مریم: اچھا اب اسوقت تو مین آپ ہی کے ہمراہ چلتی ہون صبح کو روسی کیمپ مین چلی جاؤنگی- اسوقت اگر گئی تو روسی افسرون کو بدگمانی ہوگی اور کیا عجب کہ شاہزادی صاحبہ پر زیادہ سختی کرین"

شاہزادہ حسن: بہتر- چلو مگر میرے ہمراہ رہنے مین بھی تو اندیشہ ہے- اچھا صبح سویرے چلی جانا- لیکن- ہان مریم- دیکھو اتنا کام کرنا کہ کسیطرح یہ معلوم ہوجائے کہ شاہزادی صاحبہ یہان میدان جنگ مین کسجگہ چھپی ہین- روسی مورچے تو وہان دور دور تک پھیلے ہوے ہین- اگر وہ مجھے خاص مقام نہ معلوم ہوا جہان میری پیاری ورجینیا قید کی گئی ہوگی تو مین کچھ نہ کرسکونگا- سنو کسی طرح اس بات کی تم مجھے اطلاع ضرور کر دینا"

مریم: مین خود تو کسی طرح نہین آسکتی ہان یہ ہوسکتا ہے کہ ایک گمنام خط آپ کے پاس بھیجدون مگر کسی ترکی سپاہی کو خط دیدیا جائے تو آپ کے پاس پہنچ جائیگا؟"

شاہزادہ حسن: ہان- ہان فوراً پہونچ جائے گا- بس اب چلو- مجھے رات کے اندھیرے اور خاموشی ہی مین روسی سرحد سے نکلجانا چاہیے"

دونون گھوڑون پر سوار ہوکے روانہ ہوتے ہین اور اس صحرا کے جنوبی حدود کی طرف جاتے جاتے پہاڑیون کے درون مین غائب ہوجاتے ہین-

---

پندرہوان باب

دہری کامیابی اور پھر افسوس!

علی پاشا اور میرزا عباس کو دس روز گذر گئے ہین اور روسی مورچے برابر سرگرمی کے ساتھ لڑ رہے ہین- انھون نے اس عرصے مین جرأت اور بہادری دکھانے مین اور نیز فنون جنگ کی تدابیر عمل مین لانے مین کوئی دقیقہ نہین اٹھا رکھا مگر کسی طرح کامیابی کی امید ظہور مین نہین آتی- چالیس ہزار ترکی فوج کمک کے لیے آگئی ہے اور وہ بھی بڑی جوانمردی سے روسیون کا مقابلہ کر رہی ہے- روسیون کے دو مورچون پر ایرانیون نے قبضہ کرلیا تھا وہ اب تک عساکر اسلامیہ کے قبضے مین ہین- داہنی طرف کے مورچے پر ترکون کی توپین لگی ہین اور علی پاشا کے زیر کمان ترکی سپاہی وہان سے مقابلہ کر رہے ہین- اور بائین طرف کی پہاڑی پر میرزا عباس اپنے ایرانی مجاہدون کو لڑا رہا ہے- دونون طرف کے

سپاہی اگرچہ روسیون کو پسپا نہین کرسکے مگر اسمین شک نہین کہ روسی اُنکے مقابلے سے بالکل عاجز آگئے ہین۔

آج ترکون نے مضبوط ارادہ کرلیا کہ جسطرح ہوسکے بڑھ کے ایک اور روسی مورچے پر قبضہ کرلین جو اُنکی پہاڑی سے اُتر کے ایک ٹیلے پر تھا۔ ترکون کو یہ خبر تھی کہ روسیون کا وہ مورچہ اگرچہ ظاہر مین زیادہ مضبوط نہین ہی مگر ہر چہار طرف قریب قریب ورہبت سے مورچون نے اُسکو ایسا قوی بنا دیا ہی کہ اُسپر حملہ کرنے مین بواضرر کے کامیابی کی امید نہین ہوسکتی لیکن حملہ کرنے سے پہلے علی پاشا نے اپنی قوت بڑھانے اور اپنا حملہ مضبوط کرنے کے لیے کئی تدابیر کی تھین۔ اول تو دس ہزار بہادر ترکون پر افسری کا چارج دے کے شاہزادہ حسن کو حکم دیا تھا کہ اُنکے حملے کے گھنٹہ بھر کے بعد وہ اپنی فوج لیکے ٹوٹ پڑین۔ دوسرے حسین پاشا کو یہ بھی حکم تھا کہ اپنے حملے سے پہلے جھنڈی کے اشارے سے میرزا عیاض کو بھی خبر دیدین کہ انھین بھی اوّلاً اسی مورچے پر گولہ باری کرنا چاہیے۔ پھر دس ہزار ایرانیون کو بڑھانا چاہیے تا ترکون کو اپنے حملے مین یقینی کامیابی ہو۔

اس انتظام کے بعد علی پاشا نے پہلے پورے پانچ گھنٹہ تک گولہ باری کی۔ پھر حملے کی جھنڈی اُڑا کے اپنے سپاہیون کو بڑھایا۔ ترکی سپاہی بندوقون سے فیر کرتے ہوے پہاڑی کے شمالی دامن سے اُترنے لگے۔ روسی افسر کو یقین تھا کہ ترک اگر ہمارے مورچے پر آگئے تو ہمارے باقی قرب وجوار کے مورچے آناً فاناً اُنکو تمام کردینگے۔ اسلیے اُسنے ترکون کی رفتار روکنے کی زیادہ مزاحمت نہ کی معمولی طور پر اُسکے سپاہی فیر کرتے رہے۔ ترک ایک گھنٹے مین ترسے روسیون کے سر پر پہونچ گئے۔ مورچہ والون نے تو بہت سختی سے مقابلہ کیا۔ مگر جب ترک اُنکے دمدمون پر پہونچ گئے روسی افسر نے واپسی کی جھنڈی ہلائی اور اپنے سپاہیون کو ہٹا لے گیا۔ ترک اُس مورچے پر قبضہ کرنے کے بندوبست مین تھے کہ اُنکے سرون پر چار دن طرف سے گولے برسنے لگے۔ اور ایسی سخت مار پڑنے لگی کہ ترکون سے یہ بھی نہین بنتا تھا کہ اپنی توپون کو جواب دینے کے لیے قرینے سے لگا سکین۔ ایک ہی گھنٹے مین چار پانچ ہزار ترک اُڑ گئے۔ علی پاشا نہایت ہی بیتاب ہوا۔ اور خود دوڑ دوڑ کے اپنی توپین روسی مورچون کے رُخ پر لگانے لگا۔ ناگہان شاہزادہ حسن اپنی فوج کے ساتھ حملہ کرکے آگیا۔ مگر شاہزادہ کے ہمراہی بھی اُسی مصیبت مین گرفتار ہوگئے جسمین علی پاشا اور اُسکے سپاہی مبتلا تھے

کہ شاہزادہ حسن نے اور علی پاشا نے ملکے جلد جلد اپنا مورچہ درست کیا اور بڑی مستعدی سے دشمن کے مورچوں کا جواب دینے لگے۔ کامل تین گھنٹے تک خوب گولہ اندازی ہو چکنے کے بعد ترکوں کو یقین آ گیا کہ اب پورے استقلال سے اس مورچہ پر ہمارا قبضہ ہو گیا اور دشمنوں کو بھی معلوم ہو گیا کہ اب وہ ترکوں کے قدم نہ ہٹا سکیں گے۔ میرزا عباس نے اپنے ہمراہی مجاہدوں میں سے دس ہزار ایرانی بھی اس طرف ملک کے لیے بھیج دیے تھے میرزا نامی ایک بڑی ان کا شخص اس گروہ کا سردار تھا۔ یہ لوگ اپنا معمولی نعرہ یا علی بلند کرتے ہوئے بڑھے اور جس وقت اس مورچے پر پہونچے جس پر ابھی ابھی ترکوں نے قبضہ کیا تھا ایک سپاہی نے جوش میں آ کے باواز بلند کہا "اشہد ان امیر المومنین علی ولی اللہ وصیہ خلیفتہ بلا فصل" افسوس اس جملہ نے ترکوں میں سخت اشتعال طبع پیدا کیا۔ کسی ترک نے جھک کے فوراً ایک بندوق فیر کر دی اور گولی کھا کے وہ بیان گر پڑا۔ اس واقعہ نے ایرانیوں کو غضب آلود کر دیا۔ مگر علی پاشا اور شاہزادہ حسن کی کوشش نے ایرانی اپنے قدیم مورچے پر واپس ہو گئے اور دونوں طرف طبائع میں ایسی آتش غضب بھڑک اٹھی کہ لا ائق اور تجربہ کار سرداروں کو بھی کا اندیشہ ہو گیا۔

شاہزادہ حسن نے میرزا عباس کے پاس گیا اور کہنے لگا "افسوس۔ ہم لوگوں کی بدنصیبی سے غضب ہو گیا۔ اس نازک وقت میں اتنے بڑے اختلاف کا پیدا ہو جانا ہماری اور عموماً اسلام کی بدقسمتی نہیں ہے تو کیا ہے؟"

میرزا عباس "اس میں ہماری کیا خطا ہے۔ خود آپ ہی کے لوگوں کو جب اتفاق نہیں منظور ہے تو میں کیا کرونگا اور کوئی کیا کریگا۔ آپ ہی نے ایک ہمارا سپاہی مار ڈالا اور آپ ہی ہم سے نااتفاقی کی شکایت کرتے ہیں! بیشک اب ایرانیوں میں جوش پیدا ہو گیا ہے۔ اب وہ میرے اختیار میں نہیں ہیں میں کچھ نہیں کر سکتا"

شاہزادہ حسن "کچھ دشوار نہ تھا اگر آپ جبتک ہمارا ساتھ تھا اُس کلمہ کو چھوڑ دیتے جس سے ہمارے عام سپاہیوں میں جوش پیدا ہو جاتا ہے"

میرزا عباس نے "یہ تو ایسی بات ہے کہ آپ فرمائیں جب تک تم ہمارے ساتھ رہو سُنی بنے رہو۔ یہ کیونکر ممکن ہے"

شاہزادہ حسن "نہیں نہیں۔ یہ کوئی نہیں کہہ سکتا مگر کیا آپ یہ جملہ نہ کہیں گے تو شیعہ

نہ رہین گے!"

میرزا عباس "اول تو ہمارا اعتقاد اسی پر ہے دوسرے ہمارے لوگون مین خیال رہتا ہے کہ اگر ہم یہ جلد نہ کہین گے تو سستی ہو جائین گے"

شاہزادہ حسن "آپ کو شاید یاد ہوگا کہ سب کے پہلے مین ہی نے آپ کو جہاد پر آمادہ کیا تھا۔ لہذا اگر مین اپنے تئین آپ کی ناموریون کا بانی خیال کرون تو نازیبا نہوگا اور شاید آپ بھی اسکو تسلیم کر لینگے"

میرزا عباس "بیشک مین آپ کے احسانات کو مانتا ہون"

شاہزادہ حسن "نہین۔ احسان نہین ٹھیک ہے دینا یا خیر خواہی ہو جان ہوا ہے آپ پر میرا حق ہے۔ اور اس حق کی بنا پر ابھی مین آپ سے بہت کچھ مدد لونگا۔"

میرزا عباس "آپ کی ہر خدمت بجا لانے کو مین بسر و چشم موجود ہون ... وہی کیا جائے۔ الحمد للہ کہ آپ خود تشریف لے آئے ورنہ آپکی جستجو مین مین اپنی جان سے دریغ نکرتا اور اسیطرح آپ کے احکام کو بھی حتے الامکان جان و دل سے بجا لاؤنگا۔"

شاہزادہ حسن "سردست تو میری یہی غرض ہے کہ جہان تک ہو سکے اس امر کے ... کوشش کیجیے۔ افسوس کیا ان جاہلون ... اس جوش و خروش کے جہاد کا انجام ..."

میرزا عباس "کیا عرض کرون۔ یہ ایسا نازک معاملہ ہے کہ میرے ... کچھ نہین ... فرمایئے کہ ان عوام لوگون کے دلمین کیونکر ڈال دون کہ اس تشدد سے باز آئین ... مین زبان سے نکالونگا تو الٹے خود میری بے وقتی ہو جائے گی"

شاہزادہ حسن "اچھا اسوقت تک تو دیکھیے جب تک کہ اس لڑائی کا کچھ انجام ظاہر ... مجھے تو ڈر ہے کہ کہین اس لڑائی مین پھوٹ نہ پیدا ہو اور ہم لوگون کو بے نیل مرام پس پا ہو کے نہ واپس جانا پڑے"

میرزا عباس "آپ کے کہنے کی ضرورت نہین جہان تک ممکن ہوگا مین خود اسکی کوشش کرونگا۔ اپنی ان فتوحات کو ہاتھ سے کھو دینا خود مجھے نہ گوارا ہوگا"

شاہزادہ حسن "مین آپ سے ایک درخواست کرنے آیا ہون جسمین میری ایک غرض ہے"

میرزا عباس "فرمایئے"

شاہزادہ حسن "آہ! اب آپ سے کہنا ہی پڑا جس وجہ سے میں اتنے دنوں غائب رہا اور جسکی وجہ سے اب تک مجھے یہان موجود رہنے بلکہ دنیا مین موجود رہنے کا یقین نہین ہے وہ یہ ہے کہ ترک کی ایک پری جمال لڑکی ہے۔ افسوس۔ اس پر روسیون نے ظلم کیا۔ وہ گرفتار ہو گئی ہے۔ مجھسے جدا کی گئی۔ مجھے آج ایک معتبر ذریعہ سے معلوم ہوا کہ وہ نازنین اس (انگلی سے اشارہ کرکے) روسی مورچہ مین ایک روسی افسر کے زیر حراست ہے۔ اگرچہ اس مورچہ تک پہونچنا دشواری سے خالی نہین ہے۔ بیچ مین کئی اور روسی مورچے پڑتے ہین جنکو فتح کرتے اور لڑتے ہوئے ادھر ہوکے جانا پڑیگا۔ علاوہ برین جب تک ہم وہان پہونچین سب طرف سے روسی ہجوم کرینگے۔ ہان پہونچ جائینگے۔ یہ سب باتین ہین مگر کل صبح کو مین اس مورچے پر حملہ کرونگا زیادہ سے زیادہ ہزار ترک میرے ہمراہ ہونگے اور زیادہ توقع مجھے آپکی مدد کی ہے۔ اگر آپ خود تکلیف کرکے اس حملہ مین میری مدد کرینگے تو مین آپکا نہایت ممنون ہونگا۔"

میرزا عباس "اس مین شک نہین کہ اتنی بڑی جرأت کرنا گویا اپنی جان سے ہاتھ دھونا ہے مگر مین وعدہ کرتا ہون کہ آپکی مدد مین کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کرونگا۔ آپ انشاء اللہ اس مورچے تک پہونچکے اپنی معشوقہ پر قبضہ کرینگے۔"

شاہزادہ حسن "آہ! اسی کی تو امید نہین روسی جب دیکھینگے کہ انہین ترک ہوا چاہتی ہے اس مورچے سے ہٹ جائینگے اور افسوس میری معشوقہ کو بھی مجبوراً انکے ساتھ جانا پڑیگا۔"

میرزا عباس "روسیون کی اتنی مجال نہین کہ ہم انہین بھاگنے کا موقع دین اور وہ مورچے سے بچکے نکل جائین۔ آپ مطمئن رہیے۔"

شاہزادہ حسن "خدا کرے ایسا ہی ہو۔ مگر اسکا خیال رہے کہ جیسے ہی میرزا حملہ کرین آپ بھی حملہ کر دیجیے گا۔"

میرزا عباس "انشاء اللہ۔ آپ جھنڈی کے ذریعے سے اپنا ارادہ مجھے بتاتے رہیے گا۔"

شاہزادہ حسن اس گفتگو کے بعد واپس آیا۔ اور اپنے مورچے پر آکے علی پاشا سے ملا۔ اور اسکو پہلے تو میرزا عباس کی طرف سے اطمینان دلایا پھر اپنا حملہ کا ارادہ ظاہر کیا۔

علی پاشا "آپ ابھی ناتجربہ کار ہین۔ کہین ایسا غضب بھی نہ کر دیجیے گا۔ یہ نہ ہوگا کہ ہم

اپنے سپاہیون کو بے نتیجہ کٹوا دین - اُس مورچہ تک تو آپ پہونچ ہی نہین سکتے - ابھی ان مورچون کو تو فتح کیجیے جو درمیان مین پڑے ہین"

شاہزادہ حسن "اُسکے بعد ہم انکو بھی فتح کرلینگے - اور نہایت آسانی سے - اگر آپ کو میری اعانت نہین منظور ہو تو نہ سہی - میرزا عباس نے مجھ سے مضبوط وعدہ کیا ہی - مین تو کل ضرور آدہر ہونگا"

علی پاشا - "افسوس انکار تو مین بھی نہین کرسکتا - مگر اتنا ضرور کہونگا کہ یہ غلط صلاح ہی"

شاہزادہ حسن - "جو کچھہ ہو"

دوسرے روز آفتاب کی کرنین مشرقی قلون سے نمایان ہی ہوئی تہین کہ حسن پاشا کے ہمراہیون نے اُس مورچے پر گولے اُتارنا شروع کیے - اسوقت شاہزادہ حسن کی ہمارہی نے ایک نیا پہلو اختیار کیا تھا - عثمانی توپون سے جو گولہ جاتا تہا وہ اُسے خوف دلاتا ہو جاتا تہا کہ خدا نخواستہ نہین اُس نازنین کے چپیٹ نہ آجائے مگر اسکا انسداد اُسکے امکان مین نہ تہا وہ جانتا تہا کہ اُس نازنین کے قید سے نجات دلانے کا ذریعہ صرف یہی آتشبازی ہی - بغیر اسکے ممکن نہین کہ میرا ہاتہ اُسکے گذر ہوسکے - ترکون نے کئی گھنٹے تک گولہ باری کرکے حملہ کردیا - حسن پاشا اپنے سپاہیون کو حوصلہ دلاتا ہوا بڑھا - اور عشق کے جوش مین ایک اڑتے اور تڑاتے بھڑتے ہوے تیر کی طرح اُس پہاڑی کی طرف روانہ ہوا جہان اُسکے خیال مین اُسکی حور وش اور پری جمال نازنین انجلینا تھی کبھی کبھی دلمین یہ خیال بھی آجاتا تھا کہ وہ مجھے دیکھہ رہی ہوگی - لہذا مجھے جہان تک ہوسکے اپنی شجاعت اور جانبازی کا امتحان دینا چاہیے - میری اولوالعزمی دیکھہ دیکھہ کے وہ خوش ہوتی ہوگی - اور اگر وہ خود نہین تو مریم تو ضرور دیکھتی ہوگی -

اگرچہ شاہزادہ حسن نے یہ بڑا ناتجربہ کاری کا کام کیا کہ ایسی شاہرہم پر اپنی فوج کو لیکے چلا ہی مگر ہمین بھی شک نہین کہ وہ بڑی ہوشیاری اور سپاہیانہ چالاکی کے ساتھہ بڑھ رہا ہی - روسی مورچے جو درمیان مین پڑتے ہین اُنکو وہ نہایت شائستگی سے بچا جاتا ہی اور غور سے دیکھیے تو وہ ہر وقت بڑھتا ہی جاتا ہی یہ ممکن نہین کہ روسیون کے زیادہ فیر اُسکے ساتھیون پر پڑسکین - اگرچہ علی پاشا شاہزادہ حسن کی اعانت پر دل سے مستعد نہ تہا مگر جب اُسنے حملہ کردیا اُسوقت علی پاشا ہی نہین - ہر شخص جسکی رگون مین ترکی خون تہا جان دینے پر آمادہ ہوگیا - حسن خاص شاہی نسل سے تہا اور اُسکو اسطرح جان پر کھیلا جاتے دیکھکر کون تہا جسکے دلمین جوش نہ پیدا ہوجاتا -

جتھہ ترک تھے سب کے سب اُسکا ساتھ دینے پر آمادہ ہو گئے۔ مورچون کی حفاظت کے لیے جو باقی رہ گئے وہ تو رہ گئے باقی سبھون نے اس جرأت اور شجاعت سے حملہ کر دیا جسطرح خود شاہزادہ حسن نے کیا تھا۔ علی پاشا بھی اپنے ترکون کو لیکے بڑہا۔ اور اُدھر میرزا عباس جو شاہزادہ حسن سے دلی اُنس تھا وہ بھی اپنے بیس ہزار مجاہدون کو لیکے پہاڑی سے اُترا اور چلاکر اُس مورچہ پر جون کا سیلاب بہا دے جسپر شاہزادہ حسن حملہ کرکے گیا ہے۔ روسیون تو ابتدا حیرت سے دیکھ رہے تھے کہ شاہزادہ حسن کدہر جاتا ہے اور کس مجنونانہ جوش مین ہے مگر جب اُنھون نے دیکھا کہ دونون طرف سے ایرانی اور ترکی فوجین اُمڈی چلی آتی ہین تو بڑی سرگرمی اور مستعدی سے گولے برسانے لگے۔ روسیون کے کل دستے زیادہ پُھرتی سے کام کرنے لگے اگرچہ اُنکی مستعدی نے بہت سے سلمانون کو راستہ ہی مین تمام کر دیا۔ مگر شاہزادہ حسن آخر ان بورون پر جا پہونچا جنکی آڑ مین روسی سالے اور پلٹنین آمادہ کارزار ٹھہری ہوئی تھین۔ وہان روسیون کی پچاس ہزار فوج تھی۔ ترکون کے پہونچتے ہی توپ اور بندوق کی لڑائی موقوف ہوگئی اور سنگینین چلنے لگین۔ تلوارین چمکا چمکا کے سپاہیون کے دل بڑہانے لگے۔ اور بازار موت گرم ہوگیا۔ سنگینین برابر سینون کو توڑ توڑ کے خون کے فوارے بہا رہی تھین۔ اور بہادری کے امتحان مین بڑے بڑے بہادرون کے پاؤن لغزش کھا جاتے تھے۔ اگرچہ روسی اپنے بورون سے ادہر نکل کے مقابلہ کر رہے تھے مگر ترک اپنی جرأت دیکھا کے انکو ہٹا دیتے تھے اور بورون پر چڑہ چڑہ کے روسیون پر سنگینون کے وار کرتے تھے۔ قطع نظر ان باتون کے یہ اور قیامت تھی کہ روسی دراسلامی دونون مورچون سے گولے آ آکے بہادرون کے سرون پر پھٹتے تھے۔ اور چاہے اُنکے بہادرون کو جنبش ہوتی ہو مگر زمین کو لرزا لرزا دیتے تھے۔

ترک لوگ تو لڑائی کے میدان مین پہونچ گئے تھے مگر ایرانی جو میرزا عباس کے ساتھ تھے ابھی اُنکے پہونچنے مین دیر تھی۔ اس مقام کی لڑائی جب زیادہ طول پکڑ گئی تو شاہزادہ حسن نے جھنڈی کے ذریعہ سے میرزا عباس کو تاکید کی کہ جسطرح ہو سکے یہان جلدی پہونچو ورنہ قیامت ہو جائے گی۔ میرزا عباس نے فوراً حملہ کا حکم دیا۔ مگر ایرانیون نے بڑہنے مین تامل کیا۔

میرزا عباس ۔ (تعجب سے) "اے بہادران عجم! کیا تم روسیون سے ڈر گئے؟ کیا خدا کی رحمت سے مایوسی ہوگئی؟"

ایک ایرانی افسر "نہین - نہ ہم ڈر گئے ہین، اور نہ ہم فضل خدا سے مایوس ہین - مگر ان لوگون کی مدد کرنا ہمارے نزدیک گناہ ہی۔ مذہب حق ظاہر کرنے پر ہمارے دشمن ہو جاتے ہین سنیون کی ہم مدد کرین! انہون نے ابھی تھوڑی ہی مدت ہوئی ہو ہمارے ایک بہادر افسر کو بے گناہ مار ڈالا ہی"

میرزا عباس "ہان ہان - بیشک اُس بیگناہ شہید کا بدلہ ضرور لے لینا مگر اسکا یہ وقت نہین ہی کیا روسیون کے مقابل مین تم ترکون سے ہمدردی نہ کروگے؟ روسی تو ہمارے اور ترکون کے دونون کے دشمن ہین - پہلے اس دشمن کی تو بیخکنی کرو جو اسلام ہی کو مٹا دے گا"

دو چار ایرانی "آپ کی وجہ سے ہمنے ان لوگون کا ساتھ دیا ورنہ یہ ہرگز اس قابل نہین ہین کہ ہم انکی ذرا بھی مدد کرین"

میرزا عباس "اچھا - اب اسوقت نہ چلو - ایسے خیالون کے لیے یہ وقت نہین ہے افسوس - اور اس مرتبہ تو عام ترکون سے غرض نہین خاص شہزادہ حسن کی مدد کرنا ہے جسکی ساعیت متعصب کوئی ڈھونڈھے گا بھی تو نہ پانے گا - اسوقت جس کام کے لیے مین تمہین لیے چلتا ہون یہ خاص شاہزادے کا کام ہی - ترکون کو اس سے کوئی تعلق نہین چاہنا پھر نہ جانا مگر اسوقت تم ضرور چلے چلو - افسوس دیکھو روسی توپین چارون طرف کے دریون سے چلی آتی ہین آہ! کیا غضب کرتے ہو دیکھو ساری کی کرائی محنت غارت جاتی ہی اسوقت اگر ترکون کو مدد نہ پہونچی تو غضب ہو گیا - یہی دیکھو کہ کس بہادری سے وہ لڑ رہے ہین اور کس استقلال سے اور کس شجاعت سے روسیون پر پیے پڑتے ہین - سب باتین جانے دو بہادر چاہیے کسی قوم کا ہو اسکی بہادری کی داد ضرور دینا چاہیے - اسوقت ترکون کی شجاعت کی یہی داد ہے کہ انکی کمک کو پہونچو اور خیر اگر تم نہین چلتے تو مین تنہا جاتا ہون - اب مجھے زیادہ سمجھانے کی بھی مہلت نہین - شاہزادہ حسن کی ہمدردی مجھے کھینچ رہی ہے وہ میرا پہلا دوست اور پہلا مشیر ہے"

یہ کہکے میرزا عباس نے گھوڑے کو ایڑ بتائی اور دو قدم بڑھکے گھوڑے سے اُتر پڑا اور جوش کے کلمات کہتا ہوا آگے بڑھا - ایرانیون کے دل ترکون کی طرف سے ہٹ گئے تھے مگر یہ نہین ہو سکتا تھا کہ عباس کے ایسے بہادر اور مدبر افسر کو وہ ہاتھ سے کھو دین

... نے بھی حملہ کر دیا اور آناً فاناً اس مقام پر جا پہونچے یہان نصف عمرون کا بت جلد
جلد فیصلہ ... ہو جاتی ... ایرانیون کے ہاتھ مین اکثر تلوارین تہین - اور میرزا عباس کے
پیش قدم پر جا رہے تہے - میرزا عباس کو جب یہ معلوم ہو گیا کہ ایرانی میرے ساتھ آرہے
ہین ... تو وہ مقام چھوڑ دیا جدہر سے ترک ... بڑہ رہے ... کے روسیون کا مقابلہ کر رہے
تہے وہ بائین طرف کو جاتا ہوا گیا اور یہ لوگ ... اس طرف نکلے یکایک روسیون پر جا پڑا -
جو لوگ ... ایرانی اسکے ہمراہ تہے انکی صورت دیکہتے ہی روسی گھبرا اٹھے اور مجبوراً انہین
ایک ... اس جانب متوجہ ہونا پڑا اور ایرانی تلوارین جھنکار کی مہیب آوازون کے ساتھ
انکے ... ہین پر پڑنے لگین - ترکون کو نہایت عمدہ موقع ملا ایک ہی حملہ مین انہون نے
... سے ... روسیون کو جو سامنے تہے مار کے ہٹا دیے اور بڑی سہولت سے ادہر اتر
... روسیون کی بہت سی فوجین آ گئی تہین - اور انصاف سے پوچہیے تو وہ کس طرح ہیٹ
... سے ... جوش کمال سے لڑتے جو شاہزادہ حسن کو اس پامردی سے لڑ رہا تہا
پانچ گھنٹہ کامل ... اور سنگینون کی لڑائی رہی اس مدت کے بعد ترکون نے روسیون
کو پیچہے ہٹا دیا اور شاہزادہ حسن اس مورچہ کی طرف بڑہا جسپر حملہ کرنا مقصود تہا - روسیون کو
یہ گمان بہی نہ تہا کہ ترک لوگ اس مورچہ پر جا ئین گے اور اسی وجہ سے انہون نے کوئی زیادہ
سامان نہین کیا تہا - اسوقت ترک ادہر بڑہنے لگے اور اطراف کے مورچون نے گولہ باری کر کے
بہت کچہ ... ترک ... مگر وہ کیونکر رک سکتے تہے - انکا بہادر شاہزادہ تو نہایت بیتابی
... کے ساتھ قدم بڑہائے چلا جاتا تہا -

شاہزادہ حسن ... گرہ گیر ! وہ بیتاب عاشق - وہ پیاری انجلنا کا دلدادہ - شاید اپنے
خیال مین لڑائی کی منزلین طے کر گیا تہا کیونکہ اُسکے دلمین صرف یہی خیالات تہے کہ "میری
انجلنا مجہے ضرور دیکہ رہی ہوگی - مگر اب تو اُسے لوگون نے زبردستی کہینچ کے ہٹا دیا ہوگا -
ہمارے سپاہی قریب پہونچ گئے ہین - لیکن اُسنے میدان کی لڑائی تو ضرور دیکہی ہوگی -
میری مداح ہوگی کیونکہ اسکے لیے مینے بڑی جانبازی کا کام کیا - آہ ! ان جانبازیون
کی اُسکی اداؤن کے مقابل مین کچہ قدر نہین - وہ خود نہ مانتی ہوگی - وہ میری جرات کو
چاہے مانے یا نہ مانے مگر اُسکے دلمین میری محبت ضرور ہے - خدا کرے مین جیسے ہی
اُس مورچے مین قدم رکہون وہ دوڑ کے میرے سینے سے لپٹ جائے" ان خیالات نے

اُسکا سر جھکا دیا تھا۔ اب نظر اُٹھا کے دیکھا تو ترکی سپاہی مورچہ پر پہونچ چکے تھے بلکہ ایک بہادر ادنےٰ درجہ کا افسر فخر کے ساتھہ دمدمہ پر کھڑا ہوا ہلالی پھریرا اُڑا رہا تھا اتنا دیکھتے ہی حسن پاشا مین پھر تاب کہان تھی۔ ایکہی حملہ مین پہونچ گیا وراگرچہ پیچھے رہگیا تھا مگر سب کے پہلے روسیون کے اُس مورچہ مین شمشیر خون آلود لیے کود پڑا۔ روسی اُس مورچہ سے ہٹ نہین سکتے تھے اسلیے کہ اُسکی پشت کی طرف نہایت نشیب و فراز ہونے کے علاوہ ایک نہر بھی جاری تھی جو راستہ روکے ہوے تھی۔ اب پہاڑی پر آمد و رفت سامنے ہی سے ہوسکتی تھی اور چونکہ روسیون کے کئی مورچون کے آخر مین واقع ہوئی تھی لہذا اُنھون نے اسکا چندان خیال نہین کیا۔ روسیون پر شکست سے زیادہ یہ مصیبت پڑی کہ اُنکے سپاہی نکلکے کہین نہین جاسکتے تھے۔ جو راستہ تھا اُس طرف سے ترک آرہے تھے۔

ترکون نے مورچہ مین اُتر کے قتل عام شروع کردیا۔ کچھ دیر تو روسیون نے مقابلہ کیا مگر وہ کتنے تھے جو کچھ دیر ٹھہر سکتے۔ کامروف روسی افسر انجلینا کے فدائی اور شاہزادہ حسن کے رقیب نے یہ ماجرا دیکھا تو دنیا اُسکی آنکھون مین سیاہ ہوگئی۔ پہلے جان دینے کے طیش سے وہ اُٹھا اور شاہزادہ حسن کو افواج ترک کا سردار خیال کرکے اُسی کی طرف جھکا۔ شاہزادہ حسن بھی استقبال کے لیے آگے بڑھا اور دونون مین لڑائی ہونے لگی۔ انکی لڑائی مین کچھ ایسا لطف تھا کہ تمام روسی اور ترک بھی لڑائی سے ہاتھ روک کے اُن دونون کی لڑائی کی سیر دیکھنے لگے۔

واقعی یہ لڑائی دیکھنے کے قابل تھی دونون جانب پورا جوش تھا صرف بہادری ہی کا جوش نہین بلکہ عشق کی آگ دونون کے سینون مین بھڑک رہی تھی۔ ہان اسکا فیصلہ بعد ہوگا کہ کسکا جوش عشق بڑھا ہوا تھا۔ روسی افسر کامروف نے ارادہ کیا کہ شہزادہ حسن کو ایک ہی حملے مین تمام کردے کیونکہ اُسکے ذہن مین اُسکے خیال کی دیوی اور اُسکی دلربا پیاری انجلینا اسی شہزادے کے ہاتھون اُسکے ہاتھہ سے جاتی رہی۔ یہ خیال اُسکو اور اُبھار رہا تھا کہ افسوس میری پیاری معشوقہ ہمیشہ کے لیے مجھ سے جدا ہوتی ہے اگرچہ یہ نہین خبر تھی کہ شہزادہ حسن اُسکا قومی دشمن ہی نہین رقیب بھی ہے۔ الغرض وہ بڑی بہادری اور بڑی تیزی سے بجلی کی طرح ترکی شہزادے پر آیا اور ادھر سے بھی ایسی چالاکی اور پھرتی

کہائی گئی تھی کہ اُسے ندامت کا ایک اور صدمہ اُٹھانا پڑا۔

شہزادہ حسن "بہتر یہ ہے کہ تم اور تمہارے ہمراہی اب ہتیار رکھدین اور اپنے آپ کو ہمارے سپرد کر دین ہم انشاء اللہ تم لوگون سے بصلاحیت پیش آئینگے ورنہ دیکھ جانتے ہو کہ اس مقام سے اب تم لوگ زندہ نہین جا سکتے"

کامروف - (نہایت طیش سے) "ہم لوگ ایسے ذلیل نہین ہین کہ اپنے نام کے ساتھ یہ بے وقعتی تاریخ مین لکھوا دین"۔ یہ کہکے کامروف نے دوسرا حملہ کیا اور تلوار ماری جس سے شاہزادہ حسن کی ران مین زخم آیا۔ اُسکے جوش کو یک بیک بدرجہا زیادہ بڑھا دینے کے لیے یہ زخم کافی تھا۔ غضب آلود نگاہ سے اُسنے کامروف کی صورت دیکھی اور تلوار لیکے پڑا۔ دونون افسرون مین دیر تک تلوار چلتی رہی دونون مین سے ہر ایک اس خیال سے اور زیادہ اپنی مشق سپہ گری دکہا رہا تھا کہ وہ ملائک فریب نازنین دیکھ رہی ہوگی۔ بیشک شاہزادہ حسن کا جوش بڑھا ہوا تھا کیونکہ عرصہ تک کی لڑائی کے بعد ایک بار ترکی شہزادے نے جو روسی افسر کی تلوار خالی دی تو وہ اپنے زور مین آپ آ رہا اور گھوڑے کی گردن پر گر کے ایال پکڑ لیے ورنہ نیچے آ رہتا اتنا موقع کافی تھا شہزادہ حسن نے بڑھکے تلوار کا ایک ایسا بھرپور ہاتھ مارا کہ کامروف کو پھر سر اُٹھانا نہ نصیب ہوا۔ اُسکی گردن نصف کے قریب کٹ گئی تھی اور خون نے بہتے بہتے یہانتک ناتوان کیا کہ ہاتھ جو بڑی مضبوطی سے گھوڑے کے ایال پکڑے ہوے تھے سست ہوگئے اور وہ گھوڑے سے گر پڑا۔ افسوس حسن و عشق کی دنیا کامروف کی نظر مین تاریک ہوگئی اور چند منٹ کے بعد معلوم ہوا کہ وہ ناتوانی جسنے اُسے گھوڑے سے گرایا موت کی ناتوانی تھی مرتے وقت تک کامروف کو انجلینا کا خیال تھا کیونکہ یہی نام کئی بار اُسکی ناتوان آواز سے سُنا گیا اور روح پرواز کر گئی۔

شاہزادہ حسن پر بھی اس نام نے بڑا اثر کیا وہ ایک سناٹے مین آگیا اور خود بخود یہ ہمدردانہ خیال پیدا ہوا کہ افسوس یہ بھی بیاری انجلینا کا ایک ولدادہ تھا۔ ایشیائی شریفانہ غیرت نے یہ خیال اُڑا دیا جسکی جگہ اُسکی نظر کے سامنے اب انجلینا کھڑی اپنی پیاری اور دلربا ادائین دکہا رہی تھی۔ تمام سامان جنگ۔ اپنے سپاہیون کی ترتیب۔ گڑہی پہ قبضہ کرنا۔ روسیون کا خوف سب چیزین اُسکے دل سے نکل گئین وہ صرف حور وش نور الصباح کے خیال مین محو ہے دیکھہ رہا ہے کہ خود انجلینا اور اُسکی قدیم رفیق مریم دونون مسکراتی ہوئی چلی

آتی ہین- آئی ہین اور لپٹ گئی ہین اور انجلنا خوشی کے آنسو بہا بہا کے پوچھ رہی ہو "شہزادے صاحب آپ خاموش کیون ہین؟ خوب آئے- جان پر کھیل گئے میرے لیے بڑی تکلیف گوارا کی- اور اس ظالم روسی کو بڑی بہادری اور شجاعت سے قتل کیا۔"

اس خیالی تصویر کی باتین اگرچہ آتش شوق پر ہوائے تند کا کام دے رہی ہین مگر وہ اسکے سوا اور کیا جواب مین کہہ سکتا تھا کہ "پیاری نورالصباح تیرا خیال کسی وقت میرا ساتھ نہین چھوڑتا" وہ دیکھتا ہے کہ مریم آگے بڑھکے کہتی ہو "شاہزادے صاحب ہوش مین آیئے آپ کس خیال مین ہین" اب آنکھ کھولکے دیکھتا ہو اور متحیر ہو جاتا ہے کہ آہ! یہ خیال کی کرشمہ گری نہین ہو- یہ ذہنی صورتین نہین ہین بلکہ حقیقت مین شاہزادی انجلنا اور اسکی خادمہ مریم کھڑی ہوئی ہین- شوق کی بیخودی یک بیک اُسکے تمام جسم پر چھا جاتی ہو- اور دوڑ کے انجلنا سے لپٹ جاتا ہو-

انجلنا- "ہائین- ہائین! یہ کیا ہے- ابھی ابھی تو مین تم سے مل چکی ہون- یہ دوبارہ کی بیتابی کیسی؟"

شہزادہ حسن- "میری پیاری- میری دلربا! مین سچ سچ کہے دیتا ہون- مجھے معاف کیجیے- مینے آپ کو پہچانا نہ تھا"

انجلنا- "پہچانا نہ تھا! آہ تم مجھے اسقدر جلد بھول گئے! میری محبت اور بیتابیون کا یہی معاوضہ تھا! افسوس مینے تو تمہاری محبت کی ناقدری نہین کی تھی"

شہزادہ حسن- "نہین- نہین- یہ نہین- مجھے معاف کیجیے- اپنا مطلب ظاہر کرنے کے لیے مجھے الفاظ نہین ملے- شہزادی صاحبہ- مین جسوقت اپنے مقام سے چلا تھا اُسوقت سے ابتک آپ کی خیالی تصویر میری نظر کے سامنے رہی- آپ کو دیکھکے بھی مینے یہی خیال کیا کہ آپ نہین ہین بلکہ آپ کی وہی تصویر ہے جو فراق مین میری مونس رہی تھی- بڑا دھوکا ہوا- میری دلربا- آپ مجھے معاف فرمایئے"

مریم- (مسکرا کر) "شاہزادے صاحب- آپ تو ہماری شاہزادی کی خیالی تصویر دل سے دل بہلاتے رہتے- مگر کیا کہون انکے پاس تو وہ تصویر بھی نہ تھی- اچھا اب آپ اپنے فوجی کام مین مصروف ہو جیے- خدا نے آپ کو کامیاب کیا- اگر اسوقت غفلت

بائیں تو وہی بڑھکے آپ کو یہاں سے ہٹا دینگے۔"

شاہزادہ حسن "اب تو یہ کام مجھسے نہ ہوگا۔ میرزا عباس اور علی پاشا آکے خود اسکا انتظام کرلیں گے۔"

مریم "ہاں انتظام تو ہو جائے گا۔ مگر میری رائے میں ترکون کے بیچ یہ انکی جگہ نہیں ہے۔ آپ شہزادی صاحبہ کو یہاں سے نکال کے اپنے اُس دوسرے مورچہ میں پہونچا دیجیے۔ جہاں ہر طرف آپ ہی کے مورچہ ہیں۔ اور یہاں کا کچھ اعتبار نہیں۔"

شہزادہ حسن "ہاں ہاں۔ میں خود اسی تدبیر میں ہون۔ مگر علی پاشا آلیں تو اسکا بندوبست کیا جائے۔"

ترک اس مورچہ پر قبضہ کر چکے تھے اور کامروت کے مارے جانے کے بعد پانچ چار روسیوں نے جو اس مورچہ پر تھے ہتیار رکھدیے تھے اور اپنے تئین ترکون کے سپرد کر دیا تھا۔ ترکی نشان نصب کر دیا گیا اور ترکون نے فتح کا باجا بجا کے خوشی کی جھنڈیاں اُڑائیں۔ علی پاشا اور میرزا عباس بھی تھوڑی دیر میں یہاں پہونچگئے۔

شہزادہ حسن نے اینجلنا اور مریم کو کامروت کے خیمے میں بٹھایا اور خود میرزا عباس سے جاکے ملا۔ علی پاشا اس امر کا انتظام کرنے لگے کہ یہ مورچہ مضبوط کیا جائے۔ اور اپنی توپین اور نیز وہ روسی توپین جو اس قلعہ میں لگی تھیں اور ترکون کے قبضے میں آگئی تھیں ہر طرف لگا دی گئیں اور میرزا عباس شہزادہ حسن سے باتیں کرنے لگا۔

میرزا عباس "فرمائیے آپ اپنی اغراض میں تو کامیاب ہوے۔ اسوقت مجھے بڑی دقت اُٹھانا پڑی۔"

شاہزادہ حسن "اسمین شک نہیں کہ آنے بڑا کام کیا۔ مین ترکون اور ایرانیون دونون کا مشکور ہون جو جان پر کھیلکے اور گویا کفن پہنکے یہان تک پہونچے انصاف سے پوچھیے تو یہ آسان نہ تھا۔"

میرزا عباس "نہیں مجھے اس قسم کی کوئی دقت نہیں پیش آئی بلکہ صرف اپنے ہمراہیون کی جانب سے صدمہ اُٹھانا پڑا۔ آہ ۔

ہر کس از دست غیر نالہ کند   بندہ از دست خویشتن فریاد

ایرانیون نے مجھے جواب دیدیا تھا اور ترکون کی اعانت پر کسیطرح قدم نہیں بڑھاتے

تھے شتہ کہ مین ممہانے سے تھک گیا اور اپنے تمام ہمراہیون کو چھوڑ کے صرف وعدے کے خیال سے مین نے گھوڑا بڑھا دیا۔ مگر مجھے آتے دیکھ کے خدا نے انکے دل مین بھی ڈال دی اور فقط میری وجہ سے اور میری ہمدردی کے لیے وہ یہان تک آئے اور لڑے ہین“

حسن ”افسوس۔ یہ تو بڑی خرابی ہوئی“

میرزا عباس ”کیا کہون آپ آنے کو تو چلا آیا ہون مگر ڈرتا ہون کہ کہین ترکون اور ایرانیون مین تلوار نہ چل جائے۔ دونون جانب عام طبائع مین تعصب کی آگ بھڑک رہی ہے“

حسن ”کیا اب اس امر کا انسداد کسی طرح نہین ہوسکتا؟“

میرزا عباس ”میری راے مین تو ناممکن ہے۔ نہ وہ مابہ النزاع جملہ انسے چھوٹے گا اور نہ انکو اسکا سننا گوارا ہوگا“

حسن ”کیا یہ نہین ہوسکتا ہے کہ آپ کے ساتھی جس جوش وخروش سے اور جتنی بار وہ جملہ کہنا چاہتے ہون مجھے اپنے سامنے بٹھا کے کہلین۔ مین بخوشی خاطر سن لونگا۔ لیکن ان جاہلون کو نہ سنائین جو بگڑ کھڑے ہوتے ہین۔ اور جنھین تعصب کا بخار آجاتا ہے“

میرزا عباس ”آہ! اگر ہماری طرف کے جہلا ایسے ہی ہوتے تو کیا خوف تھا وہ کہنا ہی کیا ضرور خیال کرتے۔ اعتقاد ہو تو اسے دل مین رکھنا چاہیے پکارتے پھرنے سے کیا فائدہ؟ مگر کوئی کیسے سمجھائے؟“

یہ باتین ہو ہی رہی تھین کہ یکایک ایک ترکی افسر بدحواس دوڑتا ہوا آیا اور کہنے لگا ”کہ شاہزادے صاحب غضب ہوگیا!“

حسن۔ (گھبرا کر) ”کیا ہوا؟“

افسر ”ایرانیون اور ترکون مین کشت وخون ہوگیا۔ روسی گولے برابر آرہے ہین اور کوئی ادھر توجہ نہین کرتا۔ آپس مین لڑرہے ہین۔ اور سنگینون نے بہتون کو تمام کردیا!“

شاہزادہ حسن نے اضطراب اور مایوسی کی نظر سے میرزا عباس کو دیکھا اور میرزا عباس نے

شاہزادہ حسن کو۔

میرزا عباس۔ (افسر سے) "آخر وجہ کیا ہوئی؟"

افسر "مین خود تو اس مقام پر موجود نہین تہا مگر مشہور ہے اور ترکون کی زبانی مجہے معلوم ہوا کہ کسی ایرانی نے شاید تبرّا کہا تہا بس اسی پر ترکی سپاہی بگڑ گئے"

حسن "شاید تبرے سے وہی جملہ مراد ہوگا جو ایرانی مجنون نہین ہین کہ عام طور پر سنیون کے سامنے کوئی تبرے کا لفظ کہتے"

میرزا عباس "مین بہی ایسا ہی خیال کرتا ہون"

افسر "اب آپ دونون صاحب جلدی تشریف لے چلین ورنہ ہماری فوج سب کٹ جائے گی اور وہ ہی حملہ کردینگے"

حسن "علی پاشا کیا کر رہے ہین؟"

افسر "حضور وہ تو فوراً وہان پہونچ گئے تہے مگر انکے بنائے کچہ نہ بنی۔ بلکہ مشہور ہے کہ وہ خود زخمی ہوگئے"

حسن۔ اوہو! یہان تک نوبت پہونچ گئی! ابے شک چلنا چاہیے"

یہ کہکے دونون اٹھ کہڑے ہوے اور وہان پہونچ کے دیکہا تو وہ پورا جنگی سامان جو اسلام کے دشمنون پر صرف کرنے کے لیے فراہم کیا گیا تہا باہمی خانہ جنگی مین صرف ہو رہا ہے اور دونون طرف کے بہت سے پرجوش سپاہی نذر اجل ہوچکے ہین۔ شاہزادہ حسن نے بڑہکے ترکون کو روکا اور کہا "دیکہو! دیکہو! کیا غضب کرتے ہو۔ وہ روسی تمہارے سر پر آگئے۔ اب تم دونون کو وہ اپنی سنگینون سے چہید کے ڈالدینگے۔ اس لڑائی کو اسوقت اٹہا رکہو۔ اپنے اصلی مورچون پر واپس چلکے سمجہ لینا۔ مین بہی وہان تمہارے ساتہ بلکہ تمہارے آگے ہونگا" دوسری طرف میرزا عباس نے بہی اسی قسم کے کلمات کہکے بہادر ایرانیون کے جوش کو فرو کیا۔ اصل مین شاہزادہ حسن ہی کی تقریر نے دونون کو روکا تہا کیونکہ انہین روسیون کے آجانے کا یقین ہوگیا تہا اور آمادہ ہوگئے تہے کہ سردست روسیون کو روکین۔ اتنی مہلت نے دونون مصلحان قوم کو نہایت عمدہ موقع دیدیا۔ اور اپنے اپنے فریق کو سمجہانے لگے۔ اور خدا کا ہزار ہزار شکر

کہ یہ فتنہ تھوڑی دیر کے لیے فرو ہو گیا۔

سولھوان باب
نااتفاقی اور شکست

شاہزادہ حسن نے اگرچہ صرف فتنہ فرو کرنے کی غرض سے اپنی طرف سے بنا کے کہا یا تھا کہ روسی آ گئے۔ مگر اب دیکھا تو اصل میں روسی فوجیں مورچہ کے قریب آ گئی ہیں۔ اور اسکی وجہ یہ ہوئی کہ جب روسی توپون کا ادھر سے جواب نہ دیا گیا تو وہ سمجھے کہ شاید ترکون کے پاس اب گولہ باروت اور دیگر سامان جنگ باقی نہیں رہا انھیں اسکی خبر نہ تھی کہ آپسمین تلوار چل رہی ہے ورنہ بہت تیزی سے سر پر پہونچ جاتے غنیمت ہوا کہ انکے گمان میں اسی قدر تھا کہ سامان جنگ کی کمی ہے۔ اور یہی خیال ہے وہ باضابطہ آہستہ آہستہ بڑھے۔ شاہزادہ حسن کے دل میں یہ بات خدا نے ڈالدی اور اسنے تمام مسلمانون سے پکار کے کہدیا۔ اور وہ بھی فوراً مستعد ہو گئے۔ روسی اب گولی کی زد پر آ گئے تھے۔ ترکون اور ایرانیون نے جلد جلد صفین باندہ کے روسیون پر باڑھین مارنا شروع کردین۔ اور ترکی و ایرانی توپون سے تابڑ توڑ گولا بین بھی چھوٹنے لگین۔

شاہزادہ حسن نے جب اپنا کام پورا کر لیا۔ یعنی عساکر اسلامیہ کو روسیونکے مقابل مین قائم کر دیا تو اسنے ایک بلند مقام سے چڑھ کے دوربین لگائی اور روسی فوجون کو دیکھا۔ افسوس اسنے دشمن کی طرف ایسا سامان دیکھا کہ اپنی کامیابی کی بہت کم امید نظر آئی خصوص اس حالت مین کہ طبائع آپسمین ایک دوسرے کی طرف سے برافروختہ ہو رہی ہین اسکے دلمین فکر پیدا ہوئی کہ شاہزادی زیجنا کو کسی ترکیب سے نکال لے چلنا چاہیے۔ اس مورچہ پر قبضہ باقی رہنا بہت دشوار نظر آتا ہے۔ وہ تمام دقتین بھی پیش نظر ہو گئین جنکی وجہ سے اپنی پیاری دلربا نور الصباح اور اسکی خادمہ مریم کا نکال لے جانا دشوار تھا۔ بہت غور کیا مگر کوئی بات ذہن مین نہ آئی۔ آخر لپک کے شاہزادی کے خیمے مین گیا اور کہنے لگا "پیاری نور الصباح۔ آہ! اگرچہ تمہارا دیدار نصیب ہو گیا مگر افسوس اس ملاقات اور اس صحبت کو بہت ہی ناپائداری ہے۔"

تنا سنتے ہی حور وش اور پری جمال انجلینا کے گلابی رخسارے کمھلا کے زرد ہو گئے۔ اور مایوسی کے لہجے میں پوچھنے لگی "کیون ؟ کیا ابھی تک تقدیر بر سر عداوت ہے ؟"

شاہزادہ حسن "معلوم تو ایسا ہی ہوتا ہے - اس مورچہ کے قریب ہمارا کوئی مورچہ نہیں کہ ہم لوگ وہاں پہنچ سکتے۔ تمہارے عشق کے جوش میں مین اپنے سپاہیون کو یہان تک بڑھا لایا - اب روسیون نے راستہ روک دیا ہے۔ اور ان کی بے شمار فوجیں اس مورچہ پر یورش کرتی ہوئی چلی آتی ہیں - ترک اور ایرانی ابھی آپس میں لڑ پڑے تھے مگر مین غیرت دلا کے انہیں روسیون کی طرف متوجہ کر آیا ہون - اگرچہ ہماری فوجیں برابر بڑھ رہی ہیں اور گرا رہی ہیں مار رہی ہیں مگر آہ ! پیاری انجلینا - مجھے روسیون کا سیلاب رکتا نہیں معلوم ہوتا ہے"

انجلینا "پھر کیا تدبیر ہو سکتی ہے ؟ تمہاری فوجیں جب تک رکی ہوئی ہیں اس وقت تک آؤ ہم تم کسی اور طرف سے نکلکے تمہارے دور کے محفوظ مورچون کا راستہ لیں"

شاہزادہ حسن "آہ ! پیاری انجلینا - یہ تو کسیطرح ممکن ہی نہیں ہے - اول تو پہاڑ ہیں سے اور کسی طرف سے نکلنے کا راستہ ہی نہیں ہے - دوسرے اپنے سپاہیون اپنے جان نثارون کو چھوڑ کے میں ہرگز نہیں جا سکتا - چاہے ہمیں جان جاتی رہے"

انجلینا - (سہکر) "پھر کیا ہو گا ؟ آہ ! کیا پھر اسی طرح فراق اور ہجر نصیب ہو گا ؟"

حسن "جو قسمت میں لکھا ہو" - اتنا کہتے ہی شاہزادہ حسن کی آنکھون سے آنسو جاری ہو جاتے ہیں اور شاہزادی انجلینا بیتاب ہو کے اپنے لائق دلدادہ کے سینے سے لپٹ جاتی ہے "

مریم "شاہزادی صاحب - یہ رونے دھونے کا وقت نہیں ہے - کوئی تدبیر کرنا چاہیے "

انجلینا "مریم - تقدیر کے آگے بھی کوئی بات چل سکتی ہے !"

حسن "ایک بات میرے خیال میں آئی ہے - اگرچہ اسمین آپ کو تکلیف ہوگی - اور بڑی مصیبتیں اٹھانا پڑینگی" شاہزادہ حسن کی زبان سے یہ جملہ سنتے ہی انجلینا کے چہرے پر ایک تروتازگی آجاتی ہے اور نہایت ہی شوق و انتظار کی نظر سے وہ

اپنے عاشق کی صورت دیکھنے لگتی ہے۔ اور آخر بیقراری کے لہجے مین بول اُٹھتی ہے۔
"شاہزادے صاحب۔ خدا کے لیے جلدی بیان فرمائیے جو مصیبت ہوگی مین اُسے بھی خوشی سے برداشت کرونگی۔"

حسن "آپ اور مریم دونون مردانے فوجی لباس پہن لیجیے اور گھوڑے پر سوار ہو کے میرے ساتھ رہین۔ جو کچھ مجھ پہ گذریگی وہ آپ پر بھی گذریگی۔ اول تو ہم کامیابی کے ساتھ انشاءاللہ اپنی فوج کو نکال لے چلینگے اور اگر شکست بھی ہوگئی تو مجھے یقین ہے کہ ہم تینون آدمی تو ضرور ہی نکلجائین گے۔"

اینجلینا "بے شک۔ بس اب اسکے سوا اور کچھ نہین ہو سکتا۔ اگر جان ہی جانا ہے تو اپنے دل کے مالک شہزادہ حسن کے پہلو مین کیون نہ دون! اور خدا نے چاہا تو ہم کامیابی کے ساتھ اطمینان کے مقام پر پہونچ جائین گے۔ مریم تم بھی راضی ہو نہ؟"

مریم "شاہزادی صاحب بھلا آپ کی خدمت مین مین اپنی جان سے دریغ کرونگی؟ مین تو آپ کی لونڈی ہون اور آپ جہان تشریف لے چلینگی مین بھی آپ کے ہمراہ ہون۔"

اینجلینا "یہان اب مردانہ لباس کہان ملے؟ کامروف کے دو ایک جوڑے اس خیمہ مین نکلجائینگے کہیے تو اُنکو لے آؤن۔"

حسن "نہین۔ ترکون کو دھوکا ہوگا اور آپ کو نہین مین رہنا ہے۔ شاید کوئی شخص خدانخواستہ حملہ کر دے۔"

اینجلینا "پھر کیا کیا جائے؟"

حسن "بعض شہید ترکون کے کپڑے مین اُتار کے لاتا ہون یہان اکثر ترکونکی لاشین پڑی ہین۔"

یہ کہکے شاہزادہ حسن خیمے کے باہر نکلا اور ایک ترک سپاہی کو حکم دیا کہ کہین سے ترکی لباس کے دو جوڑے لے آئے اور نہ ملین تو مقتولون ہی کے کپڑے سہی" فوراً اس حکم کی تعمیل کی گئی اور دم بھر مین دو جوڑے آگئے۔ شاہزادی اینجلینا اور مریم نے ترکی فوجی لباس پہنا۔ آہ! پیاری اینجلینا اسوقت دیکھنے کے قابل ہے۔ فوجی نیلا کوٹ اُسکے سنہرے رنگ پر عجب لطف دکھا رہا تھا۔ سیاہ زلفین چہرے اور شانون پر بکھری

ڈالی تھین اور ترکی ٹوپی جو ایک بانکی وضع سے اُسکے سر پر رکھی ہوئی تھی اُس کی تمام اداؤن سے زیادہ دلفریب معلوم ہوتی تھی - آہ اِس جوروش اور بیجا چالاکیان بہی ہون مقابلہ کرینگے کہ حقیقت مین وہ آج بہادر ہے اور آج اُسکی نگاہ کے تیر حسرت سے زیادہ کارگر ہوتے ہین - نجیبا یہ لباس ہین کے جب شاہزادہ حسن کے سامنے آئی تو اپنی ان اداؤن اور نئی وضع کا خیال کرکے مسکرائی - پہ تو اسے شرم آتی تھی کہ خوب بہروپ بدلا دیکھ ہنسی آتی تھی کہ مین کیا ہون اور کیا معلوم ہوتی ہون - شاہزادہ حسن پر پیاری انجلینا کی تمام ادائین ہمیشہ سے زیادہ ستم کر رہی تہین انجلنا اور مریم کے لیے تیز رو گھوڑے بہی مہیا کرلیے گئے تھے دونون مع شاہزادہ حسن کے اپنے گھوڑون پر سوار ہوئین اور جنگ گاہ کا راستہ لیا-

وہان جاکے دیکھا تو روسی توپون کے قریب پہونچ چکے تھے اور اُنکے بہادر سپاہی بندوقون اور تپنچون سے گولہ اندازون پر فیر کر رہے تھے - یہ حالت دیکھتے ہی شاہزادہ حسن نے ایک پرزور تقریر سے ترکون کے دلون مین جوش پیدا کر دیا - میرزا عباس اور علی پاشا نے بہی بڑی جرأت اور بڑی شجاعت سے اپنے سپاہیون کو بڑھایا - ان لائق افسرونکی کوشش سے اتنا ضرور ہوا کہ ترکون اور ایرانیون کے دلون مین روسیون کا رعب نہین بیٹھنے پایا لیکن دشمن کے سیلاب عظیم کو روکنا اُنکی قوت سے باہر تہا اُنکے قریب پہونچتے پہونچتے روسیون کی بہت فوج تلف ہوگئی تہی اور حقیقت مین وہ ہزارون جانین بیچ کے وہان تک پہونچے تھے-

آخر روسیون کا ایک کرنیل اوپر چڑہ آیا - ترکی گولہ انداز نے بڑھکے ایک سنگین مارکے گرانا چاہا - مگر ساتھہ ہی کرنیل نے تپنچہ فیر کیا اور ترکی سپاہی دہم سے گر پڑا - یہ حالت دیکھکے ایک ترکی افسر نے بندوق فیر کی اور وہ روسی اُلٹ کے نیچے جا گرا - دیر تک یونہین لڑائی رہی - اب روسیون کی بہت سی فوجین پہونچ کے ہر چہار طرف پہیل گئی تہین اور اُنکے افسر اپنے عقاب کے جہنڈے لیے ہوے مورچون پر اس کثرت سے چڑہنے لگے کہ اُنکی مزاحمت کسی طرح نہین ممکن تہی ترکون اور ایرانیون کے کل توپخانے والے اپنی توپون پر بہادری کے ساتھہ قربان ہوگئے - اور رسالہ اور پلٹن کے لوگون نے جب کسی بات مین مفر نہ دیکھا تو ہٹ آئے اور تقدیر کے منتظر ہوے کہ دیکھیے کیا انجام ہوتا ہے-

اس موقع پر شاہزادہ حسن علی پاشا اور میرزا عباس نے مشورہ کرکے اپنی کل فوج کو یکجا کیا اور ارادہ کیا کہ یا تو لڑتے بھڑتے اس پہاڑی سے نکلجائین اور یا بہادری سے جان بچانے کی کوشش مین جان دیدین - افسوس ترک اور ایرانی جو ایک دوسرے کے ساتھ ملکے لڑنے پر قسم کھائے ہوسے تھے اُنھون نے اب اس ذلت کے بعد قسم توڑی ہو تو کس نازک موقع پر - جب کہ کوئی امید نہین باقی رہی - اور یقین ہوگیا ہو کہ دونون سے کوئی زندہ نہ بچ سکیگا - تجربہ کار اور جانباز افسرون نے سب کو یکجا کیا اور حکم دیا کہ بند دیز فیر کرتے ہوے اور سر جھکائے ہوے بڑہین - چاہے کچھ ہو اور چاہے سب مار ڈالے جائین مگر برابر قدم آگے ہی بڑہائین - اور نہایت تیزروی سے اپنے قدیم مورچون پر پہونچین - اسکے ساتھ ہی شہزادہ حسن اور میرزا عباس نے اپنے دور کے مورچہ والون کو جھنڈی کے اشارے سے حکم دیا کہ ہم ادہر سے بڑہتے ہین تم بھی فوراً مورچون سے نکل پڑو اور ہم تک پہونچنے کے لیے جہان تک ہو پیش قدمی کرو - تاکہ ہمکو اس مصیبت سے نجات ملے - جھنڈی کا اشارہ پاتے ہی ایرانی اور ترک اُدہر سے بھی بڑہے اور اُنھون نے بھی دلمین ٹھان لی کہ جسطرح بنے گا ہم اپنے آپ کو ان لوگون تک ضرور پہونچا دینگے -

حورِوش اور پری جمال انجانا نے یہ عالم دیکھا تو اُسکا دل دھڑکنے لگا - آہ ! وہ جو صرف چاہنے والون کے خیال مین رہنے کے لیے پیدا ہوئی تھی - جسنے لڑائی کا کوئی میدان اور خونریزی کا کوئی سمان نہین دیکھا تھا وہ ایسی سخت لڑائی اور سخت ناامیدی کا منظر دیکھ کے کیسی مایوس ہوئی ہوگی - اسوقت اُسکے دل مین کس قسم کے خیالات گذر رہے ہونگے - اُسنے نہایت حسرت سے اپنے پیارے عاشق شہزادہ حسن کی صورت دیکھی جو بڑی سرگرمی سے اس کشت وخون کے دریا مین کودنے کا اہتمام کر رہا تھا اور صورت دیکھتے ہی دیکھتے کچھ ایسا دل بھر آیا کہ بے اختیار جی چاہا کہ اُس کے سینے سے لپٹ جائے - مگر ایشیائی شریفانہ شرم آمیز خون جو اُسکی رگون مین دوڑ رہا تھا اُسنے یہ جرأت نہ کرنے دی - پھر بھی اُسنے بڑھکے شاہزادے کا ہاتھ پکڑ لیا اور بھری ہوئی آواز مین کہا -

"شاہزادے صاحب ! آہ ! بے فائدہ کی کوشش مین ایسی سرگرمی ! موت کے لیے اہتمام ! اب یہ آخری وقت ہے اسوقت آپ میری طرف متوجہ رہیے - جان دیتے وقت مین آپ کو اور کسیطرف نہ متوجہ ہونے دونگی ! نہین - نہین - بس اب ان باتون سے

برداشت کیجیے"

شاہزادہ حسن "پیاری انجلینا گھبراؤ نہیں۔ خدا مسبب الاسباب ہے۔ دیکھو خدا نے چاہا تو ہم نہایت کامیابی سے نکل جاینگے۔ آپ کو ہمارے سپاہیون کا حال نہین معلوم ہے۔ اس موقع پر اگر روسی ہوتے تو البتہ خوف تھا اور ترک لوگ تو ایسے بہادر ہیں کہ جب تک جان مین جان ہے ممکن نہین کہ آپ کا ایک بال بھی بیکا ہو۔ مان یہ لڑائی کا سامان دیکھ کے آپ ڈرتی ہونگی مگر ڈرنے کی کوئی بات نہین۔ مجال نہین کہ کوئی روسی آپ کے پاس پھٹکنے بھی پائے۔

مگر ایسے وقت مین یہ باتین کیا تسلی دلا سکتی تھین۔ شاہزادی انجلینا آبدیدہ تو پہلے ہی تھی زار زار و قطار رونے لگی۔ ترکی شاہزادے نے آنسو پونچھے اور بڑے چپکے سے کہا کہ آپ ایسی بے صبری نہ کیا کیجیے۔ یہ وقت یہ بالکل خلاف اصول ہے۔ ہمارے سپاہیون کا بھی دل تھوڑا ہو جائے گا۔ یہی وقت صبر کا ہے۔ بس بس اب ہو چکا۔ اور آپ مطمئن رہیے مین آپ کے پاس سے نہ ہٹونگا۔ ترکون اور ایرانیون نے اپنے افسرون اور شاہزادی انجلینا کو جو شاہزادہ حسن کے پاس تھی اور اسکی خادمہ مریم کو اپنے جھرمٹ مین لے لیا۔ دل مضبوط کیے۔ مرحبا کہے۔ اور تکبیر کرتے ہوے بڑھے۔

مسلمانون کے اس حملہ کا روکنا نہایت دشوار تھا۔ روسی فوجین مورچے کے اندر آ چکی تھین اور برابر چلی آتی تھین۔ کسیطرح انکی فوجون کا سلسلہ ٹوٹتا ہی نہ تھا جسوقت ترک سمٹ کے بڑھے روسیون نے اپنی بندوقون سے بہت روکا۔ مگر کسی طرح نہین رک سکے۔ اور جب سنگینین لیے ہوے ترک قریب پہونچ گئے تو انکے تیور دیکھکے روسیون کو یقین ہو گیا کہ بے شک یہ لوگ جان دینے کی غرض سے بڑھے ہین۔ فوجی اصول سے انکی صفین پھٹ گئین اور انھون نے عمداً راستہ دیدیا کیونکہ حسب اصول جنگ ایسے لوگونکی مزاحمت کرنا خود اپنا نقصان کرنا ہے۔ مگر باوجود اسکے کہ روسیون نے راستہ چھوڑ دیا تھا پھر بھی بہت سخت سنگینین چلین اور دونون طرف کا بہت نقصان ہوا۔

آخر شہزادہ حسن کے ہمراہی اس پہاڑی سے اُتر کے میدان مین آ گئے۔ اس دست بدست لڑائی کے مقام سے یہ مقام انکے لیے زیادہ نازک تھا کیونکہ ہر چہار طرف سے برابر گولے برس رہے تھے۔ اور اہل اسلام جو نقصان اُٹھا کے اور ندامت کے ساتھ جا رہے تھے

اُنپر اور قیامت یہ تھی کہ آنکی گولیان بالکل کارگر نہین ہوسکتی تھین - کیونکہ روسی ایسے مورچون مین اور ایسے مقامون مین تھے جہانتک ترکی گولیان ہرگز نہین پہونچ سکتی تھین اور اسی خیال سے اب ترکون نے فیر کرنا بھی موقوف کر دیا تھا مگر ترکی اور ایرانی مورچون نے یہ بڑا کام کیا کہ روسی توپین جسقدر شاہزادہ حسن اور اسکے ہمراہیون پر گولے برساتی تھین اسقدر وہ آن مورچون پر اور زیادہ گولہ باری کرتے تھے - اور اسی وجہ سے روسی لوگون کو شاہزادہ حسن کی مزاحمت مین کسیطرح پوری کامیابی نہ ہوسکی - یہ سب کچھ تھا مگر پھر بھی ایرانی اور ترکی فوجین آدھی آدھی کٹ گئین - اور بڑے خوش نصیب تھے جو اس نازک حالت اور جانبازی کے مقام کو استقلال سے طے کرکے اپنے مورچون پر پہونچ گئے -

مگر افسوس اس ناکامی اور شکست نے اسلامی سپاہیون کے حوصلے پست کر دیے اور انکو اتنا بڑا نقصان اُٹھانا پڑا جسکا معاوضہ انکو کسیطرح نہین ملسکتا تھا - علی پاشا وہ بہادر ترک جسنے ایرانی مجاہدون کو شائستہ اور باضابطہ فوج بنا دیا تھا - اور جسکی حُسن تدبیر - بیدار مغزی - جرأت - تجربہ کاری - پر ترک ناز کرتے تھے وہ واپس آتے وقت راہ مین مارا گیا - ایک گولہ اُسکے سر پر آکے پھٹا اور اُسکے دو ٹکڑے اپنے ساتھ اس پرجوش اور راستباز افسر کو بھی اڑا کے لے گئے - بے شک ترکون کی بہادری آدھی رہ گئی - نہین ترک ہی نہین ایرانیون کی بھی قوت ٹوٹ گئی علی پاشا کے مارے جانے کا عام طور پر تو لوگون کو افسوس ہوا ہی مگر شاہزادہ حسن اور میرزا عباس کو بہت بڑا صدمہ ہوا - کیونکہ یہ لوگ خود بہادر تھے اور اُسکی کارگزاریون کے قدردان تھے -

اگرچہ سردست تمام ترکی فوجین شاہزادہ حسن کے زیر حکم تھین - مگر فکر پیدا ہوئی کہ علی پاشا کے مقام پر کون شخص مامور کیا جاے - مصطفے پاشا سپہ سالار افواج دولت عثمانیہ متعینۂ آرمینیہ کو تار دیا گیا جسنے غالباً انکو بھی سخت صدمہ پہونچایا ہوگا -

مگر اس سے بھی زیادہ افسوس کی یہ بات تھی کہ ایرانی اور ترک جنکی باہمی عداوت نے یہانتک نوبت پہونچائی تھی کہ اُنمین تصفیہ ہونا درکنار اب عداوت اور ترقی کر گئی - ادہر ترک برہم ہوے کہ یہ شکست صرف ایرانیون کے تعصب کی وجہ سے

ہوئی ادھر ایرانیون کو بھی اسی قسم کا خیال ترکون کی نسبت پیدا ہوا۔ میرزا عباس اور شاہزادہ
حسن نے ہرچند ہر طرح فساد کے دفع کرنے کی کوشش کی مگر کوئی نتیجہ نہوا۔
یہ دن ترکون پر بہت سخت گذرا۔ ادھر اپنی شکست کی ندامت۔ ادھر علی پاشا کے مارے
جانے کا صدمہ۔ یہ دن پورا اسی صدمہ اور اسی رنج مین گذرا۔ شام ہوئی اور آفتاب
کی سنہری کرنین پہاڑ کی چوٹیون کو اپنے رنگ مین رنگتے رنگتے غائب ہوگئین۔ شام کے وقت
ترکون کے دل مین اسقدر سخت صدمہ تہا اور ایرانیون کی عداوت اسقدر ترقی کرگئی تہی کہ
انہین کسی پہلو پر قرار نہین پڑتا تہا۔
شاہزادہ حسن جو دن بہر کا تہکا ماندہ تہا اپنے خیمے مین گیا اور بیہوش انجلینا اور مریم
جو اسکے ہمراہ صحیح وسالم نکل آئی تہین وہ بہی اسکے ہمراہ تہین۔ انجلینا شاہزادہ حسن کی
طرف متوجہ ہو کے کہنے لگی "شاہزادے صاحب۔ اب توآپ اطمینان کے مقام پر پہونچ
گئے۔ اور خدا نے بڑی بڑی آفتون سے بچا کے یہان تک پہونچایا۔"
شاہزادہ حسن "پیاری انجلینا۔ ہان خدا نے ہمکو تو محفوظ رکہا مگر آج کی لڑائی کا انجام
اچہا نہوا۔ بڑی خرابی ہوئی۔ میرے نزدیک تو ہمارے سب مورچے ضعیف ہوگئے۔
اور اب یہ بہی کوئی اطمینان کی جگہ نہین"
انجلینا۔ "کیون؟"
شاہزادہ حسن "ہماری ساری قوت ٹوٹ گئی۔ ہم بالکل ضعیف ہوگئے۔ علی پاشا
شہید ہوے۔ ایرانیون اور ترکون کی عداوت اور ترقی کرگئی۔ اس سے زیادہ کیا بے اطمینانی
اور نازک حالت ہوگی"
انجلینا۔ (خوف زدہ ہوکر) "تو کیا اس پہاڑی سے بہی ہمکو اسی طرح نکلجانا ہوگا جسطرح
ہم اس پہاڑی سے نکلے ہین؟ آہ! ایک ہی بار کی مصیبت جب یاد کرتی ہون دل
دھڑکنے لگتا ہے۔ اب دوبارہ ایسا ہوا تو کیا ہوگا؟"
شاہزادہ حسن "نہین اسکا تو اندیشہ نہین۔ مگر خیال یہ ہے کہ ہماری قوت ٹوٹ
گئی اور اصل یہ ہے کہ اب ہم روسیون کا مقابلہ کرنے کے قابل نہین رہے۔ ایرانیون نے
ابتدا ہماری مدد مین جیسی شجاعت دکہائی اُسکے ہم ممنون ہین۔ مگر اب تو ایسی پیچیدگیان
پیدا ہوگئی ہین کہ میری رائے مین اگر یہ لوگ ہماری مدد نکرتے تو ہم ایسی خرابی مین نہ پڑتے

تمھین لت پڑ گئے ہین "

انجلینا " ایرانی بڑے ظالم ادبہت ہی بُرے ہوتے ہین۔ آہ! انھین ظالمون کے ہاتھون آبا جان بھی مارے گئے تھے۔ افسوس اب وہ ایک قصہ معلوم ہوتا ہے۔ مگر شاہزادے صاحب اُن دنون میرا یہ حال تھا کہ جب آبا جان یاد آجاتے تھے گھنٹون آنسو نہ رکتے تھے مجھے ایرانیون سے دشمنی ہوگئی تھی اور ہان وہ ظالم بھی تو ایرانی ہی تھے جو مجھے اور مریم کو گرفتار کرنا چاہتے تھے جنھین آپ نے قتل کیا۔ کیون مریم وہ ایرانی ہی تھے نہ؟"

مریم " شاہزادی صاحب۔ جی ہان وہ ایرانی ہی تھے "

شہزادۂ حسن " مگر پیاری انجلینا۔ تمھین ایسا نہ کہنا چاہیے۔ مجھے تعصب بُرا معلوم ہوتا ہے اگرچہ تمھاری زبان سے بُری بات بھی اچھی ہی معلوم ہوتی ہے۔ یہ خیال کرو کہ ایسے امور سب ہی سے ظاہر ہوتے ہین۔ اگر تمھارے والد کی تلوار کارگر ہوجاتی تو وہ ایرانی ہی مارا جاتا۔ دونون جانب سے ایک ہی قسم کا حملہ ہوا تھا۔ اب یہ تقدیری معاملہ تھا کہ اسکا نتیجہ کام کر گیا اور تمھارے والد کی تلوار پوری نہ پڑی۔ علے ہذا القیاس جسطرح وہ ایرانی تمھین اور مریم کو رنج دینا چاہتے تھے اسیطرح سیکڑون ترک اور روسی بھی ان پہاڑون پر برابر آدمیون اور پری جمال لڑکیون کا شکار کھیلا کرتے ہین۔ پیاری انجلینا۔ تم اپنے دل سے ایسے خیالات کو نکال ڈالو۔ دنیا مین سیکڑون مذہب ہین اور ہر مذہب والے اپنے ہی مذہب کو برحق اور اچھا خیال کرتے ہین "

انجلینا " شاہزادے صاحب۔ مجھے معاف کیجیے۔ حقیقت مین اب باہمی اتفاق کا زمانہ ہے "

شاہزادۂ حسن " صرف اب نہین ہمیشہ اتفاق کا زمانہ تھا۔ مگر ہان اُن دنون ہماری آنکھون پر پردے پڑے ہوے تھے۔ اور اب ہم سمجھے ہین۔ یہ ساری خرابیان جنکی وجہ سے دین اسلام ضعیف ہوا اور ہوتا جاتا ہے صرف نااتفاقی کی وجہ سے تھین اور ہین۔ اور خصوص شیعون اور سنیون کی نااتفاقی کی وجہ سے۔ دیکھیے ہم کس کامیابی سے روسیون کو برابر زک دیتے رہتے تھے۔ مگر ہماری ہی نااتفاقی کا نتیجہ ہے کہ آج اتنی بڑی شکست کھاکے آئے ہین "

انجلنا "ہان - ہان صحیح ہے پہر کیا ہمین اتفاق نہین ہو سکتا - دونون کو سمجہائیے"

شاہزادہ حسن "آہ! سمجہانے ہی سے سمجہتے تو کیا تہا دونون مین سے کسی کے ذہن مین نہین آتا اور ہم لوگ سمجہاتے سمجہاتے تہک گئے"

مریم "شاہزادے صاحب اب ان باتون کو جانے دیجیے - خدا کیلیے یہ اچہی گہڑی ہے اس کی قدر کرنی چاہیے یہ رات عاشقون کو بہت کم نصیب ہوا کرتی ہے اور اسکی تمنا مین عمرین گذر جاتی ہین"

شاہزادہ حسن "آہ! پیاری انجلنا - خدا نے کن ارمانون کے بعد ملایا ہے - مریم سچ کہتی ہے مین بڑا خوش نصیب ہون وہ بڑا ناقدرشناس ہوا جو اپنی پیاری محبوبہ کی قدر دانی نہین کرتا"

انجلنا "شاہزادے صاحب - آپ سے چہٹ کے مجہپر جو مصیبتین پڑین خدا دشمن کو نصیب نہ کرے مین بالکل مجبور ہوگئی تہی - ایک ظالم کی قید مین تہی روسیون نے پہر حملہ کیا مگر خدا مہربان تہا اسنے میری وہ دعائین سن لین جو مینے بیتابی کے عالم مین کی تہین"

اتنے مین ایک حبشی خواجہ سرا آیا اور ادب سے ہاتہ باندہکے کہڑا ہوگیا -

شاہزادہ حسن "کیون کیا ہے"

خواجہ سرا "حضور - دو ترکی افسر حاضر ہوے ہین - اور کچہ عرض کرنا چاہتے ہین"

شاہزادہ حسن (انجلنا کی طرف دیکہکر) "پیاری انجلنا - تم دیکہتی ہو مین کن کن مصیبتون مین پہنس گیا ہون - کسی وقت اطمینان سے بیٹہنا نصیب نہین ہوتا افسوس علی پاشا اپنے بعد یہ بلا میرے سر چہوڑ گئے - چونکہ یہان کوئی اعلیٰ افسر نہین ہے لہذا سارا کام مجہی کو کرنا پڑتا ہے - آہ! تمہاری جدائی کسیوقت گوارا نہین ہوتی مگر اپنے فوجی فرائض سے مجبور ہون"

یہ کہکر شاہزادہ حسن خیمے سے نکلکے دوسرے خیمے مین جاتا ہے جو ملاقات اور لوگون سے ملنے کے لیے نصب کیا گیا تہا - دونون افسر فوجی قاعدے سے سلام کرتے ہین -

حسن "کیا خبر ہے"

ایک افسر "محاذ مصطفے پاشا نے آپ کی خدمت مین بھیجا ہے"

حسن "کیا ابھی اُنہین کے پاس سے آتے ہو"

افسر "حضور۔ انکو علی پاشا کی شہادت کا حال سُنکے بڑا صدمہ ہوا۔ اور انکی جگہ جمیل پاشا کو سپہ سالار معین کیا ہے جو کل صبح کو یہان آجائینگے"

حسن "بہت اچھے شخص کو معین کیا۔ مین جمیل پاشا کے آنے سے نہایت محظوظ ہوا۔ مگر ایک بات کا اندیشہ ہے۔ جمیل پاشا اپنے مذہبی عقائد مین بہت سخت ہین بلکہ مین کہ سکتا ہون کہ وہ جتنے بہادر ہین اُتنا ہی اُنہین تعصب ہے اور یہان کی حالت شیعون کی مخالفت کی وجہ سے سخت نازک ہو رہی ہے۔ وہ آئے تو اور خرابی کا اندیشہ ہے"

افسر "حضور اسی مصلحت سے تو وہ مامور کیے گئے ہین۔ کیونکہ سُنا گیا ایرانیون نے ترکون پر یہان بڑے بڑے تشدد کیے۔ مشہور ہے کہ علانیہ تبرا کہتے ہین اور ترکون کو صرف مروت مین سننا پڑتا ہے۔ مصطفے پاشا کو تو یہ بھی خبر پہونچی ہے کہ ایرانیون کے ہاتھ سے علی پاشا مرحوم زخمی ہو گئے تھے اور انہین کی بے عنوانیون سے شہید بھی ہوئے"

حسن "ہان اسی باہمی اختلاف ہی کی وجہ سے ہمکو زک ہوئی۔ اور ان خرابیون تک نوبت آئی۔ مگر مین یہ نہین کہ سکتا کہ صرف ایرانیون کی ہی جانب سے شر ہوا۔ خیر اب تو جو ہونا تھا ہوا اور جو ہونا باقی ہے وہ ہوگا۔ دیکھیے انجام کیا ہوتا ہے"

افسر "آپ سے مصطفے پاشا نے دریافت فرمایا ہے کہ اس باہمی اختلاف کے موقع پر کیا کارروائی کی جائے دو صورتون سے خالی نہین۔ یا تو ترکی افواج واپس طلب کر لی جائین اور یا ایرانیون کو حکم دیدیا جائے کہ اپنے ملک مین چلے جائین کیونکہ اس فساد کی صورت مین ہمکو اُنکی اعانت کی ضرورت نہیں ہے۔ دشمنون پر بار ڈالکے کیا ہم بے وقوف بنین گے"

شاہزادہ حسن "کیا تم واپس جاؤ گے؟"

افسر "حضور آپ کی راے دریافت کرکے بر وقت پلٹ جاؤنگا"

حسن "میرے نزدیک تو جب اتفاق کی جانب سے مایوسی اور ناامیدی ہے تو

ایرانیون کو اُنکے وطن جانے کی ہدایت کرنا چاہیے"

افسر:- اور اگر اُنکو جانے مین تامل ہو! اور کون کو خیال ہے کہ شاید ایرانی شبکل جائینگے اور کیا عجب کہ وہ مقامات جو اُنھون نے فتح کیے ہین اُنکو اپنی سلطنت مین شامل کرنا چاہین"

حسن:- ایسا نہین ہوسکتا۔ اور اگر اُنکے دل مین ایسا خیال ہو تو اُنکی حماقت ہے"

افسر:- حضور۔ اب اُنہین اپنی بہادری پر دعوی ہوگیا ہے۔ اور یقیناً بغیر خونریزی کے اسکا فیصلہ نہوسکیگا"

حسن:- نہین اُن کو ترکون کے مقابل اپنی بہادری اور قوت کا دعوے نہوگا۔ اسلیے کہ اگرچہ اُنکا جوش کتنا ہی بڑھا ہو مگر روسیون سے لڑنے کے قابل اُنکو ترکون ہی نے بنایا ہے۔ خیر اب میری رائے تو تمکو معلوم ہوگئی۔ مصطفی پاشا سے جا کے یہی بیان کردینا۔ اور جمیل پاشا تو کل آہی جائینگے۔ یہ افسر سلام کرکے چلے گئے اور شاہزادہ حسن اُٹھکے اپنی معشوقہ انجلینا کے خیمہ مین آیا۔ بار ازعشق پھر دیر تک گرم رہا اور دیر تک کے پرجوش اظہار محبت کے بعد شاہزادہ حسن اپنے خوابگاہ کے خیمے مین گیا اور انجلینا اور مریم پر بھی گذشتہ محنت کی تھکن نے نیند غالب کردی تھی۔ اپنے خیمے مین دونون سو رہین۔

رات نہایت سکوت مین گذری۔ مگر رات کے سکوت مین یہ خبر ترکون مین پھیلگئی کہ مصطفے پاشا کا فیصلہ ایرانیون کے خلاف اور ترکون کی موافقت مین ہے۔ اور جمیل پاشا کے آنے کی خبر نے اور بھی ترکون کے حوصلے بڑھا دیے۔ صبح کو ترک آمادہ تھے کہ اگر موقع پائین تو ایرانیون سے کوئی نئی چھیڑ کرین لیکن دونون فوجون کے علیحدہ علیحدہ مورچون پر ہونے سے کسی جانب کسیکو اس قسم کا موقع نہ ملا۔ جمیل پاشا ایک ہزار ترکون کے ساتھ ترکی مورچہ مین داخل ہوے اور حسب ضابطہ اُنکی سلامی لیگئی۔ جمیل پاشا پہلے آتے ہی شاہزادہ حسن سے ملے۔ اور شاہزادہ حسن نے اُنکے تعین پر مسرت ظاہر کی اور الگ لیجا کے پوچھا کہ ترکون اور ایرانیون کے اختلاف کے بارے مین آپ کی کیا رائے ہے"

جمیل پاشا:- مین تو ایرانیون کے ساتھ اپنے سپاہیون کو نرکھونگا۔ اپنی فوجون کو مین آج شب کو یہان سے نکال لیجاؤنگا۔ اس میدان مین اگر ایرانیون کو منظور ہے تو وہ تنہا ہی مقابلہ کرین۔ وہ ترک اب اُنکے ساتھ نرہینگے جنکی دلشکنی مین اُنھون نے کوئی دقیقہ نہین

اُٹھار کھا ہے"

شاہزادہ حسن:- "میرے نزدیک تو یہ خلاف ہے- جو لوگ آپ کی مدد دے رہے ہین اتنا جوش دکھا چکے ہین اور بڑی جانبازی سے آپ کے کام آئے ہین اُنکو دشمنون کے سپرد کرکے چلا جانا بالکل خلاف ہے"

جمیل پاشا:- "شاہزادے صاحب- آپ کو ابھی تجربہ نہین ہوا ہے- یہ لوگ بڑے متعصب اور اہل سنت کے بڑے سخت دشمن ہین اُنسے ہمدردی کی امید ہی غلط ہے- اور مجکو تو مصطفے پاشا نے اس لڑائی پر مجبور کردیا ہے بلکہ یہان سے واپس جانے کے ساتھ ہی مین میرزا عباس کو باضابطہ ہدایت کرونگا کہ اپنے تمام لوگون کو ہمراہ لیکے اپنے ملک کو واپس چلے جائین اسلیے کہ اُنکے ہمراہیون کی موجودگی مین سخت نااتفاقی کا بلکہ شکست کا اندیشہ ہے- اور شاہزادے صاحب- روسیون سے اصل لڑنے والے ہم ہین- ایرانی ہماری اعانت کو آئے ہین اگر وہ ہمارے اصول کی وقعت مانین تو بہتر ورنہ ہمین اُنکی امداد کی کچھ ضرورت نہین ہے بیشک اُنھین چلا جانا چاہیے"

حسن:- "افسوس مین اس نااتفاقی کو ہرگز نہین پسند کرتا تھا مگر اب کیا کیا جائے کہ یہان تک نوبت پہونچ گئی- خیر آپ کو جو ہدایت کی گئی ہو اُسپر عمل کیجیے"

جمیل پاشا:- "آج تو مین لڑائی کا رنگ دیکھونگا- اور دن بھر اندازہ کرونگا کہ ہم مین یہان اُنکا مقابلہ کرنے کی کہان تک قوت ہے"

حسن:- "بہتر"

صبح کو مسلمانون کے مورچے ساکت ہی تھے کہ روسی توپون نے اُنھین چونکا کے اپنی طرف متوجہ کرلیا- جمیل پاشا نے دُوربین کے ذریعہ سے جنگ گاہ کو بخوبی دیکھا اور اپنے مورچون کی وضع اور حالت کا اندازہ کیا- پھر دیکھا کہ ایرانی روسیون کی توپون کا جواب دے رہے ہین مگر روسی توپون کا زیادہ رخ اُسی جانب تھا جدھر ترکی افواج تھین اور جہان سے جمیل پاشا لڑائی ملاحظہ کر رہا تھا جمیل پاشا نے اپنی طرف ہی حکم دیا کہ جہان تک ہوسکے پھرتی اور التزام سے روسی گولون کا جواب دیا جائے- روسی اور ترک دونون مین سے کسی نے حرکت نہین کی- بلکہ صرف دور سے گولہ باری کرتے رہے- ایرانیون کی ایک دس ہزار کی جماعت نے البتہ مورچے سے نکلنا چاہا کہ ایک قریب کے روسی مورچے پر قبضہ کرلین

مگر بڑی ناکامی سے واپس گئے اور گویا ایرانیون کو یہ پہلی زک ملی تھی جو اُنکے حق مین اگر پوچھیے تو ایک بہت بڑی بدشگونی خیال کی جاسکتی ہے - ایرانیون کو زک نہ ہوتی اگر سبب یہ تھا اُنکی سپہگری کی جان میرزا عباس تھا جسکو ترکون اور ایرانیون کی مخالفت نے ایسا پست کر دیا کہ اب اُسے گویا میدان جنگ سے نفرت ہوگئی وہ اپنے خیمے مین خاموش بیٹھا رہا اور تقدیر کے فیصلہ کا انتظار کرنے لگا - چونکہ اس مہم مین وہ ایرانیون کے ہمراہ تھا جو ہر مشکل کام مین سب سے آگے ہوتا تھا اور جسکے ہمراہ ہو کر بڑے جوش و خروش سے لڑا کرتا تھا - افسوس ان نااتفاقیون نے ایسا خراب نتیجہ پیدا کیا -

جب ... شام جمیل پاشا نے حکم دیدیا کہ ترک لوگ واپسی کے لیے تیار ہو جائیں - تمام ترکی سپاہی واپسی کا سامان کرنے لگے شاہزادہ حسن کو نہایت تشویش اور پریشانی تھی کہ وہ کیا کرے اور کہان جائے - سوا اسکے اور کوئی بات ذہن مین نہ آئی کہ یہان سے واپس جائے اور شہر اخل ترک مین اپنی پیاری نور الصباح کے ساتھ گوشہ نشین ہو جائے - اخل ترک اب ترکون کے قبضہ مین تھا اور بظاہر اسباب بہت ہی اطمینان اور امن کا مقام تھا بخلاف اسکے جمیل پاشا کا ارادہ تھا کہ اپنے تمام لوگون کو اخل قلعہ مین لے جائے جو مصطفے پاشا کے شہر سے بہت قریب تھا کیونکہ وہان رہنے کی صورت مین یہ لوگ اسکندر رویول کو اور اسکندر رویول والے انکو بخوبی مدد پہونچا سکتے تھے - رستہ کا تھوڑا ہی حصہ گذرا ہوگا کہ ترک اس پہاڑی کو چھوڑ کے جنوب کی طرف روانہ ہوے اور آہستہ آہستہ اس سہولت اور خموشی سے تمام فوج پہاڑی سے اُتر گئی کہ ایرانیون اور دشمنون کو خیال بھی نہ گذرا - یہان سے ایک میل نکلکے جمیل پاشا نے میرزا عباس کے نام اس مضمون کا ایک خط لکھا کہ "حسب الحکم سپہ سالار افواج عثمانیہ مصطفے پاشا کے تمکو اطلاع دیجاتی ہے کہ بہت جلد ہماری مدد دو اور نیز میدان جنگ سے نکلکے اپنے صوبے آذربائجان مین چلے جاؤ کیونکہ بوجہ موجودہ مخالفت اور عساکر ترک کے اشتعال طبع کے ہمکو تمہاری مدد اور تمہاری اعانت کی اب کوئی ضرورت نہین معلوم ہوتی جسقدر جانبازی اور شجاعت اس سے پیشتر ہماری مدد مین تم ظاہر کر چکے ہو ہم اُسکے کمال مشکور ہین -

خادم مسلمانان جمیل پاشا"

یہ خط لکھ کے جمیل پاشا نے ایک ترکی سردار کو دیا اور دس سپاہی اُسکے ہمراہ کر کے حکم دیا کہ صبح تک اس مقام پر قیام کرے اور تڑکے یہ خط میرزا عباس کو دے کے جواب لے اور بہت جلد مقام اخل کلاکی مین حاضر ہو۔ کیونکہ بغیر جواب ملے اور کوئی کارروائی نہین ہوسکتی۔

سولہوان باب

ترکون اور ایرانیونکی لڑائی

جمیل پاشا کا نامہ ہنوز نہین پہونچا تہا کہ ایرانی اپنے سامنے کے مورچے کو ترکون سے خالی دیکہکر نہایت حیران و پریشان ہو رہے تہے۔ میرزا عباس کو یقین آگیا کہ ترک لوگ ہماری مخالفت کی وجہ سے چلے گئے۔ اُسنے اپنے سپاہیون کو عام مجمع کے سامنے جا کے ایک موثر تقریر کی اور کہا "اے اہل عجم۔ افسوس تمنے اپنی قوت اپنے ہاتھ سے کہوئی ترک جنہون نے تمہین لڑائی کے قابل بنایا۔ جو ہر موقع پر تمہارے قوت بازو تہے وہ آج تمہین دشمنون کے سپرد کر کے چلے گئے۔ کیا تنہا تم روسیون کا مقابلہ کرسکو گے؟ نہین ممکن نہین۔ اگرچہ مین یہ نہ کہونگا کہ اصل معاملہ مین تمہاری زیادتی تہی مگر پہر بہی کہتا ہون کہ نہین تمہاری ہی زیادتی ہے۔ تمہاری یہ زیادتی ہے کہ تمنے ضبط نہ کیا اور ترکون سے لڑنے اور اُنکو ہر موقع پر چہیڑنے پر آمادہ ہو گئے۔ کیا نہین ہوسکتا تہا کہ تم اس امر میں دوراندیشی سے کام لیتے۔ ترک اپنے طور پر روسیون سے مقابلہ کرسکین گے مگر تم ممکن نہین کہ ایک لڑائی مین بہی کامیاب ہوسکو کیونکہ قواعد جنگ مین تم ہر حیثیت سے اُن کے محتاج ہو۔ اب اسوقت میرے امکان مین کوئی ایسی تدبیر نہین ہے کہ تم عزت کے ساتھ یہان سے جاسکو۔ تمہارے ساتھ مجہے بہی بہت بڑی دقت اُٹہانا پڑی۔ مگر مجہے اسکا اتنا خیال نہین جتنا کہ اسلام کے ضعیف ہوجانے کا صدمہ ہے۔ اب مجبوراً مین تم سے علٰحدہ ہوتا ہون۔ اور ان لڑائی کے معاملات سے مجہکو کوئی علاقہ نہین۔ تم جانو اور تمہارا کام جانے خواہ چاہو جا کے ترکون سے لڑو۔ چاہو روسیون کے مقابلہ مین ثابت قدم رہو اور چاہو اپنے وطن کو واپس جاؤ"

میرزا عباس یہ تقریر کر کے مجمع عام سے چلا گیا۔ اور تمام ایرانی افسرون میں جو سمجھدار

سکوت کی وجہ سے ایک سناٹا ہو گیا اس سناٹے کو یک بیک ایک ترکی شخص نے توڑا جو کہہ رہا تھا "میرزا عباس صاحب کہاں ہیں - میں انکے پاس ایک ضروری خط لایا ہوں" سب لوگ اسکی طرف متوجہ ہوئے اور ایک ایرانی اس ترک اور اسکے چند ہمراہیوں کو میرزا عباس کے خیمے میں لے گیا - ترک نے میرزا عباس کے ہاتھ میں خط دیا - بہادر اور غیر متعصب ایرانی دیر تک اس خط کو غور سے پڑھتا رہا اور آدھ گھنٹے کے بعد ان ترکوں کو خیمے میں چھوڑا اور اس خط کو لیکے باہر نکلا اور تمام ایرانی افسروں کو بالا کے خط کے مضمون سے آگاہ کیا جسکے ذریعہ سے انہیں اپنے وطن جانے کی ہدایت کی گئی تھی" کہا "اے عالی مجمع تمہاری کیا رائے ہے؟ اگرچہ میں نے اپنے آپ کو اس منصب سے علیحدہ کر دیا اب اسوجہ سے کہ خط میرے نام ہے اور نیز اس خیال سے کہ خاصتہً مجھے امرائے ترک سے زیادہ ربط و ضبط رہا ہے اس خط کا جواب دینے کو موجود ہوں"

ایک ایرانی افسر :- "ہم لوگوں نے اپنے کوششوں سے کردستان کے یہ شہر فتح کیے ہیں ہمیں ترکوں کا کوئی حصہ نہیں ہے - اس بارے میں وہ ہمکو کسی امر کی ہدایت کرنے کا اختیار نہیں رکھتے - بلکہ ہم خود انکو ہدایت کریں کہ تم ان بلاد سے نکلجاؤ جو ہمنے اپنی قوت بازو سے فتح کیے ہیں - یہ بلاد آیندہ سے دولت علیہ فارس کے ماتحت رہینگے اور ہم اپنے شاہ کو خبر کرینگے جنکی فوجیں ہماری مدد کرینگی اور ہم ترکوں کو زبردستی مار کے نکالدینگے"

میرزا عباس :- "تمہیں یقین ہے کہ شاہ کجکلاہ ایران تمہاری مدد کرینگے؟ ممکن نہیں - وہ روسیوں سے ہرگز نہ بگاڑینگے اور اگر انہوں نے ادھر اس جانب رخ کیا تو انہیں اپنی حدود اور اپنی سلطنت کی نگاہداشت دشوار ہو جائے گی"

ایرانی افسر :- "نہ سہی ہم خود ترکوں کو مار کے نکالدینگے"

میرزا عباس :- "خیر اگر تمہیں اس امر میں ایسا ہی جوش ہے تو یہی سہی میں تو تم سے علیحدہ ہی ہو چکا ہوں اور نہ میں آیندہ تمہارے حرکات و سکنات کا ذمہ دار ہوں اگر تم استقلال سے یہ جواب دیتے ہو اور سب کی یہی رائے ہے تو میں یہی لکھ بھیجونگا - مگر ایک بار میں پھر دوستانہ نصیحت کرتا ہوں کہ اس خیال سے باز آؤ اور ترکوں سے عداوت نہ ظاہر کرو تم میں انکے مقابلہ کی تاب ہرگز نہیں ہے - قواعد دان نہونے اور ویسی جرأت نہ رکھنے کے علاوہ یہ امر زیادہ تر قابل غور ہے کہ تمہارے پاس بالکل سامان جنگ نہیں ہے"

اُنہین کی توپون اور اُنہین کے سامان حرب سے تمنے آج تک کام لیا ہے"

کئی ایرانی افسر "ہمین کچھ ڈر نہین - ہم داماد رسول زوج بتول اسداللہ الغالب علی ابن ابی طالب علیہ الصلوۃ والسلام کا دامن پکڑے ہوے ہین ہمین ان دشمنان آل رسول کا کیا خوف ہوسکتا ہے - بے شک آپ تحریر فرمائیے - ہم اُنکا مقابلہ کرینگے" "بڑی جوانمردی سے"

میرزا عباس "کیا روسیون اور ترکون دونون کا مقابلہ کروگے ؟ اپنے شہر واپس لینے کے لیے روسی بھی تمہارا مقابلہ کرینگے اور ترکون سے تو لڑنے کو تم کہتے ہی ہو"

افسرانِ عجم "جی ہان ہم دونون سے لڑینگے - اور دونون کو بھگا دینگے"

میرزا عباس "بہتر تمہاری اس ہمت اور اس جوشش پر مین تمہین مبارکباد دیتا ہون خدا مبارک کرے"

اس مضمون کو لکھ کے میرزا عباس نے ترکون کے حوالہ کیا اور اپنے خیمے مین جا کے بیٹھ رہا ایرانیون پر اسقدر تعصب غالب آگیا تھا کہ انھون نے میرزا عباس کی علحدگی کی بھی پیروا نکی اور باہم مشورہ کرنے لگے کہ اب کیا کارروائی کیجائے - بعض لوگون کی رائے تھی کہ ہم یہین ٹھہر کے روسیون سے مقابلہ کرین مگر ایک سن رسیدہ شخص نے کہا "یہ تو صحیح ہے مگر ترک ہماری پشت کی جانب سے آجائینگے اور اُس حال مین ہمپر دوہری مصیبت پڑجائیگی لہذا مناسب یہ ہے کہ ہم لوگ یہان سے اخل کلاکی کی طرف بڑھین اور ترکون کو وہانسے نکال کے پھر اطمینان سے روسیون کا مقابلہ کرین" یہی رائے آخر سب نے تسلیم کی اور ارادہ کیا گیا کہ آج رات کو ہم لوگ بھی یہان سے چلے جائین صبح کو اخل کلاکی ہمارے سامنے ہوگا اور ہم ترکون کا محاصرہ کرلینگے - میرزا عباس بیچارہ جو علحدہ کردیا گیا تھا اُس سے اس بارے مین کچھ رائے نہ لی گئی -

دن بھر معمولی طریقہ سے روسیون کا سامنا کیا گیا یہان تک کہ شام نے دونون طرف کے بہادرون کو آرام لینے کی مہلت دی - ایرانیون نے رات کا موقع غنیمت پایا اور ترکون کی طرح آج انھون نے بھی خموشی اور سہولت کے ساتھ اپنے پہاڑی مورچہ سے ہٹنا شروع کیا - روسیون کو خبر بھی نہ ہوئی اور وہ پہاڑی سے اُتر کر چلے گئے - یہ لوگ برابر تیزی سے بڑھتے چلے گئے اور کچھ دن چڑھے شہر اخل کلاکی پر انہین ترکون کا ہلالی جھنڈا اُڑتا

اُڑ رہا تھا۔ ایرانیون نے اسکے مقابل مین اپنا شاہی جھنڈا جسپر آفتاب اور شیر کا معرکہ بنا ہوا تھا ہوا مین اُڑایا۔

فارسی پھریرا دیکھ کے ترک انکے ارادے سے واقف ہوے اور جمیل پاشا نے اپنی فوجون کو آراستہ کر کے شہر سے باہر نکالا اور میدان ہی مین حسب ضابطہ صف بندی کر کے توپین لگا دین۔ ترکون کے پاس یہان آٹھ دس توپخانے تھے جو انھون نے ایک پیچھے ایک پچاس پچاس قدم کے فاصلے سے لگا دیے جو توپخانہ سب کے آگے تھا اسمین زیادہ توپین نہین بلکہ یون کہنا چاہیے کہ اٹھارہ توپین تھین تین توپخانے برابر برابر لگے ہوے تھے۔ اور جو توپین اول کی گاڑی کے وسط پہ لگی ہوئی تھین انکے منہ بلند رکھے گئے تھے جیسے ہی ایرانیون پر گولہ باری کی جاسکے۔

انتظام کر کے جمیل پاشا نے اپنا ایک سوار دوڑایا کہ ایرانیون کا منشا دریافت کرے وہ سوار سفید جھنڈی دکھاتا ہوا گیا اور ایرانیون کے نئے سردار آقا میرزا کاظم سے ملا ترکی سوار نے پہلے تو میرزا عباس کو دریافت کیا مگر معلوم ہوا کہ اب فوج کی سرداری پر آقا میرزا کاظم مامور ہے

ترک ”ہمارے سردار جمیل پاشا دریافت کرنا چاہتے ہین کہ آپ کس غرض سے تشریف لائے ہین“

میرزا کاظم ”ہماری غرض یہ ہے کہ ترک لوگ ان مقامات کو چھوڑ کے چلے جائین جنکو ہمنے اپنی جانین تلف کر کے فتح کیا ہے اور آیندہ سے وہ مقامات شاہ کجکلاہ کے ممالک محروسہ مین شامل کر لیے جائینگے“

ترک ”بہتر ہوتا کہ آپ میرزا عباس کو ہمارے ساتھ کر دیتے جنسے ہمارے سردار سے گفتگو ہو جاتی“

میرزا کاظم ”میرزا عباس ہمارے ہمراہ نہین ہین وہ راستے سے شہر خل زک کی طرف چلے گئے اور کوئی اور شخص ہمارے یہان کا جانا نہ گوارا کریگا“

ترک ”اسکے سوا آپ کسی اور بات کو نہ مانین گے۔ اور اسی کے ماننے نہ ماننے پر لڑائی کا دارومدار ہے“

میرزا کاظم ”بے شک اسکے سوا ہم کوئی اور بات نہ منظور کرینگے“

ترک یہ گفتگو کرکے واپس آیا اور دونون طرف سے لڑائی شروع ہوگئی ایرانیون
نے ترکی توپون کا جواب بڑے استقلال اور اطمینان سے دیا۔ دن بھر توپین دونون
طرف سے چلا کین اور بغیر اسکے کہ کوئی نتیجہ ہو شام ہوگئی ترکون کے پاس دوسرے
روز اسکندرہ پول سے اور مدد آگئی۔ اور سامان جنگ بھی بہت فراہم ہوگیا۔ مگر
افسوس ایرانیون کی طرف ایک ہی روز مین گولے بارود کی کمی ہوگئی تھی۔ دوسری
صبح کو تڑکے سے پھر لڑائی شروع ہوئی اور بارہ بجے دن کو جب ایرانیون نے دیکھا کہ اب
بالکل گولہ بارود نہین باقی رہا تو انہون نے اسی مردانگی سے جسطرح میرزا عباس کے
ساتھ حملہ کیا کرتے تھے۔ ترکون پر حملہ کیا۔ مگر اب افسوس انکے ساتھ نہ وہ پرجوش
سردار میرزا عباس تھا اور نہ ترکی افسرون کے ایسے سوچ سمجھ کے رائے دینے والے
مشیر کار تھے انہون نے حملہ کیا تو اپنی شجاعت کے زعم مین بڑھتے چلے گئے۔ ترکون
نے گرابون پر رکھ لیا۔ جب تک ترکون کے مورچہ تک پہونچین پہونچین ایرانیون کے
نصف کے قریب سپاہی کٹ چکے تھے۔ ترکون نے جب دیکھا کہ ایرانی توپون پر
آپہونچے انہون نے توپین چھوڑ دین اور ہٹ کے اسکے بعد والے توپخانے کے پیچھے
ہو رہے اور ان توپون سے گرابین مارنا شروع کردین۔ ایرانیون نے جب پہلے
ترکون کو اپنے مقام سے بھاگتے دیکھا نہایت خوش ہوے تھے مگر اب دوسرے توپخانے
سے فیر ہونے لگے تو گھبرا اٹھے۔ انکی بہادری نے پھر جوش مارا اور بڑھے کہ ان توپون
کو بھی چھین لین۔ اگرچہ اپنی اس کثیر فوج کے خیال سے جو یہان تک آتے آتے
کٹ گئی تھی انکا حوصلہ نہین پڑتا تھا کہ قدم آگے بڑھائین۔ لیکن سوا بہادری اور
تحمل کے اب انکے امکان مین کیا تھا۔ پھر ہمت باندھی اور دوڑتے ہوے بڑھے
ان ترکی توپون نے بھی انکے بہت سے شجاعون کو تمام کرلینے کے بعد اپنے قریب آنے
دیا۔ ترک پہلے ہی سے ایک تدبیر ٹھہرا چکے ہین اور جو لڑائی طول کھینچی جاتی تھی گویا
انکی تدبیر کارگر ہوتی جاتی تھی۔ اس دفعہ جو ایرانی انکے قریب پہونچے تو انہون نے یہ
توپین بھی چھوڑ دین اور ان توپون پر جاکے دم لیا جو تیسرے درجہ پر قائم کی گئی تھین
اور پھر ایرانیون پر بڑی سختی سے گرابین پڑنے لگین۔

ایرانی اب بالکل بے دست وپا ہوگئے تھے اور نہایت ہی مضطر اور پریشان تھے کہ

ناگہان میدان جنگ میں کئی سوار نظر آئے جو سفید جھنڈی اڑاتے ہوئے اور گھوڑوں
کو دوڑاتے چلے آتے تھے - ان لوگوں کے آگے جو شخص تھا چونکہ اسکے ہاتھ میں سفید
جھنڈی تھی جو امن طلب کرنے کی علامت سمجھی جاتی ہے دونوں طرف کے حملہ آور
ایک بیک رک گئے اور غور سے دیکھنے لگے کہ یہ کون لوگ ہیں -

یہ لوگ وسط میں ٹھہر گئے اور وہ شخص جسکے ہاتھ میں جھنڈی تھی اسنے عام سامعین
کی طرف خطاب کر کے کہا "اے جاہل اور احمق مسلمانو! تم اپنے مذہب کے اسپنے
دوستوں پر بلا وجہ اپنے اوپر اب تک اسقدر ظلم کر دئے؟ آہ! یہ ہزارہا مسلمان بیچارے
زخمی پڑے ہیں - انکو کسنے اس حالت تک پہونچایا؟ خود تمنے! جو اپنے آپ کو مسلمان
کہتے ہو! یہ مسلمان کا کام ہو کہ اپنے ہی بھائیوں پر چھری تیز کرے - خدا کے لیے ہوش میں
آؤ - میں اصل ترک میں اطمینان سے بیٹھا ہوا تھا کہ میرے احباب نے ابھی ابھی ساری سرگذشت
بیان کی - افسوس میں روتا اور آنسو بہاتا ہوا یہاں تک آیا ہوں - میں نے بہت جلدی کی مگر
پھر بھی ہزارہا مسلمان ضائع ہو چکے ہیں "

یہ تقریر سنکے دونوں طرف کے لوگ کچھ غور میں آ گئے - اب خیال کر کے دیکھا تو یہ سوار
شاہزادہ حسن تھا - اور اسکے ہمراہی اسکے گارڈ آف آنر کے چند سوار تھے - ترکوں کی طرف
سے جمیل پاشا نے بڑھ کے کہا "ہم خود نہیں چاہتے کہ اپنے سامان جنگ کو خود مسلمانوں پر
صرف کریں مگر کیا کیا جائے یہ لوگ ہم پر چڑھ کے آئے اور ہمکو ان شہروں سے نکال دینا
چاہتے ہیں "

ایرانیوں کی طرف سے بھی انکا نیا سردار آقا میرزا کاظم اپنے سواروں کے آگے آیا اور کہنے
لگا "ہمارے ساتھ یہ کتنی بڑی بے انصافی ہے کہ لڑائی میں ہم اپنی جان و مال سے دریغ
نہ کریں - بڑے بڑے میدانوں اور قلعوں پر حملہ کر کے روسیوں کو زیر کریں اور اکثر شہروں
کو انسے چھین کے اپنے قبضہ میں لائیں - اور اسکے معاوضہ میں ہمارے ساتھ کوئی رعایت
نہ کیجائے اور الٹے حکم دیا جائے کہ ہم اپنے وطن میں واپس چلے جائیں "

شاہزادہ حسن نے "بے شک آپ کا فرمانا بجا ہے مگر میں انصاف سے کہتا ہوں اسوقت
آپ اس امر کا خیال کیجیے گا کہ میں ایک ترک ہوں - آپ نے ذاتی طور پر اپنی غرض حاصل
کرنے کے لیے فوج کشی نہیں کی تھی آپ ہماری مدد کو آئے تھے - اس صورت میں آپکسی

خاص معاوضہ کے مستحق نہین ہوسکتے - رہا یہ کہ آپ سے واپس جانے کو کیون کہا گیا - اسکی
وجہ آپ بخوبی جانتے ہین - جب ہم مین ایسی شرمناک نااتفاقی اور عداوت ہو تو مین آپ
ہی سے پوچھتا ہون کہ سوا ایک فریق کے رخصت کر دینے کے اور کیا کارروائی ہوسکتی ہے؟"
آقا کاظم "خیر اب تو ہم ہی غلطی پر ہین مگر افسوس آپ نے ہماری جانبازیون کی خوب
قدر کی! ہم کو ایسی امید نہین تھی - اب تو ہمکو بھی سوا واپس جانے کے اور کسی بات مین
فخر نہین معلوم ہوتا"
شاہزادہ حسن "بیشک اسکے سوا اور کوئی تدبیر نہین ہے - اگر آپ مین اتنا تحمل نہین
ہے کہ اُس حملہ سے باز آئیے جو ترکستان کی اور عموماً اہل سنت کی دشمنی کرتا ہے تو براہ عنایت
آپ اب جان فروشی کی تکلیف نہ کیجیے - آپ کے بہادر اور لائق افسر مرزا عباس نے بھی آپ کو
اس بارے مین بہت سمجھایا - لیکن یہ کتنے بڑے افسوس کی بات ہے کہ آپ نے اُن کے
حقوق اور اُنکی گذشتہ بہادریون کو بھی بھلا دیا - حالانکہ آپ کو جو کچھ نیکنامی حاصل ہوئی وہ
صرف میرزا عباس کی بدولت تھی - مگر اہل سنت کی مخالفت مین آپ نے اُنکے حقوق بھی
تلف کر دیے - وہ خود سُنی نہ تھے - شیعہ ہی تھے - اور پورے پرجوش شیعہ صرف مصلحۃً اُنکی
یہ رائے تھی کہ آپ اُس حملہ سے اپنی زبان کو روکین - لیکن آپ نے نہ ماننا تھا نہ مانا - اور آج
یہان تک نوبت پہونچی کہ اگر اسوقت مین نہ آگیا ہوتا تو ایک فریق کے لوگ تمام ہو گئے ہوتے
اور یقیناً آپ ہی تباہ ہوتے کیونکہ نہ آپ کے پاس سامان جنگ ہے نہ وہ باضابطہ اور
اصول جنگ کے ماہر افسر ہین"
آقا کاظم "بے شک - زیادہ تر نقصان ہمارا ہی ہے کیونکہ ہم خانمان برباد ہین اور علاوہ
برین نہ کوئی ہمارا خبر گیران ہے نہ کوئی سرپرست ہے - روسی تعلقات ایسے درپیش ہین
کہ شاہ ایران سے بھی ہمین اپنی نسبت کسی قسم کی ہمدردی کی امید نہین"
شاہزادہ حسن "الحمد للہ کہ اب آپ کے خیالات صلاحیت پر آگئے اور کسی کی دوستانہ
رائے ماننے پر آپ آمادہ ہین - اب اتنا فرمایئے کہ آپ کا کیا ارادہ ہے اپنے وطن جایئے گا
یا تحمل کے ساتھ اور ہمارے اصول کی پابندی مین روسیون کا مقابلہ کیجیے گا"
یہ گفتگو ہو ہی رہی تھی کہ شمال کی جانب ایک گرد نمایان ہوئی - جسکا دامن چاک ہوتے ہی
روسی سوار اور روسی جھنڈے نظر آئے - ایرانیون ترکون اور شاہزادہ حسن کو حیرت

...صاحب نے جتنی دیر تک سکتہ مین رکھا اتنی دیر مین انھون نے اپنی توپین جابجا
لگا دین اور فیر شروع کر دیے - اہل اسلام کے حیرتمندانہ سکتہ کو روسی توپ کی آواز نے
توڑا اور وہ بھی مستعد جنگ ہو گئے - مگر ایرانیون پر بڑی مصیبت نازل ہوئی کیونکہ وہ دو
دشمنون کے درمیان مین تھے - ایک طرف سے روسی ان پر گولہ باری کرنے لگے اور دوسری
طرف ترک اتنے جو ابھی شاہزادہ حسن کے بیچ مین آجانے سے رک گئے ورنہ فیر کر دیتے
ایرانیون کی طرف سے درخواست کی گئی کہ ترک اپنے ساتھ انہین ملجانے اور اپنے قریب
آجانے کی اجازت دین اور شاہزادہ حسن نے بھی زور دیا کہ انکی درخواست منظور کیجاے
مگر جمیل پاشا نے صاف انکار کر دیا اور کہا کہ "انکی موجودگی مین ہمین ترکون سے امید نہین کہ
کام ہو سکے - اب ممکن نہین کہ ہم ایرانیون کو اپنے برابر کھڑا ہونے دین - یہ اب اپنے
دشمن مین یا جہان انکا جی چاہے چلے جائین"

شاہزادہ حسن "اب اسوقت یہ لوگ کوئی کارروائی نہین کر سکتے - دشمن سامنے آگیا
ہے اگر جانا چاہین تو نقصان اٹھاکے اور بھاگنے کے باعث اپنی ناموری کو مٹانے کے
جا سکتے ہین - انکو کوئی غیرتمند بلکہ کوئی مسلمان نہین گوارا کر سکتا"

جمیل پاشا "شاہزادے صاحب - آپ کے حکم کو مین بسر و چشم ——"

شاہزادہ حسن "مین حکم نہین کرتا - اور نہ حکم کرنے کا مجاز ہو سکتا ہون - دوستانہ طور پر
آپ کو راے دیتا ہون"

جمیل پاشا "افسوس ہے آپ کی راے کے خلاف ہون - ترک ہرگز گوارا نہ کرینگے
کہ ان لوگون سے پھر دوستی کرین جنکی وجہ سے انہین سخت شکست ہوئی جنکی وجہ سے
انکے لائق افسر علی پاشا شہید ہوے - آپ انکو راے دین کہ یہ دوسری طرف نکل جائین -
ہم روسیون کو گولہ باری کر کے اپنی طرف متوجہ کر لینگے اور انہین موقع ملجاے گا کہ قسطنطنیہ
کی طرف نکلجائین - اسکے سوا اور کوئی تدبیر نہین ہو سکتی"

آخر ایرانی اسی پر مجبور ہوے - اگرچہ انکے سرون پر روسی گولے پھٹ رہے تھے مگر وہ
اس مصیبت کو برداشت کرتے ہوے مشرق کی طرف بڑھے - روسیون کو خیال گذرا
کہ شاید یہ لوگ چکر کھاکے ہمپر آئینگے اور اسی لیے انھون نے اپنی توپین بھی انکی طرف
پھیر دین لیکن جب ترکون نے انپر گولے اتارنا شروع کیے اور سختی سے گولے پڑنے لگے

تو اُنکو مجبوراً ترکون کی طرف متوجہ ہونا پڑا۔ روسی پوری قوت سے ترکون کے مقابلہ پر آمادہ ہوگئے ایرانی کچھ دور تک تو سہولت سے گئے مگر جب روسیون کی محاذات سے دور نکلگئے تو اُنہون نے گھوڑے بڑہائے اور سیدھے اپنے ایرانی حدود کی طرف چلے۔ روسیون کو بڑی حیرت ہوئی اور ایک زمانہ تک حیرت رہی کہ ایرانی جو ترکون کے بڑے بہادر مددگار تھے کہان گئے اور کیون چلے گئے اونکی یہ حیرت ایک عرصے کے بعد اصل حالات معلوم ہونے سے رفع ہوئی۔

ایرانیون کے جانے کے بعد شاہزادہ حسن نے ترکون مین جا کے اُنکے دلون کو بڑہایا اور جرأت دلانا شروع کیا تاکہ وہ نہایت تیزی سے روسیون کا مقابلہ کرین۔ اُسنے کہا "اے بہادران ترک! یہ دشمنان خدا جو تمہارے مقابلے کو آئے ہین انکا مقابلہ کرنا خدا کی خدمت ہے۔ تم ایک اسلامی فریق یعنی شیعون کے مقابلہ کو شہر سے نکلے تھے اور میرے نزدیک اسمین اسلام کا ضعف متصور تھا بلکہ تمہاری غلطی تھی۔ لیکن خدا نے تمہاری غلطی ہی کے ذریعہ سے تمہین سرفراز کیا کہ یہ روسی کفار تمہارے سامنے آگئے۔ یہ مردانگی نہین ہے کہ ہم قلعہ مین جا کے روسیون پر گولہ باری کرین اور لڑائی کو مدتون تک طول دین۔ جب ان کفار کو بہگا کے اور خدا سے اپنی بہادری کا صلہ یعنی فتح کی اعانت حاصل کر کے شہر مین چلو آؤ ہم تم سب ملکے بڑہین اور زمین کو ان ظالمون کے شر سے پاک کردین"

جمیل پاشا نے "میرے نزدیک تو ایک آدہ روز کی گولہ باری کے بعد یہ کارروائی مناسب ہوگی"

شاہزادہ حسن "اگر ہم اسی وقت انہین زد سے کے ہٹا دین تو کیا کچھ برا ہے ہرگز نہین۔ اور یہ فائدہ کتنا بڑا ہے کہ ہمارا گولہ بارود بچ رہے گا۔ اور آیندہ کے میدانون مین کام آئے گا۔ بہتر یہی ہے کہ اب ہم توپین مارتے ہوے بڑہین اور موقع دیکھکر حملہ کردین"

جمیل پاشا نے یہ راے منظور کی اور ترکون نے تدریجاً آہستہ آہستہ اپنی توپین بڑہانا شروع کردین حسن پاشا نے ترکی فوج کے تین حصہ کیے ایک حصہ توپون کے ساتھ رکھا۔ جو گولہ باری کے ساتھہ آگے بڑہتا جاتا تھا اور دو حصے الگ کیے۔ ایک کے ہمراہ خود ہوا اور ایک پر یوسف پاشا ایک تجربہ کار اور بہادر افسر کو معین کیا۔ خود اپنی فوج کے

ساتھ بائین مڑا - اور یوسف پاشا داہنی جانب چلا - یہ دونون مڑ کر جلد [illegible] گئے اور بالکل قریب پہونچتے ہی باڑھین مارتے ہوئے جھپٹے - روسیون نے بڑی سختی سے مزاحمت کی اور گرابین مارنا شروع کر دین - ترکون کے بہت سے سپاہی کٹ کر اور حسن پاشا پر اپنی فوج کٹوا دینے کا الزام آگیا - مگر ان لوگون نے بڑھ کے آخر انکی توپون پر قبضہ کر لیا - روسیون نے توپین چھوڑتے وقت سخت مقابلہ کیا اور سنگینین لے لے کے اس جرأت سے لڑنے لگے کہ ترکون کو بھی دست بدست لڑائی کا کم اتفاق ہوا تھا مگر روسیون کی شجاعت نے ان ترکون کے خون مین بھی جوش پیدا کر دیا انہون نے بھی سنگینین لیے ہوئے بڑھ بڑھ کے ایسی جانبازی دکھائی کہ روسیون کے حوصلے پست ہوگئے - روسی سردار فوج نے جب ترکون مین ایسا استقلال اور اپنے سپاہیون مین بے دلی دیکھی فوراً واپسی کا حکم دیا اور روسیون نے ارادہ کیا کہ ہٹ کے ان توپون کے ادہر جاکے پناہ لین جو پیچھے لگی ہوئی ہین اور ترکون کے روکنے مین مدد دیتی ترک بھی اس امر کو خیال کیے ہوئے تھے اور بخصوص شاہزادہ حسن بالکل سمجھ گیا تھا اُسنے بڑھ کے حملہ کر دیا اور روسیون کے ساتھ ہی ساتھ اُنکی بعد والی توپون تک بھی پہونچ گیا حسن تدبیر سے ترکون نے روسیون کے زک دینے مین کوئی دقیقہ نہین اُٹھا رکھا تھا لیکن اتفاقاً مین اسوقت روسیون کی کمک پہونچ گئی - یہ ایک بہت بڑی فوج تھی جو ان پہاڑون سے آئی تھی جنپر اس سے پیشتر لڑائی ہو رہی تھی - روسیون کے افسر نے جیسے ہی اپنی فوج کو آتے دیکھا جھنڈی کے اشارہ سے دور پر روکا اور حکم دیا کہ وہین توپین لگا کے مستعد ہو جاؤ - جتنی دیر تک اُنھون نے مورچہ بندی کی اُسوقت تک تو وہ ترکون کا مقابلہ کرتے رہے اور آخر کے ایک سخت شکست اُٹھا کے مغرب کی طرف بھاگے ترکون نے ابھی تعاقب کا ارادہ بھی نہین کیا تھا کہ روسیون کی نئی توپون سے اُنپر گرابین پڑنے لگین - اس فوج اور اس سامان کی یہان کسی کو خبر نہ تھی - حسن پاشا نے بہت غور کیا مگر سوا اسکے کہ اپنے مقام پر واپس آئین اور کوئی تدبیر نہ بن پڑی - جمیل پاشا اور حسن پاشا دونون نے سپاہیون کو واپسی کا حکم دیا اور اپنے مقام پر پہونچ کے توپین آگے بڑھائین اور گولہ باری کرنے لگے -

حسن پاشا نے جمیل پاشا کو بلا کے کہا "اگرچہ ہمنے روسیون کو بھگا دیا مگر یہ بری ہوئی

کہ ہم پسپا ہونے و لون کی حیثیت سے واپس آئے اب کیا بندوبست کیا جائے کہ ہم پھر کامیاب ہو سکیں۔ اور روسیون کو اس مقام سے ہٹا سکیں"

جمیل پاشا "میرے نزدیک تو اب حملہ نہ کرنا چاہیے آپ دیکھتے ہیں کہ روسیونکی فوج ہم سے بہت زیادہ ہے۔ دست بدست لڑائی جب ہمین ناز ہے اسمین بھی کامیابی کی امید نہیں۔ سو وقت تک کہ اسکندر دپول سے ہمارے پاس مدد آئے ہمین یہی مناسب ہے کہ دور سے گولہ باری کرتے رہیں اور آپ دیکھیے تو ہم تھوڑی ہی دیر مین گولہ برسا کے روسیون کو کس درجہ پریشان کر دیتے ہیں"

حسن پاشا "یہ کچھ نہیں اس تدبیر سے تو آپ روسیون کا کچھ نہ بگاڑ سکین گے سامان جنگ مین وہ آپ سے کسیطرح کم نہیں ہیں۔ آپ جتنے گولے برسائین گے اس سے زیادہ ہی اُنکے گولے آپ پر آئینگے"۔

جمیل پاشا "پھر کیا کیا جائے"

حسن پاشا "آپ دس ہزار سپاہی میرے ہمراہ کیجیے میں کوئی نہ کوئی تدبیر نکال لونگا"

جمیل پاشا "مگر آپ مین نوجوانی کا جوش زیادہ ہے اور آپ بے احتیاطی سے اپنی فوج کا زیادہ حصہ کٹوا دیتے ہیں۔ اگرچہ آپ کی رائے مین مجھے دخل نہیں مگر بحیثیت ایک خیراندیش کے مین مشیر ہو سکتا ہون"

حسن پاشا "اس سے آپ مطمئن رہین۔ جو بات ہوگی اپنے موقع ہی سے ہوگی اور انشاء اللہ مین کامیاب ہونگا"

جمیل پاشا نے دس ہزار ترک شاہزادہ حسن کے ہمراہ کیے اور وہ ان لوگون کو لیکے اخل کلائی مین چلا گیا۔ اخل کلائی کی پشت کی جانب ایک وادی ہے جو یون تو اکثر خشک پڑی رہتی ہے مگر بارش کے موسم مین مختلف نہرین اسمین جاری ہو جاتی ہین۔ یہ وادی نشیب مین واقع ہے اور یہ نشیب دور تک مشرق کی جانب چلا گیا ہے۔ شاہزادہ حسن اسی نشیب کی راہ سے مشرق کی طرف روانہ ہوا۔ اور چار پانچ میل کا چکر کھا کے شمال کی طرف مُڑ وہ خود کاہے کو مڑا بلکہ وہ وادی ہی مُڑ گئی ہے اور وہان سے اُن پہاڑیون کی طرف گیا جو شمال کی طرف دور تک چلی گئی ہین۔ اور اُن

پہاڑیون ہی کی آڑ مین چھپا ہوا وہ روسیون کی پشت کی طرف اُنکے قریب ہی گیا۔ شاہزادہ حسن جمیل پاشا نے رخصت ہوتے وقت کہہ دیا تھا کہ جسوقت اُس پہاڑی سے مین جھنڈی دکھاؤن آپ یوسف پاشا کو حکم دیجیے گا کہ فوراً حملہ کردین۔ اسی خیال سے حسن پاشا نے ایک ترک کو اُس پہاڑی کی چوٹی پر بھیجا اور حکم دیا کہ ہمارے لوگون کو دیکھتا رہے۔ جسوقت ہم اللہ اکبر کہکے حملہ کرین اُسی وقت جھنڈی ہلا دے تاکہ جمیل پاشا یوسف پاشا کو اشارہ کردین۔

یوسف پاشا اُدھر حملہ کرنے کا ارادہ ہی کر رہا تھا کہ جھنڈی ہلائی گئی اور دونون طرف سے ترکون نے قدم اٹھانے کا ارادہ کیا۔ روسیون کے سر پر پہونچ جائین۔ حسن پاشا کے ایک ہی طرف سے لڑنے پر روسیون کو بڑی حیرت ہوئی کہ وہ یوسف پاشا کی بھی مزاحمت نہ کرسکے۔ انھون نے گھبرا کے توپین اُدھر موڑنا شروع کین مگر دیکھا تو ترک بہت قریب آگئے تھے اور اُنکی روک ممکن نہ تھی الغرض اقسم تلوارین اور کرچین ہلاتے ہوے اور عام سپاہی سنگینین جھکانے ہوے پہونچ گئے۔ اُدھر سے یوسف پاشا کے ہمراہی بھی آگئے اور بڑی سخت لڑائی ہونے لگی۔

یہ لڑائی قریباً جوش وخروش کے ساتھہ دو گھنٹے رہی ہوگی کہ دفعۃً دیکھا تو دونون طرف سے سفید جھنڈیان اُڑ رہی تھین۔ اُدھر روسی اپنے سپاہیون کو روک رہے تھے اِدھر ترک اپنے سپاہیون کو۔ حسن پاشا جو بڑی مردانگی سے لڑ رہا تھا وہ اپنے دل مین اسی خیال مین تھا کہ روسیون کو زک ہوا چاہتی ہے جمیل پاشا کی طرف سے سفید جھنڈی اُڑتے دیکھکر جھلا اُٹھا۔ اور کہنے لگا "افسوس بڑے بڑے موقع پر ہم لوگ روکے جاتے ہین۔ کیا جمیل پاشا یہ خیال کرتے ہین کہ ہمکو شکست ہو جائیگی؟ کچھ سمجھ مین نہین آتا کہ کیا بات ہے۔ مگر تعجب تو یہ ہے کہ روسی بھی اسوقت اپنی جھنڈی دکھا رہے ہین۔ مین کامیاب ہی ہوا چاہتا تھا کیا یہ جائز ہے کہ مین ان جھنڈیون کا کچھ خیال نہ کرون؟ اگر ایسا کردون تو بہت اچھا ہو۔ کس لیے کہ مین یقیناً روسیون کو شکست دیدونگا۔ مگر خرابی یہ ہے کہ الزام آجائیگا۔ بہتر مین بھی تلوار روکتا ہون۔ افسوس اس لڑائی کی دلمین حسرت رہجائیگی" یہ خیال کرکے شاہزادہ حسن نے اپنے سپاہیون کو لڑائی سے روک دیا۔ یوسف پاشا اور وہ دونون ملکے اپنے لوگون کی طرف چلے۔

یوسف پاشا:- "آپ کو کچھ معلوم ہوا کہ اس وقت ہم لوگ لڑائی سے کیون روک دیئے گئے ہیں"

حسن پاشا:- "مجھے بالکل خبر نہیں۔ اور روسیون کو تو خیر زک کا خوف تھا مجھے حیرت ہے کہ جمیل پاشا نے ہم لوگون کو کیون روک دیا۔ مجھے تو بڑا افسوس ہے کہ منزل مقصود پر پہونچکے ناامید ہونا پڑا"

یوسف پاشا:- "جی ہان۔ اور کیا۔ ہم شکست دے چکے تھے"

یہی باتین کرتے ہوئے یہ دونون بہادر سرداران فوج جمیل پاشا کے پاس پہونچے اور حسن پاشا نے بے صبری کے ساتھ کہا "جمیل پاشا۔ آپ نے ہمین کیون روک دیا ہم تو کامیاب ہو چکے تھے"

جمیل پاشا:- "بے شک مجھے بھی اس بات کا افسوس ہے مگر کیا کرون کہ ابھی ابھی تار آیا کہ صلح ہو گئی اور فوراً لڑائی موقوف کیجائے۔ بس اُس تار نے مجھے مجبور کر دیا"

حسن پاشا:- "صلح ہو گئی! کچھ یہ بھی معلوم ہوا کہ کن شرائط پر صلح ہوئی"

جمیل پاشا:- "بالکل نہیں"

اس گفتگو کے بعد سب افسر اپنے اپنے فرودگاہ کو گئے۔

سترہوان باب

مبارک! مبارک!!

صبح کا وقت ہے۔ اور آفتاب اُن پہاڑیون سے برآمد ہو رہا ہے جنمین حبیب حبیب کے حریف لڑتے تھے اور نامہ نگار لڑائی کے رنگ اور سپاہیون کے جوش وخروش اور بازار مرگ کی گرمجوشیون کا تماشا دیکھا کرتے تھے۔ وہ لاشین جو کل اس میدان مین پھیلی ہوئی تھین اور جنکے اُٹھانے کو لوگ کفن باندھ باندھ کے جایا کرتے تھے گذشتہ رات کو نہایت اطمینان اور سہولت سے دفن کر دی گئی ہین اور جہان کل تک سامان رزم تھا وہان آج بزم ہے اور ہر طرف خوشی کے چہچہے ہین۔ طیور جو کل توپون کی آواز سے خوف کھا کھا کے بھیانک آوازون مین شور کرتے تھے آج اُنکی سُریلی آوازین نغمۂ سرود سے کچھ زیادہ لطف دے رہی ہین۔ پھولون کی شادابی یا تو کچھ آج ترقی ہی کر گئی ہے

پاکل تک نظر مین اُنکی شادابی کو دکہا نہ سکتی تہین کیونکہ آج صبح کو آفتاب کی نرم نرم سُنہری کرنون مین اُنکی تروتازگی اور اُنکے نکہرے ہوے سادے سادے رنگ عجیب بہار دکہا رہے ہین۔

جس سبزہ زار کی ہم سیر کر رہے ہین اُسکے چہار طرف دور دور پر پہاڑیان ہین جنہون نے گویا اسی لئے آسمانی معشوقون یعنی تارون کا منہ چومنے کے لیے سر بلند کیا تہا اور آ شرما سی گئی ہین۔ وسط سبزہ زار مین ترکی کیمپ کے خیمے نصب ہین اور وہ نسیم جو پہلو کو ادہر سے ادہر کے پردہ ہون سے گستاخیان کرکے آتی ہر عجیب شانداری سے اس ہلالی پھریرے کو اُڑا رہی ہے جو ان خیمون کے درمیان مین اڑ رہا ہے۔ مصطفی پاشا سپہ سالار عساکر عثمانیہ اپنی خاص بارگاہ کے سوارون کے ساتھ مشرق کی طرف آرہا ہے جسکے استقبال کو شاہزادہ حسن اور جمیل پاشا ادہر سے بڑہے ہین۔ نہایت ذوق وشوق سے ملے ہین اور اُنکو فوجی آداب کے ساتھ اپنے خیمون کے قریب لے آئے ہین جب یہ لوگ خاص خیمہ یعنی جمیل پاشا کے خیمے کے قریب پہونچے ترکی توپون نے باضابطہ سلامی لی اور نوبت باجا بجنے لگا۔

مصطفی پاشا خوش خوش خیمہ کے اندر گیا اور جمیل پاشا سے کہنے لگا "مینے سنا ہے کہ جسوقت آپ کو صلح کی اطلاع پہونچی ہے اُسوقت آپ کے بہادر سپاہی لڑ رہے تہے بلکہ روسیون پر غالب ہو چکے تہے"

جمیل پاشا: "جی ہان۔ اسکا حال تو شہزادے صاحب سے پوچھیے۔ انہین اُسوقت لڑائی سے باز آنے کا نہایت درجہ قلق ہوا۔ کیونکہ یہ روسی توپون پر پہونچ گئے تہے اور قریب تہا کہ روسی بہاگ کہڑے ہون"

مصطفی پاشا: "خیر خدا نے نیکنامی برخاتمہ کیا۔ اصل تو یہ ہے کہ ہمنے روسیون کو زیادہ زک دین بلکہ ایشیا مین تو ہمین کوئی شکست نہین ہوئی"

حسن پاشا: "ہمنے تو طفلیس تک چہین لیا ہوتا۔ مگر ایرانیون کی مخالفت نے ایسی برہمی پیدا کردی کہ آخر مین ہم اُنکے مقابلہ سے ہٹ آئے"

مصطفی پاشا: "افسوس علی پاشا بڑے بہادر اور خوش تدبیر افسر تہے خدا نے اُنکو اپنے پاس بلالیا۔ مجہے اُنکی شہادت کا بڑا صدمہ ہوا اور یہ صدمہ عرصے تک میرے

دل سے نہ جائے گا"

جمیل پاشا "آپ نے سنا ہوگا کہ ؎

کس نیاموخت علم تیر از من ۔ کہ مرا عاقبت نشانہ نکرد

وہی بات ہوئی - ایرانیون کے ساتھ اُنھون نے جیسی محنت کی اور بقدر مقابلہ ہونے ایرانیون کو لڑائی کے قابل بنا دیا یہ اُنہین کا کام تھا - مگر ایرانیون نے اسکی یہ قدر کی کہ خود اُنکو زخمی کیا - اور باہم لڑ بھڑ کے ایسی شکست دلوائی کہ ترکون کو بھی بھاگنا پڑا - اور اُسی عالم مین وہ بیچارے شہید ہوئے - خدا غریق رحمت کرے"

مصطفےٰ پاشا "افسوس - خیر - ہان آپ نے مجھے کس ضرورت سے بلایا ہے"

جمیل پاشا "اسکا حال شاہزادہ حسن سے پوچھیے - انہین نے آپ کو تکلیف دی ہے بلکہ ایک عام دعوت کی ہے جسمین روسی افسران فوج بھی بلائے گئے ہین"

مصطفےٰ پاشا "شاہزادے صاحب اس لڑائی کے زمانہ مین آپ کا خدا جانے کیا حال رہا - مدتون غائب رہے - اور ہر سپاہی کو تشویش مین رکھا - پھر ملے تو ایسے مجروح کہ معاذاللہ - اور یک بیک پھر غائب - مگر انصاف یہ ہے کہ جن لڑائیون مین آپ لڑے اُنہین نیکنامی بھی آپ کو سب سے بڑھکر نصیب ہوئی - الحمدللہ کہ خدا نے آپ کی آرزو پوری کی - اگرچہ آپ نے اطلاع نہین دی مگر مجھے معلوم ہو چکا تھا"

حسن "جی ہان - خدا کا شکر ادا کرنا چاہیے کہ مجھے لڑائی مین بھی سرخرو کیا ورنہ مجھے تو ہرگز امید نہ تھی - جس بلا مین مین مبتلا ہو گیا تھا وہ ایسی نہ تھی کہ کوئی اور کام بھی کر سکتا آپ نے تو اُن دنون میری حالت دیکھی تھی - مین کسی کام کا تھا!"

مصطفےٰ پاشا "مگر آپ بڑی جانبازیون کے بعد کامیاب ہوئے - اور ایسی جانبازیون کا نتیجہ کامیابی ہی ہونا چاہیے"

حسن "لیکن اب وہ مصیبتین خواب و خیال ہو گئین - کیونکہ اب مجھے ہمیشہ سے زیادہ خوشی اور اطمینان حاصل ہے"

مصطفےٰ پاشا "ہان اور آپ نے روسی افسرون کو کس وقت بلایا ہے؟"

حسن - (گھڑی دیکھکر) "آتے ہی ہونگے - پانچ منٹ باقی ہین"

مصطفےٰ پاشا "اسی وقت! اور اُنکو نہ بلا لیا میرزا عباس کو؟ وہ بھی ایسا شخص ہے

کہ ہمیں ہمیشہ اُسکا احسانمند رہنا چاہیے"

حسن "جی وہ بھی آتے ہی ہونگے۔ اُنکی ترکی ٹوپی ہے۔ اُنکو بھی اُس وقت بلا دیا تھا"

مصطفےٰ پاشا "تو آپ نے بڑا سامان لیا ہے کیا ہے کیا؟"

حسن "تھوڑی ہی دیر میں آپ کو معلوم ہو جائے گا"

جمیل پاشا "میں عرض ہی کرتا ہوں" اسی قدر جملہ زبان سے نکلا تھا کہ ایک سپاہی نے آکے دست بستہ عرض کیا "حضور روسی افسر آتے ہیں اور اُنکے ساتھ پانسو کے قریب سوار بھی ہونگے"

جمیل پاشا "آنے دو"

اسکے بعد سب باہر نکلے۔ اور گھوڑون پر سوار ہوکے اُنکے استقبال کو لیے۔ روسی سپاہ سالار نے بڑھکے مصطفےٰ پاشا اور شاہزادہ حسن سے ہاتھ ملایا۔ ترکون کی طرف سے اُن کی سلامی میں باجا بجایا گیا۔ اور وہ خوش خوش خیمہ کے قریب آکے گھوڑون سے اُتر پڑے۔ یہ صرف اس زمانے کی تہذیب تھی ورنہ وہی لوگ جو کل تک ایک دوسرے کے خون کے پیاسے تھے آج اس خلق اور اس جوش مسرت سے ایک دوسرے سے ملے ہین کہ گویا کبھی عداوت تھی ہی نہین یہ عیسائی اور مسلمان ہین جنمین بوجہ رقابت ملکی اور نیز مذہبی کے کبھی اتفاق ہو ہی نہین سکتا۔ مگر کتنے خلیق ہین کہ دونون کے چہرون مین سے کسی پر بھی کوئی ناراضی یا مخالفت کے اثر نہین پایا جاتا۔ افسوس ہے ہمارے سنیون اور شیعون پر جو وقت بے وقت ہمیشہ عداوت اور آزار رسانی پر آمادہ رہتے ہین جس محبت اور خلوص سے مسلمان اور عیسائی ملا کرتے ہین ویسا خلوص شاید کبھی اتفاقی ہی دو سنیون اور شیعون مین پایا گیا ہو۔ ورنہ ہمین تو امید نہین۔ ہمارے شیعون اور سنیون کو ان سے اتفاق اور تہذیب کا سبق لینا چاہیے۔

روسی افسر ترکی خیمے مین داخل ہوے اور عین اُسی وقت میرزا عباس بھی آگیا جسکے استقبال مین مصطفےٰ پاشا اور خصوصاً شاہزادہ عزیز نے بڑی سرگرمی دکھائی۔ یہ سب لوگ اب خیمے مین بیٹھے ہین اور نہایت دوستانہ الفاظ مین باتین کر رہے ہین مصطفےٰ پاشا نے میرزا عباس کو روسی سالار فوج سے ملایا اور اُسنے بھی اپنا بہت بڑا اشتیاق ظاہر کیا۔

شاہزادہ حسن "میں آپ کا نہایت مشکور ہوں کہ میری درخواست کے بموجب آپ نے یہاں تشریف لانے کی تکلیف گوارا فرمائی"

روسی افسر "یہ تکلیف ہمارے لیے موجب فخر ہو سکتی ہے کیونکہ ہم خاندان عثمانیہ کے ایک شاہزادے کے مہمان ہیں۔ جو خلق و مروت بہادری بلکہ تمام اوصاف میں یکتا ہے"

شاہزادہ حسن "الحمد للہ کہ اب خوشی کا موقع ہے اور وہ زمانہ گذر گیا جبکہ ہم ایک دوسرے کے خون کے پیاسے تھے اور ہمارے ہاتھوں خونریزی ہو رہی تھی"

روسی افسر "بے شک ملکی حالت اور سلطنت کی نگہداشت ہمیشہ سے یہ ایسے معاملات رہے ہیں کہ جنکی وجہ سے بہت خونریزی ہوا کی۔ ایک سپاہی جرات اور شجاعت کو اپنا جوہر مانتا ہے مگر غور سے دیکھیے تو یہ جرأت بڑی بُری چیز ہے۔ ظلم اور خونریزی ہی کا نام جرات ہے"

شاہزادہ حسن "یہ صحیح ہے لیکن اگر اعتدال سے کام لیا جائے اور مظلوم پر تلوار نہ اٹھائی جائے تو حقیقت میں شجاعت سے زیادہ عمدہ وصف انسان کے لیے کوئی نہیں ہو سکتا ہے"

جمیل پاشا "خیر۔ ان باتوں کے لیے تو شاید بہت سے اوقات نکل آئینگے۔ آپ لوگوں کو اسوقت صرف تفریح اور مسرت انگیز دلچسپی کے لیے تکلیف دی گئی ہے۔ ہم ایک خوشی کے منتظر ہیں جسکا وقت آگیا اور اچھا نہ معلوم ہوا کہ آپ ہماری اس مسرت میں نہ شریک ہوں"

روسی سالار فوج "آپ کی خوشی ہماری ہی خوشی ہے اور آپ کی اس یاد فرمائی کے ہم مشکور ہیں۔ اور جوش مسرت ہمیں بیتاب کیے دیتا ہے کہ پوچھیں وہ کون سی خوشی ہے"

جمیل پاشا "ہمارے معزز اور جوانمرد شاہزادے شہزادہ حسن کو ایک عشق نے عرصے سے سرگردان کر رکھا تھا جسمیں خدا کے فضل و کرم سے اب انھیں کامیابی ہوئی۔ اور انکی معشوقہ وفاداری اور ہموزن محبت کے ساتھ انکے پاس آگئی۔ اسوقت منظور ہے کہ عقد ہو جائے تاکہ وصال کی امیدیں زیادہ طول نہ کھینچیں۔ اگرچہ مناسب یہی تھا کہ خاص سلطان کے سامنے قسطنطنیہ میں عقد ہوتا لیکن بیقرار دلوں سے صبر نہیں ہو سکتا"

روسی افسر آپ کی مسرت مین ہم خوشی خاطر شریک ہو گئے۔ شاہزادی حسنا۔
خدا آپ کو مبارک کرے "

مصطفیٰ پاشا "مین بھی مبارکباد دینے کا مستحق ہون مجھے بھی اسی وقت معلوم ہوا کہ یہ دعوت اس تقریب مین کی گئی ہے۔ بہتر تو اب قاضی صاحب کو بلوا لیجیے تاکہ شرعی طور پر باقاعدہ عقد ہو جائے۔ واقعی ہمارے شہزادہ حسن کو مدتون کے بعد یہ مسرت نصیب ہوئی ہے ورا س نکاح کی آرزو مین انہون نے ایسی ایسی سختیان اٹھائی ہین جنکے خیال کرنے سے حیرت ہوتی ہے کہ انسان عاشق ہونے کے بعد کتنا بڑا تحمل ہوتا [illegible]

اسکے بعد علی پاشا نے آدمی بھیجکے قاضی صاحب کو بلوایا۔ ایک متقطع اور سن رسیدہ عالم جو شاہزادہ حسن کے گروہ مین تھے انکی علما و تار اور مقتدایانہ وضع مین تشریف لائے مصطفیٰ پاشا اسمٰعیل پاشا اور شاہزادہ حسن نے بڑھکے انکے ہاتھ چومے۔ ان ترکی افسرون کو انکی تعظیم کرتے دیکھکر روسی سرداران فوج بھی کھڑے ہو گئے۔ اور انہین حیرت ہوئی کہ ترکون یا مسلمانون مین مذہبی مقتداؤن کی کسقدر تعظیم کی جاتی ہے۔ قاضی صاحب ایک کرسی پر رونق افروز ہوئے اور روسی افسرون کی طرف اشارہ کر پوچھنے لگے "یہ کون حضرات ہین "

شاہزادہ حسن۔ (ادب سے) "یہ سرداران افواج روس ہین جنسے کل تک ہم مقابلہ کر رہے تھے اور آج نہایت خلق و مروت کو کام مین لاکے انہون نے ہماری دعوت قبول کی ہے "

یہ سنکے قاضی صاحب نے ان لوگون کو غور سے دیکھا۔ اور اگرچہ انکی زبان مین گفتگو نہین کر سکتے تھے مگر بذریعہ شاہزادہ حسن کے مزاج پرسی کی۔ روسیون نے بھی نہایت ادب سے جواب دیا اور ثابت کر دیا کہ باوجود بہادری کے انمین بھی شریفانہ مزاج اور اخلاق ہین۔

اس خیمے مین ہر چہار طرف صدہا کرسیان لگی ہوئی تھین اور نہایت خوشنمائی سے سجا گیا تھا۔ تمام ترکی سرداران فوج آنا شروع ہوئے جو اپنے ملک کے معمولی اخلاق سے شاہزادے اور مصطفیٰ پاشا کو سلام کرکے ادب سے بیٹھ جاتے تھے۔ دم بھر مین

خیمہ بھر گیا اور کسی کے بیٹھنے کے لیے ایک کرسی بھی نہین باقی رہی حسب اصول اسلامیہ قاضی صاحب نے خطبۂ نکاح پڑھا۔ اور ایجاب و قبول کے شرائط پوری کرکے لوگون کی طرف دیکھکے فرمایا، مبارک، کچھ خرمے لٹا دیے گئے۔

تمام ترکی افسرون نے نہایت ذوق و شوق سے مسرت ظاہر کی اور شاہزادہ حسن کو مبارکباد دینے لگے۔

مصطفی پاشا: "حقیقت مین یہ بڑی خوشی کا وقت ہے۔ ہمارے سرتاج ہمارے شاہزادے کو آج اپنی سپہگری اور اپنے عشق دونون باتون مین کامیابی حاصل ہوئی۔ خدا انکی اور اُس خوش نصیب شاہزادی کی عمر مین برکت دے جسکی بی بی بننے کا شرف حاصل ہوا ہے"

روسی سالار فوج: "مین بھی شاہزادے صاحب کو مبارکباد دیتا ہون مگر (مصطفے پاشا سے) اتنا اور دریافت کرنا چاہتا ہون کہ وہ کون خوش نصیب شاہزادی ہے جو شہزادے صاحب کے نکاح مین آئی"

مصطفی پاشا: "آپ کو یہ سنکے حیرت ہوگی کہ وہ بھی ایک دولت عثمانیہ کی شاہی [illegible] ہے۔ زمانے نے اُسے بہت دنون اپنے وطن سے جدا رکھا اور اب ہمارے شاہزادے کی معشوقہ ہے۔ شاہزادی نورالصباح۔ جو بحر اسود کے مشرقی ساحل پر اپنی قسمت پر صبر کرکے بیٹھہ رہی تہی اور جسکا دوسرا نام ہے ملکہ ایجلینا!"

اتنا جملہ سنتے ہی سب روسی افسر حیرت سے دیکھنے لگے اور دیر کے بعد سالار فوج بولا "تو ہمین دہوکا دے کے بلایا۔ ہم اس شادی مین ہرگز نہ شریک ہوتے۔ شاہزادی ایجلینا ہمارے ملک مین مدتون رہی ہے۔ گورنمنٹ روس نے مدتون اپنی حراست مین رکھا۔ آخر مین کسی قدر بدگمانی ہوئی تہی اور اسی وجہ سے گورنر صاحب طفلیس نے فوجی حراست مین کرلیا تہا۔ ہمارا ایک افسر اُس شاہزادی کے عشق ہی مین مارا گیا۔ بے شک حضور زار کی بارگاہ مین ہمین الزام دیا جائگا مگر یہ تقدیری معاملات ہین خدا ہی کو یہ منظور تہا۔ اسمین کسی کو کیا دخل۔ اب خدا ہی نے آپ دونون کو ملایا تو مین بھی دلی مسرت سے مبارکباد ادا کرتا ہون"

اس تقریر کے بعد روسی افسر رخصت ہوے۔ سب افسران ترک بھی چلے گئے۔ اور شاہزادہ حسن نے اپنی دلربا کے خیمے کا راستہ لیا۔